رسالہ نادرہ

ردّ تناسخ

فضائل مآب جناب مولانا مولوی سیّد مرتضیٰ حسن صاحب مدرس

دار العلوم دیوبند کی تناسخ پر یہ وہ بےنظیر ولاجواب تقریر ہی جو جناب ممدوح

نے جمعیۃ الانصار دیوبند کے دوسرے سالانہ جلسہ موتمر الانصار

میرٹھ منعقدہ ۶-۷-۸- اپریل ۱۹۱۲ء مین فرمائی تھی

جس کو

ابو الافضال محمد فضل حسین مالک و اڈیٹر اخبار المشیر و رسالہ ضیاء الاسلام مراد آباد نے

اپنے

افضل المطابع پریس مراد آباد مین چھاپا اور شایع کیا

طبقہ علمائے ہندوستان مین بہت کم ایسے اصحاب ہونگے جو حضرت مولانا مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دیوبندی کے نام نامی یا اُنکے علمی کارنامون سے واقف نہ ہون - ممدوح سے جن لوگون کو براہ راست بالمشافہ گفتگو کرنے یا ملنے کا موقع ملا ہی وہ واقف ہین کہ مولانا موصوف نے کس درجہ باخبر اور حاضر جواب طبیعت پائی ہی آپ کو خاص طور پر علم مناظرہ سے کامل دلچسپی ہی اور اسی وجہ سے آپ جہان ملت بیضا کی صحیح تعلیمات مسلمانون پر اپنی پوری معلومات کے ذریعہ سے پیش کرتے رہتے ہین وہان غیر مذاہب کے متعلق بھی آپ کی معلومات کا حصہ تقریبًا مکمل ہی اسی بنا پر سنہ ۱۳۳۰ ہجری کے جلسہ موتمر الانصار منعقدہ میرٹھ مین ردّ تناسخ کے متعلق آپ کو تقریر کرنے کا مشورہ دیا گیا تھا چنانچہ ممدوح نے ایک ہی دو روز مین اس اہم و سخت مبحث پر ایک نہایت مکمل مضمون رقام فرمایا جس کا نہایت تھوڑا حصہ بوجہ قلت وقت کے حاضرین کو سنایا جاسکا تھا اور کل مضمون کو جناب ممدوح نے محض اپنی عنایت سے مجھکو بغرض طبع عنایت فرما دیا تھا سو خدا کا شکر ہی کہ مین آج اُس کو زیور طبع سے آراستہ کرکے نذر ناظرین کرتا ہون -

احقر

محمد فضل حسین ایڈیٹر اخبار المشیر مراد آباد

ردِّ تناسخ

ہم کیا تھے اور کیا ہو گئے اور کیا ہونگے - یہ مضمون ایک غور و فکر کرنے والے
کے لئے نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے۔ انسان کے جملہ حرکات و سکنات خیالات
ارادے معاملات ان ہی تینون تغیرات کے گرداگرد گھومتے ہین - لڑکپن مین
تعلیم و تعلم کی مشقتین تجارت کاشتکارونکی محنتین اسی ماضی و مستقبل کے نتائج ہین
ایک شوقین طالب علم جو آدھی رات کے بعد نیند کے غلبہ کی وجہ سے مستانہ وار
جھوم جھوم کر سبق یاد کر رہا ہی اور کہنا کچھہ چاہتا ہی اور زبان سے کچھہ نکلتا ہی
کوئی اوس سے پوچھے کہ اے جانِ مادر تیری مان باپ تیرے جملہ حوائج کے
متکفل تیرے ہی لئے ملازمت و تجارت کی تکالیف برداشت کرتے ہین تیری
پسینہ کی جگہ خون گراتے ہین تیرے کھیل کود کے دن تھے تجھے اس بے فکری کے
زمانہ مین کس غم نے بیتاب کر رکھا ہی آرام کو چھوڑ کر یہ تکلیف اور کلفت سے
الفت کیون ہی وہ عزیز چونکتا ہو کر سوائے مستقبل کی فکر کے کچھہ بھی جواب
نہ دیگا - اس غریب سے کیا پوچھنا ہے اپریل مئی کی سخت گرمی اور لق و دق ریگستان
مین بدن کی سیاہ کرنے والی دھوپ اور لوؤن مین چلنے والے کسانون سی
دریافت کرو کہ گھر مین تو غلہ رکھنے کی بھی جگہ نہین پھر یہ آفتاب سے عشق کیون ہی -

اے بندگانِ خدا کیا تمہاری طبیعت مین ٹھنڈے پانی اور سایہ مین بیٹھنے کا شوق ہی نہیین آخر تم بھی تو انہین انسانون کے بھائی ہو جنکو خس کی ٹٹیون مین بھی پسینہ آرہا ہی کیا تم کو راحت سے عداوت ہی برسات جاڑے گرمی جنگل مین کیون ڈیرے ڈال رکھی ہین آخر راز کیا ہی۔ انکو بھی لکھی ہے عبرت اور مستقبل نے مخوف کر رکھا ہی۔ یہ غریب خانہ بدوش فاقہ مست جفاکش کس شمار قطار مین ہین حکام وقت و سلاطین زمانہ کے انتظامات اور تردوات جنکی خیال کرنیسے تمام اسباب عیش مکدر ہوئے جاتے ہین اور اونکے جنگی جہازات کے بڑے بڑے بیڑے جرار لشکر ہی اسی ناہی و مستقبل کی مہم کیلئے تیار ہو رہے ہین ڈسنے آلاتِ حرب اور جدید توپین نبرد آزمائی ہی استاد ناہی و مستقبل ہی کے ہتیار ہین۔

گرجا گھرون کے گھنٹونکا غل اور مندرون مین ناقوسونکی چیخ و پکار مساجد مین اللہ اکبر کے نعرے بھی اسی نے بلند کر رکھے ہین۔ گنگا کے گرم اور سرد بالو پر جو بے خانمان جوگی پڑے ہوئے لوٹ رہے ہین کبھی اونسے ہی دریافت فرمایا کہ ہنگون کی طرح ننگ ڈھرنگ کیون خاک مین مل رہے ہو۔

کبھی پہاڑون کی چوٹیون پر سنیاسیونکی درد دل کی بیخبری کہ کس غم نے شہر او بستی سے متنفر اور یگانون سے بیگانہ بنایا ہی۔ خانقاہون مین چلہ کش خدا پرست عابدون سے جنکی بدن کا خون تک خشک ہوگیا ہی کبھی معلوم کیا کہ اونکی رنگ زعفرانی کیون ہین اگر دریافت کروگے تو اونکا گرو بیر مرشد اسی ناہی و مستقبل کو پاؤگے۔ آو دریاؤن کے تیز رو پانی تجھکو کیا ہوگیا تیرے پیچھے کس مصیبت کی سیلاب یا آگے کونسا مقصود و مطلوب ہے جو اس سراسیمگی سے تجھکو دوڑا رہا ہی گویا تجھے اسقدر بھی اجازت نہین کہ ایک پل کے لئے بھی قرار ہو سکے تجھ مین کونسا سیمابی مادہ آگیا ہی او جانے والے مسافر ہماری بات تو سُن لے۔ تجھے کسکا خوف ہی جو تو پیچھے پھر کر بھی نہین دیکھتا۔ یہ اتنے بڑے بڑے بھاری

جہاز بھی تیرے ساتھہ باوے دیوانے ہو گئے۔ اونکو بھی تونے اپنے ساتھہ بیقرار بنا دیا جو موٹے موٹے فولادی تارونکے رسون مین لنگرونکو بھی کھینچے لئے جاتے ہین۔ ان کے آگے کو لنسے مقناطیس کا پہاڑ ہے۔

اُو! سر پر خاک ڈالے ہوئے چلنے والی ہوا یہ خاک کا یا دل لئے ہوئے سرسبز باغون کو کیون اجاڑتی ہوئی چلی آتی ہے۔ درختون کو بے برگ و شاخ بنا دیا پہلو کو خاک پر ڈالدیا غریبون کے چھپرا ڑادے کوٹھے بنگلون کے دروازہ بند کردئے تو کس سے بھاگتی ہے اور تجھے کہان جانا ہے تیری منزل مقصود کیا ہے۔

اے آگ تو سچ بتا دے یہ بیقراری اور اضطراب کیون ہے لکڑی پتھر لوہا سبکو جلا کر لینی ہوتی ہے اس بلند پروازی کی آخر کیا وجہ ہے۔ تیری قسمت مین آرام کا نام ہی نہین ہے۔ اچھا تم سے کچھہ شکایت نہین جہان چاہو جاؤ۔ مگر ای مادر مشفقہ زمین تو تو بڑی حلیم سلیم چپ چاپ نظر آتی ہے لیکن تحقیق جدید نے بتادیا ہے کہ تو بھی بے چینی اور بیقراری سے چکر مین ہے کیا تو یہ چاہتی ہے کہ اپنی تمام اولاد کو زمین سے گرا کر کہین چلی جائے۔ کیا تجھکو اپنی اولاد پر رحم نہین آتا آخر ہمارا قصور کیا ہی تو ہمکو چھوڑنا کیون چاہتی ہے۔

صاحبو! کان تو لگاؤ پانیکا شور ہوا کی سنسناہٹ آگ کی لپٹ کی بھک بھک اور زمین اپنی خموشی مین بھی کہہ رہی ہے کہ ہمارا مقصود آیندہ ہے ماضی مستقبل کیطرف کو چلاتا ہے اور مستقبل ماضی کی طرف راہ نہین دیتا۔ تم سفلیات کو کیا کہتے ہو ذرا آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھو تمام افلاک سیارات ثوابت کا یہی حال ہی ع

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند — تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمان بردار — شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری

کسیکو چین و قرار نہین ہر شے ماضی و مستقبل کی جبروت حکم سے عاجز ہے ع

تجھکو کسیکی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو۔ تمام عالم مین حرکات مستقبل ہی کے لئے ہو رہی ہین سبکا مقصود آیندہ ہی ہے تمام دنیا مین اجزاے عالم کی حرکت سے ہی کا نومین

آواز نہین آتی جو متحرک ہین وہ سکون کی تلاش مین ہین اور جو ساکن ہین وہ عنقریب کوچ کرنے والے ہین۔

یہ قصہ تو ختم بہر ہی طے ہو نیوالا نہین آپ اس طرف متوجہ ہون کہ ابھی لڑکا پیدا ہوا تہا کہ مضغہ گوشت بیحس وحرکت تہا تہوڑے دنون مین گہر بیٹہنا دشوار ہے ماں باپ تلاش کرتے پہرتے ہین کہ ابھی یہان تہا کہان چلا گیا۔ کہیل کود مین ایسا مست و بیخود ہے کہ کہانے پینے کی بہی پرواہ نہین ہے ابھی گیند۔ بلا۔ نٹ بال ہاتہہ مین ہتی کہ لڑکپن کا رنگ ہی جاتا رہا۔ اب جوانی دیوانی

سر پر سوار ہے جلسہ احباب اور اسباب طرب کی فکر ہے ؎

سادگی کو چھوڑ دے اب آگیا عہد شباب
مُرخ پہ غازہ چاہیے چہرہ پہ افشان چاہئی

گہر کا تمام اندوختہ ایکدن مین اوڑانے کو مستعد ہین ماں باپ لاکہ سمجہائین

مگر سمجھتا کون ہے ؎

ناصحا مت کر نصیحت دل مرا گھبرای ہے
مین اوسی سمجھون ہون دشمن جو مجھے سمجھائے ہی

اب وہ لڑکپن کی باتین ہوا ہو گئین ایک نیا ہی عالم آنکھون کے سامنے ہے

اسیر پنجہ عہد شباب کرکے مجھے
کہان گیا مرا بچپن خراب کرکے مجھے

مجنون اور فرہاد کے قصے انکے جوش الفت کے سامنے گرد ہی تہے کہ ابھی نکاح بیاہ خانہ داری کے مستقبل نے ایسا جادو بند کیا کہ ؎

بہول گئے راگ رنگ بہول گئی جھکڑی
تین چیزین یاد رہین نون تیل لکڑی

کہان ہزارون کی پرواہ نہ تہی کہ اب ضرورت کیوقت ایک کوڑی پر دم نکلتا ہے ابھی تجارت زمینداری۔ سرکاری ملازمت دنیا کی ترقی کی فکر تھی کہ عمر ڈہل ہی گئی جوانی ختم شد۔ کما بدا کم تعودون۔ ماضی نے اگلا مستقبل پیش نظر کر دیا۔ بیوی بچے زن و فرزند سے محبت اور الفت نہین رہی اچھے خاصے رات کو پلنگ پر لیٹے تہے صبح کو ہوش کی حس و حرکت ہی نہین اطبا ڈاکٹر جمع ہین سبنے جواب دیدیا [illegible] تہے اندر باہر [illegible] باہر باہر

آبادی مین رہنے کی اجازت نہین شہر سے باہر جانیکا حکم ہے کوئی ہزار دفعہ آواز دے بُرا کہے بھلا کہے جواب ہی نہین دیتے یہ کیا ہو گیا ؏

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا۔ ہم کیا تھے اور کیا ہو گئے اور آگے کیا ہونگے۔ نہ پہلے کی خبر ہے نہ آیندہ کا حال معلوم آخر یہ طلسم کیا ہے۔ دنیا کے حکما فلاسفر کہان ہین جو سوائے عقل کے کوئی بات ہی نہین کرتے وہ اپنی عقلونکو ماضی مستقبل کے پاس روانہ فرمادین ہمکو بتا دین کہ ہم کیا تھے اور کیا ہونگے۔ افلاطون۔ سقراط۔ فیثاغورس۔ ابنادقلس۔ اغاثاذیمون۔ ہرمس وغیرہ حکمائے یونان و حکمائے ہند و دانایان فرنگ کوئی بھی تو دستگیری فرمائے اور یہہ بتلادے کہ ہم کیا تھے اور کیا ہونگے۔ آج دیکھنا ہے کہ اس مسئلہ کا جواب ان بڑے بڑے حکما سے کیا ملتا ہے۔ چونکہ حکمائے ہند اپنی قدامت کے مدعی اور تمام حکما کو اپنا شاگرد اور خوشہ چین بتاتے ہین۔ بلکہ تمام آسمانی کتابون کی نسبت بھی یہی دعوے ہے کہ ہماری ہی وید مقدس سے کچھ کچھ لیا ہے اور اسوقت بھی اونکے معتقد ہماری خوش قسمتی سے ہند مین موجود ہین اور اون کے ہر اہل کے بیر سٹر ہونیکا سرٹیفکٹ حاصل کرچکے ہین۔ اسوجہ سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اس مقدمہ کو اسی حکومت مین دائر کیا جاوے اوسکے بعد اور طرف متوجہ ہونا چاہئے اوستاد کے ہوتے ہوئے شاگردون سے رجوع فضول ہی۔

حکمائے ہند سوال مذکور کا جواب یہ عنایت فرماتے ہین کہ ہم یہ تو نہین کہہ سکتے کہ اس سے پہلے ہم کیا تھے اور بعد کو ہم کیا ہونگے مگر ہان یہ ضرور ہے کہ اصل سے انسان تھے لیکن جیسے جیسے کرم جنم افعال و اقوال کئے اوسکے موافق جون جسم قالب دُکھ سُکھ عیش و آرام رنج و راحت تکلیف اوٹھاتے رہے کبھی انسان کبھی دوسرے حیوانات یا نباتات کے جان مین رہے اور بعض یہ کہتے ہین کہ انسان اپنے افعال کے موافق علویات افلاک کواکب ستارونکا بھی جون لیتا اور اپنے اعمال کے موافق اوس جون اور قالب و جسم مین بہ سبب دکھ سکھ بھگت کے

پہر قالب انسانی پاتا ہی اور جسکے افعال بالکل اچہی ہی اچہے ہوتے ہین اوس کو
مکتی ہو جاتی ہے۔ یعنی ایک زمانہ تک پہر وہ جسم قالب عنصری مین نہین آتا ہے۔
جب پرلو ہوتی ہی پہر نئے سرے سے تمام ارواح کو جدید قالب ملتے ہین اسیطرح سے
ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ کو رہیگا ارواح کا ایک خاص عدد ہی اوسیکا لوٹ پہیر
ہوتا ہے خداوند عالم روح مادہ پرکرتی اجزا سے لاتیجزی یہ تینون قدیم وواجب
بالذات ہین انمین سے کوئی ایسا نہین جو ہلاک ہو یا فنا ہو سکے خداوند عالم مادہ سے
جسم بناتا ہی اور جیسے روح کے افعال ہوتے ہین ویسا ہی اوسکو قالب ملتا ہے۔
یہ انسان کا ماضی و مستقبل ہے اور یہی طریقہ جزا و سزا کا اور اپنے اس مذہب مین
افلاطون۔ سقراط۔ فیثاغورس۔ انباذقلس۔ یوذاسف۔ تتناسخی۔ ہرمس وغیرہ
حکما کو بھی شریک کرتے ہین بلکہ دعوے یہ ہے کہ عقل سلیم کے نزدیک بجز اسکے
تمام طریقے جزا و سزا کے غلط اور باطل ہین اب ہمکو اول تو یہ دیکھنا ہے کہ انصافاً
اور عقل سلیم کے نزدیک اس طریقہ مین کہانتک صداقت پائی جاتی ہے۔ اور یہ
حکما اپنے دعوی پر کیا کیا دلایل پیش کرتے ہین اور وہ کس درجہ صحیح یا غلط ہین اور ان
دلایل سے قطع نظر نفس مسئلہ ایا عقلاً صحیح ہو سکتا ہے یا عقل سلیم اسکو ناجایز اور
مہمل قرار دیتی ہی۔ ثانیاً اگر ان حکما سے اس مرض کا علاج نہ ہو سکے تو کس دار الشفا
مین مریض کو رجوع کرنا چاہئے اور اس پیچیدہ مریض کو آبحیات کہان سے دستیاب
ہو سکتا ہے۔

سو واضح رہے کہ تناسخ اور آواگون کا بطلان تو خدا چاہے ایسے قوی دلایل
عقلیہ سے ہو جائیگا کہ جسمین کسی عاقل کو لب کشائی کی گنجایش ہی باقی نہ رہیگی۔
ہان یہ ظاہر کر دینا بھی ضرور ہے کہ ان بڑے بڑے جلیل القدر حکما جنکے نام سے
دنیا مرعوب ہے اور انمین سے ایک کے حکم کے بھی خلاف کرنے کی جرات نہین
کرتی تو اس جمہوری مسئلہ کا خلاف کرنے والا بھی کیا دنیا مین کوئی پیدا ہوا ہے۔ یا
ہو سکتا ہے

تو جواب یہ ہی کہ ایک وہ مقدس جماعت بھی عالم مین ہی جسکا علم کسبی اور محنت و مشقت مجاہدہ اور ریاضت کا ثمرہ نہین ہے اونکا معلم خود خالق عالم ہے۔

وہ ہدایت عالم کے آفتاب جنکی برقی علوم نے جہالت کے سیاہ بادلون کے اندھیرے مین کیچڑ گارا خشک و تر زمین کے نشیب و فراز کو صاف اور ظاہر کر دیا ہے جہان رات دن برابر روشن و منور ہے جنکی بجلی کا انجن کبھی بگڑنا۔ خراب ہونا جانتا ہی نہین ہزار برس اور لاکھہ برس کا غور و فکر و تجربہ اونکی سرسری بات کو بھی غلط ثابت نہین کر سکتا۔

وہ پاک نفوس روح عالم حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہین جنکے سردار سید العرب والعجم افضل الموجودات اشرف المخلوقات نبی امی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہین جنکے ارشادات خدائی فرمان جن کی شان ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی ہے جنکے ارشادات احکامات مرکز عقل سلیم سے نسبت مساوات رکھتے ہین نہین نہین بلکہ عقل سلیم پروانہ وار بشکل دائرہ ہر جانب سے اونپر نثار ہے۔ اگر تمام ادراکات میزان عقل مین وزن ہوتے ہین تو یہان خود عقل تولی جاتی ہے۔ وہی عقل سلیم ہے جسمین یہ سیدھے اور سیدہے ادراکات سما جائین ورنہ سمجھہ لینا چاہیے کہ ضرور اس سمجھہ ہی مین کجی ہی کیونکہ جیسے سیدہی چیز ٹیڑھی چیز مین نہین جا سکتی اسیطرح سیدھی میان مین ٹیڑھی تلوار کا سمانا بھی محال ہی۔

ہان یہ ثابت کرنا ہمارا فرض ہی کہ عقل سلیم جماعت انبیاء علیہم السلام کی ضرورت کو تسلیم کرتی ہے اور جب تک فلک ہدایت پر سیارات تابندہ و درخشان نہونگے تو انسان محض مریض عقل سے ہدایت نہین پا سکتا۔

جیسے کوئی انسان کتنا ہی صحیح المزاج توانا و تندرست فرض کر لیا جائے۔ مگر بدون سواری کے تمام اطراف عالم مین خشکی تری کا سفر نہین کر سکتا۔

غرض یہ بحث تو اپنے موقع پر مفصل آئیگی یہان تو غرض فقط اعتقاد کے

کہ محکمہ عدالت اہنین حکمار تک محدود نہین ہے بلکہ اصلی حکومت اور ہے جسکی طرف
بعد مین رجوع کرنا ہوگا اور وہی فیصلہ حق اور نافذ ہوگا۔

چونکہ اسوقت گفتگو عقلی طور سے ہے اور کیسیکے کلام کو بدون عقل کی میزان مین
تولنے اور وزن کرنے کے تسلیم کرنیکو جرم سمجھا گیا ہی اسوجہ سے ہمکو ارسطو افلاطون
وغیرہ تمام حکماء ہند کے اجماع اور متفق اللسان ہوکر تناسخ اور اواگون کو صحیح کہدینے
سے ڈرنا نہین چاہیئے۔

ہم بکمال ادب یہ عرض کرتے ہین کہ وہ کیا دلایل ہین جنسے تناسخ کی حقانیت معلوم
ہو۔ جواب یہ ہی کہ اسوقت تناسخ کی حقانیت کے وہ دلایل بیان کئے جاتے ہین کہ
جنکو دلایل تناسخ مین عطر کیا جائے تو بجا ہے۔ اور آجکل جو تناسخی گروہ ہی اوس نے
نہایت ہی عرق ریزی سے اونکو نہایت صداقت اور مصفی کرکے بیان فرمایا ہے

پہلی دلیل تو یہ ہے کہ تمام حیوانات کا موت سے ڈرنا اسکی دلیل ہی کہ ضرور یہ پہلے
وہ موت کا مزا چکھ چکی ہین جبھی تو اوس سے متنفر ہین ورنہ جب اوسکو جانتے ہی نہین
تو اوس سے ڈر کیا اور کیون ایک ایسے لڑکے کو جسنے کبھی سانپ نہ سنا ہو نہ دیکھا ہو
نہ اوسکی مضرت سے واقف ہو سانپ کے پاس بیٹھا دو وہ کبھی بھی اوس سے نہ گھبرائیگا
نہ ڈریگا ہان جو شخص پہلے اوسکو دیکھ چکا ہی وہ ضرور سانپ سے ڈریگا۔

الجواب

یہ دلیل تو ایسی لچر ہے کہ عقل کے سامنے ذکر کرنے سے بھی شرم آتی ہے۔ چونکہ
موت حیات کے مخالف ہے اور حیات بالطبع عزیز ہے تو اسکی ضد بالطبع موجب
وحشت و نفرت ہوگی یہی وجہ ہے کہ اگر کسی ایسے لڑکے سے جو موت و حیات کا مفہوم
نہ جانتا ہو حیات و موت کا ذکر کیا جائے تو اوسکے نزدیک دونون برابر ہونگی۔ بلکہ
اگر کسی مرغوب کھیل کا نام موت رکھدیا جائے اور نہایت مفید کام مثلاً پڑھنے جس سے
لڑکے بالطبع متنفر ہوتے ہین حیات نام رکھدیا جائے تو اسی لڑکے کو کھیلنے کا نام

موت ہو اور اوستاد کا نام حیات تجویز کرکے اوس سے دریافت کیا جائے کہ صاحبزادے موت کو دوست رکھتی ہو یا حیات کو آپ خود انصاف فرمالین یا آزمالین کہ وہ ضرور موت ہی کو دوست رکھیگا چونکہ موت کی ڈراونی صورت لوگون کو مرتا دیکھنے اور سننے سے ہر سمجھدار جانتا ہے اور حیوانات کو بھی اسکا فطرۃً علم ہوتا ہے اسوجہ سے اوس سے متنفر ہین ورنہ اسکی وجہ بیان فرمائی جائے کہ بکرے بھیڑئے اور گائے بیل گھوڑے وغیرہ نے شیر کو تمام عمر نہ دیکھا ہو مگر صورت دیکھتے ہی کانپنے اور لرزنے لگتی ہین بخلاف انسان کے کہ وہ اپنی دشمن کو اسقدر جلدی اور بغیر تعلیم کے نہین جانتا۔ کیا تناسخ کے اصول پر یہ ہی تسلیم کیا جائیگا کہ ہر جانور نے پہلے جون مین ضرور بھیڑئے اور شیر وغیرہ اپنی دشمن جانورونکو دیکھا ہے جبھی تو اون سے بالطبع ڈرتے ہین۔ مگر افسوس نہین دیکھا تو انسان نے بکری اور مرغی کا بچہ تو پیدا ہوتے ہی بھیڑئے بلی چیل کو دیکھکر گھبرا جائے کہین دیکھنے لگے اور انسان کا چار برس کا لڑکا ہی جسنے سانپ نہ دیکھا نہ سنا ہو اوسکو ہاتھہ مین اوٹھالے اور شکار اجل ہو جائے۔

جن امور سے عام نفرت یا رغبت ہی اوسکی علت طبیعت ہو یا شہرت یہ اسکی دلیل نہین کہ پہلے جون مین ضرور اس سے ملاقات ہی ہوئی تھی۔

تعجب کی بات ہی کہ جب اہل تناسخ پر یہ اعتراض کیا جاتا ہی کہ اگر انسان پہلے جون مین کچھہ اور سہتا تو اوسکو اپنے پہلے جون کے افعال یاد کیون نہین تو جواب یہ دیا جاتا ہے کہ چونکہ انسان محدود عقل اور حافظہ رکھتا ہی اسوجہ سے پہلے جون کی باتین یاد نہ رہین تو کچھہ تعجب نہین آخر اس موجودہ جون کی ہی بہت سی باتین یاد نہین تو یاد نہ رہنا اسکی دلیل نہین کہ اس سے پہلے انسان کسی دوسرے قالب مین نہ تھا۔

مگر افسوس کہ اس جواب کو یہان یاد نہین رکھا جاتا انسان بیشک محدود العقل ہے اور حافظہ بھی ناقص ہی مگر یہ تو فرمایا جائے کہ جس کام کو پہلے جنم مین اکثر نہ کیا ہی وہ تو یاد رہے اور ایسا یاد ہو کہ حفظ نام لو۔ تو سوتے مین چونک اوٹھے اور جس کام کو

ہزارہا مرتبہ کیا ہی وہ ایک دفعہ بھی یاد نرہے اسکو کون عاقل تسلیم کرسکتا ہے۔
اگر یہ کہا جاے کہ چونکہ بیشمار جولون مین موت سے بیشمار مرتبہ ملاقات ہوئی
ہے اسوجہ سے موت یاد ہے اور کام یاد نہین تو جواب یہ ہی کہ ہر جون مین موت کو
تو ایک ہی مرتبہ دیکھا ہی اور دوسرے کام جو ہر جون مین صدہا مرتبہ کئے ہین
وہ یاد کیون نہین رہے اگر امور فطریہ ہی سے استدلال ہی تو پھر کھانا پہننا
چلنا ہنسنا بولنا وغیرہ سبکو استدلال مین پیش کرنا چاہئے مگر یاد رہے کہ اس بناپر
یہ بھی لازم آئیگا کہ مچھلی کے بچے پیدا ہوتے ہی تیرنے لگتے ہین اور پرندے
بلے سکھاے اوڑتے ہین انسان اپنے افعال فطری کرتا ہی تو لازم آتا ہے کہ
ہر شے ہمیشہ ایک ہی طرح کے قالب یا جون مین سیر کرتا رہا ہو ورنہ اگر کوئی
آدمی مچھلی بنا ہے تو وہ پیدا ہوتے ہی کسطرح تیرنے لگا حالانکہ تمام عمر اوسکو
تیرنا نہین آتا اس بناپر تناسخ کی آدہی عمارت یہین ڈہے جاتی ہے۔ نفس
موت سے کراہتہ اسکی دلیل نہین ہوسکتی کہ یہ شخص پہلے ہی مرا ہے۔
تعجب ہی کہ موت سے نفرت تو اسوجہ سے ہے کہ پہلے ہزارہا مرتبہ مرچکا ہی
اور اگر دریافت کیا جاے کہ بھائی موت کے کیا تکلیف کیا صورت ہے جس سے
گھبراتا ہے آخر تو نے اوسکو کیا دیکھا تھا تو جواب نفی مین ہے یہ ایسی لغو بات ہے
کہ اسکے جواب مین ہمکو اپنا اور سامعین کا وقت ضایع کرکے افسوس آتا ہے مگر
کیا کیا جاے۔ خدا چاہے یہ ثابت ہو جائیگا کہ تمام دلایل ایسے ہی لغو اور ضعیف
ہین اگر اونکو بیان نہ کیا جاے تو اہل تناسخ کے پاس دلیل ہی کونسی ہے جسکو
قوی کہکر پیش کیا جاے۔ چونکہ یہ دلیل رگ وید آدہی بھاشیہ بہومکا صفحہ ۱۳۲ پر مذکور ہے
اسوجہ سے اسکا ذکر کرنا لازم ہوا۔

اب ہم معاوضہ بالقلب دیکھاتے ہین۔ اگر موت کے عالمگیر خوف کو
تسلیم ہی کرلین تو آبطال تناسخ کی دلیل ہے کیونکہ موت کا عالمگیر خوف
ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ موت ہر متنفس کو ایک ہی مرتبہ آنیوالی ہے

اسکی صورت اور ہیئة سے ہر جاندار ناواقف ہے اسیوجہ سے ڈرتا ہے۔ اگر ہر جاندار بے شمار مرتبہ مرا ہوتا تو پھر موت سے ڈر ہی کیا تھا کتنی ہی سخت سے سخت بلا کیون نہو جب کثرت سے آدمی اوسے دیکھتا سنتا ملتا ہے تو اوسکی دہشت نہین ہوتی جو اول مرتبہ کی ملاقات سے ہوتی ہے اسکی بیشمار مثالین عالم مین شب و روز پیش آتی ہین طاعون کی جو اول اول دہشت تھی وہ اب نہین ہیضہ مین ہی آدمی ہلاک ہوتا ہے۔ مگر جو طاعون سے خوف ہے ہیضہ کا نہین۔ جو شخص اول اول حاکم کے دربار مین جاتا ہے ہوش و حواس بجا نہین رہتے مگر لیعکو حاکم سے رات دن بات چیت کرتا ہے۔ پرواہ ہی نہین رہتی تو موت کا عالمگیر خوف ہی تبلا رہا ہی کہ موت کی ہیبت سن سن کر با فطرۃ خلاف جناۃ جانکر جانا۔ ارونکی روح فنا ہورہی ہے ورنہ جس سے غیر متناہی جون مین سابقہ پڑا ہوا ور غیر متناہی مراتب سابقہ پڑیگا اوس سے کیا خوف ہے اوسکی تو عادت ہی ہوگئی ہے امور عادیہ سے اسقدر تنفر اور خوف ہونا عادۃً محال ہے۔

بلکہ تناسخ کی صورت مین چونکہ اکثر شریر اور ناپاک نفسون کو موت کی وجہ سے اس ناپاک جون سے پہلے بیشمار مرتبہ نجات حاصل ہوگی تو ہر جاندار موت کا جیاۃ سے زیادہ مشتاق او رکسی مصیبت زدہ کو قتل کر ڈالنا اور اس عذابی جون سے اوسکو چھوڑنا ایک قیدی کے آزاد کرنے سے ہزار ہا مرتبہ بہتر اور محمود ہونا بلکہ یہ کہنا ہی بیجا نہ ہوگا کہ دنیا مین کثرت سے بدکار اور برے ہی لوگ ہین جنکو خراب ہی جونون مین تکالیف اوٹھانی پڑتی ہے اونکو گو اسکا خوف ہو کہ اگلے جون مین اس جون کے کرمون کی سزا بھگتنی پڑیگی مگر پہلے سزا تو ختم ہوجائیگی اب نہ معلوم کونسی جون ملے اور کیا حالت ہو اور نہین تو کم سے کم جون چھوڑنیسے پیدا ہونے تک کا زمانہ تو آرام سے گذریگا اور اگر تکلیف بھی ہوگی تو چونکہ زمانہ اوراک و شعور کا نہین وہ تکلیف اور عدم تکلیف دونون یکسان ہین اور جو لوگ اچھے کرم والے ہین اونکو مدت سے کروڑون برسون تک مکتی نصیب

اونکو موت کیوجہ سے جو راحتین ملی ہین کیا وہ سب بہول گئے تو اِس بنا پر تمام
جاندار موت کے بیحد مشتاق ہونے چاہئیے تہی اگر موت کے مشتاق نہوتے
تو کم از کم خوف تو نہوتا یہ خوف ہی بتلا رہا ہے کہ ابہی تک کسی جاندار نے تمہو کا
مزا نہین چکہا مگر چونکہ زندگی کے لطف سے واقف ہین اور موت کی وجہ سے
زندگی کا زوال یقینی ہے اسوجہ سے تمام جاندار موت سے خایف ہین کہ دیکہے
وہ کیا بلا ہے دنیا کی تمام مصائب کا حال معلوم ہے مگر حال معلوم نہین تو موت کا
اور یہ کہ موت کے بعد کیا ہوگا اس بنا پر موت سے جسقدر بہی خوف و ہراس و
بجا ہے اور یہ اگر دلیل ہوسکتا ہی تو اسیکی کہ موت سے ابہی تک کبہی ملاقات نہین
ہوئی نکہ اولٹی بات کہ خوف کو تناسخ کی دلیل بنائی جاتی ہے۔

ایسا مسئلہ جو اصول مذہب مین داخل ہی کیا وہ ایسی خیالی اور وہمی باتون سے
ثابت ہوسکتا ہے۔ ناظرین اس دلیل اور جواب کے بعد خود فیصلہ فرمالین۔ اب
دوسری دلیل ثبوت تناسخ کی ملاحظہ ہو۔

تناسخ کی دوسری دلیل مدعیان تناسخ یہ فرماتے ہین کہ ہم نے تمام عالم کے
اجزاء کو لغور دیکہا تو سب مین آواگون اور تناسخ ہی پایا دہوپ کی تپش سے
بخارات اوڑتے ہین پانی جاتا رہا طبقہ زمہریر مین پہونچکر سردی سے پانی بنا
اور بہہ ہوکر برسنے لگا۔ اناج غلہ میوہ وغیرہ انسان کہاتا ہی وہ نجاست ہوکر
کہات ہو جاتا ہی پھر کہیت مین ڈالا جاتا ہے درختون کے اندر سے گذر کر پھر
وہی اناج میوہ ہو جاتا ہے۔ درخت سے پہل پیدا ہوتا ہے اوسکے تخم کو پھر زمین
مین ڈالدیتے ہین پھر وہی درخت بار آور ہوجاتا ہے اور وہی آسمان چکر کہاتا
ہے وہی آفتاب ماہتاب لوٹ لوٹ کر آتے جاتے ہین وہی ہوائین اوہر اوہر
اوسطرف کی اسطرف گہوم گہوم کر درختون کو ہلاتی ہین خاک اوڑاتی ہین۔ تمام
دریاؤن کا پانی سمندر مین جاتا ہے وہی بخار بنکر ایکدن برسنے لگتا ہے یہی آواگون
ہے۔ غرض جس چیز کو دیکہئے کوئی فنا نہین ہوتی ایک صورت کو چہوڑکر دوسری

صورت بدلتی ہی۔ بدیہات کو دیکھکر نظریات کا علم ہوتا ہے چاند کی روشنی اور اسمین کمی زیادتی چاند اور سورج کی وضع کے بدلنے سے ہوتی ہے اس سے یقین ہوگیا کہ بیشک چاند مین نور آفتاب ہی سے آتا ہے تو کیا اسقدر دلایل ہمکو اسطرف لیجانے پر مجبور نہین کرتے کہ انسان بھی فنا نہین ہوتا ہے یہی آواگون تناسخ اسمین یہی ہے زید کا عمرو عمرو کا زید وغیرہ انسان کے درخت درخت کے انسان انسان کے حیوانات اور حیوانات کے انسان وغیرہ وغیرہ بنتے رہتے ہین ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے ایسا ہی ہوتا رہیگا۔

الجواب

یہ دوسری دلیل تناسخ کی پہلی سے بہت زیادہ قوی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن ناظرین انشاء اللہ تعالےٰ تہوڑی دیر مین تعجب فرمائینگے کہ پہلی دلیل کو تناسخ سے کچھ لگاؤ تو تہا اسکو تو تناسخ سے کچھ تعلق ہی نہین ہمکو اسمین حیرت ہے کہ اس نئی دلیل کو کس قاعدہ قانون مین داخل کیا جاے نہ اسکا صغریٰ صحیح ہے نہ کبریٰ نہ اسکا کوئی مقدمہ قطعی اور یقینی ہے آج تو ہم قطعیات سے گفتگو کر رہے ہین آج قصہ کہانی مثالین سنانیکا دن نہین ہے۔

اس بیان کا حاصل تو ایک مثال ہی یا یون کہو کہ استقرار اور وہ بھی ناقص کیا آپنے تمام اجزاے عالم کو فرداً فرداً دیکھہ لیا ہے جو تمام اجزاے عالم پر یہ حکم لگایا ہی کیا معلوم ہے کہ عالم کے اجزا کسقدر ہین اور اونکی پیدایش کے کیا کیا طریقے ہین پہلے کوئی دلیل عقلی ایسی بیان کرنی چاہیے جس سے یہ ثابت ہو کہ پانی بادل ہوا درخت جملہ نباتات اور افراد انسانی کی پیدا کرنیکا ایک ہی طریقہ ہے پہر ایک شے مین ہی تناسخ ثابت ہوجاے تو البتہ سب مین تناسخ ثابت ہوجاے۔ ورنہ ایک کا حکم دوسرے پر کس قاعدہ سے جاری کیا جاتا ہے۔

جب ہم یہ دیکھتے ہین کہ کوئی شے بالطبع آثار پیدایش مین ایک دوسرے سے بہی

جداگانہ ہین تو انسان کو بھی دوسرون پر قیاس کرنا کس شکل کا نتیجہ ہے مگر ہم جانتے ہین
کہ ناظرین کی فقط اسقدر رکھدینے سے تسلی ہوگی بلکہ اسکو دفع الوقتی خیال فرمائینگے
اہل تناسخ کی جانب سے دلیل کی یون تقریر فرمائین گے کہ مطلب یہ ہی کہ عالم سفلی جسکا
یکون عناصر اربعہ سے ہے جب اوسکے اکثر افراد مین تناسخ ہے تو انسان کو اس سے
الگ رکھنا کس دلیل کا مقتضی ہے ظاہر خیال اسیکا شاہد ہی کہ وہ بھی مثل اپنے
دوسرے بھائیون کے اواگون ہی کے چکر مین ہے۔

لہذا عرض ہی کہ بغور ملاحظہ فرمایا جائے کہ انسان مین دو جز تہے ایک تو روح
دوسرا مادہ مختلف انسانون کے مختلف اجسام ہوتے تو مسلم ہے گفتگو اسمین تھی کہ
ان مختلف انسانون مین ارواح بھی مختلف اور نئی نئی آتی ہین یا چند روحین
متعین ہین وہی مختلف قالبون مین گردش کرلتی ہین اور ایک متعین روح کو
غیر متناہی قالب اوسکے اعمال کے موافق ملتے ہین۔

اور یہ بات بھی مسلم ہی کہ جملہ حیوانات معدنیات نباتات اربعہ عناصر سے بنے
ہین جنکو خداوند عالم نے ایک مرتبہ پیدا فرمادیا ہے۔ یہ نہین کہ ہر انسان کیواسطے
نئی آگ ہوا مٹی پانی بنائی جاتی ہے اور اوس سے اوسکا قالب بنایا جاتا ہے۔

دلیل مذکور سے بعد تسلیم یہ ثابت ہوتا ہے کہ پانی بھی وہی ہے ہوا آگ مٹی بھی وہی
ہے آسمان آفتاب ماہتاب وہی متعین اشیاء ہین جنکو گردش ہو رہی ہے حیوانات
نباتات کیلئے جو غذائین مقرر ہین اون مین کون فساد ہوتا رہتا ہی۔ اناج ترکاریان
میوجات وغیرہ انسان نے کہائے کچھ ثقل ہوکر خارج ہوا کچھ جزو بدن ہوگیا۔ وہ
ثقل بھی مٹی ہوگیا انسان بھی مرکر مٹی مین ملگیا پھر یہ اجزا دوسرے جزونکی اجزا بنگئی
تو قابل گذارش یہ ہی کہ اسمین کسکو اختلاف تہا اور کون کہتا تہا کہ ہر انسان یا حیوان
وغیرہ کے نئے نئے مواد ہوتے ہین۔ لہذا مستدل کی غرض یہ ہوئی کہ جیسے مادہ حیوانات
نباتات کا جدید نہین ہی اوسی مادہ مین لوٹ پہیر ہوتا ہے روح بھی حیوانات نباتات
کی نئی نہین وہی پورانی روح مادہ کی طرح لوٹ کر آتی جاتی ہے۔ اب یہ بیان فرمایئےکہ

کہ روح و مادہ مین کونسا اتحاد ہے کہ اگر مادہ مین لوٹ پہیر انقلاب تسلیم کر لیا جای
تو روح بھی ایک ہی ہو جو لوٹ کر آتی جاتی ہے مقصود یہ تہا کہ ایک روح بار بار
آتی جاتی ہے اور دلیل اسکی یہ کہ مادہ مین اواگون ہے تو اس بناء پر روح مین
بھی اواگون ہے یہ کس دلیل کا نتیجہ ہے توضیح کی غرض سے مثال عرض ہے
متعدد انجن چل رہے ہین اور جب وہ انجن لوٹ جاتے ہین تو اونہین انجنونکے
لوہے کو دوبارہ سہ بارہ گلا کر پہر انجن بنائے جاتے ہین۔

یہ بات تو مشاہد اور محسوس ہی کہ جب ایک انجن ٹوٹتا ہی تو اوسیکے لوہی کا
دوسرا انجن بنایا جاتا ہی مگر اختلاف اسمین ہو رہا ہو کہ جس ڈرایور نے اس انجن کو
پہلی مرتبہ چلایا تہا وہی ڈرایور روک لیا گیا تہا اور انجن درست ہونیکے بعد
وہ پہلا ہی ڈرایور اوسکو چلاتا ہے۔ یا ہر دفعہ انجن ٹوٹ جانے بعد وہ ڈریور موقوف
ہو جاتا ہے۔ پہر وہ اس جدید انجن کو نہین چلا سکتا جدید انجن کے لئے ڈرایور بھی
جدید ہی ہوتا ہے۔

ایک شخص مدعی ہی کہ نہین وہ پہلا ہی ڈرایور پھر انجن جدید کو چلاتا ہی۔ ڈرایور
ایک ہی ہے جو یکے بعد دیگرے مختلف انجنون کو چلاتا ہے۔ اور دلیل یہ ہے کہ
دیکہو وہی لوہا ہی وہی لکڑی ہے جو پہلے جلتی تہی وہ راکہہ ہو گئی پہر زمین مین ڈالدی
گئی اوسکی قوت درختون مین گئی اونکی لکڑی پہر جلی پہر راکہہ ہوئی پہر درختون
مین پڑی علی ہذا القیاس اوسی سمندر کا پانی ہے بلکہ وہی پانی ہے جو بہاپ ہو کر
اوڑ گیا تہا طبقہ زمہریر مین جا کر پانی ہو کر برسا پہر بہاپ ہوا پہر پانی علی ہذا القیاس
تو جب لوہا پانی لکڑی آگ وہی ہوے تو ڈرایور بھی وہی کیون نہ ہوگا۔ اہل انصاف
خیال فرمالین کہ دعوے اور دلیل کو کیا تعلق ہے جہان مادہ کی قدامت کو ثابت
کیا جاوے۔ وہان یہ دلیل بظاہر کچھہ مفید ہو سکتی ہے۔ مگر تناسخ سے تو اسکو کچھہ
تعلق ہی نہین۔

اواگون ہی نہین بلکہ اسکو تناسخ ہی کے اثبات کی دلیل بنایا جاتا ہی۔

تو بہتر ہے ذرا گوش وہوش سے متوجہ ہون جب اہل تناسخ کے نزدیک روح دوسرے اجسام بلکہ حیوانات ونباتات اور بعضون کے نزدیک افلاک وکواکب مین بھی سیر کرتی ہے تو کیا دلیل ہی کہ عناصر اربعہ مین روح نہ آتی ہو تو اب اسنے اثبات تناسخ کیا مصادرۃ علی المطلوب نہوگا۔ انہین کے اندر تناسخ ثابت کرنا منظور تہا اور انہین کو دلیل مین پیش کیا اگر دعوے خود دعوی ہی سے ثابت ہوجایا کرے تو پہر دلیل کی حاجت ہی کیا اور تمام دنیا کے کل دعاوی ثابت ہوجائینگے۔

عناصر اربعہ مین کون وفساد مسلم مگر دعوی سے کیا تعلق آنلج غلہ میوہ جات درختون کے تخم سے جو درخت اوگتے ہین اون مین کون ثابت کرسکتا ہے کہ وہی ارواح جو پہلے درختون مین تہین بعد کے درختون مین بہی وہی عود کرآئی ہین۔ اور آفتاب ماہتاب کے بار بار لوٹنے سے اور تناسخ سے کیا تعلق اگر یہی اثبات تناسخ ہی تو مکان کے اندر سے باہر اور باہر سے اندر دو چار مرتبہ آگئے اور تناسخ ثابت ہوگیا۔

اس دوسری دلیل پر ایک لطیف بحث ہی جس سے اہل فہم خدا چاہی بہت خوش ہونگے اور یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہوجائیگی کہ دلیل کو دعوے سے کچہہ تعلق نہین اور وہ یہ ہی۔

کہ تناسخ کا حاصل یہ تہا کہ ایک خاص روح معین مختلف قالبون مین جاے یہ نہین کہ روح ہی مین تغیر آجائے کبہی تو روح روح ہے کبہی روح روح ہی نہ رہی کچہہ اور بن جائے تو اس بنا پر دلیل یون بیان کرنی چاہیے تہی کہ ایک خاص پانیکو کسی گلاس مین لیتے ہین اور وہی کبہی لوٹے مین ہوتا ہے پہر گاہے مٹی کا اور گاہی تانبے پیتل کانسی کا کبہی مشک مین کبہی مُنہ مین کبہی پیٹ مین پہر جگر رگون اعضاء مین شانہ سے ہوکر قارورہ مین پہر گنگا نہر راج بہی ہین دیکہو ایک ہی پانی ہے اور قالب مختلف ایسے ہی ایک لکڑی کبہی سر پر کبہی کاندہے پر گاہے دہنے ہاتہہ مین گاہے بائین مین غرض ہر شے مختلف جگہون اور مکانون مین جاتی ہے

توکیا وجہ کہ روح مختلف قالبوں اور جگہوں میں نہ جائے۔ ویلا آسمان بھی تھی اور صفا
اور مشواہد بھی بہت ہو اور مثل اور مثل لہ مطابق رہتی مگر بیان یہ ہوا کہ پانی ہوا
بن گیا۔ بیشک مگر یہ تو فرمائیے کہ وہ اسوقت وہ ہوا ہی یا پانی ہوا یا پانی ہو گئی لیکن اسوقت
ہوا ہی یا پانی لکڑی راکھ بن گئی تو اسوقت لکڑی ہے یہ راکھ تخم درخت ہو گیا۔ مگر
اسوقت وہ تخم ہے یا درخت غرض ایک شئی اپنی ایک صورۃ نوعیہ چھوڑ کر دوسری
صورۃ نوعیہ اختیار کر رہی ہو تو اس بنا پر روح ہی کبھی غیر روح تو اس صورۃ
مین غریب روح کا قالب بدلنا لازم نہیں آتا بلکہ اوسکی ذات ہی کا بدلنا لازم
آتا ہی جس سے روح روح ہی باقی نہ رہے کیا تناسخ کا بھی مطلب تھا۔
کیا زید عمرو بکر ہاتھی گھوڑا بندر کتا آم امرود مین روح کا قالب بدلتا ہے
اور روح روح ہی رہتی ہی یا روح کی صورت نوعیہ ایک صورۃ نوعیہ کو چھوڑ کر
دوسری صورت نوعیہ قبول کر کے ایک دوسری ہی روح بنجاتی ہے کیا روح بھی
مثل اجسام عنصری و موالید ثلاثہ حیوانات نباتات جمادات کی حرکت ہے یہ تو
روح کو تناسخ ہنوا بلکہ روح کو مسخ کر کے کچھ اور بنا دیا اگر روح اور ان اجسام
مین حالات کے اعتبار سے اتحاد لازم ہی کہ جو ایک کا حال ہو وہ دوسرے کا
بھی ہو تو روح کی روح ہی نکل گئی اور اگر روح مجرد ہے اور یہ اجسام مادی
ہین اور انکے احکام آپس مین مختلف ہین تو پھر پانی کی ہوا، ہوا کے پانی ہونیسے
تناسخ کو کیا تعلق یہ ہی خلاصہ تناسخ کی دلیل دوم کا ہی جس نے تناسخ کو مسخ کر کے
نہ معلوم کیا بنا دیا۔
پانی ہوا ہوتا ہی پھر ہوا پانی آپ پر قیاس کر کے سونے کو لوہا اور لوہے کو
سونا تو بنا دیجئے کیا اصول مذاہب عقلی طور پر ایسے ہی دلائل سے ثابت ہوتی ہین
پس کیا یہی دلائل ہین جو انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ مین پیش کئے جائینگے کیا
یہی دلائل وحی کا مقابلہ کر سکین گے اسکے بعد ہم تیسری دلیل کیطرف متوجہ ہوتے
ہین جو اہل تناسخ کے پاس بڑی قوی دلیل ہے دیکھو ہذا۔

خداوند عالم جمیع صفات کمالیہ کے ساتھ متصف ہی اوسمین نقصان کا شایبہ بھی نہین وہ جہان علیم و سمیع - بصیر محی ممیت - قدیر وغیرہ ہی اوسکی ایک صفت عدل بہی ہی وہ کسی پر ظلم نہین کرتا اوسکو تمام مخلوقات کے ساتھ برابر تعلق ہے اوسکا کوئی فعل حکمت سے خالی نہین وہ تمام مخلوقات کا مالک ہی -

ان خدائی صفات کو پیش نظر رکہتے ہوئے ایک عاقل کو بڑی حیرت ہوگی کہ ایسا رحیم و کریم عادل و منصف جسکی شفقت و عدل ماں باپ سے بے انتہا درجہ بڑہی ہوئی ہی اوس نے اپنی پیارے اور عزیز مخلوق پر یہ ظلم و ستم کیسے روا رکھا کوئی امیر ہے کوئی غریب کوئی تندرست کوئی بیمار کوئی خوبصورت کوئی بدصورت وغیرہ وغیرہ خدائے برتر سے یہ بات عقلاً محال ہی کہ ظلم و تعدی بلا وجہ بے قصور مخلوقات پر جائز رکہی غرض مخلوقات مین اسقدر اختلاف جو مشاہدہ ہی اگر تناسخ نہ مانا جائے اور پہلی جونکے کرمون کا بدلہ نکہا جائے تو پرمیشور کیطرف ظلم کی نسبت لازم آتی ہی جو محال ہی اور اگر یون کہا جائے کہ ان تکالیف سے پہلی جو اس جون مین برے افعال کئے ہین اونکی سزا ہی تو یہ بات بعض افعال مین اگر صحیح بہی ہو جائے تو کچہ نتیجہ خیز مضمون نہین کیونکہ بعض تکالیف وہ ہوتی ہین جو انسانکو سن شعور سے پہلے ہوتی ہین - اونکو کس فعل کا بدلہ کہا جائیگا بلکہ پیدا ہوتے ہی بلکہ اوس سے بھی قبل جو تکالیف ہوتی ہین اونکو کس فعل کا بدلہ کہا جائے گا ہان تناسخ اور آواگون کی صورت مین یہ کہہ سکتے ہین کہ اس جون سے پہلے جون اور جنم مین جو برے کام کئے تھے اس جون مین اوسکا بدلہ ملتا ہی اور یہ کہنا کہ انسان جو آیندہ کو برے فعل کرے گا اوسکی جزا و سزا خداوند عالم نے پہلے ہی دیدی یہ بات ایسی غیر معقول ہی کہ کوئی عاقل بھی تجویز نہین کر سکتا -

غرض مخلوقات کا یہ اختلاف باواز بلند کہہ رہا ہی کہ انسان اس جون سے پہلے بھی کسی جون مین تھا جس کے بدلہ مین اب راحت یا آرام وغیرہ پاتا ہی اور یہ سلسلہ لازمی تھا یہ غیر متناہی ہی نہ اسکی ابتدا ہی نہ انتہا

اور چونکہ خداوند عالم نہایت ہی منصف ہی اسوجہ سے اس روح کو اوس کے افعال ہی کے موافق قالب اور دکھہ سکھہ ملتا ہی کوئی روح کوئی قالب بدون افعال کے نہین پا سکتی اور جب انسان اچھے ہی اچھے افعال کرتا ہی تو پھر ایک زمانہ تک اسکی روح مکتی پاکر قالب اور مادہ کی قید سے آزاد ہوتی ہی جسکی مقدار ستیارتھ پرکاش مین کروڑون کیا اربون سے بہت زیادہ بتلائی گئی ہی اسکے بعد پھر وہ جون مین آتی ہے اور کرمون کی موافق پھر جون ملتا ہی اسیطرح برابر ہوتا رہا ہی اور ہوتا رہیگا یہ دلیل نہایت قوی اور زبردست ہی اور اہل تناسخ کے لئے مایۂ ناز ہی مگر جواب کے بعد خدا چاہے یہ معلوم ہوجائے گا کہ اس دلیل کے مقدمات مدعی اس سے بیٹے تعلق ہی نہین بلکہ ابد الآباد تلک تناسخ کو دنیا سے رخصت ہی کردیا ناظرین لبغور ملاحظہ فرمائین۔

الجواب

خلاصہ دلیل یہ ہی کہ انسان کے اختلاف اور خداوند عالم کے عدل نے اسپر مجبور کیا ہی کہ تناسخ تسلیم کیا جائے اگر خداوند عالم عادل ہی رہے اور یہ اختلاف بھی جونکا تون دنیا کو رنگا رنگ بنائے رہی یہ پہیلی ٹھیک بیٹھ جائے اور ترجیح بلا مرجح لازم نہ آئے تو پھر تناسخ ثابت نہین ہوسکتا اس اجتماع ضدین ہی کے رفع کرنے کی غرض سے تناسخ کی خوشامدین کی ہین کہ بہائی تو ہی کیسطرح اس عقدہ کو حل فرما آدمی کی روح چاہی سئور۔ کتے۔ گدہے۔ بیل۔ درخت۔ پتھر کے جنم مین چلی جائے مگر خداوند عالم تو ظالم نہ کہلایا جائے۔

سو اول تو خدا چاہے ہم یہ ثابت کرینگے کہ خداوند عالم حکیم عادل اور رحیم و کریم ہی ہی اور یہ اختلاف بھی بغیر تناسخ کے ہوسکتا ہی تو پھر خدا کا عدل و رحم اور عالم کا اختلاف تناسخ کی دلیل نہین ہوسکتا دوسرے یہ کہ اگر تناسخ کو تسلیم بھی کرلین تب بھی یہ الزام ظلم کا رفع نہین ہوسکتا تو پھر تناسخ کے ماننے سے کیا حاصل

تیسیرے عقلی طور سے :- دیکھا جائیگا کہ تناسخ کی صورت مین خداوند عالم عادل مالک قادر ہی نہین بلکہ خدا بھی نہین رہ سکتا تو جس ضرورت نے تناسخ کا راستہ دیکھایا تہا اوسی نے آگے چلکر تناسخ ہی کو سد راہ ثابت کر دیا۔

چوتھے انشاء اللہ تعالیٰ یہ بھی بیان کیا جائیگا کہ قطع نظر تمام مفاسد کے تناسخ عقلاً محال ہی تناسخ کی جو صورت حکماء ہند نے تجویز فرمائی ہے وہ ایسی محال ہے جیسے آگ پانی کا جمع ہونا یا رات اور دن کا اکھٹا ہونا والعہد لتبایئے ہو المستعان حاصل یہ ہی کہ اگر تناسخ نہو اور یہ انسان کو اول ہی مرتبہ قالب ملا ہو تو پھر عدل اور حکمت اور کرم و رحمت خداوندی اسکو مقتضی نہین کہ سب ایک ہی طرح کے ہوتے یہ اختلاف نہوتا۔ یہ اختلاف تناسخ اور آواگون کی وجہ سے ہے۔ حالانکہ غور سے یہ امر معلوم ہوتا ہی کہ عدل اور حکمت ہی اسکو مقتضی ہین کہ عالم مین اختلاف ضرور ہوتا کیونکہ کسی مرکب کے اجزاء ایک حیثیت کے نہین ہو سکتے بالخصوص جب مرکب سے مختلف اغراض مقصود اور ہر جزو سے علیحدہ نفع مطلوب ہو اوس کے اجزاء ایک ہی طرح کے ہون تو اون سے مختلف منافع کیسے حاصل ہو سکتے ہین۔

اور مرکبات کو جانے دیجیے فقط انسان ہی کو ملاحظہ فرمایئے کہ اس کے اجزاء مین کسقدر اختلاف ہی اگر اجزاء مین یہ اختلاف نہ ہوتا تو انسان سے مختلف افعال حرکات و سکنات کیسے ظاہر ہوتے اگر انسان مین فقط ایک سر ہی سر گول کروی شکل کا ہوتا تو بجز اسکے کہ گیند کیطرح لڑھکتا پھرتا اور کیا حاصل ہوتا۔ نظام سلطنت مین وزیر گورنر جج کمشنر وغیرہ حکام بالا دست اور ایکطرف فوجی سپاہی جنکا کام محنت و مشقت کیساتھ سر کٹوانا بھی ہی آیا اسکو کوئی شخص ظلم اور ترجیح بلا مرجح کہہ سکتا ہی ایک ادنے کارخانہ بھی بے حاکم و محکوم بڑا دنے واعلیٰ کے نہین چل سکتا جسکے لئے اختلاف ضرور ہے پھر عالم کا اسقدر بڑا گدام بے اختلاف کے کیسے چل سکتا ہی جس اختلاف کو عالم کی ذات مقتضی ہو اور حکمت اوسکے خلاف کی اجازت نہ دے اوسکو خلاف عدل اور ظلم کہنا اگر ظلم نہین

تو کیا ہی آیا مقتضائے حکمت بھی ظلم ہوتا ہی اور اگر حکمت ہی ظلم کو مقتضی ہے تو پھر وہ عین عدل ہی اگر پر یہ شور اور خدا دنیا کا مالک ہی اور پورا قادر اور مختار حکیم ہے تو جیسے ایک صاحب مکان اور نہایت قابل انجنیر پر یہ اعتراض نہین ہو سکتا کہ اوس نے نہ ہیچ بڑا مرحم اور ظلم کیا کہ ایک جگہ گوشہ نشین بنایا اور دوسرے کو اصطبل اور نجاست و بول و براز کا محل بلکہ اوسکی نہایت دانش اور حکمت کی دلیل ہی اور اوسکی استیماج اور غفلت پر مبنی نہین بلکہ مکان کی ضروریات اور اوسکی مقتضیات ہی کا یہ منشا تھا کہ اوسین جہان ایک کمرہ نہایت آراستہ اور فرش و فروش و زینت کا جلوہ گرہو اسیطرح اسکے برخلاف دوسری جگہ بھی ہو جہان کوڑے آ ہے بند ہین اور پیشاب و پاخانہ ڈالا جائے مکان مین مختلف وضع قطع کے کمرے اور مختلف حوائج پر مشتمل ہونا مکان کے کمال اور مکین کی دانش اور مستری کی عقل و حکمت کی دلیل ہی یہ اختلاف مکین و مستری کا ظلم نہین بلکہ مکان کی حالت پر عین عدل ہی گو پاخانہ کی فی حد ذاتہ ضرور ذلت اور نشستہ نشین کی عزت ہی مگر مجموعہ من حیثیت المجموعہ کے لحاظ سے عین کمال ہی نقصان کا نام نہین۔

تو بیشک خدائے برتر کا عالم کو اِس نظام کیساتھ پیدا کرنا کوئی خوبصورت ہو کوئی بدصورت کوئی امیر کوئی غریب کوئی رنج مین کوئی راحت مین وغیرہ وغیرہ اختلافات جو مشاہدہ ہین یہ عالم کے لئے عین کمال اور بالکل انصاف ہی۔ بلکہ اگر ایسا نہوتا تو بیشک عالم مین نقصان ہوتا اور دنیا پر ظلم ہوتا آپ نے یہ دیکھہ لیا کہ ایک شخص کی آنکہ جاتی رہی تو وہ کانا ہوگیا اوسمین نقصان ہوا اوسپر ظلم ہوا مگر یہ خیال نفرمایا کہ اگر دنیا مین سب آنکہہ والے ہوتے تو مجموعہ عالم کانا ہو جاتا اگر دنیا مین لنگڑے لولے غریب اپاہج محتاج مسکین حاجتمند ستم رسیدہ فاقہ کش نہوتے تو عالم ہی کو لنگڑا لولا۔ غریب اپاہج مسکین حاجتمند ستم رسیدہ فاقہ کش کہنا پڑتا۔

کہا مکان میں اصطبل خدام کی نشست گاہ پیشاب و پاخانہ کی جگہ ہونے
سے مکان کو کانا لنگڑا محتاج بے دست و پا غیر مکمل نہ کہا جائے گا۔
غلطی کا منشا یہ ہی کہ جزو کل کی حقیقت کو لحاظ نہین کیا گیا یا ایک جزو پر
دوسرے جزو کا حکم جاری کر دیا جاتا ہی یا تنہا اور مفرد اور اکیلے کا حکم مجموعہ پر
لگا دیا جاتا ہی یہ وجوہ ہین جن سے حکم کے جاری اور فیصلہ دینے مین حاکم غلطی کرتا
ہے روئیداد مقدمہ اگر کامل پیش نظر ہو تو خدا چاہے غلطی نہو تفصیل اس
اجمال کی یہ ہی کہ گھڑی مین یا کسی گودام مین کسی کل کے مختلف اجزا ہوتے ہین
کسی چکر مین ہزار دندانہ ہوتے ہین کسی مین پانسو کسی کل مین سو چکر اور پرزے
لگے ہوتے ہین تو کسی مین دس کم کہین کسی غرض کیوجہ سے کسی پرزے کو زیادہ
کرنا پڑتا ہی تو کہین کسیکی وجہ سے گھٹانیکی بھی ضرورت ہوتی ہے
تو اب اگر کوئی شخص پانسو دندانہ والے پرزے کو ناقص یا کم پرزے والی
مشین کو ردی اور بیکار کہنے لگے تو وجہ یہ ہی کہ اوس نے ایک کا حکم دوسرے کو
دیدیا یہ نہ سمجھا کہ اس پرزے کا کمال ہی یہ ہو کہ پانسو دندانہ ہون ہزار کیا
ایک بھی دندانہ زیادہ ہو جائے تو بالکل ردی اور بیکار ہو جائے دیکھنے والی
نے اصل اور کامل ہزار ہزار دندانے والے کو خیال کرکے پانسو دندانے والی کو
ناقص کہدیا اور یہ خیال نہ فرمایا کہ وہ اپنی جگہ کامل ہی یہ اپنی جگہ پر پرزا۔
دوسرے کی جگہ ناقص ہو اور اپنی جگہ کامل بنانے والے نے ترجیح بلا مرجح
نہین کی ایک پرزے اور مشین پر ظلم نہین کیا بلکہ اس اختلاف کو دور کرنا ہی
ظلم ہوتا اور تمام مشین بلکہ پورے گودام کو بیکار کر دینا تھا۔ ایک محبوب کے
چہرہ پر خال اور سر پر سیاہ بال فی نفسہ اگر الگ کر لئے جائین تو کسقدر قابل
نفرت ہین لیکن اگر وہ چہرہ پر اور وہ سر پر ہون تو حسن مین نقصان آجاتا کچھ
[illegible] ایسا ہی نیچ کو دیکھتے ہو ممکن ہو کہ بعض بعض وضع قطع کو بحیثیت
[illegible]

پیش نظر ہو تو وہی نقصان عین کمال نظر آنے لگتا ہی بلکہ جسکو نقصان کہہ رہا تھا اوسکے نہونے کو اب نقصان سے تعبیر کرتا ہی۔

کاش اگر تمام عالم کا نقشہ بھی ہماری آنکھون کے سامنے ہو جاتا اور مجموعہ عالم کو شخص واحد کی طرح ہم دیکھہ سکتے تو جو زخمی بدصورت غریب مسکین محتاج امراض اور مصیبت مین آہ وائے ویلا کرکے پتھرون کا جگر پانی کر رہے ہین جس مصیبتون کو برداشت کرنا تو درکنار دیکھا اور سُنا بھی نہین جاتا وہ بحیثیت مجموعی محبوب کے خال اور سر دنکے بال کی طرح زیب دہ عالم نظر آئے اور اونکے نہونی کو عالم کا باعث نقصان جانیے۔

کسی باجے کی لفظ باریک آواز یا فقط موٹی آواز جو گدہے کی آواز سی بھی بدتر معلوم ہوتی ہی جب وہ دونون ملجاتے ہین تو بڑے حکما کو مدہوش اور صوفیونکو رقص مین مبتلا کردیتی ہی بلکہ اگر غور کیجئے تو اونھین دو بدنما آوازون کے سوا تمام دنیا کے باجونکے اندر اور کچھ بھی نہین ایک برا بھلا ملکر دونون بھلے ہو جاتی ہین اور جو دو الگ الگ ردی اور بیکار قابل نفرت ہوتے ہین وہ ملکر ایسے عزیز ہو جاتے ہین کہ اونکو عزیز از جان کہا جاتا ہے۔

عیش و آرام والونکی خوشیون کے نعرے اور مصیبت زدونکی ضعیف اور دل ہلانے والی آوازین اگر تمام کا مجموعہ سننے مین آسکے تو دنیا کے باجونکا اوسکے سامنے تار تار علیحدہ ہو جائے علی ہذا دیگر اختلافات کو بھی اسپر قیاس کر لیجے۔

تو پھر کبھی نکہا جائے کہ یہ اختلاف ظلم اور خلاف حکمت ہی اور پہلے کرمونکا بدلہ ہے نہین نہین بلکہ یہی عین حکمت اور عدل ہی اور عالم کے لئے عین کمال اگر ہر انسانکو ایک ہی دفعہ دنیا مین آنا نصیب ہوا ہو اور جو ایک دفعہ گیا پھر کبھی واپس نہ آسکے نہ کبھی پہلے اوس نے دنیا کو دیکھا تھا مگر پھر بھی یہ اختلاف فقط اسی وجہ سے کہنا پڑے گا کہ عالم کا حسن اور ہر ہر شخص کی حالت اور صورت شخصیہ ہے اسکو مقتضی ہی جس حالت مین وہ ہی اگر اسکو کیا کہا جاتا یا غریب کو امیر کو غریب وغیرہ وغیرہ

تو یہ پرزے اپنی اپنی جگہ پر درست ہو کر کبھی ہمیشہ ہی نہیں سکتے تھے اور عالم کی گھڑی کا چلنا درکنار گھڑی گھڑی شمار کرتے ہوئے اس عین عدل اور عین حکمت کے نظام کو ظلم سے تعبیر کرنا عین ظلم اور خلاف حکمت ہی چنانچہ آیندہ اسکی انشاء اللہ تعالےٰ اچھا اور زیادہ تفصیل آنے والی ہے۔

یہ ہی وہ تحقیقی بات ہی جسکو ہر منصف ضرور تسلیم کریگا اور اگر اسپر ہٹ اور اصرار ہے کہ نہیں یہ اختلاف ضرور آواگون ہی کیوجہ سے ہی تو بہتر ہے ہم کو بھی اسکی ضد ہی کہ یہ اختلاف آواگون ہی کی دلیل نہیں ہو سکتا اس تحقیقی وجہ کے سوا جو ابھی بسر وضاحت ہو چکی اختلافات کے اور بھی وجوہ ہو سکتی ہیں۔ تب یہ اختلاف تناسخ کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ سوال تو یہی تھا کہ جس شخص نے ابھی تک کوئی گناہ یا کوئی فعل ہی قابل گرفت نہیں کیا اوسکو تکلیف کیسے۔ جواب یہ ہے کہ تکلیف اسی میں منحصر نہیں کہ کسی کسی کرم کا بدلہ ہی ہو باپ اپنی اولاد کو تربیت کے لئے مارتا پیٹتا ہی اور اوسمیں آیندہ کا نفع مقصود ہوتا ہی جو انسان کمزور رحم وکرم والا تربیت کی وجہ سے اولاد کو تکلیف دینا تنگ رکھتا ہی تو حقیقی رحیم وکریم اگر اپنے بندوں کو تربیت کیوجہ سے تکلیف و آرام دے تو کیا ظلم اور بے انصافی ہی اور تناسخ کی کسطرح دلیل ہو سکتی ہی۔ ڈاکٹر صاحب نشتر لگاتے ہیں اور پھر فیس بھی لیتے ہیں۔ یہ تکلیف راحت ہی یا ڈاکٹر صاحب کسی جرم کا بدلہ دی رہے ہیں۔

دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہی کہ ایک شخص کو تکلیف دی گئی اور اس تکلیف کا بدلہ آیندہ ہوا یا اسکو راحت دی گئی تو گو اسوقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ زید تکلیف میں تھا ہی اور عمر آرام میں مگر یہ وہی کہہ سکتا ہی جسکی نظر حالت موجودہ پر ہی اور جو مستقبل کو دیکھ رہا ہو وہ اسکے برعکس کہتا ہے اگر تشریح مقصود ہو تو سنو مثلاً ایک لڑکا ہی جسکا نام لال سرکار ہے کورٹ کر لیا [illegible] سو روپے تنخواہ کی ایک [illegible] اور دوسرا شخص موجود تھا [illegible] روپے [illegible]

چاہتا ہی خرچ کرتا ہی کوتاہ اندیش یہ کہہ سکتا ہی کہ سرکار نے اول الذکر پر بڑا ظلم کیا کہ بلا وجہ اوسکو اوسکے تمام مال و متاع سے علیحدہ کر دیا ہی وہ اپنے مال مین کچھ بھی تصرف نہین کر سکتا اور اوسکی وہ تنخواہ تجویز کی کہ اوسکے ملازم بھی اس سے زیادہ حیثیت رکھنے والے ہین اور یہ جو کچھ بھی کیا ہی بلا قصور و جرم کیا ہی کیونکہ وہ تو ابھی بچہ نابالغ ہی ہے اور دوسرا شخص جو جوان ہے باوجودیکہ اس نے ممکن ہے کہ کوئی سرکار کا جرم بھی کیا ہو مگر اوسکو آزاد کر کے عیش و آرام عنایت فرمایا باوجودیکہ بادشاہ کی نظر تمام رعایا پر ایک ہونی چاہئے یہ کھلا ہوا ظلم ہے۔

مگر دور بین یہ یقیناً جانتا ہی کہ یہ ظلم نہین ہے عین عدل و انصاف ہی یہ آج کی تکلیف کل کو رنگ لائیگی اسوقت کی فضول خرچیون سے جو روپیہ اسکا اندوختہ ہوگا وہ اسیکے کام آئیگا۔

یا ایک لڑکا خوب مزے سے کھیلتا پھرتا ہی اور دوسرا تمام رات دن محنت کرتا ہی اور تعلیم مین مشغول ہے کوئی اگر یہ کہے کہ اسکے باپ نے بڑا ہی ظلم کیا ہے جو اوسکو اوستاد کی قید مین جکڑ بند کر دیا اور دوسرے کو آزاد کر دیا تو اسکا جواب یہی ہوگا کہ آینے حال کو مد نظر رکھا اور انجام کا خیال نفرمایا کوئی دن آنے والا ہے جو کھیل کود والا ہے اسکی غلامی کریگا اور یہ حکومت۔

پس اسیطرح اگر ایک شخص رنج و تکلیف مین مبتلا ہو اور دوسرا راحت و آرام مین پرورش پائے مگر اس تکلیف و مصیبت والے کو آئندہ چلکر اسکا بہت بڑا بدلہ دیدیا جائے تو یہ کیسے کہہ سکتے ہین کہ یہ ظلم ہے یا پہلے کرمون کا بدلہ ہے ہرگز نہین۔

اللہ تعالےٰ اور پرمیشور بڑا رحیم اور عادل ہی اور بڑا حکیم وہ اگر کسیکو اسوقت تکلیف دیکر آیندہ چلکر اوسکا بدلہ راحت و آرام دے تو اسکے امتناع پر کیا دلیل ہوسکتی ہی لہذا یہ اختلاف تناسخ اور آواگون کی دلیل نہین ہوسکتا۔

اس تقریر کا یہ حاصل ہتا کہ خداوند عالم عادل حکیم ہی اور یہ عالم کا اختلاف آواگون پر مبنی نہین بلکہ ایک دوسری یہ اختلاف مقتضیات عالم سے ہے اور بھی

عالم کے حسن وکمال کا موجب ہی اگر یہ اختلاف نہوتا تو عالم ہی ناقص تہا ؎

گلہای رنگا رنگ سہی ہی رونق چمن　　ای ذوق اس جہان کو ہی زیب اختلاف سے

اگر اختلاف نہوتا تو عالم پر بڑا ظلم تہا اور یہ فعل حکمت کے بالکل خلاف ہوتا اور ایک وجہ سے باوجود خدا کے عادل اور رحیم وکریم ہونیکی اس اختلاف کا منشا ر تربیت وغیرہ ہی غرض یہ اختلاف تناسخ کی دلیل نہین ہوسکتی بلکہ اختلاف کے اور وجوہ بہی ہوسکتے ہین اب اگر خدا ہماری مدد فرمائے تو یہ ثابت کرنا چاہتے ہین کہ یہہ اختلاف عالم تناسخ کی وجہ سے کسیطرح ہو ہی نہین سکتا یہ بات اہل تناسخ کے اصول مذہب کے خلاف ہی کہ یہ اختلاف پہلے جنم کے کرم کا بدلہ ہو اور یہ وہ دوسرا نمبر ہے جسکا پہلے وعدہ کیا تہا۔

اہل تناسخ خداوند عالم پرمیشور کو قادر مطلق جانتے ہین یا نہین بندون پر اوسکا کچہہ اختیار ہی یا نہین بندون سے کوئی کام اپنی قدرت کے زور سے کرا سکتا ہی یا نہین اونکا جوجی چاہے اختیار فرمائین ہماری طرف سے میدان وسیع ہی ہمارا مدعی بفضلہ تعالے دونون صورتون مین ثابت ہی۔

اگر خداوند عالم بندونپر قادر ہے اور اوسکا اختیار بندونپر چلتا ہی اور جو چاہے وہ بندون سے کرا سکتا ہی اور اوسیکے ساتھ وہ عالم الکل اور محیط الکل بہی ہی جو اہل تناسخ کے نزدیک بہی مسلم ہی اور عادل ورحیم وحکیم تو ہی ہی کیونکہ اس رحم وعدل ہی کے بچانے کیواسطے آواگون تسلیم کیا گیا ہی۔

تو اب سوال یہ ہی کہ جب خداوند عالم خوب جانتا ہی کہ بندے برے کام کرینگے تو انکو جنم مین ایسی ایسی تکالیف کا سامنا کرنا پڑیگا اور وہ رحیم بہی اعلےٰ درجہ کا ہی تو پھر کیا وجہ ہی کہ وہ اپنی قدرت کاملہ سے کام نہین لیتا اور اپنی جبروتی اور قہری قدرت سے بندونکو برے افعال سے نہین روکتا۔ تو اب یا تو علم کی نفی کرنی لازم آئے گی یا رحم وکرم کی کیونکہ کوئی شفیق باپ باوجود علم اور قدرت رکہنے کے اپنی لڑکے کو آگ مین نہین گرنے دیگا گو وہ لڑکا کیسا ہی بےخبر ہے کہ آگ مین گر کر آدمی جل جاتا ہے

اور تکلیف اوٹھاتا ہی مگر باپکا علم اور رحم اسکو ہرگز مقتضی نہین کہ بیٹے کا ہاتھہ نہ پکڑے
اگر ایسا نہ کریگا تو ضرور یا جاہل کہا جائیگا یا ظالم اور سنگدل۔

اب ہم اہل تناسخ کی خدمت مین نہایت ادب سی بڑا قوی اپیل پیش کرتی ہین
جسمین ہماری فتح انشاء اللہ تعالے یقینی ہی یہ وہ قطعی عقلی امور ہین کہ زمین و آسمان
ٹلین مگر یہ نہین ٹل سکتے آج آواگون کے انشاء اللہ خاتمہ کا دن ہی۔ وہ فرمائین کہ
خداوند عالم کو علم ہی یا نہین۔ اگر ہی تو اوسکو قدرت ہی یا نہین اگر قدرت ہی تو وہ رحیم و
کریم ہی یا نہین اگر علم ہے قدرت بہی ہی رحیم و کریم بہی ہی تو کوئی منصف جسکے دلمین
کچھہ بھی رحم و عدل ہی وہ یہ کہہ سکتا ہی کہ باوجود قدرت علم و کرم و رحم کے خدا کا اپنے
پیارے بندونکو بُری باتون سے روکنا رحم و عدل کے خلاف نہین ہی ضرور ہے۔
اور ضرور خلاف رحم و کرم عدل کے ہی جسکی بنا پر اہل تناسخ نے تناسخ کو تسلیم نہین
بلکہ اصل مذہب قرار دیا تہا آج باوجود تناسخ کے تسلیم کرنے کے ہی خدا پر معاذ اللہ
اوسکو بے رحمی اور ظلم کا دہبہ لگتا ہی۔

تمام عمر جس تناسخ کی تپسیا کی تہی آج وہ صاف صاف جواب دیتا ہی کہ مجھسی کچھہ کام
نہین چل سکتا خدا اگر باوجود قدرت اور علم و کرم و رحم کے عدل نہین کرتا اور راہی بندونکو
قبایح سے نہین روکتا تو تناسخ ماننے والون کو تناسخ سے دست کشی اختیار کرکے وہ طریقہ
اختیار فرمانا چاہئے جس سے خدا کی ذات مقدسہ پر ظلم و ستم اور بے رحیمی کا دہبہ نہ لگے
تناسخ اپنی عاجزی ظاہر کرتا ہی کہ مجھسے کچھہ نہین ہو سکتا۔

ہان بس ایک صورۃ ہی اسکے سوا کچھہ نہین کہ خداوند کو علم و قدرت کرم و رحم و عدل
والا تسلیم کرکے یہ کہا جاوے کہ وہ مختار کل ہی اور فعل مایرید ہی لایسئل عما یفعل وہم
یسئلون اوسکی شان ہی وہ جو چاہی کرے اوس سے کوئی نہین دریافت کر سکتا کہ
یہ آپ نے کیون کیا اور یہ کیون نہ کیا اوسکا جو کچھہ کام ہے عین حکمت اور عین عدل ہی
اگر کسیکو بادشاہ بنایا تو عین حکمت اور کرم اور فقیر محتاج کیا تو عین عدل و حکمت مالک
کو اپنی ملک پر اختیار ہی عالم کے جس پرزے مین دو آنکہون کی ضرورت ہوئی وہان

دو آنکھین جہان ایک کی وہان ایک جہان بالکل اندھا اور زاد مناسب تھا وہ
وہی موجود ہی غرض جو کچھ ہوا ایسا ہی ہونا چاہیے تھا اور یہی عین عدل و حکمت ہے
خدا بیشک عادل ہی اور رحیم و کریم ہے لیکن اوسکا یہ مطلب بالکل غلط ہی کہ جو عدل
و کرم ہمارے نزدیک ہو خدا کو اوسکا پابند ہونا لازم ہی بلکہ جو خدا کے نزدیک عدل و کرم
ہے وہی حقیقت عدل و کرم ہے لڑکا لو باپ اور اوستاد کو بڑا ہی بے رحم اور
ظالم جانتا ہی کہ اوسکو کھیلن کی اجازت نہین دیتے مگر یہ اوسکا قصور ہے باپ اور
اوستاد لڑکے اور شاگرد کے حق مین ضرور عادل اور رحیم ہین مگر اس طفل نادان نے
جو عدل و محبت و کرم کے معنی سمجھے ہین وہی غلط ہین ع سخن شناس نئی دلبرا
خطا اینجاست۔ مگر یہ یاد رہے کہ اس تسلیم کرنے مین اواگون اور تناسخ کا تخم سوخت
ہو گیا کیونکہ اب تو یہ بات بہی ہو سکتی ہی کہ خدا نے ہر شخص کو اول ہی دفعہ جسطرح چاہا
پیدا کیا اور یہی عین عدل والصاف عین حکمت و مصلحت ہی اب پہلے جون کی تسلیم
کرنیکی کیا ضرورت جو تغییر احوال کو اوسکی طرف نسبت کیا جاوے۔ ابتواس تغیر و اختلاف
کا باعث اوسکا اختیار رہی کہ وہ مالک ہی جیسا چاہا بنایا یہی حکمت ہی یہی مصلحت
چون و چرا کی گنجایش نہین غرض اس صورت مین بہی تناسخ گیا۔

اور اگر یہ کہا جاوے کہ خداوند عالم قادر مطلق نہین اوسکو بندون کے افعال پر قدرت
نہین بندے اپنے افعال کے خود مختار ہین خدا نے بُرا بہلا سب تبلا دیا اب جو کریگا
بہگتیگا اور ہر جون مین پہلے جون کے کرمونکا بدلہ پاویگا تو گویہ قول ایسا ہیبت ناک
ہے کہ آسمان کے لرزنے کا ہی نہین بلکہ لوٹ پڑنے کا خیال ہے۔ کیونکہ جب بندہ
مخلوق ہی اور خدا اسکا مالک حقیقی ہی اور جو کچھ اسکو ملا ہے اوسی دربار سے حاصل
ہوا ہے تو یہ اختیار تام اسکو کہانسے ملا۔

مگر تناسخ پھر بھی باطل ہوا جاتا ہے۔ اگر یہ کہا جاوے کہ پرمیشور ہی نے بندہ کو
اختیار تام دیکر مختار بنا دیا ہے تو پھر وہی پہلا شبہ عود کرتا ہی۔ کہ جب ایک
باپ کو علم ہے کہ اگر لڑکے کو تلوار دیجائیگی تو وہ ضرور اپنے بدن کو زخمی کریگا

یا اپنی گلے کو کاٹ لے گا تو بیشک اس علم کے بعد اوسکو تلوار دینا ظلم اور بے رحمی کی
بات ہی اور اگر اسکا انکار ہے تو وہ لوگ اپنی اولاد صغار کو تیز چاقو اور استرا
دیدین گو یہان یقین ہی ہین کہ وہ ضرور ہاتھ پیر کاٹ ہی لین گے تب ہم بھی
جانین۔ مگر یاد رہی کہ وہ کبھی اسکی جرارت نہ کرین گے۔

تو پھر یہی جواب دینا ہوگا کہ خداوند عالم قادر مطلق ہی اوسکو اپنی خلق پر اختیار
تام حاصل ہی جسکو جو چاہے قدرت دی اور پھر وہ اوس قدرت سے جو چاہین کرین
تو اس صورت مین بہی تناسخ گیا کیونکہ اوسکو یہ بھی اختیار ضرور حاصل ہونا چاہئے
کہ اول ہی مرتبہ انسان کو پیدا کرکے جیسا چاہے بنا دے۔ جب باوجود علم کے
قدرت دینا خلاف عدل نہین اسیطرح جس طرح چاہے پیدا کرنا خلاف عدل ہوگا
اور اگر چہ یہ نہایت غلط بات ہی کہ بندہ کو قدرت بغیر خدا کی دی ہوئی حاصل ہی اور
وہ اپنی افعال مین مختار تام ہی جو چاہتا ہے کرتا ہی اور اوسیکے موافق بدلہ پاتا ہے
کیونکہ اس صورت مین ممکن کا واجب ہونا اور صفت کا موصوف سے زاید ہونا
لازم آتا ہے مگر اس سے یہان بحث نہین ہم تسلیم کرکے جواب دیتے کہ اس صورت
مین تناسخ بالکل محال اور ناجائز ہے کیونکہ جب بندہ اپنی افعال کا خود مختار تام ہے
اور پرمیشور کو اوسکے افعال مین کچھ دخل نہین تو یا تو بندہ کے تمام افعال کا بھی
حال ہی یا بعض اوسکے اختیار مین ہین اور بعض کا خدا خالق ہی تو اول تو بلا ترجیح
دوسرے یہ متعین کرنا کہ کونسے افعال بندہ کے اختیار مین ہین اور کونسے
خدا کے یہ امر مشکل ہی اور اگر اسکو بھی تسلیم کر لیا جائے تو یہ ضرور ہی کہنا پڑیگا کہ
افعال بندہ کے ضرور اوسکے اختیار سے باہر ہین کہ اسگلے جون مین بدلہ ہی اور
پرمیشور کی طرف ظلم کی نسبت نہو تو اب یہ بتا دیا جائے کہ وہ جزا و سزا کیا ہی جسکو
پہلے جون کے کرمونکا بدلہ کہا جائے کسی نے اپنے اختیار سے غذا خراب کیا ہے
ہضم خراب ہوا پیٹ مین درد ہوگیا گرمی مین کام کیا خون مین احتراق ہوگیا
جذام ہوگیا کسی نے تجارت کی محنت خوب کی نفع ہوگیا کسی نے توجہ نہ کی مال کی

خبر نہ لی کارندے کہا گئے نقصان ہو گیا۔ غرض جب بندہ اپنے افعال مین خود مختار ہے اور پرمیشور کو اسمین کچھہ دخل نہین اور ہم تمام افعال کو اونکے اسباب کے ساتھہ مرتبط پاتے ہین اور انسان کو جو بھی راحت و رنج وغیرہ پہونچتا ہی اوسکا عالم اسباب مین کسی نہ کسی ایسے سبب سے تعلق پاتے ہین جو انسان کے اختیار سے ہوا ہے لہٰذا اب کوئی چیز ہی ایسی نہ رہی جسکو پہلے افعال کا بدلہ کہا جائے۔

مثلاً کسی شخص نے اپنی خطا سے چوری کی حاکم نے قید کر دیا کسی نے اپنے اختیار سے کسیکو قتل کرا دیا یا بادشاہ نے اوسکو پھانسی پر چڑھا دیا اب یہ کہنا کا اسکا قتل کرنا اور چوری یہ تو افعال اختیاری ہین جسکا بدلہ دوسرے جنم مین ملیگا اور اوسکو قید اور پھانسی پر جو چڑھایا گیا یہ پہلے کرم کا بدلہ تھا ایسی بات ہی کہ اس کو اہل تناسخ ہی قرار مین کوئی عاقل تو نہین کہہ سکتا علاوہ ازین اگر قتل و چوری اسکا فعل ہی تو قید کرنا اور پھانسی دینا حاکم کا فعل ہی خدا کا فعل کونسا ہے جس کو یون کہا جائے کہ پہلے جنم کے برے افعال کا بدلہ خدا نے دیا۔

غرض اگر خدا کو بندہ کے افعال پر قدرت ہی تو اونکے ثمرات پر بھی قدرت ہی اور اگر افعال پر قدرت نہین تو ثمرات بھی افعال کے تابع ہین اونکو خدائی افعال کہنا خلاف عقل ہے۔

تو اب تشریح طلب یہ امر ہے کہ اس تقدیر پر جو کچھہ بھی ہو رہا ہی وہ بندے کرتے ہین جسمین معاذ اللہ خدا کو کچھہ بھی دخل نہین تو اس اختلاف و تغیر کو پہلے جنم کے کرمون کا نتیجہ کہنا محال ہی کیونکہ جب پرمیشور کو بندون کے افعال پر قدرت ہی نہین تو یہ کہنا کہ خدا بندون کو جزا و سزا دیتا ہی ایسا ہی کہ کوئی چور کسی حاکم کے قبضہ قدرت سے نکل جائے اور راستہ چلتے ہین گر کر پیر ٹوٹ جائے یا شیر اوسکو پھاڑ کھائے تو یہ حاکم خوش ہونے لگے کہ ہم نے چور کو سزائے موت دیدی یا ٹانگ توڑ دی ایک شخص کے گھر اپنے اختیار و قدرت سے چور گئے جسمین خدا کو معاذ اللہ کچھہ بھی دخل نہین اور تمام مال چورا کر لے گئے وہ بیچارا رونے پیٹنے لگا اوسکے گھر ماتم ہو گیا

پرمیشور یون کہی کہ ہم نے اسکو پہلے کرمون کا بدلہ دیا ہی اہل عقل انصاف فرمائین
کہ پرمیشور کو اسمین دخل کیا ہی ۵

اپنی تقصیر پہ نازان ہو تمہارا کیا ہی آنکھ نرگس کی دہن غنچہ کا حیرت میری

بہلا کوئی یہ تو پوچھے کہ آپ نے نقب دیا تہا سیڑھی لگائی تہی صندوق کا قفل
کہولا تہا آخر کیا کام آپ نے کیا تہا جس بنا پر یہ کہا جاتا ہی کہ ہم نے مال چرا کر پہلی
کرمونکا بدلہ دیا۔

الحاصل اس صورت مین تناسخ پھر باطل ہوگیا کہ یہ تغیر اور اختلاف جو عالم
مین مشاہدہ ہی وہ کبہی بھی فعل کا بدلہ نہین ہوسکتا۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ ایک شخص کو جو دوسرونکے ذریعہ سے تکالیف پہونچائے
جاتے ہین یہی خدائی بدلہ ہین تو اول تو اسکی مثال ایسی ہو کہ حلوائی کی دوکان پر
اور دادے جی کی فاتحہ ع دل کے بہلانیکو غالب یہ خیال اچھا ہی۔

دوسرے اگر یہ چور ڈاکو وغیرہ خدائی کوتوال اور پولس ہین تو پھر لازم آتا ہی
کہ ان چورون اور ڈاکوؤن اور رہزنون کو بہت انعام دیا جائے کیونکہ یہ لوگ
بڑے بڑے مجرمون کو سزا دی رہی ہین اور یہ تمام افعال مذمومہ قابل تعریف
ہوجائین اور آیندہ جون مین انکو سزا نہ ملے بلکہ اور مرتبہ عالیہ عطا ہو۔

عجیب بات ہی کہ کسی مجرم پر سو بیت لگانیکا حکم ہو جلاد تعمیل کرے اور پھر جلاد
اس تعمیل پر ملزم سمجھا جائے اور اسپر بھی سو کوڑونکا حکم صادر ہوجائے۔ علی ہذا القیاس
اور اگر یون کہا جائے کہ ان چورونکو اس لئے سزا ملیگی کہ انہون نے یہ سمجھکر چوری
نہین کی کہ یہ مجرم کی سزا ہی گو اسمین اوسکو بھی سزا ملگئی جسکا مال چوری ہوا۔ لیکن
چونکہ انہون نے خود جرم کیا ہی اسوجہ سے انکو سزا دیجاتی ہی تو قابل دریافت یہ
امر ہے کہ وہ کونسا گروہ ہی جو اسواسطے مقرر ہے کہ وہ لوگون کو مجرم جانکر خدا کیطرف
سے سزا دینے کے لئے مقرر رہی ورنہ انکو سزا دینا وہی مثال ہوگی جو پہلے عرض
ہوچکی یہ آپکا فعل [illegible] چورون [illegible] یون کہا جا

کہ پرمیشور بدلہ دلواتاہی اب تو تمام کام انسان خود کرتاہی اور لازمی طور سے اوس کا نتیجہ اوسپر مرتب ہوتاہی۔

بفضلہ تعالےٰ اہل عقل پہ روشن ہوگیا ہوگا کہ اہل تناسخ کے مذہب کیموافق یہ اختلاف و تغیر حالات جسکو اہل تناسخ نے تناسخ کی دلیل قرار دی ہی اور اسکو پہلے کرمونکا بدلہ قرار دیا تھا بالکل غلط ہے بلکہ کوئی فعل پہلے جون کا بدلہ نہین ہوسکتا۔ اب تناسخ کے ماننے سے کیا حاصل ہوا نہ پرمیشور سے ظلم کا دہبہ دور ہوسکا نہ تغیر کی وجہ معلوم ہوئی اگر ثابت ہوتاہی تو اہل اسلام کا مذہب ثابت ہوتاہی کہ خداوند عالم مالک ہی مالک مختار جو چاہے کرتاہی اوسکا فعل عین عدل اور حکمت ہے۔

دو مرحلے تو بفضلہ تعالےٰ طے ہوگئے اب تیسرے وعدے کو بعون الٰہی پورا کرنا چاہتاہون یعنی تناسخ کی صورت مین عقلی طور سے یہ ثابت کیا جائے کہ پرمیشور عادل مالک قادر مطلق ہی نہین بلکہ تناسخ کی صورت مین خدا ہی نہین رہ سکتا۔ ستیارتھ پرکاش سمس سالوان صفحہ ۱۳۱ ایشور پرماتما سب کو ہدایت فرماتے ہین کہ ای انسانو مین ایشور سب سے پہلے موجود اور ساری دنیا کا مالک ہون مین ظہور عالم کا قدیمی باعث تمام مال و دولت پر غلبہ پانے والا اور اوسکا بخشنے والا ہون۔ مجھکو تمام جیو اسیطرح پکارین جسطرح اولاد اپنے باپ کو پکارتی ہی مین سبکا راحت رسان مخلوق کے لئے قسم قسم خوراکونکی تقسیم بغرض پرورش کرتاہون (رگ وید منڈل ۱۰۔ سوکت ۴۸۔ ۱)

پھر ملاحظہ ہو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۷۴ ای انسانو سب سورج وغیرہ ہوا اشیا کو قایم رکھنے والا اور جسقدر عالم ہو چکاہی اور آگے ہوگا اوس تمام کا ایک بے عدیل مالک پرمیشور وہ اس عالم کی پیدائش سی پہلے موجود تھا جس نے زمین سے لیکر سورج تک تمام عالم کو پیدا کیاہی اس پرمیشور کی محنت سے عبادت کرنی چاہیئے۔

یہ دونون عبارتین صاف بتاتی ہین کہ پرمیشور سب عالم کا مالک حقیقی ہے اور

اور وہی عبادت کا مستحق ہی لیکن تہوڑے سے غور کے بعد یہ مسئلہ صاف ہوا جاتا ہے کہ تمام عالم تو درکنار تناسخ کے اصول پر پرمیشور ایک چیز کا بہی مالک نہین ہو سکتا نہ وہ عبادت کا مستحق ہی بلکہ معاذ اللہ ایک غاصب اور جابر ظالم سے تعبیر کیا جاے تو بجا ہے کیونکہ اہل تناسخ پر عالم قدیم ہے اور پرمیشور مادہ روح تینون قدیم بالذات ہین انمین کوئی ایسا نہین ہو جسپر فنا طاری ہو سکے اور روح مادہ مین تعلق بھی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔

سوال یہ ہی کہ جب روح و مادہ پرمیشور کی مانند دونون قدیم ہین اور پرمیشور نے انکو پیدا بہی نہین کیا نہ اہل تناسخ کے اصول پر معاذ اللہ پرمیشور مین یہ قدرت ہے کہ نیست مطلق کو ہست کر سکے یا ہست کو نیست کر سکے تو اب روح و مادہ پر خدا کو تصرف کرنیکا کیا حق حاصل ہی عقلاً تو جب وہ بہی پرمیشور کی طرح قدیم بالذات ہین تو ایک مساوی دوسرے پر متصرف ہی نہین ہو سکتا اور اگر غلبہ اور قہر تسلیم بہی کر لیا جاے لیکن جب روح اور مادہ دونون واجب الوجود ہین نہ کوئی اونکا مالک نہ وہ کسیکے مملوک تو اب جسقدر مخلوقات مادہ اور روح سے حاصل ہوئی ہین۔ وہ پرمیشور کی ملک کیسے ہو سکتی ہین اگرچہ پرزے انجن کے علیحدہ متفرق پڑے ہون اور کوئلہ اور پانی بھی موجود ہو اور ایک مستری اون پرزونکو ملا کر انجن بناے اور پانی ڈالکر آگ روشن کر کے انجن کو چلتا کر دی تو جس صورت مین پرزے کوئلہ پانی کوئی شے بہی اوس کی مملوک نہ تہی تو اول تو اوسکو یہ تصرف کب جائز تہا جبکہ اسکی کوئی چیز بھی ملک نہین ہے اور اگر بنا بھی لیا تو اسکی ملک کیسے ہو سکتی ہی زرگر اور مستری انجنیر وغیرہ جو لوہے کے پرزے ڈہالتے ہین اونکا مالک سنار مستری معمار ہوتا ہی یا جسکی اصل اشیاء ملک ہوتی ہین۔ اب اہل تناسخ فرمائین کہ ایشور کس چیز کا مالک ہی اور کسوجہ سے اوسکی عبادت لازم روح نے کب اوسکے آگے ہاتہہ جوڑے تہی کہ تو مجھکو قالب مین ڈالدے اور مادہ نے کب درخواست کی تہی کہ مجھکو جوڑ کر ضرور کوئی روح عنایت فرما دیجئے اس بنا پر نہ پرمیشور کو خالق کہہ سکتے ہین بلکہ معبود نہ مالک کہہ سکتے ہین

بلکہ غاصب یا بیجا متصرف نہ عادل کہہ سکتے ہین بلکہ ظالم اور ڈاکو نہ قادر کہہ سکتے ہین بلکہ عاجز۔ پھر کون مالک کون مملوک کون عابد اور کون معبود ایک تناسخ کے مسئلہ نے تمام خدائی کو تہ و بالا کر دیا۔ تمام صفات کمالیہ کو ذات واجب سے مسلوب کر دیا توحید جو اول المسایل اور اصل الاصول ہے وہ بھی خاک مین مل گئی۔ کیونکہ پرمیشور مین اگر صفات کمالیہ ثابت کیجاتی ہین تو اوسکی وجہ بھی ہے کہ جب وہ واجب الوجود ہے تو تمام صفات کمالیہ اوسکی ذاتی ہونگی۔ پھر کیا وجہ روح مادہ بھی مثل ایشور کے قدیم واجب بالذات تسلیم کیجائین اور ان مین صفات کمالیہ کو واجب اور ضروری نہ سمجھا جائے۔ اور جب مادہ اور روح باوجود واجب بالذات ہونیکے اور صفات کمالیہ سے محروم ہین بلکہ ایک تیسرے واجب الوجود کے قبضہ تصرف مین ہین تو واجب الوجود کسوجہ سے مستحق صفات کمالیہ کا ہوگا یہ وہ اعتراض ہے کہ تمام دنیا کے عقلا بھی اگر ملجائین مگر اہل تناسخ کے اصول مذکورہ کو واجب التسلیم کہہ کر جواب دینا تو محال ہے۔

بلکہ اس تقدیر پر اگر یون کہا جائے کہ پرمیشور کوئی ہی نہین فقط روح و مادہ ہین ہر روح اپنی حیثیت اور قدرت کے موافق مادہ سے قالب بنالیتی ہے اور اسمین گزراوقات کرتی ہے بعد اوس قالب کو چھوڑکر دوسرا تیسرا یا جب تک اوسکی مرضی ہوتی ہے قالب مین رہتی ہے اور جب مرضی نہین ہوتی قالب کو چھوڑ دیتی ہے تو اگر تمام روے زمین کے حکما بھی جمع ہو جائین تو اس احتمال کو مرتفع نہین کر سکتے یہ ہین وہ دلایل عقلیہ قطعیہ جس سے تناسخ کا بطلان ہر ذی عقل بخوبی سمجھہ سکتا ہے۔

بنا بنایا روح مادہ مل گیا تو پرمیشور کو خدائی ہاتھ لگی ورنہ اگر مادہ روح نہوتی تو کیا ایک پر پشہ بھی وجود مین آسکتا تھا اگر ایک ادنیٰ امر مین بھی واجب الوجود کو محتاج مانا جائے تو وہ خدائی کے قابل نرہے گا کجا یہان غیر متناہی ذرات اور ارواح کا محتاج ہو مگر ایسی رجسٹری شدہ خدائی پائی ہے کہ جاہی نہین

سکتی ہنین معلوم یہ کونسی تعظیم ہے کہ فقط اسوجہ سے کہ خدانے مختلف اشیاء کیون پیدا کین اسمین اوسکی طرف نسبت ظلم لازم آتی ہی یا تو خدا تمام دنیا کو ایک لونڈ لکشوری پریس مین چہاپنا ورنہ اوسکو معاذ اللہ خدائی اور صفات کمالیہ سے الگ کر دیا جاوے وہ مثل مشہور صادق آگئی کہ بارش سی بہاگے اور پرنالے کے نیچے کہڑی ہو گئے۔

اب ہم کو وہ چوتھی بات بیان کرنی چاہیئے۔ جسکا پہلا دعویٰ کیا تہا کہ تمام مقام سے قطع نظر کرنیکے بعد مجوزہ تناسخ حکماء ہند عقلاً قطعاً باطل ہی جسطرح ہست و نیست اور آگ و پانی رات دن کا جمع ہونا محال ہی اسیطرح روح اور مادہ کا تعلق بطور تناسخ مجوزہ حکمائے ہند بہی محال ہی ناظرین اس بحث کو نہایت غور سی ملاحظہ فرمائین۔

جب یہ بات مسلم ہی کہ کسی روح کو کوئی مادہ بغیر عمل کے ہنین ملسکتا بلکہ قالب ویساہی ملیگا جیسا کہ عمل کیا ہی اور یہ بہی مسلم ہی کہ روح سے عمل بدون قالب کے ہنین ہو سکتے تو اب ہمارا یہ دعویٰ ہی کہ اس بنا پر کسی روح کو کوئی قالب مل ہی ہنین سکتا کیونکہ عمل کرنا موقوف ہوا قالب پر اور قالب ملنا موقوف عمل کے کرنے پر تو نتیجہ یہ ہوا کہ عمل کرنا موقوف ہوا عمل کرنے پر اور قالب ملنا موقوف ہوا قالب ملنے پر جو قطعاً تمام عقلا کے نزدیک محال ہی۔

اسکا جواب اہل تناسخ کی جانب سی یہ دیا جاسکتا ہی کہ اس خاص جون کا ملنا پہلے جون کے اعمال پر موقوف ہی اور پہلا جون اوس سے پہلے جون کے اعمال پر موقوف تہا غرض موقوف اور موقوف علیہ دو ہین اور چونکہ عالم قدیم اور ہمیشہ سے تناسخ ہی اسوجہ سے یہ سلسلہ یون ہی لا الی نہایۃ چلا جائیگا۔ چونکہ عالم کی ابتدا ہنین ہی اسوجہ سے یہ ہنین کہا جا سکتا کہ اول مرتبہ کا جون کس عمل کا بدلہ تہا کیونکہ یہان سلسلہ غیر متناہی ہی کوئی جون ایسا ہنین ہی جس سے پہلے جون نہو تو ہر جون کا ملنا اوس سے پہلے جون کے اعمال کا نتیجہ اور ثمرہ ہی اور وہ اوس سے پہلے کا لا الی النہایۃ

چونکہ یہ اعتراض ہمارے نزدیک قوی اور صحیح ہی جسکا جواب تمام اہل تناسخ سی محال ہے اسوجہ سی ہم اسکو مشرح کرنا چاہتے ہین کیونکہ یہ جواب جو اہل تناسخ کی طرف سے دیا گیا ہی اوسمین اکثر اہل علم غلطان پیچان ہوجاتے ہین اور ابتدا و انتہا کا خیال نہین فرماتے یہ جواب کہ یہ جون پہلے جونکے کرمونکا پہل ہے اور وہ اوس سی پہلے کا علیٰ ہذالقیاس یہ اس پر موقوف ہی کہ پہلی اس خاص روح کو غیر متناہی مراتب جون اور قالب مل چکین ہون اور ہماری غرض کا خلاصہ یہ ہی کہ غیر متناہی تو غیر متناہی ہوتے ہین روح اور مادہ کا اگر تب بھی تعلق نہین ہوسکتا کیونکہ روح باعتبار ذات کے مادہ سے علیحدہ ہی اور جبسے روح ہے اوسیوقت سے اوسکو مادہ کیساتھ تعلق ہے ورنہ اگر کوئی زمانہ ایسا بھی تسلیم کرلیا جائے کہ جسمین روح مادہ سے علیحدہ نہین تو انسان کا قدم باطل ہوجائیگا کیونکہ اب تعلق روح اور مادہ کی ابتدا ثابت ہوجائیگی جس سی پہلے تعلق نہ تہا تو ضرور ہوا جب ہی روح موجود ہے اوسیوقت سی مادہ کا تعلق بھی موجود ہوا اور تعلق روح کا مادہ سے بے عمل کے ہو نہین سکتا تو لازم آتا ہی کہ روح نے قبل اپنی موجود ہونے کے عمل کئے ہون تاکہ موجود ہوسنے ہی اوسکو اون اعمال کے مطابق جو اوسنے قبل وجود کے عمل کئی تہے قالب اور جون ملجائے اور چونکہ قبل وجود روح کے روح سے اعمال کا صدور محال ہی لہذا روح کا تعلق مادہ سے بھی محال ہوگیا اور روح کبھی بھی مادہ کے اندر نہین آسکتی اور کوئی قالب نہین پاسکتی۔

گو اہل تناسخ کے مذہب کے خلاف ہی لیکن شاید وہ جان بچانے کیو اسطے عالم کے قدم سے بھی ہاتھ دھولین اور الغریق تیشبث بکل حشیش پر عمل کرکے یون کہین کہ روح اور مادہ کا تعلق قدیم نہین ہی بلکہ روح اور مادہ تو قدیم ہین لیکن ایک زمانہ غیر متناہی تک دونو علیحدہ علیحدہ رہے ہین بعد مین دونو نکا تعلق ہوا ہی تو گو اس صورت مین قدم عالم اور قدم نوع انسانکا بھی جاتا رہے مگر تناسخ قائم رہیگا کیونکہ اسوقت یہ تو لازم نہ آئیگا کہ روح پہلے وجود سے پہلے اعمال

کر کے قالب حسب اعمال پائے جو قطعاً محال ہی

تو اسکا جواب یہ ہی کہ یہ اہل تناسخ کے اصول کے مخالف ہی اور اسمین گو لفظاً ہر
تناسخ ہی کے بنانے کو مذہب بگاڑا گیا ہی مگر تناسخ بھی باقی نہین رہ سکتا ہم اسوقت
کوئی اور اعتراض نہین کرنا چاہتے بلکہ اوسی اعتراض کو یہان بھی ثابت کرنا چاہتے
ہین اور خدا چاہے یہ دیکھا دینگے کہ اس صورت مین مذہب ہی گیا اور جواب بھی
نہوا کیونکہ اس صورت مین گو روح نے زمانہ غیر متناہی پایا مگر چونکہ اوسکو قالب
کوئی نہین ملا اسوجہ سے وہ کوئی عمل نہین کر سکتی کیونکہ عمل کرنا جسم اور قالب ہی کے
ملنے پر موقوف ہی تو اب اگر غیر متناہی زمانہ تک بھی روح کو بیکار رکھو تو نہ کوئی
نتیجہ حاصل ہو سکتا ہی نہ روح کو قالب ملسکتا ہی کیونکہ اس صورت مین بے عمل
کے قالب کا ملنا محال ہی اور روح نے گو زمانہ غیر متناہی پایا مگر چونکہ قالب سے
مجرد تہی لہذا عمل ندارد ہی اور عمل نہ ہونے کی وجہ سے قالب نہین ملسکتا چونکہ اس
بحث کی تشریح منظور ہے لہذا مزید توضیح کی غرض سے ایک مثال عرض کرتی ہی
فرض کرلیا جائے کہ ایک لڑکے کی تعلیم منظور ہے جس نے ابھی تک ایک حرف
بھی نہین پڑہا - اور یہ بھی تسلیم کرلیا جائے کہ پیدا ہوتے ہی اوسکو پڑہانا منظور ہی
مگر تمام مدارس موجودہ مین یہ شرط ہے کہ لڑکا کسی اسکول یا مدرسہ مین جب
داخل کیا جائیگا کہ جب ان مدارس کے نصاب مجوزہ مین امتحان دےلے اور
یہ بھی تسلیم کی ہوئی بات ہی کہ یہ نصاب مجوزہ سوائے ان اسکولون اور مدارس
کے دوسری جگہ کوئی شخص پڑہ ہی نہین سکتا اور کتابین اوستاد اون اسکولون
کالجون مدرسون کے باہر جا ہی نہین سکتے تو اب اوس لڑکے نے جو آج ہی
پیدا ہوا ہی نہ تو کوئی حرف پڑہا ہی کیونکہ بچہ ہے تو جب کہ جب اسکولون مین
داخل ہونے بے اسکول کے داخل ہوئے وہ خواندگی کہین پڑہ ہی نہین سکتا۔
اور اسکول کے داخلہ کی شرط یہ ہی کہ وہان کے کسی درجہ کی نصاب مین امتحان
دےلے تو اب مین تمام دنیا کے حکماء اور فلاسفر اور معقولی اور تناسخی صاحبونکے

خدمات عالیہ مین عرض پرداز ہون کہ جو غیر متناہی مراتب روح کا تعلق مادہ کیساتھ ثابت کرتے ہین اور یہ بھی شرط مسلم ہے کہ کوئی مادہ بے ... ل کو نہین ملسکتا بلکہ مادہ اور قالب حسب عمل ہی کے ملتا ہی وہ اس لڑکے کو جس نے ایک حرف نہین بڑہا ان اسکولون اور مدارس غیر متناہیہ مین سے کسی ایک اسکول مین داخل کرا دین جسکے داخلہ مین یہ شرط ہی کہ وہ کسی درجہ کے نصاب مجوزہ اسکول ہا موجودہ مین سے امتحان دیدے جسکی پڑھائی بجز ان اسکولون کے ہو ہی نہین سکتی۔ اگر یہ اسکول مین داخل نہین ہو سکتا تو روح کا تعلق بھی جسم سے محال ہی اور اگر کوئی اس لڑکیکو کسی اسکول مین داخل کرادے تو روح کا تعلق مادہ سے مسلم اور یہ تسلیم کرکے کہ جو شخص آج جوان ہو گیا ہی وہ پیدایش کے دن ہی سے برابر اسکول اور مدارس مین تعلیم پاتا تہا اور داخلہ یون ہوا کہ اس خاص اسکول مین داخل ہونا اسوجہ سے ہے کہ اس سے پہلے جو دوسرے اسکول مین داخل ہو کر پڑہا تہا اوس خواندگی مین امتحان دیکر داخل ہوا تہا علی ہذا القیاس۔

تو عرض یہ کیا جاتا ہی کہ قبلہ عالم یہ تو اسپر موقوف ہی کہ آج جو اوسکی تیس سال کی عمر ہے وہ تیس اسکولون مین ہر سال داخل ہو کر پڑہ ہی چکا ہو میرا مدعا تو یہ ہے کہ جس روز وہ پیدا ہوا تہا اوس روز وہ اسکول مین کیسے داخل ہوا تہا پیدا ہوتے ہی تو اسکول مین داخل ہونا لازم اور داخلہ سے پہلے اوسکو اسکول مین تعلیم پانا چاہئے تو اب اگر اوس نے پیدا ہونے سے پہلے کسی اسکول مین داخل ہو کر نہین پڑہا تہا تو پیدا ہوتے ہی اسکول کی تعلیم کا امتحان کیسے دیسکتا ہے۔

اور چونکہ پیدایش سے پہلے اسکول مین پڑہنا محال ہی لہذا ان شرائط کی موافق وہ اسکول مین داخل ہی نہین ہو سکتا تو اب اگر ان شرائط کو صحیح مانتے ہو تو لازم آتا ہے کہ تیس اسکول کیا ایک اسکول مین بھی داخل نہو سکے اور یہی دعوے تہا۔ یہی تقریر بعینہ روح اور قالب مین کر لیجئے کہ جب روح کو مادہ ملنے کی یہ شرط ہی کہ وہ پہلے عمل کرے اور جب سے روح ہے جب ہی سے مادہ سے تعلق آ ضرور لازم آتا ہی کہ روح نے قبل وجود کے

عمل کئے ہوں اور فعل جو روح کے روح سے اعمال کا ہونا محال لہذا اس شرط
کے موافق روح کو قالب ملنا محال ہی تو معلوم ہوگیا کہ تناسخ ہی محال اور خلاف عقل ہی
ورنہ کسی روح کو کوئی مادہ نہ مل سکتا یہ تو اول صورت کی تقریر تھی اور اگر روح کو
ایک زمانہ تک معطل مانکر پھر اس شرط پر مادہ دیا جائے تب بھی وہی خرابی لازم
آتی ہے کہ اوس لڑکے نے مثلاً پندرہ برس کی عمر تک کسی مدرسہ مین نہین پڑھا
اور آجتک وہ ایک حرف بھی نہین جانتا تو گو اوسکو پندرہ برس کی مدت ملی مگر
چونکہ اوس نے پڑھا ہی نہین لہذا وہ اسکول مین داخل ہی نہین ہوسکتا کیونکہ اسکول
مین جب داخل ہو جب پہلی نصاب مجوزہ اسکول مین امتحان دے لے جو کہین
دوسری جگہ پڑھ ہی نہین سکتا تو کوئی معقولی فلسفی اس لڑکے کو اگر اسکول مین
داخل کردے تو روح کو بھی مادہ مل سکتا ہی ورنہ قیامت آجائیگی مگر روح کو تناسخ
مجوزہ پر مادہ نہین ملسکتا۔

اور اگر اس اشکال کے دور کرنے کی غرض سے یہ کہا جائے کہ ایک دفعہ روح کو مادہ سے
تعلق بے اعمال کے تھا اور بعد مین برابر قالب پہلی اعمال کا بدلہ رہا۔

تو اول تو تناسخ پھر باطل ہوگیا کیونکہ تناسخ مین ہر جون بدلہ تھا اور یہان
ایک جون وہ بھی نکل آیا جو بدلہ نہین۔ دوسرے قدم عالم کا بطلان لازم آتا ہے
کیونکہ پہلی دفعہ بھی اتصال روح اور مادہ کا ہوا ہی اس سے پہلے عالم نہ تھا تو قدم
بھی باطل ہوگیا اور جیسے پہلے ایک زمانہ غیر متناہی تک روح اور مادہ مین اتصال
نہین رہا اسیطرح اگر بعد مین انفصال رہے تو کیا خرابی ہی غرض عالم کی ازلیت
اور ابدیت دونون باطل ہوتی ہین اچھا تناسخ ثابت کیا کہ تمام مذہب ہی باطل
ہوگیا۔ تیسرے بڑی خرابی یہ لازم آتی ہی کہ جب اول اول روح اور مادہ کا اتصال
بے اعمال کے ہوا تو یا تو یہ قالب مختلف ہونگے یا متحد اگر مختلف ہونگے تو پھر وہی
ظلم کی نسبت پرمیشور کی طرف لازم آئیگی اور اگر سب متحد ہونگے تو پھر سلسلہ عالم
کیسے چلا کیونکہ سب کے سب اول مرتبہ میں مرد ہی ہونگے اسوجہ سے کہ عورت کا

جون ہی ناقص ہی تو اب اگرکسی مرد نے برُے فعل ہی کئے جس سی اوسکو عورت کا
جون ملے گم عورت پیدا اسطرح ہوگی مفروض تو یہ ہی کہ عالم مین سب کے سب
مرد ھی مرد ہون - اور اگر سبکی سب عورتین ہی ہون تو پہر مرد نہین بن سکتا
کیونکہ عورت ہونیوالی روح عورت کے جسم مین جاتی ہی اور مرد ہونے والی روح
مرد کے قالب مین جاتی ہی ملاحظہ ہو ستیارتھ پرکاش ص ۳۳۴ اور اس صورت
مین ایک ہی صنف ہی یا مرد یا عورت تو پہر دوسری قسم کیسے پیدا ہوئی -
چوتہے لازم آتا ہی کہ اوسوقت گائے بیل وغیرہ کچھہ ہی نہون تو جو لوگ اچھے تہے
وہ تو تمام نعمتون سے محروم رہین اور بدکارون نے خراب کام کر کے تمام دنیاوی
لذتین حاصل کرلین اور یہ بالکل خلاف عدل ہی اور صریح ظلم کہ اچھونکو نعمتین نہ ملین
اور فساق و فجار مالامال کردیے جائین -

پانچوین اب نعمتون کا شکر واجب نہو کیونکہ یہ آیندہ کے افعال کا ثمرہ ہے وہ
بھی افعال بد کا تو اب شکر کیسا اور کس بات پر بلکہ چونکہ گائے بہنیس گھوڑی وغیرہ
مین بری روح ہی اسوجہ سے اونکو استعمال بھی نہ کرنا چاہیے -

چھٹے نہایت بڑی دقت یہ لازم آتی ہی کہ جب ابتداء عالم مین سب کے سب من کل
الوجوہ برابر ہی تہی تو وید چار ہی رشیونپر کیون نازل ہوا - ابتداے عالم مین تو
سب ہی رشی ہون ورنہ ترجیح بلا مرجح اور عین ظلم لازم آئیگا کیونکہ اب وید اور قالب
کسی عمل کا بدلہ تو ہی نہین سب فضل ہی - فضل ہی تو پہر بعض پر وید نازل ہو - اور
بعض پر نہین یہ ظلم خالص نہین تو اور کیا ہے -

غرض بفضلہ تعالے کوئی احتمال عقلی بہی فروگذاشت نہین کیا گیا جسمین ایک محال عقلی
لازم نہ آتا ہو تو ثابت ہوگیا کہ اصول اہل تناسخ پر کوئی صورت ایسی نہین جس مین
روح کو کوئی بہی مادہ مل سکے اگر تناسخ کو تسلیم کرلیا جاے تو تمام عالم ہی درہم برہم
ہوجائے گو اس بیان کے بعد اہل فہم و انصاف پر روشن ہوگیا ہو گا کہ تناسخ مجوزہ
حکماے ہنود جنکی بلند پروازیون سے تمام ہندوستان گونج اوٹھا ہی باگ ڈہول سے زیادہ

وقعت نہین رکہتا اور کسی طرح سے امر معقول نہین ہی مگر مزید توضیح کی غرض سے
اور بھی تناسخ پر جو خرابیان اور استحالہ عقلی لازم آتے ہین قدرے بیان
کردینے مناسب معلوم ہوتے ہین تاکہ خوب روشن ہوجائے کہ یہ مسئلہ پایہ ثبوت
سے بالکل ساقط ہے اور تھوڑے غور سے اگر مسئلہ سزا و جزا و انسان کا ماضی
و مستقبل نہ معلوم ہو مگر یہ ضرور معلوم ہوجاے گا کہ تناسخ کا راستہ قریب ہی جاکر
مخدوش ہوگیا نہ منزل مقصود تک پہونچا تا ہی نہ دین و ایمان ہی سلامت رہتا
ہے خدا کے عدل ثابت کرنے کیلئے ساری خدائی ہی کو اوسکے قبضہ سے نکالنا
پڑتا ہی بجائے صفات کمالیہ کے صفات نقصان کا تسلیم کرنا لازم آتا ہے اور
ان تمام مفاسد کے بعد خدا کی طرف ظلم کی نسبت نہوتی تب بہی صبر آتا کہ گھر کا اندوختہ
کہو یا مگر مقصود تو ہاتھ لگا۔ یہان یہ بہی نصیب نہوا۔
جو فقط اپنی عقل نارسا کو ہادی قرار دیتا ہی یون ہی توہمات کے گڈہون
مین گرتا ہی طریقہ صاف و پاک وہی ہے جو انشاء اللہ آینده عرض کیا جائیگا
جسمین غلطی ناممکن اور محال ہے۔
اس کے بعد تناسخ کے متعلق اسقدر اور عرض ہے کہ اگر اتصال روح اور مادہ کا
لازمی اور ضروری ہی کہ روح بے مادہ کے رہ ہی نہین سکتی تب تو روح اور مادہ کا
انفصال عقلاً محال ہی کیونکہ ذرات مادہ سے جسم بذریعہ حرکت حاصل ہوگا اور حرکت زمانہ مین
ہوتی ہے تو جس زمانہ تک جسم بنے گا اوسوقت تک روح مادہ سے بے تعلق رہیگی
جو اس تقدیر پر محال ہی علیٰ ہذا القیاس جب ایک جسم سے نکلکر دوسرے جسم میں
داخل ہوگی تو چونکہ یہ امر حکماء کے نزدیک مسلم ہے کہ دو آن متصل نہین ہوسکتین بلکہ
دو آن کے درمیان زمانہ ضرور ہے اس بناء پر روح کی ان خروج مین جسم۔ اور
آن دخول فی جسم کے درمیان ہی ضرور ایک زمانہ ہوگا جسمین روح کو مادہ سی
انفصال ہوگا اور یہ اس تقدیر پر محال ہے۔
اور اگر روح اور مادہ کا اتصال لازمی اور ضروری نہین تو ممکن ہی نہین بلکہ

ضرور ہی کہ پہلے ہی ایک زمانہ تک روح مادہ سے علیحدہ ہوا ور بعد مین بھی علیحدہ ہو جاے اس تقدیر پر قدم عالم باطل ہوتا ہی اور عالم کا بالکل فنا ہونا جایز۔ عالم کی ازلیت تو قطعی طور پر باطل ہوگی کیونکہ پہلے کچھہ ہی نہ تھا ابدیۃ بھی ثابت نہین ہوسکتی۔

نمبر ۲ - جب اہل تناسخ نے اون روحون کے واسطے جنکے کام اچھی اچھی ہون مکتی کو تجویز کیا جسکی مقدار ستیارتھہ پرکاش صفحہ ۲۱۸ پر اکتیس ۳۱ نیل دس کھرب چالیس ارب بتائی جاتی ہے۔ تو دو سوال پیدا ہوتے ہین اولاً یہ کہ جب روح کے تمام اعمال اچھی اچھی تھے جسکی بنا پر مکتی ہوئی ثواب ہر ادسکو جونکی قید کس جرم کے بدلے دی جاتی ہے۔ افسوس ہی کہ ایسے ذات مجبور کو بلا قصور قید کرکے عمل کرائے اور پھر بھی اوسکو نجات ابدی نہ ملے تو اس سے زیادہ اور کیا ظلم و بخل ہوگا تعالی اللہ عن ذالک علواً کبیراً نیز ایک جون کی مقدار قلیل کے اعمال کا بدلہ اسقدر زمانہ دراز کیسے معقول ہوسکتا ہے۔

دوسرے جب جیسے اچھی اچھی کام کئے ہین اوسکے لئے تو مکتی ہوئی جس نے بالکل برے برے کئے ہین اوسکے لئے کیا ہوگا اگر کوئی جون ہی تجویز پای جای تو عقلاً محال ہے کیونکہ شر محض کی سزا بھی شر محض ہی چاہے اور دنیا مین کوئی فعل بھی شر محض نہین اگر ایک وجہ سے کسی فعل مین شر ہے تو دوسری وجہ سے ضرور اوسمین خیر ہے۔ تو شر محض کا بدلہ دنیا مین نہین ہوسکتا اگر اہل تناسخ نے شریرون کے لیے بھی کوئی ایسا مکان تجویز کیا ہی تو بتایا جاے اور اگر نہین تجویز کیا تو وجہ فرق کی کیا ہی یہ بھی عدل کے خلاف ہی کیونکہ ستیارتھہ پرکاش صـ ۲۵۰ پر لکھا ہی کہ پرمیشور گناہ نہین معاف کرتا تو اب ضرور تسلیم کرنا پڑیگا کہ اس عالم کے سوا کوئی عالم ہو جہان ایک حصہ مین بالکل راحت ہی ہو جنت کہو کیونکہ ع بہشت آنجا کہ آزاری نباشد۔ اور دوسرے حصہ مین تکلیف ہی تکلیف ہو وہی دوزخ ہے اور یہ اہل تناسخ کا مذہب نہین بلکہ آسمانی مذہب

خدا کا شکر ہے کہ جنت اور دوزخ کا وجود تو اہل تناسخ کے اصول بر ضرور ہو
اب رہی وہ تفصیل جو انبیا علیہم السلام نے بیان فرمائی ہے جب اوسکا موقع
آیگا تو انشاء اللہ تعالے وہ بہی ایسے ہی ثابت ہوجائیگی جیسے تناسخ کا بطلان
نمبر ۳۳۔ جو چیز بتدریج قوت سے فعل کی طرف اور ایک حالت اونے اسے
مرتبہ علیا کی طرف ترقی کرلیتی ہے تو چونکہ یہ دونون حالتین متضاد ہین۔ لہذا
ایک وقت مین وہ دونون جمع نہین ہوسکتین جیسے روح نے ایک جونمین
بتدریج ترقی کرکے ساٹھ ستر برس کی عمر مین علوم اور معارف حاصل کئے تو
جیسے نطفہ ایک حالت سے دوسری کی طرف ترقی کرکے انسان ہوگیا اور
اب وہ انسان نطفہ نہین ہوسکتا اسیطرح روح کی جو حالت یوم ولادت
تہی اور ساٹہہ ستر برس کی عمر مین وہ حالت جاتی رہی آج دوسرے جون مین
ولادت کیوقت اوسکی پہلی حالت عود نہین کرسکتی اور تناسخ مین بہی لازم آتا ہی
کہ روح نے جو پہلے جون مین ترقی کی تہی اور اوسکے کمالات قوت سی فعل
مین آتے تہے آج دوسرے جون کے وقت وہ انسان بنکے بہر نطفہ ہوئی جاتی
ہے اور یہ عقل محال ہی۔ کیونکہ روح جب ایک جون چھوڑتی ہی تو اوس کے
علوم اور معارف باطل نہین ہوتے بلکہ تجرد تو اور علم کی روشنی کو بڑہاتا ہے
اور اگر زیادتی نہ بہی ہو تو کم سے کم اوسقدر علوم اور معارف تو ضرور رہنی
چاہئین جو پہلے حاصل تہے۔
اب یہ دلیل یون بہی بیان کرسکتے ہین کہ دوسرے جون کے کمالات سے
بالفعل متصف ہی اور اس جون کے اوصاف بالقوہ اور حیثیت سے ہے۔ اور
بالفعل اور حیثیت سے بالکل غلط ہے کیونکہ وہی علوم اور معارف جو پہلے جون
مین جس وقت سے حاصل کی تہی رہی اب بہر اوسیوقت سے حاصل ہونگے نہ بات
مرلی آتی ہی نہ وہ علوم اور معارف حاصل ہین جو پہلے مرمر کر حاصل کئے تہے۔
اور اگر وہ علوم اور معارف جو پہلی حاصل کئے تہے اب جاتے رہے تو وجہ کیا ہی

اور ترقی سے تنزل کیون اور وہ علوم اور معارف زایل ہونیکا سبب گیا ہی
اب نتیجہ نکالنا سہل ہوگیا کہ روح مین بالفعل وہ معارف اور علوم موجود
ہون جو پہلے حاصل کئے تہے یہ بہی محال ہے اور علوم سابقہ کا زایل ہونا یہ بھی
باطل تب بجزاسکے کہ تناسخ باطل ہو اور روح کا پہلے اس قالب سی اور کسی
جون مین جانا باطل ہو اور کوئی صورت ہی نہین ہوسکتی یہ وجہ ابطال تناسخ کی وہ ہے
کہ علاوہ تناسخ مجوزہ حکمائے ہند کے جسقدر صورتین بھی تناسخ کی عقل تجویز کرسکے
یا کوئی احتمال کی طرف گیا ہو وہ سب باطل ہین۔

اس بنا پر روح کا ایک قالب کے بعد دوسرے قالب مین جانا مطلقاً محال
ثابت ہوگیا اگرچہ ایک ہی مرتبہ کیون نہو۔ والحمد للہ تعالےٰ علیٰ ذلک سوامی
دیانند جی صاحب کا یہ جواب دینا کہ پہلے جون کی باتین اسوجہ سے یاد نہین ہین
کہ انسان کا حافظ اور علم محدود ہے اسکے متعلق ہم پہلے بہی لکھہ آئے ہین اور
پہر عرض کرتے ہین سب باتین یاد نرہین مگر صرف جون تو یاد رہتا یا جو باتین روزمرہ
صدہا مرتبہ کی تہین وہ بہی غیر متناہی جونون مین وہ تو ضرور یاد رہنی چاہئی تہین
آگ پانی ہوا کو تو جانتے ایسے بے عقل کیون ہوگئے یا تو اتنے بڑے گیانی تھی
کہ دنیا مین انکی نظیر نہی یا پیدا ہونے کے برس دن کے بعد پانی کو ثم اور کہانیکو
ہپتا کہنا سیکہا ہے جو شخص بدون عقلی بات کی لقمہ نہ توڑے اوسکے اصول مذاہب
اسقدر کمزور ہون یہ کسقدر کمزوری کی بات ہے۔

ہم نہایت زور سے کہین گے کہ ہر شخص کا ایک ہی انداز پر پیدا ہونا اور
ایک ہی طریقہ سے علوم اور ضروریات کو حاصل کرنا بڑی دلیل یہ ہی کہ بیچاری روح
نئی نئی دنیا مین آئی ہی یہ بالکل غلط ہے کہ ہمیشہ سے یہین گلیون اور کوچون مین
پہرتی تہی۔

نمبر ۴۔ ایک سیدہی سمجھ والے اور منصف کے لئے یہ چوتہی دلیل ابطال تناسخ کی
عرض کی جاتی ہے کہ دارالعمل اور دارالجزا اور ہونا چاہئے جو مدرسہ اسکول کالج کی تعلیم

کے لیئے بنایا گیا ہی اوس سے فارغ ہو کر ضرور کالج سے علیحدہ جاکر کوئی عہدہ ملنا چاہیے اور اگر اوسی اسکول یا کالج کا پروفیسر ہو تو طالب علم کی مد سے تو ضرور خارج ہی ہوگا جسکو حقیقت مین کہا جائیگا کہ وہ اب کالج سے فارغ ہے۔ یہ کونسا کالج ہے کہ ساری عمر پڑھو محنتین کرو ڈگریان حاصل کرو امتحان مین کامیاب ہو۔ امتحان صحیح ثمرہ کیا پھر نئے سرے سے الف باتا شروع کرو اور تمام تحصیل سے فارغ ہو کر پھر امتحان دیکر پھر بڑھو جو پہلی طالب علمی مین کھانا دانا مکان وغیرہ ملتا تھا پھر وہین موجود ہی اور اگر کہین قسمت سے رستگاری بھی نصیب ہوا اور مکتی کسیکی ہو بھی جائے اور کسی دوسرے ملک کا صوبہ دار یا صفیر مقرر کر کے بھیجا جائے یا تمام خدمات سے مستثنےٰ کر کے محض آرام کا زمانہ نصیب ہو تو اوس کی بابت بھی حکم یہ ہی ہی کہ اسکے بعد پھر بہڑا اپلے سے لڑکپن مین آؤ اور طفل نا بالغ ہو کر بچون کے ساتھ نہین بچے ہی ہو کر الف باتا شروع کرو۔ اور وہی مصیبت جس سے چھوٹے تھے سامنے ہی خدائے ذوالجلال اور یہ نظام عالم اسکو کون عاقل پسند کر سکتا ہی۔ خدائی نہوئی لڑکون کا کھیل ہو گیا کہ جب چاہا بنا دیا بگاڑ دیا پھر اوسکو بنا دیا کوئی ثمرہ اور نتیجہ ہی نہین۔ تیلی کے بیل کی طرح روح غیر متناہی زمانہ تک محنتین کرے مگر رستگاری نہو وہ قالب کی بلاوجہ قید سے کبھی آزاد نہو۔ اچھا انصاف ہے۔

نمبر ۵۔ بطلان تناسخ کے لیئے یہ بھی کافی ہی کہ تناسخ کی اصل پر آدمی کو یہ تمیز نہین ہو سکتی کہ مان بہن بیوی لڑکی وغیرہ کون ہین جن لوگون کو بیاہ مین کھیلنے سے پرہیز ہے کہ بیاہ بالکل اجنبی لوگون مین ہو اونکو بڑی دقت پیش آئے گی۔ کیونکہ یہ معلوم نہین ہو سکتا کہ بیوی مین کسکی روح ہے اور اولاد مین کون ہی بلکہ اور زیادہ تحقیق کیجائے تو انسان کے تمام حرکات اور سکنات مین دقت ہو جائے کیونکہ یہ بھی معلوم نہین کہ جس گھوڑے پر سوار ہین وہ کون ہی اور جس بیل کو جوت رہے ہین وہ کون۔ اثر وقت کیوجہ سے ہم کو اصل حقیقد لغتظ [illegible]

ہی کی ہی یہ ہی تو وجہ ہی کہ اہل تناسخ اپنی ماں باپ گرو بادشاہ کیساتھہ بعد مرنیکی
وہ معاملہ کرتے ہین جو خس وخاشاک کیساتھہ کیا جاتا ہی اونکو بلا تامل جلا دیتے ہین
اگر تعظیم جسم کی بہی ہوتی تو یہ ناشایستہ حرکت اون محترم ان قوم وملت کبہا تہہ
ہرگز روا نہ رکہتے تو جب مدار تمام تعلقات اور احترامات کا صرف روح ہے۔ تو
نیا یا جائے کہ نکاح بیاہ کیسکے ساتھہ ہو اور لوکرا ثم کسکو کہا جائے غرض تناسخ
کو مانکر یہ بتادیا جائے کہ دنیا کے کاروبار سلامتی اور دینداری کے ساتھہ
کسطرح ہو سکتے ہین۔

اور اگر جان بچانے اور پیچہا چہڑانے کے واسطے یہ کہدیا کہ ہم کو جسقدر
تعلقات ہین وہ جسم ہی کے ساتھہ ہین روح سے کیا غرض اوسکو کسنے دیکہا ہے
تو پہر جسم کے مرنے کے بعد اسقدر تو ہین کیون کیجاتی ہے جسکو کوئی اہل انصاف تو
محبت اپنی بڑون کے ساتھہ نہین کرسکتا۔

یہ جواب کہ روح کا تعلق جب تک جسم سے ہے جب ہی تک محترم اور ذی
تعلق ہے تو یہ جواب پہلے شبہ کو اور قوی کرتا ہی معلوم ہوگیا کہ اصل تعلق اور
احترام روح ہی کا ہے جسم اوسکے تابع ہے۔

نمبر ۶ - ملاحظہ ہوستیارتہ پرکاش صفحہ ۲۵۰ سوال ایشور اپنی بھگتون کے
پاپ معاف کرتا ہی۔ جواب نہین الخ

تناسخ کے اصول پر اس تصریح کو ملاحظہ فرمائے اب اہل تناسخ سے سوال یہ ہے
کہ اول تو مُردے کے گناہ معاف نہین ہوتے جو کرم کرتا ہی اوسیکے موافق اوسکو
جزا سزا کا ملنا ضرور ہی تو اب کسی مُردے کی طرف سے صدقہ خیرات کناگت وغیرہ
سب لغو حرکت ہو جائے۔ ایک شخص کا باپ مرکر مرغی ہو گیا یا بہینس گائے ہوکر
کہین دودہ دے رہا ہی اب اسکو صدقہ خیرات سے کیا نفع ہو سکتا ہے۔ اسکا
جواب اگر کوئی شخص یہ دے کہ ہم کناگتون کے ہی قایل نہین اور واقعی تناسخ
کی اصل پر یہ سب لغو ہی تو اونکی خدمت مین عرض ہے کہ آپ مردون کیساتھ

سلوک کو ناجایز سمجھتے ہو اور ضرور سمجھنا چاہیئے مگر زندون کے ساتھہ بھی سلوک الفت محبت مروت رحم غربا پروری مسکین نوازی کو محبوب جانتے ہو یا نہین اچھا سمجھتے ہو اور ضرور سمجھنا چاہیئے لیکن جواب کے لئے مستعد ہو جاؤ ابھی دو شبہ بہی آتا ہی کہ تناسخ کی رو سے یہ بہی ناجایز ثابت ہو گئے۔

مگر اسوقت چلتی کے طور پر ایک مزہ دار بات عرض کرنیکو دل چاہتا ہے کہ شوامی جی دیانند صاحب کا حکم تو ابھی ستیارتھہ پرکاش سے معلوم ہو گیا کہ خدا کسیکے گناہ معاف ہی نہین کرتا بلکہ آگے چلکر یون فرماتے ہین۔ کیونکہ اگر وہ پاپ معاف کرے تو اوسکا انصاف جاتا رہے اور تمام انسان سخت پاپی ہو جاوین اھ پھر فرماتے ہین اہی لئے تمام اعمال کا مناسب نتیجہ دینا ایشور کا کام ہے نکہ معاف کرنا غرض یہ ہی کہ ایشور گناہ اسواسطے معاف نہین کرتا کہ گناہ کا معاف کرنا عدل والصاف کے خلاف ہی اور اسکی وجہ سے لوگ سخت پاپی اور بدکار ہو جاوینگے اسوقت اس مضمون کی فی نفسہٖ غلطی اور صحت سے عقلی طور پر بحث نہین ہے مقصود یہ ہے کہ ذرا رگوید اوپہاشی بہو مکا بھی ملاحظہ ہو۔ اے بھگوان آپکی عنایت سے ہمین پران اور اشیاء خوردنی اور قوت ہر جسم مین حاصل ہون ہمین سورج انترکش (خلا یا اوپر زمین) اور سوم (نباتات) ہمین پھر اگلے جنم مین زندگی دینے والی اور جسم کی پرورش کرنے والی ہون اے قوت عطا کرنے والے پرمیشور ہمین اگلے جنم مین پھر دہرم کا راستہ دکھاؤ ہمین ہر جنم مین آپکی رحمت سے ہمیشہ سکھ حاصل ہو یہی آپ سے التجا ہے (رگوید اشٹک ۸ ادہیاے ۱۔ ورگ ۲۳ منتر ۷)

یہ منتر شوامی جی کے قول کے کسقدر مخالف ہے کیونکہ جب ایشور تمام اعمال کا بدلا مناسب طرح سے دیتا ہی اور اسکا خلاف کرنا خلاف عدل و انصاف ہی تو اب یہ دعا لغو حرکت نہین تو اور کیا ہے۔

ناظرین انصاف فرماوین کہ رگوید کو غلط کہا جاوے یا سوامی جی کے کلام کو مگر ظاہر ہے کہ رگوید غلط نہین ہو سکتے تو منتر ہی بطلان تناسخ پر ایک مستقل

نقلی دلیل سمجھنی چاہئے کیونکہ یہ منتر صاف بتارہا ہی کہ ہمکو جو کچھ ملتا ہی وہ بھگوان کی
عنایت سے ملتا ہی کرم کا بدلہ نہین یا کرم کا ہی بدلہ ہی تو بھگوان کو بھی ضرور قدرت
اور تصرف ہمیں اور مخلوقات پر حاصل ہی وہ ہماری ہدایت کرسکتا ہی یہ تمام امور وہ
ہین جنسے تناسخ کی جڑ ہی اوکھڑ جاتی ہی جسکا مفصل بیان پہلے عقلاً ہوچکا ہے
خدا کا شکر ہے کہ وید سے بھی ایک عقلی دلیل کی تائید ہوگئی گو ہم کو اسکی ضرورت
نہ تہی کیونکہ ہم عقلی طور سے کلام کررہے ہین لیکن جب وید ہی ہماری ہم زبان ہوگیا
تو وید کے ماننے والوں پر ضرور حجت ہوگی بلکہ غور کیا جاوے تو اس سے وید کا کلام الٰہی
الہامی کتاب ہونا ثابت ہو تو محرف ہونا ثابت ہی ہی جسکو اہل عقل خود سمجھ سکتے ہین
چونکہ ہماری بحث سے خارج ہے اسواسطے ہمکو اسمین گفتگو کی ضرورت نہین۔

نمبر ۷۔ اہل تناسخ خدائے ذوالجلال کو ظلم سے بچانے کی غرض سے تناسخ کے
چکر مین پڑے تہے لیکن علاوہ بیانات سابقہ کے یہ بات انشاء اللہ تعالے معلوم
ہوجائیگی کہ ارباب تناسخ اب بھی اس نسبت کو دور نہین کرسکے کیونکہ ثواب عذاب
راحت و رنج جسکی بھی مستحق ہے وہ روح ہے یہ بیچارہ غریب مادہ تو ملزم ہو ہی
نہین سکتا۔ پہر مادہ مین جو ترجیح بلا مرجح ہی اوسکی کیا وجہ ہے کوئی مادہ بادشاہ
کے جسم مین لگایا جاتا ہی کوئی چمار کے کوئی حسین کے جسم مین استعمال کیا جاتا ہے
کوئی بدصورت مین کوئی جسم رشیونکو دیا گیا کوئی ملچھ لوگون کو روح مین بوجہ کرمونکے
فرق اتنا بجا تہا وہ بادشاہ رعایا ہون صحیح ہے غریب بے قصور مادہ پر جو ظلم ہوا
اوسکی کیا وجہ ہے جو اجزا آنکہ مین لگائے گئے ہین اونہون نے کیا اچھے کرم
کئے تہے اور جو پیشاب پاخانہ پیرون مین لگائے گئے ہین اونکا کیا قصور ہے۔
جواہرات اور در یکتا مین جو اجزائے لا یتجزی بڑہانے ہین اونکی کیا خوبی تھی اور
سڑک پر جو اینٹ روڑے پتہر کوٹے جاتے ہین اون مین کیا نقصان تہا۔
اسکا یہ جواب دینا کہ عزت و ذلت قدر و منزلت ذی علم کی سی ہوتی ہے اور
مادہ مین جب ادراک ہی نہین تو اوسکی کہانی توقیری ہے نہایت بیجا بات ہے

کیونکہ کون شخص ہے۔ جو موتی اور پتہر اور سونے اور لوہی کو برابر کہدیگا اجھون
اور گرو اور بادشاہون کے ہاتہہ چومے جاتے ہین اور پیشاب یا پخانہ جنگلو مین
زمین کے اندر دفن کر دیا جاتا ہی۔ یا خانہ کر قدمچے کی لکڑی اور تخت شاہی اگر
دونون ایک مرتبہ مین ہین تو ایک کو دوسرے کی جگہ رکہہ تو دیکہو کسی کے پاک
نقش کو غلاظت مین ڈال تو دیکہو۔

علاوہ ازین اہل تناسخ کے مذہب پر مادہ بے جرم ہونیکے علاوہ وہ الیشور کا
پیدا کیا ہوا ہی تو نہین کہہ بہی کہا جاسے کہ مالک کو اختیار ہی گو تناسخی یہ بہی نہین
کہہ سکتے کیونکہ اون کے نزدیک تو یہ بہی بڑا ظلم ہے سب کے سب ملکر اس لاحل شبہ کا
جواب دیلین تو ہم بہی جانین جو جواب مادہ کے بارہ مین یہ حضرات دینگے منکرین
تناسخ اوسیطرح سے روح کا ظلم بہی اوٹہا دینگے جب مادہ مین بلا وجہ اختلاف
ہے روح کو قالب بہی بلا وجہ مختلف دیے گئے مادہ اور روح ایک ہی مرتبہ مین
ہین جیسے روح کو قدیم کہا جاتا ہی مادہ کو بہی اوسی تختِ سلطنت پر بٹہایا گیا ہے
پہر وجہ فرق کیا ہی۔

نمبر ۸ - ایک ایسی صاف اور عقلی خرابی تناسخ مین لازم آتی ہی کہ اوسکو سمجھنے کے لبعد
کوئی منصف تناسخ کا قائل نہین ہوسکتا اور وہ یہ ہے کہ محبت الفت رحم دلی غربا
پروری مسکین نوازی صدقہ خیرات حاجتمندون کی حاجت روائی مریضون کی دوا درمان
و مصیبت زدون کی ہمدردی ایسے مسلم امور ہین کہ اپنی قوم اور ہم مذہب کے علاوہ
دوسرے لوگون سے بہی محمود ہین بلکہ اگر کوئی شخص اپنی عزیز و اقارب قوم ملک کی علاوہ
دوسرے لوگون سے بہی ہمدردی کرتا ہی تو اوسکی اور زیادہ تعریف ہوتی ہے محبت
و شفقت و رحم انسان سے بتجاوز ہوکر دوسرے جاندارون پر بہی محمود ہے۔

تو پہر جس اصل اور مذہب کی بنا پر ایسے مسلم صفات کمالیہ مذموم ہوجائین وہ
مذہب نقلاً عقلاً کیسے مطابق عقل ہوسکتا ہے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ تناسخ کی اصل یہ ہے جو شخص بہی جس اختلاف جس تکلیف

رنج وغم الم درد مصیبت مین مبتلا ہو وہ کسی نہ کسی برے فعل کا بدلہ بھگت رہا ہے
اور یہ بدلہ ہی ایسا لازمی اور ضروری ہے کہ اسکے خلاف ایشور ہی نہین کرسکتا
اگر وہ ایسا کرے تو عادل اور منصف نرہے گا چنانچہ ابھی عبارت ستیارتھ پرکاش کی
نقل ہو چکی ہے۔

توجسطرح کسی ڈاکو رہزن چور کو قید نہ کرنا یا قید ہوئے ہوئے کو چھوڑ دینا ظلم ہے
اسیطرح کسیکی تکلیف کو دور کرنا عین ظلم ہونا چاہئے بلکہ اگر کوئی مصیبت مین
مبتلا ہو تو یہ سمجھکر کہ اس نے ضرور کوئی برا فعل کیا ہی جسکا ایشور جیسے رحیم وکریم نے
یہ بدلا دیا ہے دو دو تھپّے اور لگانے چاہئین۔ جو غریب فاقہ کش مانگنے کیواسطے
آیا ہے بس چلے تو اوسکی ٹوپی بھی اوتار لین اور اولٹا کھلانا چاہئے تناسخ کو
تسلیم کرکے پھران امور کی خوبی کو اگر کوئی عاقل باقی رکھہ سکے تو وہ ہماری رہنمائی
فرمائے۔ جب تناسخ ایسی بلا ہی کہ اوسکی بنا پر تڑپنے والے بچے کو پانی دینا بھوکے کو
کھانا کھلانا خلاف عدل وانصاف ہے توبیشک جو مذہب تناسخ کو اپنا امام بنائیگا
وہ مذہب ہی خلاف عدل وانصاف ہی۔ اہل تناسخ اس نمبر کو خوب غور وتامل سے
پڑھین منصف کے لئے خدا چاہے تو یہی کافی ہے۔

یہ وہی بات ہی جسکا آپ ہی وعدہ کیا تہا کہ اصل تناسخ پر مُردون ہی کیسا تہہ
ہمدردی نہین بلکہ زندون کے ساتہہ بھی احسان وسلوک جرم اور حرام ہوجائیگا۔

نمبر ۹ - ملاحظہ ہوستیارتھ پرکاش یعنی پرمیشور اوس جیو کے پاپ وپن کے
مطابق جنم دیتا ہی وہ ہوا۔ اناج۔ پانی۔ خواہ جسم کے مسامون کے ذریعہ سے دوسرے
جسم مین ایشور کی تحریک سے داخل ہوتا ہی بعد داخل ہونیکے سلسلہ وار نطفہ مین
جاکر حمل مین ہوکر جسم اختیار کرکے باہر آتا ہے اگر اعمال عورت کے جسم حاصل کرنیکے
لایق ہون تو عورت کے جسم مین اور اگر مرد کے جسم حاصل کرنیکے اعمال ہون تو مرد کے
جسم مین داخل ہوتا ہی اور حمل ٹھہرنے کے وقت عورت اور مرد کے جسم میں بوقتہ ہمبستری
حیض اور منی کے ملاپ ہونے کے وقت ...

اگر کسیکے ایسے اعمال ہون کہ نصف گدہے کے جون کو مقتضی ہون اور نصف گھوڑا ہونیکو تو گو جواب بہت سہل ہے کہ خچر ہو جائیگا مگر گفتگو اسمین ہے کہ وہ گھوڑی کے رحم مین آئیگا یا گدہی کے اور دونون صورتون مین خچر ہونا ناممکن ہے سوامی جی دیانند نے اہل تناسخ پر یہ بہت بڑا شبہ پیش کر دیا کہ جب ایک شخص کے اعمال ایسے ہون کہ نصف عمل تو ایک نوع کو چاہین اور نصف دوسرے کو تو وہ کس جون مین جائیگا ایشور کو تو اس اصول کے موافق کچھہ کرنے کا اختیار ہی نہین ترجیح بہی نہین ویکہنا ہے تناسخ اس شبہ کو عقلاً حل فرمائین تو باعث مشکوری ہوگا۔

خیر یہ بات تو ضمناً آگئی تہی اصل بات یہ ہے کہ ہر روح اپنی جسم کی مزبی ہے اور بحرہ بالا کی موافق اب ایک جسم مین ایک وقت مین ایک سے زاید روح مجتمع ہو سکتی ہے اور یہ عقلاً ناجایز ہے کیونکہ جب روح نے جسم پالیا اب وہ اوسمین تصرف نکری محال ہے تمام ارواح کو جب ایک ہی طرح کا مانا گیا ہے تو جدید روح پہلی روح سے کسیطرح بہی کم نہین ہے جو اوسکی قدامت یا قبضہ اسکے تصرف کو مانع ہو۔ اور اگر تسلیم بہی کر لیا جائے کہ پہلی ہی روح غالب رہی لیکن آخر اس جنگ و جدل کا کوئی اثر تو ہونا چاہیے تہا۔ حالانکہ ایک شخص کے متعدد اولاد ہوتی ہے مگر اوسکو ارواح کے داخلہ یا لڑائی کے وقت کوئی بہی انقلاب محسوس نہین ہوتا۔ ایک بدن کے ساتہہ دو نفسون اور روحون کا تعلق محال ہے۔ یہ کہنا کہ ایک مدبر بدن ہے اور ایک محبوس بالکل غلط ہے۔ کیونکہ ارواح کا تعلق ابدان کے ساتہہ یکسان ہی تو جدید روح کو بہی وہی تعلق ہوگا جو قدیم کو تہا پہر جب وہ سلسلہ وار نطفہ کے ساتہہ رحم مین داخل ہوتی ہے تو یہ بہی نہین کہہ سکتے کہ اوسکے قیام کی جگہ جسم والد مین کوئی خاص ہے جہان وہ محبوس ہے تو پہر اوس روح کے علوم وغیرہ کا کوئی اثر والد مین نہو اور وہ روح تمام علوم کو فراموش کردے حالانکہ اسیوقت ایک تربیت یافتہ جسم مین موجود ہے جسکے حواس وغیرہ سب اس قابل ہین کہ روح جدید کے علوم ظاہر ہوسکین روح ایک جسم عنصری مین جاکر اور بے تصرف رہی

اور دوسری روح سے کوئی جنگ و جدل ہونا ممکن ہے۔ ورنہ یہ ممکن تہا کہ ایک
شخص جس مین اوسکی اولاد کی روح بہی آئی ہوئی ہے اگر اوسکا گلا کوئی گہونٹدے
اور روح مدبرہ بدن سے نکلی ہے تو روح محبوس اسوقت مدبر تصرف کرنے
لگے حالانکہ ایسا نہین ہوتا بلکہ روح مدبر کے ساتہہ جملہ ارواح خارج ہوجاتی ہین
تو اس سے معلوم ہوا کہ تمام ارواح کا بدن کے ساتہہ ایک ہی طرح کا تعلق ہے
روح چونکہ مجرد ہے وہ گوشت و پوست نطفہ وغیرہ کسی رطوبت کی جزو نہین
ہوسکتی بلکہ اوسکو جسم کے ساتہہ وہی تعلق ہوگا جو پہلے روح کو تہا اور اس صورت
مین بیشمار مفاسد لازم آئینگے زیسے جو افعال سرزد ہونگے اگر وہ دونون کی
شمار ہونگے نہین تو اردعلل لازم آئیگا جو محال ہے اور اگر ایک کے ہونگے تو ترجیح
بلا مرجح لازم آئیگی۔ الحاصل جیسے ایک ظرف خاص مین دو جسم کہ جو ایک ہی جسم کی
لایق ہے نہین آسکتے اسیطرح ایک جسم مین دو روح بھی نہین آسکتین اگر ایسا
ہو تو انسان ادہیڑ تمام مرجاے۔ کیونکہ جسم انسانی کا کوئی جزو لاینجزی ایسا نہین
جس سے اوسکی روح کو تعلق خاص نہو پہر اسیطرح ہر جزو کیساتہہ وہی تعلق دوسری
روح کو بہی بیشک فساد جسم کا باعث ہونا چاہیے۔ روح جسم مین ضرور ہی گو ہم
اسکو نہ بتا سکین کہ کسطرح ہی جسم خاص روح خاص کا ضرور ظرف ہی اور ایک جسم جسطرح
ظرف مین ہوتا ہی اوس سی روح کا تمکن بیشک بڑہا ہوا ہی کیونکہ روح مجرد ہے
اور جسم مادی تو جیسے پاو بہر کے گلاس مین آدہ سیر پانی کا آنا محال ہے ایک جسم
مین ایک ہی طرح کے دو روحونکا اجتماع بہی محال۔ لہذا اگر سلسلہ تولید بطریق تناسخ
ہوتا تو والدکی روح جسم مین داخل ہوتے ہی باپ یا مان ضرور مرجاتے۔
مگر واضح رہے کہ مان کے پیٹ مین جو بچہ ہے اوس سے اعتراض نہین ہوسکتا
کیونکہ بچہ علیحدہ جسم مستقل ہے مان کے اعضا مین سے نہین ہے اور جو روح بچہ کی
ساتہہ متعلق ہی وہ مان کے جسم کے ساتہہ تعلق نہین رکہتی یہی وجہ ہے کہ مان مرجاتی ہی
اور بچہ پیٹ مین زندہ رہتا ہی۔ اور بچہ پیٹ مین مرجاتا ہی اور مان زندہ رہتی ہے

بخلاف تناسخی روح کے کہ وہان ایک ہی جسم کے ساتھہ دو روحون کا برابر تعلق ہی
یا تو اہل تناسخ اس مسئلہ کو صاف بیان کرین کہ دونون روحون کا جسم واحد کے
ساتھہ کیسا تعلق ہی ورنہ تناسخ قطعاً محال ہی جیسا کہ مشرح مذکور ہوا۔

نمبر ۱۰۔ ملک عشرہ کاملہ کا مصداق بنانے کے واسطے اخیر مین بطلان تناسخ پر ایک
ایسی قوی وجہ پیش کرتے ہین کہ اہل تناسخ اوسکے مقابل مین دم ہی نہ مار سکین اور بجز
تسلیم کے چون وچرا کی گنجایش ہی نرہے وہ ہم نہین کہتے بلکہ اون کے مقدس
وید سے ثابت ہوتا ہی ملاحظہ ہو رگوید بہاشا بہومکا ص ۱۳۱ جو جیو پچھلے جنم مین جس
قسم کے دہرم کے کام کئے ہوتا ہے۔ اونہین کے مطابق اگلے جنمون مین بہت سی اعلی اعلی
جسم حاصل کرتا ہی اور اسیطرح جو پاپ سے کام کئے ہوتا ہی وہ اگلے جنم مین انسان کا
جسم نہین پاتا بلکہ حیوان وغیرہ کا جسم پاکر دکھہ بہگتتا ہی۔ پچھلے جنم کے کئے ہوئے پاپ او
پن کے مطابق سزا یا جزا پا ہنو الاجیو پچھلے جسم کو چھوڑ کر۔ ہوا پانی۔ نباتات وغیرہ
اشیاء مین داخل ہو کر اپنی پاپ اور پن کے مطابق کسی جون مین پڑتا ہی۔ جو جیو الشور
سے کلام یعنی وید کو بخوبی جان اور سمجھکر اوسپر عمل کرتا ہی وہ مثل سابق بہر عالمون کا
جسم پاکر سکھہ بہگتتا ہی اور اوسکے خلاف عمل کرنے سے ہر نک یعنی حیوانات وغیرہ کا
جسم پاکر دکھہ پاتا ہی (اتہرو وید کانڈہ الوواک۔ ورگ انتر ۲۔

اس منتر سے معلوم ہوگیا جو پاپی ہے وہ انسانکا قالب نہین پا سکتا بلکہ حیوانات
وغیرہ کا جسم پاتا ہی اور جو وید کو خوب سمجھہ اور جانکر اوسپر عمل کرتا ہی وہ انسان کا جسم
پاتا ہی اور جو اوسکے خلاف کرتا ہی وہ حیوانات وغیرہ کا جسم پاکر دکھہ پاتا ہے اسکے
بعد مسئلہ بالکل صاف ہے جسقدر انسان موجود ہین اون مین کوئی پہلے جسم کا
پاپی نہین یا پاپ کئے تہے تو حیوانات وغیرہ کے جسم مین جاکر دکھہ سہکر پاک
ہو گیا ہے اور جسقدر روحین انسانی قالب مین ہین وہ پہلے وید مقدس کو خوب
سمجھکر اوسپر عمل کر چکین ہین جب ہی تو انکو انسان کا قالب ملا۔

اب جسقدر ... انسان ... ہی یہ کیون ہے عمل تو سب کے

اچھے تھے سب گیانی وید کے جاننے سمجھنے والے پھر یہ اختلاف کیون ہی کوئی امیر کوئی غریب کوئی بدصورت کوئی خوبصورت۔

فرمایا جائے کہ خداوند عالم عادل ہی یا نہین اگر ہے تو اختلاف کیون اور نہین تو پھر تناسخ سے کیا فائدہ ہوا یہ جواب دینا کہ منتر کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا قبلاً تو بوجہ نیک کامون کے لا اور چونکہ نیک کام بھی مختلف ہین اسوجہ سے یہ اختلاف ہو رہا ہی یہ ایک بات عقلی ہی اور ایک احتمال پیدا کرتا ہی جسکے سننے کے لئے ہم اسوقت تیار نہین ہین کیونکہ ہم نے اسوقت نقلی دلیل پیش کی ہے جو وید کا منتر ہے اسکے مقابلہ مین خلاف وید کوئی بات مسموع نہوگی اگر عقلی بات کہتے تو ہم بفضلہ تعالی اس مسئلہ کو عقلی طور سے نہایت فصاحت سے عرض کر چکے ہین جسمین کوئی احتمال عقلی نہین چھوڑا ہی جسکو دلایل قطعیہ سے باطل نہ کیا ہو چنانچہ بیان سابق سے ظاہر ہے۔

اسکے بعد اسقدر عرض کر دینا اور ضروری معلوم ہوتا ہی کہ آخر جن بڑے بڑے حکما کا نام لیا ہی یہ بھی کوئی معمولی اشخاص نہ تھے۔ دار العلوم دیوبند ادام اللہ تعالے بقاہا وفیوضہا کا ایک ادنے طالبعلم ایک بالکا دلایل قطعیہ سے باطل ہونا ثابت کردی اور اتنی بڑے بڑے حکمار کی جماعت کثیرہ نہ سمجھے یہ بات بھی بدقت تسلیم کیجاسکتی ہی اسکا جواب یہ ہی کہ اسوقت مقلدانہ گفتگو نہین ہی ہماری ہیچدانی اور ناوانی اور گمنامی اور ناقابلیت مدنظر نہ کیجائے بلکہ بات کو دیکھہ لیا جائے صحیح ہے تو قبول کر لیا جائے ورنہ جواب دیا جائے اگر تقلید کیجائے تو تقلید کرنے کی اور جماعت ہی جنکے علوم پاک وصاف جنمین غلطی کا شائبہ بھی نہین جنکی انوار سے آفتاب نور حاصل کرتا ہی جنکے کلام سے عقل کو جانچا جاتا ہی وہ مقدس جماعت گروہ انبیاعلیہم الصلواۃ والسلام جن کی سردار اور افضل اعلی سیدنا و مولانا جناب محمد الرسول اللہ تعالے علیہ وسلم ہین۔ یہ عاجز تو محض ایک ناقل ہی حکمار کے اقوال کے باطل فرمانے والے اونسے بہت بڑی حکیم تھی حکمار امتہ کا کیا ٹھکانا ہی خاتم حکمار امتہ محمدیہ علی صاحبہا الصلواۃ والتحیہ حضرت مولینا مولوی محمد قاسم صاحب قدس سرہ قاسم العلوم والخیرات جنکے دسترخوان کو یہ سب

موجودہ حضرات خوشہ چین ہین یہ چمکتے ہوئے آفتاب اوسی نیر اعظم فلک تحقیق کی درخشان ستاری ہین اگر اونہین کے تحقیق کی ایک جزو لطیف کو ظاہر کیا جاوے تو تمام فلاسفہ کی تحقیق تار عنکبوت کی طرح نیست و نابود ہوجاوے اور ہمکو تو اتنی بہی قابلیت نہین کہ اوس عالیجاہ کے مطلب کو پورا اوا ہی کرسکین۔ اور اگر حکمار کے کلام مین تاویل ہی کیجاوے تو بیشک اونکے کلام مین تاویل کی گنجایش ہے جسکا مطلب یہ ہوسکتا ہی کہ عالم آخرت مین ہر روح کو اوسکے مناسب قالب عطا کیا جائیگا یہ مطلب اگر ہی تو صحیح ہی اور اگر وہ مطلب ہی جو اہل تناسخ بیان کرتے ہین تو ایک جماعت حکمار کیا اگر دنیا بہر کے حکمار بھی اتفاق کرکے کہین تو یقینی غلط ہے۔ چونکہ اسوقت اس مضمون کو یہین ختم کرنا ہے اسواسطے بقیہ مضمون تناسخ خدا چاہے اگلے حصہ مین عرض کرونگا۔

الحاصل سزا و جزا کے مسئلہ مین حکمانے تو یہ جواب دیا جو عقلاً غلط اور باطل ہے اب حضرت انبیا علیہم الصلواۃ والتسلیم کی خدمات مین جو استفسار پیش کیا گیا تو جواب یہ ملا کہ خداوند عالم اپنی خدائی کا مالک ہی جسکو جو چاہی عطا فرماوے جو چاہی ندی اوسپر کسیکا کوئی حق نہین سب پر اوسیکا حق ہی ہان جو اوسنے فضل و کرم سے وعدہ فرمایا ہے وہ ضرور پورا فرمائیگا اوسکا ہر فعل عین عدل و حکمت اوسکے سب افعال عقل سلیم کے مطابق ہین کوئی حکم ایسا نہین جو عقل کے خلاف ہو یہ دنیا دار العمل ہی اسکے بعد ایک اور عالم ہے جسکو دار الجزا کہنا چاہیے وہان نیکون کو نیک افعال کا بدلہ اور بدونکو افعال بد کا بدلہ ملیگا دنیا سے جاکر کوئی روح پھر کسی قالب مین واپس نہین ہوتی ہر روح کو ایک قالب انسانی دیا گیا ہی اور ہدایت کیواسطے انبیار علیہم الصلواۃ والتسلیم کو آفتاب ہدایت بنایا ہی جس نے اونکی اتباع کی نجات ابدی پائی اور جس نے اونکا خلاف کیا ہمیشہ کے لئے خسران اور ٹوٹے مین رہا انبیا علیہم الصلواۃ والتسلیم کا اجماعی مسئلہ ہے کہ ایک نبی علیہ الصلواۃ بہی خدا کا حکم نہین بیان فرماتے حکمار کیطرح نہین کہ کوئی کچھ کہی کوئی کچھ۔ یہان چونکہ سچا علم ہی اور سچی بات ایک ہی ہوتی ہے اسوجہ سے عقاید اور اصول مذاہب مین شیعہ کا مذہب سب متفق ہین مگر اسکے لئے اسکی ضرورت ہے

کہ نبوت اور نبی کی حقیقت اور پھر اونکی ضرورت اور سلسلہ نبوت کسیپر ختم ہوا۔
اور ختم ہونے کی کیا ضرورت ہی اور یہ کہ اونکو علوم کسطرح حاصل ہوتے ہین اور انکے
علوم مین غلطی کا احتمال کیون نہین ہے اورکس قسم کے علوم ہین جنمین انبیا علیہم الصلوٰۃ
والتسلیم سب متفق ہین اور کسقدر مین اختلاف ہی اور اختلاف کیون ہے اور اس
اختلاف کیوجہ سے نشان نبوت مین توکوئی نقصان لازم نہین آتا۔ پھر یہ کہ
عقل کے مطابق ہونے اور نہونے کا علم کسطرح سے ہو اوسکا معیار کیا ہی اور یہ کہ
کسی امر کا سمجھہ مین نہ آنا اور ہی اور عقل کے خلاف ہونا اور ہے اور دار آخرت
کے متعلق ہمکو یہ ثابت کرنا کہ کونسے امور قطعیہ ہین اور کسقدر امور ظنیہ ہین اور کسقدر
ہماری عقل مین آئے ہین اور کسقدر نہین آئے مگر جملہ امور مین سے ایک بھی مخالف
عقل سلیم نہین ہی اسکے لئے ایک بسیط تقریر کی ضرورت ہی جسکو غالبًا میرے
اور احباب بہی بیان فرمائینگے اور اگر زندگی باقی ہی اور خدا کو منظور ہے تو ہم ہی
عرض کردینگے اسوقت تو ہماری تقریر کا ایک حصہ ہے جسمین فقط یہ ثابت کیا گیا ہی
کہ طریقہ جزا و سزا اور ہمارا ماضی و مستقبل وہ نہین ہوسکتا جو اہل تناسخ فرماتی ہین
وہ عقلاً باطل میری اس ناقص تقریر کو اگر مضمون دار آخرۃ کیساتھ ملا لیا جائیگا
تو انشاء اللہ مضمون کامل ہوجائیگا۔

سامعین اگر غور فرمائینگے تو انشاء اللہ تعالےٰ ابطال تناسخ مین یہ مضمون
کافی ہے آخری دعا یہ ہی کہ اللہ تعالےٰ خاتم الانبیا و المرسلین سید الاولین والاٰخرین
کی برکت سے اسکو قبول فرماکر بنی نوع کے لئے ہدایت بنادے و آخر دعونا الخ

تمام شد

تذکرۃ الرشید یعنی مولانا گنگوہی کی سوانح حضرت قطب الارشاد مولانا الحافظ الحاج الشیخ رشید احمد محدث گنگوہی قدس سرہ العزیز کی مقدس زندگی کا نمونہ اس کتاب مین موجود ہی جس سے بدن اور قلب کی اصلاح اور شریعت و طریقت کی تحصیل کا طریق معلوم ہوتا ہی جس نے حضرت ممدوح کی زیارت کی وہ اس کتاب کو آپکے حالات کا نقشہ پاکر زیادہ محبت کا ثمرہ پائیگا اور جس نے آپکو نہین دیکھا وہ آپکے حالات سے جان لیگا کہ آپ کس پایہ کے علامہ اور کس مرتبہ کے امام تھے حصۂ اول (شریعت) جسمین آپکے نسب شریف ولادت طفولیت شباب نکاح بیعت خلافت ایام تکلیف گرفتاری رہائی سندات اموات نکاح صاحبزادہ صاحبزادی حج اول و دوم و سوم کے تاریخی واقعات کے علاوہ مطب نسخہ جات طبی مجرب اور علمی مضامین مین علما کے شبہات فقہی سوالات قرآن وحدیث کے نکات فتاوی مراسلات تدریس اور دورہ حدیث کی تقریرین اور حل معمے ڈیڑھ سو سے زیادہ مقدار مین درج ہین یہ حصہ ۲۵۴ صفحہ پر منتم ہی اور دو عکسی فوٹو شامل کتاب ہین جسمین ایک سہ دری و صحن کا دہ نظارہ ہی جسکو شام کا جلوس کہنا چاہیے دوسرا اندرون حجرہ شریفہ کا فوٹو ہی جسمین مولانا مرحوم کی ملبوسات کی ہر شی اپنی جگہ دکھائی گئی ہی حصۂ دوم (طریقت) جسمین اول تصوف اور سلوک کی اصل حقیقت ظاہر کیگئی ہے اسکے بعد مولانا قدس سرہ کی عبادات معاملات عادات معمولات اخلاق اوصاف شمائل تلقین تعلیم بیعت تربیت خدام کی نگہداشت ارادت تصرفات غرض جملہ مضامین اسقدر جمع کیے گئے ہین کہ انشاء اللہ راہ روندہ راہ خدا کی رہبری و ہدایت کیلیے کافی ہی معنوی کمالات حسی کرامات ارشادات اور صالحین کی وہ حکایات جو خود حضرت نے بیان فرمائین بیسیون درج ہین۔ معاصر عشرات اکابر کی شہادات اور حضرت کے فیوضات برکات یعنی آپکے خدام پر جو ثمرات واردات طاری ہوئے نیز تبتیس خلفاء کی اسماء و مختصر حالات اسمین ظاہر کیے گئے ہین سلاسل اربعہ کی پوری تحقیق اور چشتیہ قادریہ و نقشبندیہ و سہروردیہ خاندانون کی تمام شاخون قدسیہ نظامیہ افلحیہ گیسو درازیہ جلالیہ ابراہیمیہ مجددیہ ولی اللہیہ نصیریہ مداریہ قلندریہ کبرویہ صدیقیہ وغیرہا کی توضیح کیگئی ہی اور ہر خاندان مین حضرت مولانا کا سلسلۂ نسب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک بصورت شجرہ بیان کیا گیا ہی جسمین اکثر مشائخ کی وفات اور مقام دفن بھی بتایا گیا ہی آخر مین مرض و وفات اور غیبی بشارات صالحین کی خوابین

النساء فی الاسلام - اسلام نے عورتون کا

کیا درجہ مقرر کیا ہی اس مبحث پر عالیجناب خان بہادر
مرزا سلطان احمد صاحب ممبر اول ریاست بہاولپور
کی یہ ایک نہایت معرکۃ الآرا اور زبردست تصنیف
ہی جسمین فاضل مصنف نے اُن تمام اعتراضات
کے جو مغربی مصنفین اسلامی تعلیم متعلقہ طبقہ اناث
کیا کرتے ہین۔ قرآنی احکامات سے محققانہ جواب
دیے ہین۔ قیمت ۸؍

سیاحت حبیب یہ کتاب صرف ہز مجسٹی
امیر حبیب اللہ خان صاحب دام اقبالہ کا سفر نامہ ہند
ہی بلکہ اسمین افغانستان کے جغرافیائی اور تاریخی
حالات لفظ پٹھان کی وجہ تسمیہ افغانون کا نسب نامہ
شاہ زمان شاہ شجاع کی حکومت امیر دوست محمد خان
سے لیکر امیر عبدالرحمن خان مرحوم تک کے حالات
تاریخ سلطنت کے عروج و زوال کے مفصل حالات
امیر حبیب اللہ خان کی پیدائش سے لیکر تخت نشینی تک
کے حالات گورنمنٹ ہند اور حکومت افغانستان کے
تعلقات از عہد شاہ شجاع تا امیر حبیب اللہ خان
سیاحت ہند کے متعلق لنڈی کوتل سے لیکر ہندوستان
کے ہر چھوٹے بڑے مقام سیاحت کے نہایت
تفصیلی حالات غرضکہ سیاحت کا کوئی چھوٹا واقعہ
بھی نہیں ہی جو اس کتاب مین درج نہو قیمت ۱۲؍

ذکر جمیل (مؤلفہ مولنا حبیب الرحمن خان صاحب
شروانی) قوم کی بد مذاقی نے جو موجودہ طرز
مولود خوانی کا اختیار کیا ہی اُسکو گروہ اہل علم اسوجہ
سے پسند نہین کرتا کہ ضعیف موضوع احادیث
اور مہمل اشعار نے اس ذکر پاک کو اپنی اصلی
حالت سے دُور پہنچا دیا ہی اس کمی کو محسوس
کر کے یہ رسالہ لکھا گیا ہی جسمین صحیح واقعات
مختصر طور سے درج کیے گئے ہین قیمت ۳؍

ب الاسلام۔ یہ وہ بے نظیر تقریر ہی جو فضائل مآب
جناب مولانا مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی
نے مؤتمر الانصار کے اول اجلاس منعقدہ
مرادآباد مین اسلام پر فرمائی تھی جسمین فلسفیانہ اور
عقلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہی کہ اگر دنیا مین
کوئی مذہب سرچشمہ نجات ہی تو وہ صرف اسلام
ہی ہی قیمت صرف ۱؍

روزہ کی فلاسفی (از اڈیٹر صاحب رسالہ
ضیاء الاسلام) رسالہ ہذا مین روزے کے روحانی
اخلاقی، تاریخی، تمدنی، معاشرتی پہلوؤن پر مفصل
بحث کی گئی ہی اور اسلامی روزے کی ایسی نادر
اور اچھوتی فلاسفی بیان کی گئی ہی جو دیکھنے سے
تعلق رکھتی ہی از نہین احکام و مسائل درج کیے گئے

شیخ سنوسی۔ اور فرقہ سنوسیہ کے حالات
جنھون نے جنگ ٹرپولی مین ترکون کو
عظیم الشان مدد دی ہے قابل دید ہین قیمت ۲؍

المشتہر منیجر **افضل المطابع پریس مرادآباد**

فتفکروا یا اولو الالباب

وید مقدس پر ایک غائر نظر

یعنی عالیجناب مولانا المولوی محمد ابراہیم صاحب وکیل اسلام کا وہ مضمون جو
ضیاء الاسلام میں شائع ہوا تھا
جسکو علحدہ بصورت رسالہ

ابو الافضال محمد فضل حسین بسمل مالک و اڈیٹر ضیاء الاسلام نے

اپنے نامی

مطبع افضل المطابع مراد آباد میں

چھپکر شائع کیا

ضیاء الاسلام

مراد آباد

یعنی صوبہ متحدہ آگرہ واودھ کا وہ احد اسلامی مذہبی و علمی آرگن جسنے اپنی پسندیدہ طرز تحریر نہایت سنجیدہ
اور متین طریقۂ استدلال سے تمام مخالفین اسلام کو عموماً اور عیسائی آریہ سماج اور انڈین نیشنل کانگریس
و نیز ملک کی شوریدہ سر ہنود اخبارات کو خصوصاً مبہوت بنا دیا ہے اور نہایت دریدہ دہن اور نامہذب
سماجی اخبارات کو بھی اپنے زبردست اور مہذب طریقہ استدلال سے ساکت کر ڈالا ہے۔ اسکے مقاصد حسب ذیل ہیں

مقاصد رسالہ ہذا (۱) فلسفۂ جدید اور نیچرل سائنس کے جو حملے مذہب اسلام پر ہو رہے ہیں
ان کی تردید نہایت معقول پیرایہ میں عقلی دلائل سے کرنا۔ (۲) اور اسی سائنس و فلسفہ سے صداقت
اسلام ثابت کرنا (۳) اسلام کے منور چہرہ پر جو الزامات کا گرد و غبار مخالفین اسلام ڈالتے ہیں
اسکو بدلائل عقلی و نقلی متانت کے ساتھ دور کرنا (۴) اسلام کے برکات و جملہ خوبیاں اور دیگر مذاہب
پر اسکی فضیلت ثابت کرنا (۵) کانگریسی اور آریہ اخبارات کی بیہودہ گوئیوں کے مدلل اور دندان شکن
جواب تحریر کرنا (۶) اخیر حصہ میں علم دوست حضرات کی دلچسپی کے لیے اخلاق تاریخ تمدن معاشرت صنعت
و حرفت کے متعلق پاکیزہ اور نتیجہ خیز مضامین لکھنا (۷) مشاہیر اسلام کی لائف (۸) مختصر اسلامی خبریں
اور ضروری نوٹس بھی لکھے جاتے ہیں۔ ایسے پاکیزہ مضامین کا رسالہ جو ۶۰-۷۰ صفحہ پر ہر اسلامی
مہینے کی ۱۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے قیمت ع۲ سالانہ مع محصول آپکو ملسکتا ہے۔:-

یہ اور مزید رعایت ہے کہ جو صاحب اس اسلامی خادم ضیاء الاسلام کا پیشگی سالانہ چندہ
مبلغ عہ۲ ادا کرینگے تو انکو مندرجۂ ذیل کتب میں سے ان کی حسب پسند عہ۲ کی کتابیں انعام میں مفت
دیجاینگی ایسی صورت میں گویا ضیاء الاسلام ایک سال تک مفت حاضر ہوگا۔ یہ ایک ایسی لوٹ ہے
کہ جس سے صرف قدرتی بخیل محروم رہ سکتا ہے۔ اسکے علاوہ جو صاحب تین جدید پیشگی قیمت ادا کرنے
والے خریدار بہم پہونچائیں گے انکو سابقہ جلدوں میں سے جلد ۲ خواہ جلد ۳ کی پوری بارہ رسالہ مفت
پیش کیے جاوینگے۔ **انعامی کتب حسب ذیل ہیں** سیاحت حبیب عہ نسخہ اکسیر
جنگ روس و جاپان عہ اسلامی صداقت ویدی بطالت ۶ر آسنک سیکشنسٹ ۳ر
نظم نیرنگ ۲ر در منتخب ۲ر الیسٹ اینڈ ویسٹ خالق باری ۶ر

المشتہر منیجر ضیاء الاسلام مرادآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وید مقدس پر ایک غایر نظر

کے عنوان سے رسالہ آریہ مسافر دسمبر ۱۹۰۸ء مین ایک لغو مضمون شایع ہوا ہی آریہ مضمون نگار نے رسالہ سیاح الاسلام کانپور کے ماہ ستمبر ۱۹۰۸ء کے اس عنوان والے مضمون کے جواب مین اپنی طرف سے شیخ نیکی بیجا اور غلط در غلط پہلو مین کوشش کی ہی۔

رسالہ سیاح الاسلام کی "وید مقدس پر ایک غایر نظر" والے مضمون مین لایق و قابل اسلامی مجاہد نے ثابت کیا تہا کہ "وید تحریف سے پاک نہین" اور قرآن حمید فرقان مجید ہی دنیا بہر مین ایک ایسی کتاب ہی کہ جو اپنی شروع سی لیکر آجتک صحیح سلامت اور غیر محرف ہے اور آیندہ ہمیشہ ہمیشہ رہیگی۔

گو یہہ مضمون ایک حق شناس باغیرت باحیا عقلمند کے لئے ایک کافی ہدایت کا سرچشمہ تہا مگر آریہ سماج کے ممبر نے حسب اپنی قدیمی ہٹ دہرمی اور اندہا دہند بلا سوچے سمجھے جواب دینے مین کینہ و کپٹ والی مکروہ عادت کے مطابق اوسکی

ہڑتال پر از البطال کرنی شروع کردی اور اتنا بھی نہ سوچا سمجھا کہ انجمن مجاہدین اسلام پنجاب کے مجاہدین جو ایسی لغو اور یاوہ گویون کے پرخچے اوڑا دینے کے لئے میدان مین دندنا رہے ہین ایسی تحریر کا کیا حشر کرینگے۔ اسلئے قبل اسکے کہ ہم ویدون کے محرف ہونے سے بڑہکر خود اونکے وجود کو ہی دنیا کے صفحہ پر سے ایکدم ناپید ثابت کرین بہتر ہوگا کہ ناظرین کو پہلے ذرا یہہ وجہہ بھی تبلائی جائے کہ آریہ مسافر نے اس مضمون کیون شایع کیا کیونکہ یہہ وجہہ بھی بذات خود مسلمانون اور نیز دیگر حق شناس دہرماتماؤن کے لئے ایک بڑی دلچسپ ہی۔

اصل یہہ ہی کہ جب اہل اسلام کے لایق علماء نے آریہ ویدونکا تغیر و تبدل ہوکر محرف ہونا ثابت کردکہایا تو آریہ سماج والون کو جو صرف بازاری عورتون کیطرح جہوٹ واہیات پر ہی اوتر آنے کے سوائے اور کچہہ جانتے بوجہتے نہین اور فقط جہوٹ بولکر اور طعن وتشنیع کو کام مین لاکر اپنا من اور ہردہ ٹہنڈا کر لیا کرتے ہین۔ بجائے اسکے کہ ویدون کے وجود کو ہی دنیا کے صفحہ پر موجود ثابت کردکہاتے اولٹا اپنے ہمراہ ایک دشمن اسلام و آل رسول مقبول شیعان مجہول جیسے شخص کو اپنے ساتہہ اس غرض سے گانٹھ لیا کہ وہ اونہین وہی پرانی رافضیانہ رطب ویابس خلاف قرآن شریف کچہہ جمع کردے تاکہ اوسکو رسالہ آریہ مسافر مین چہاپکر اپنی روتی ہوئی آریونکی آنسو پوچہہ سکے سوائے ظاہری آریہ اور باطنی شیعہ دشمن آل رسول رافضی کی رطب ویابس اہل اسلام کے لئے تو محض بے سر و پا واہی خیالات کا ایک مجموعہ پریشان ہین اور ابہمان (نا واقف) آریون کے لئے اونکی اپنی بڑے پردہان سواچی کا دیا ہیان۔ اسلئے وہ یہہ نہین سمجہتی کہ ایسے گندے خیالات آریہ بچون کی کانون مین پڑکر اونکو اولٹا راہ راست سے ہٹکا کر پکا رافضی بنا دینگے۔ مگر اون فضول لچریات کو کہ جنکی اہل اسلام کے بچہ بچہ مین صدیون سے بے وقری ہوچکی ہے۔

ازہر تو اپنی آریہ قوم کو مقدس مذہب اسلام کے برخلاف گمراہ و مخالف بنانے اور راستی سے کوسون دور جا ڈالنے کی خاطر آریہ مسافر مین درج کرکے اونکی نظرون مین اپنے فرائض کو ادا کر رہے ہین حالانکہ یہہ اول درجہ کی نالائقی ہی کہ دشمن کا فائدہ دیکھکر اوسکی مخاصمت کے باعث اپنی قوم کو گمراہ بنا دینا اور اسپر بھی خود قومی خیرخواہ ہی بنے رہنا بات یہہ ہی کہ زمانہ قدیم سے لیکر اسوقت تک حقیقتاً ویدون کی اصل وجود ہی کے بارے مین تمام ویدی فرقون مین خود رشیون کے زمانہ ہی سے بڑے شد و مد کیساتہہ اول درجہ کا اختلاف چلا آتا ہی جسکا بانی مبانی خود اونکا ہر ایک فرقہ ہی۔ مگر چونکہ آریہ سماج کے کامون مین بنظر تحقیق حق دین اسلام کی پڑتال کرنا داخل و شامل ہی نہین اسلئے جب کبھی ایسے مسئلے اہل اسلام کی طرفسے اونکے روبرو پیش کئے جاتے ہین تو وہ سرے سے اونکو ہاتہہ ہی نہین لگاتے گویا کہ اونہون نے دیکھا یا سنا تک بھی نہین اور اسپر غور بھی کیسے کرین اور کیون کرین جبکہ وہ خود ہی بخوبی سمجھہ رہے ہین کہ خود آریہ مستند کتابین ہی ویدون کو محرف ثابت کرنے کے لئے کافی سے بھی زیادہ ہین۔ پس آریہ مسافر نے گھبرا کر اس روک تہام کے لئے کہ آیندہ وکیل اسلام آریہ سماج کو اس مسئلے مین معرض بحث مین نہ لا ڈالے اس فضول مضمون کے لکھنے کی تکلیف گوارا کی تو ہی مگر بڑی چالاکی سے۔ گمراہ مسافر اچھی بھلی سیدہا راستے پر چلنے والون کو لایق مضمون نگار رسالہ سیاح الاسلام مضمون کی چند سطرون کو اس حوالہ کو کہ (ہم دام مارگی کی تعلیم کو اگر آریہ سماج ان پوپون کی منگھڑت مان لیوے تو اس صورت مین اگرچہ وید کی تحریف لازم آویگی مگر وید کے چہرہ سے یہہ بدنما داغ ضرور مٹ جاویگا جس سے اوسکی تابناک و خوبصورت پیشانی سیاہ نظر آتی ہی۔ تحریف سے چونکہ اصول وید کا انہدام لازم نہین آتا پس یہہ بحث فضول ہی۔ اسلئے مین اس بحث کو بے سود سمجھتا ہون) کو لکھکر کہتا ہی کہ ”سیاح اس بحث کو کیون بیہودہ

تبلا کر پردہ پوشی کرنا چاہتا ہی؟ اصل یہہ ہی کہ جسطرح مسیحی اناجیل کی تحریف قریب قریب طے شدہ مسئلہ ہی وہی حالت اسلامی کلام اللہ قرآن شریف کی بھی ہے" حالانکہ آریہ مسافر کے نامہ نگار کا یہہ محض غلط استنباط ہے - بلکہ اصل تو یہہ ہی کہ ویدون کے وجود مسلمہ عیوب سے اسقدر ملوث ہو رہے ہین کہ اگر اون کا سر ڈہانپنے کی کوشش کیجاوے تو نیچے سے پاؤن ننگے ہو جاتے ہین اور جو ذرا پاؤنکی پردہ پوشی کیجاوے تو سر ننگا ہو جانے والی مثل ویدونپر عاید ہو جاتی ہین اسلیئے سیاح کا مطلب یہہ ہی کہ " اگر تم ویدون کے ایک عیب کو تسلیم کر لو تو تمہارا اس سے یہہ فائدہ ہو گا کہ ویدون کے دوسرے بڑے بہاری وام مارگ تعلیم کی سیاہ حکمی کے بدنما دہبہ سے جو تحریفی دہبہ سے کہین بہت ہی بڑا زیادہ عیب ہی - اوسکی پردہ پوشی ہو جانی ممکن ہی - مگر آپنے الٹا آریہ دہرم کی تعلیم کے بد اثر سے مسیحی اناجیل کی مسلمہ تحریف کا سا قرآن شریف کو بھی سمجھہ لیا حالانکہ خداوند کریم کے فضل و کرم سے مین آپ پر خود دکھلا کر ثابت کر سکتا ہون کہ عیسائیون کی کیتھولک بائبل اور پروٹسٹنٹ فرقہ کی بائبل میں ۳۳ کتابون کا ایکدم فرق ہی اور یہہ بائبل میرے پاس بھی موجود ہی - موجودہ رِوائیزڈ ورژن (نئے ترجمہ) کے حاشیون پر حال کی عیسائی دنیا کے پادریون کی کمیٹی نے صاف لکھدیا ہی کہ یہہ چار ہزار فقرہ موجودہ بائبل کا مطلق اصل نسخہ بائبل مین ہرگز ہرگز موجود ہی نہین !! پھر کیا دنیا بھر کے صفحہ پر مسلمانون کے کسی ایک فرقہ کے قرآن شریف سے دوسرے محمدی فرقہ کے قرآن شریف مین بھی آپ کچھہ کم و بیشی ظاہر کر سکتے ہین ؟ اے آریو ! کیا تمہین قرآن شریف کی نسبت تحریف کا عمداً جھوٹا الزام لگاتے کچھہ شرم آوےگی جبکہ تم کو تمہارا مہرشی سوامی دیانند خود ہدایت کر گیا اور لکھدی کہ مسلمانونکے قرآن شریف کے بارہ میں کوئی تحریف نہین ہوئی

آؤ ذرا آنکھون پر سے بلا وجہ اسلام سے دشمنی کرنے والے کینے کے آئینہ دل سے
ہٹ دھرمی کی عینک کو اپنی حقیقی آنکھون سے اوتار کر دیکھو کتاب ستیارتھ
پرکاش کے چودھوین سملاس کے ضمنی دیباچہ مین سب سے پہلے سوامی
دیانند تمکو قرآن شریف کی نسبت کیا پرمان دیتے ہین کہ " جو چودھوان
سملاس مسلمانون کی مذہب کی بابت لکھا ہی وہ صرف اونکی قرآن شریف
کی رد سے اسلیئے لکھا گیا ہی۔ کیونکہ جملہ مسلمان قرآن شریف پر ہی غیر محرف ہونیکا
یقین رکھتی ہین اگرچہ بہت سے مختلف فرقون کے ہونیکے باعث کسی خاص
لفظ کے نقطہ معنی مین اختلاف رکھتے ہون مگر موجودہ قرآن شریف کے غیر محرف
ہونے کے بارے مین یکے سب فرقے متفق ہین " اب سارے ملک قرآن شریف
کی معجزنما غیر محرف ہونیکی بارے مین اپنی مہرشی کی شہادت کو چاٹو اور پھر
اسی منہ سے قرآن شریف کو محرف کہنا ورنہ تمہاری ساری آریہ سماج کی تردید خود
تمہاری مہرشی سوامی دیانندی کر گئے ہین ! کیا آریہ مسافر کا ہٹ دھرم دشمنی
شانتی و راستی سے اپنی گرو کی اس پرمان کو پڑھکر آیندہ اپنی ایسی بیجا حرکت
سے پشیمان ہوکر باز آویگا ؟ نہین ہرگز نہین کیونکہ آریہ مسافر جو ہمیشہ جنگلون
اور بنون ہی کی خاک چھاننے والا ہی اوسکو ہرگز راستی کے شہر کیطرف آنا ہی
منظور نہین۔ ہم کو اس سے بھی ہزار دن گنا زیادہ قرآن شریف کے غیر محرف
ہونے پر لکھتے مگر چونکہ اس جملہ معترضہ مین پڑکر ہم وید مقدس پر ایک غایر نظر
کے عنوان سے دور جا پڑے ہین اسلیئے اس مختصر کو یہین چھوڑکر ویدونکی
نبض شناسی آپکو کراتے ہین کہ آیا انمین بجائے خود بھی ابھی کوئی دم باقی ہی یا
نہین ؟ مگر تاہم راہ بھولے ہوئے آریہ مسافر کو تاریکی اور گمراہی کے گڑھے
سے نکالکر منزل مقصود پر پہنچانیکی غرض سے راہ راست پر لانیکی واسطے ہم

سوال کا جواب بھی ہم دئے بغیر نہین رہ سکتی کہ" گرتم ہی مین سی ابتدا سے ایک بڑا
گروہ بہ دلایل قاطع اِس کے خلاف آواز اوٹھاتا چلا آتا ہی تو ہماری سمجھہ مین نہین آتا
کہ ایک (آریہ) محقق اور متلاشی (مسافر)" کیون اوسکی دلایل پر یقین نکرے" اسکے
جواب مین ہم مختصراً اتنا ہی عرض کردیتے ہین کہ جب آپ محض راستی وصداقت سے
اپنے پرماتما کو حاضر ناظر جانکر اُسی شیعہ گروہ کی باتون کو ہمارے مخالف دلایل قاطع
اور براہان ساطع مانتے ہین تو ہماری بھی سمجھہ مین نہین آتا کہ جب وہی تمہارا راستباز
گروہ تمہین اشیعہ کافر اور تمہاری ویدون کو کلام شیاطین بدلایل قاطع تمہاری برخلاف
بیان کرتا چلا آتا ہی تو پھر تم کیون اونکے فرمانیکے مطابق اپنی آریہ سماج کو اشد
کافر اور ویدون کو کلام شیاطین نہین مانتے ؟!! افسوس آپکے مغز مین اگر ذرا بھی عقل
ہو تو آپکے لیے اتنا ہی اشارہ کافی ہی - مگر دیکھئے آریہ مسافر یہان سے منہ کی کہاکر
آگے جہالت کے گڑہے مین گر کر یون پکارتا ہی کہ " معلوم ہوتا ہی کہ سیاح کے دماغ
مین عرب کی جاہلیت اور وحشی پن کا زمانہ جسکی یادگار بدوی لوگ ابتک موجود ہین
گہر کئے ہوئے ہے کہ آریہ ورت جیسے معلم (الملکوت) دنیا کی تہذیب اور شایستگی
کی تاریخ کو بھی آپ اوسی پیمانہ سے ناپنا چاہتے ہین " افسوس ! آریہ مسافر کو
اگر کچھہ بھی عربی زبان کی علمیت ہوتی تو بدوی لوگون کا وہ ہرگز نام نہ لیتا
کیونکہ جیسے وہ خود کو مسافر کہلاتا ہی ویسے ہی بدوی بھی مسافر ہی کو کہتے ہین فقط
فرق اتنا ہی کہ بدوی تو وہ شخص ہی کہ جو حلال کی کمائی کیخاطر مسافرت مین رہے اور
" آریہ مسافر " اوس شخص کو کہتی ہین کہ جو سدا اپنے راجہ یا بادشاہ کی بغاوتمین مارا
مارا پھرے ! یا جو اپنے پڑوسیون پر ہمیشہ لوٹ کہسوٹ کے لئے داؤگہات مین چھپا
پھرے ۔ دوم یہہ سمجھہ مین نہین آتا کہ آریہ لوگ جب اپنی آریہ ویدون کی قدامت کو
بیان کرنے لگتے ہین تو میان مٹھو کیطرح اپنی آریہ قوم اور ویدی مذہبکی اشاعت

کے بارے مین صاف لفظون مین کہدیتے ہین کہ "آریہ دہرم ایک زمانہ مین کل روے زمین کی قومون پر حاوی ہوچکا ہی اور محمدی مذہب تو کل کا بچہ ہی" مگر جب دنیا کی کسی قوم کو محض دین اسلام کے عداوت سے وحشی بنانا منظور ہوتا ہی تو جہٹ اوسی قوم کو پہلے اسلام کیساتہہ منسوب کیا جاتا ہی - حالانکہ اگر آریون کی اس بات کو درست مانا جاوے کہ "آریہ دہرم دنیا کی کل قومونکا مذہب تہا" تو اس سے صاف ثابت ہوجاتا ہی کہ جن لوگون کا نام وحشی اور جاہل بدوی قوم بتایا جاتا ہی وہ محض ایک آریہ ویدی تعلیم یافتہ قوم ماننی چاہیئے نہ کہ محمدی مذہب کا نمونہ کہ جو کل کا بچہ ہی بلکہ یہہ ایک محمدی مذہب کا کمال معجزہ ہی کہ اوس نے ایسی آریہ ویدی تعلیم کی پیدا کی ہوی وحشی قوم پر آریہ ویدون کی وحشتناک تعلیم کے بُرے اثر سے اوس بدوی قوم کو کہ جسکی وحشت وجہالت کا ہر آریہ بچہ آجتک قائل ہی ایکدم پاک کر کے اپنی تعلیم کو اوسپر حاوی کر دکہایا - مگر حاسد باغی اور آریہ ویدون کی مفسدہ پرداز تعلیم نے آریہ مسافر کو جب کور باطنی مین غرقاب کر رکہا ہی تو وہ ایسی گمراہی کی بہکی بہکی باتین اپنے قلم وزبان سے نکالتے ہوئے شرم وحیا کو کہان سے لاوے؟ اوسنے تو اپنا کام فقط دوسرونکی بات کو کاٹنا بنا رکہا ہے خواہ وہ کیسی ہی سچی کیون نہو - بشرطیکہ وہ ایکدفعہ کسی مسلمان کے منہ سے نکلے پہر چاہی تو آریہ مہرشی دیانند سے بڑہکر خود آدانت کا رشی اور آریہ پرمیشور بہی لکہتا نہ او نہین پڑا سمجہائے مگر وہ سنکی بگڑی اوتار پہینکنے کو - کمربا ندہی ہوئے تیار بیٹہے ہین - آریہ مسافر کا یہہ کہنا کہ "بدوی وحشی اور جاہل قوم کی جہالت کو آریہ درست جیسے معلم (الملکوت) قوم کی شایستگی کو بہی آپ اوس پیمانہ سے ناپتے ہین" صاف ثابت کرتا ہی کہ آریہ قانون قدرت ہی دنیا سے نرالا ہی ورنہ کیا وجہ ہی کہ جو تہذیب ایک انسانی قوم کے لئے بہتر سمجہا جاوے وہی تہذیب ایک دوسری قوم کیلیے

کیوں جہالت قرار دیجاوی ؟ اور جس شایستگی کے پیمانہ سے ایک قوم کو ناپا جاوی تو اوس پیمانہ سے دوسری قوم کی بہی شایستگی کیون نہ پرکہی جاوی؟ اسکی وجہہ آریہ مسافر یون بیان کرتا ہی کہ "ہمارے یہان تمدن اور شایستگی کی تاریخ کا اصول یہہ ہے کہ شروع دنیا ہی مین ایشور نے اصولاً ہر قسم کے علم و ہنر کی تعلیم ویدون کے ذریعہ اون چند پاک نہاد انسانون کو دی تہی جنکو ہم رشی کہتی ہین پہر اونکی ذریعہ بتدریج ترقی واشاعت ہوتی گئی" ناظرین ملاحظ فرماوین آریہ ویدی تعلیم کی ادلٹی ترقی! جسکا نہ کہیں سر ہاتہہ آوے اور نہ پاؤن۔ بہلا انسے کوئی پوچہے کہ جب رشی اور وید تو فقط اصول تعلیم دینے والی ہوئی اور اونکی ذریعہ بتدریج ترقی اور علوم کی اشاعت کرنیوالے آپ ٹہرے اس صورتمین تو بڑے آپ ہٹہرے نہ کہ رشی اور وید! کیا جس بیج سے ایک ترقی یافتہ درخت اسوقت کمال پر پہنچا ہوا اپنے پہل پہول پتے اور شاخدار سوہاونی شکل وصورت دکہلا رہاہے یہ ترقی یافتہ اُس بیج سے بہتر ہے یا وہ ادلئے بیج جو اسوقت ایک اپنی اولی حقیقت بھی درخت کے مقابل نہین رکہتا؟ کیا بیج ترقی یافتہ ہی یا درخت ظاہر ہے کہ درخت ہی ترقی یافتہ اور بیج ترقی سے بالکل محروم لہذا اپنے رشیون اور ویدون کے تم ہی بڑی ہوئے نکہ بیچارے رشی! اگر آپکو کیا معلوم ہے کہ کیا قلم سے نکال رہی ہین۔ کیونکہ ایک الو کے نزدیک تو دنیا ساری ہی اندہی ہوتی ہی۔ ایسے ہی چونکہ آپکو اپنی آریہ ویدون کی برکت سے سمجہہ تو ہی نہین مگر آپ اپنی طرح ساری دنیا کو بھی بو لیلا ہی سمجہتی ہین۔ ان لغو باتون کو پڑہکر ناظرین انصاف فرماسکتے ہین کہ آریہ منطق کیسی بہونڈی ہی! ترقی تو کرین انگریزی بائبل والے جو آریہ ویدون سے بالکل بے بہرہ ہون لیکن ترقی کی خوشیان مناوین آریہ ویدون والے کہ ویدونکی ذریعہ سے ہی ترقی ہو رہی ہی۔ بریں عقل و دانش بباید گریست۔

آریہ مسافر اولٹا کہسیانہ ہوکر اور اپنی طرف سے اپنی صداقت پر ناز کرتے ہوئے فخر کرتا ہی کہ " دنیا کی تمام دیگر اقوام ابتداء مین وحشی پن اور درندگی کا زمانہ تبلاتی ہین پہر اوسکی بعد شایستگی اور تہذیب کا۔ حالانکہ سمجہہ مین نہین آتا کہ جس چیز کا تخم کہین پہلی موجود نہو وہ بعد کو کیونکر پیدا ہوسکتا ہی " مگر اولٹی گنگا چلانیوالے آریہ مسافر جی! آپ ہی ذرا فرمائین کہ جب دنیا کی تمام دیگر اقوام سوا تمہاری ابتدا مین وحشت وجہالت ہی کے زمانہ کو تبلاتے ہین اور ان بعد ترقی و شایستگی اور تہذیب کی پیدائش یا ظہور تو سمجہہ مین نہین آتا کہ جس جہالت و وحشت کا تخم تمہارے نزدیک ابتداء مین موجود ہی نہ تہا تو وہ جہالت اب کہان سے پیدا ہوگئی ؟ کہ جسمین آریہ سماج کا بچہ بچہ اب مبتلا ہی آپکے اس نرالے منطق سے تو یہی ثابت ہی کہ پہلے جہالت و نالایقی کا بیج رشیون نے بو یا اور اب آریہ سماج نے اوسکو ترقی دی! خیر مطلب یہہ کہ آریہ مسافر کا یہہ کہنا کہ یہان پہلے جہالت اور وحشی پن کا زمانہ نہ تہا بالکل بے بنیاد اور محض غلط ہی۔ اور نیز اوسکا یہہ لکہنا کہ " ہمارا دعوے ہے کہ تمام دنیا مین شایستگی کی روشنی اور علوم کی شعاعین اسی ولیتن سے پہنچین " میان مٹہو کی طرح فقط ایک دعوے بلا دلیل ہی اگر آریون کے دہرم شاستر مین کسی قسم کی صفائی ہوتی تو وہ شاسترون کو خود ایکدم طلاق دیکر کیون تیاگ دیتے ؟ ابہی تک آریہ مسافر اتنا ہی نہین جانتا کہ جن جن بزرگون نے شاستر لکہے ہین اونکا اصل مذہب جب بجائے خود یہہ تہا " کہ گنگا پار جانیوالا ملچہہ ہوجاتا ہے " تو اس سے بخوبی ظاہر ہے کہ ایسے آریہ بزرگون کی نظر و دماغ مین فقط وہی اونکا اپنا چہتیس میل مربع کا پہاڑی جہتی اوجاڑ میدان دنیا بان ہی ساری دنیا کا کرہ تہا۔ پہر اسپر اگر اونہونے اپنی ایسی وحشت مین آکر اپنی کسی پوتہی مین

[1] سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو ضیاء الاسلام نمبر ۵ جلد ۴ صفحہ ۴

یہہ لکہدیا کہ "کہ اس ملک کے علما سے تمام دنیا کے لوگ تعلیم حاصل کریں" تو ایسے ابہمان غیر صحیح دماغ کی ذرا سے گہوڑے سے کیا دنیا بہر کی قوموں کی اوستادی نصیب ہوسکتی ہی؟ کیا جس آریہ سماج کا یہہ بہدا اصول ہو کہ سوائے چار رشی لوگون کے اور کوئی وید جان ہی نہین سکتا تو پہر بقول آریہ سماج دنیا جو قریباً دو سو کروڑ سال سال سے چلی آرہی ہی تو ایسی بڑے سلسلہ وار مدت اور مختلف طبقات دنیا مین کیسے اون چار رشیون کے بغیر ویدون کا آپ سے آپ ہی اپدیش ہوگیا؟ لالہ جی ایسی بہکی بہکی باتین آپ کچہہ بہنگ پیکر تو نہین لکہہ رہی؟ آپکی کسی قلمی پہٹی پرانی اپنشد مین کسی آپ جیسی آریہ ایکا ندار نے اگر کہین کسی منتر مین یہہ بہی لکہدیا کہ "فلان فلان رشیون سے سلسلہ وار ہم ہمیشہ سے تعلیم پاتے چلے آئے ہین" تو کیا ایسی باولی بڑہی والیکو آپ بہی مان سکتے ہین کہ ایک شخص ہر زمانہ کے رشیون سے سلسلہ وار ہر زمانہ مین پڑہتا ہوا چلا آیا؟ اگر وہ ایسا ہی تہا تو پہر اوسوقت اس زمانہ تک کے سلسلہ کو کیون نہ پورا کرسکا؟ کیا اتنا لکہدینے مین ہی ساری دنیا کی تاریخ آگئی؟ علاوہ ازین آپکے برہمن گرنتہون۔ کہٹ اپنشدون۔ دہرم شاسترون سمرتیون۔ گرہہ سوترون اور دیگر ایسے واہیات علوم دفنون و جنون کی پوتہیون مین شاید اگر کہین بہولے بسرے آریہ دیدون کا نام بہی ایک آدہ دفعہ لے دیا تو اس سے کونسا ویدون کا وجود ثابت ہوسکتا ہی۔ جبکہ آریہ سماج آجتک اسقدر دہوم دہام سے تمام ملک مین ترقی پاکر بہی ویدون کا ترجمہ تک ہماری روبرو نہ لاسکی۔ بہلا ادی تو بیچاری کہان ہی جبکہ ؎ او خویشتن گم است کہ راہبری کند والے معاملہ مین پڑکر خود بہول بہلیان مین گرفتار ہی۔ حق تو یہہ ہی کہ آریہ سماج نے خود اس قسم کی تمام کتابون کو ایکدم نستے کہکر اپنی مذہب کا دارومدار وید و پر ہی اسلیئے رکہا ہی کہ نہ وید کسی کو کہین سے ملینگے اور نہ راز ہانا پی گی! چنانچہ انگ واپانگ وغیرہ

جیسے ایک دو اور اوٹ پٹانگ الفاظ پر ہیرا پھیری لے دیکے آریون کی زبان جاری رہتی ہین۔ ہم نہین جانتے کہ ایسے بے سر و پا باتون سے ویدون کی قدامت اور اونکی موجودگی کا تسلسل کیسے پایہ ثبوت کو پہونچ سکتا ہی۔ اسپر بھی آریہ مسافر کا اسقدر جھوٹ لکھدینا کہ "ہماری پاس چارون وید اسوقت تک موجود ہین۔ آئے دیکھہ لیجئے" بھلے آدمی گھر کے صندوق مین بند کرکے اونکو رکھہ چھوڑو۔ دیکھنا ذرا کہین اونہین ہوا نہ لگجائے۔ اور ذرا سا کافور بھی ساتھہ رکھنا کہ کہین اونہین دیمک نہ چاٹ جاوے۔ باتین تو ساری دنیا کی بنا رہی ہو اور شیخی یہہ کہ جسے ویدونکی شکل دیکھنی ہو وہ آپکے گھر چلکر آوے تو دیکھہ لیوے سیدہا کیون نہین کہتے کہ ساری دنیا سے بڑہکر فقط ایک آپکی گھر مین ہی وید ہین اور بس۔ اپس اس سے تو ہم یہی سمجھی کہ آپ تو اپنی اون چار رشیون سے بھی بڑہ گئے کیونکہ اون چارون کے پاس چار وید نہ تہی اور آپ اکیلے ہی چارون کو اپنی گھر کی چار دیواری کے اندر لئے بیٹھے ہین۔ ابھی تو آپکا اشتہار "یجر وید بہاشیہ (اصل نہین بلکہ) بزبان اردو" ہماری سامنے موجود پڑا ہی کہ جسمین آپ خود یہہ فرما رہے ہین کہ "آریون کا دم مخالفون نے اس بنیاد پر بند کیا ہوا ہی کہ جن لوگون پر ویدک دہرم کا اظہار کیا جاتا ہی اون کے روبرو اونکی زبان مین وید منترون کو مکمل طور پر کیون نہین رکھا جاتا۔ تاکہ وہ خود سمجھہ سکین اور دیکھہ سکین کہ وید قابل تسلیم ہین بہی یا نہین؟ مگر اسپر بھی یارون ہی کے سامنے اتنا بڑا جہوٹھہ کہ چارون وید ہمارے پاس گھر کے صندوق مین بند پڑے ہین افسوس یہ محض آپ پر آریہ دہرم کی جہوٹھہ بولنا سکھلانے والی تعلیم کا اثر ہے ورنہ کوئی بنی نوع انسان اسقدر دلیری سی جہوٹھہ نہین بول سکتا۔ مہاشے جی آپکا یہہ فرمانا کہ "ہمارے یہان "رشی منی" ایماندار اور راستباز آدمی ہی کو کہتی ہین وہ آپت پرشی یعنی راستی شعار عالم لے رہا۔ بکدل

سچی نصیحت یا ہدایت کرنیوالا وغیرہ وغیرہ ہوتا ہی" اسلیئے شیولن اسلئے ویدونمین
تحریف نہین کی"۔ ہم کہتے ہین کہ خواہ تم رشی منی کے معنی ایسے ہی وسے گنا
اور بھی زیادہ کیون نہ سمجھو لیکن دیکھنا دکھلانا فقط یہ ہی کہ آیا وہ لوگ ان صفات
سے متصف بھی تھے یا نہین ؟ اسکا کیا ثبوت ہی ؟ جب آپکی اپنی باری آئی ہے تو
اب کیسے بغلین جھانکنے لگ گئے ؟ پھر کیا آپ جیسی ست سے ویری اور کینہ کپٹ
سے چھاتی آلودہ رکھنے والے " بگلے کیطرح ہمیشہ ایک دھیان دو دھیان مین لگی
رہ کر ہمیشہ ہمیشہ غیرون کیساتھ ہتھکنڈے کی فکر مین سدا لگے رہو" کی گندی
تعلیم پر اول درجے کے کاربند ہنیوالے کسی آدمی کو خواہ مخواہ " رشی منی" کہدینے
سے ہم تسلیم کر سکتے ہین ؟ جبکہ آپکی تحریر کے ایک ایک لفظ سے آپکا خبث باطنی
ظاہر ہو رہا ہی۔ بلکہ ان رشی منیون کے ویدون کو تحریف کر دینے کی اغلب دلیل
بھی آپکا وجود ہی تو ہی کہ جسکا نمونہ دیکھکر ہم کھلے بندون علانیہ بیساختہ بول اٹھتے
ہین کہ " جسنے دیکھا آپکو اوسنے دیکھا آپکے باپ کو"! آپکو دیکھکر اور آپ کی
تحریرون کو یاوہ گوئیون سے لبریز پاکر بات بات مین جھوٹ ٹپکتا۔ اور
جھلکتا نظر آکر بھی آپکی زبان وتحریر سے جنکو آپ " رشی منی" کا خطاب دیوین
اور پھر اوسکو ہی رشی منی مان لیوے! استغفر اللہ۔ این خیال است ومحال
است وجنون! رہا آپکا دوسرا واہیات جواب کہ " اس امر کا ثبوت کہ وہ
ایسا ندار نہ تھے آپکے ذمہ ہی" اس بیہودہ آریہ ویدی منطق کا ذرا آپ خود ہی
ملاحظہ فرماوین! کہ جب " نیستی سے ہستی" ہونیکا ثبوت آپ لوگون سے مانگا
جاتا ہی تو آپ اوسوقت بڑے زور سے کہدیا کرتے ہین کہ " جب ہم نیستی سے
ہستی ہونیکے قایل ہی نہین تو ثبوت ہم کیون دین ؟ بار ثبوت تو اوسکے ذمہ ہوا
کرتا ہی کہ جو ایک امر کے ہونیکا قایل ہو نہ کہ منکر ہی الٹا ثبوت دے! مگر دوست ایسی

یارون کے ایک ودر گرڈی بھی تو نہین لگے کہ پران چھوٹ گئے!! آگے پھر وہی پہلی کیسی بہکی باتین الا نپے بہلا آپ ہی تبلاؤ کہ "جب ہم اونکی ٹیک چال ڈہال کے قایل ہی نہین تو ہماری ذمہ اب پھر بار ثبوت کیون؟ مگر اسپر بھی - ہماری مہربانی ہی کہ ہمنے ویدون کی تحریف کا علانیہ ثبوت دیدیا ہی بلکہ آپکا مذکورہ بالا اقبالنامہ پیش کردیا ہی کہ "چارون وید ہماری پاس (جالندہر مین) موجود ہین آئے دیکہہ لیجئے! کیا وجہ ہی کہ کانپور سے لیکر جالندہر تک راستہ مین دس ہزار آبادیان سو بھی زیادہ ہون اور سب مین آریہ سماجین اور دنیا بہر کے کتابون کے کتب فروش بھی لاکہون کروڑون کی کتب فروشی کر رہی ہون مگر جسے وید دیکھنے ہون وہ کانپور سے چلکر فقط جھونٹے کے گھر جالندہر تک ہی پہونچکر دیکہہ سکتا ہی! اگر وید محرف کیا بلکہ پورے پورے تغیر و تبدل نہوئے ہوتے تو آج وہ فقط چھپ کر آپ ہی کی گھر مین نہوتے - بلکہ اگر وہ خدا کا کلام ہوتے تو خدا کے ہر بندے کے گھر مین ہوتی جیسے کہ قرآن شریف ایک ایک آریہ بچے کے ہاتہہ مین دیکہا جارہا ہی اور ہر قوم دہر شہر و بستی بستی مین جسقدر تعداد مین چاہو میسر ہوسکتا ہی ایسجئے اب کچھہ ٹہنڈک پڑی! ویدون کے محرف ہونے - نہین نہین بلکہ بالکل نیست و نابود ہونی کی اول درجہ کی دلیل یہہ ہی کہ جس زبان مین وید لکھے ہوئے تبلائے جاتی ہین کمال افسوس اس امر کا آریون کو ہونا چاہئے کہ وہ زبان ہی صفحہ ہستی کے کل روی زمین پر کسی ایک فرد بشر کی مادری زبان نہین دنیا کا کوئی جانور بھی تو اوس کا استعمال نہین کرتا تو پھر وہ وید کیسے اور وہ آپکے گھر مین آئے ہی کہان سے؟ قسم خدا کی مضمون کی طوالت اشد مانع ہو رہی ہی ورنہ آپکے گھر پر پہونچ - ایسے ویدونکا برقعہ ادتار اور چوٹی سے پکڑ - بر سر بازار ٹہلا کر ایک ایک آتے جاتے بہلے مانس کو دکہلا ہی تو چھوڑتا کہ ہین کس بہیانک شکل اور شتر غمزہ والے!!

سنئے اور ذرا ہوش سے سنئے کہ جب آپکا اعتقاد ہی اور آپکی سوامی دیانند کا ارشاد ہی جسپر خود آپکی ستیارتھ پرکاش اور بہومکا کا صاد ہی کہ '' ریدون اور اون کے صحیح صحیح مطالب، سوائے اون آدانت کے چار رشیون کے اور کوئی جاننے پہچاننے والا ہو ہی نہین سکتا اور نہ ہر زمانہ مین رشیونکا آپکو آنا ماننا لازمی ہو جاتا ہی۔ تو پہر ہر زمانہ کے رشی منی خواہ آپکی متقدمین ہون یا متاخرین وہ بالاتفاق ویدونکی نسبت کسی قسم کی شہادت دے ہی کیسے سکتے ہین؟ لالہ جی بہلا جب آپ مانتے ہین کہ پرمیشور نے نہ تو اپنی ہاتہہ سے لکہا اور نہ لکہتا ہی تو ظاہر ہی کہ ویدون کو رشیون ہی نے لکہا ہوگا۔ اور جب لکہا تو ویدون کو خود رشیون نے تو پہر کیون سارا زمانہ ویدون کو رشیون کی تصنیف نہ مانے؟ آپکا یہ فرمانا کہ '' وید تو ایشور سے پیدا ہوی خواہ اسپر کیسے ہی شت پتھ۔ نیرکانڈ۔ منوسمرتی۔ شوتیا۔ موتر۔ اور آپکی ساری آریہ سماج کے بچے بچے کا ایمان کیون نہو مگر سوال تو یہہ ہے کہ جب وید ایشور ہی پیدا ہوئے ہونگی تو آپکی اس دہرم کے مطابق آپکے ایشور کو تو پہر رشیون نے ہی جنایا ہوگا مزید برآن جن رشیون کے نام منترون پر لکہے ہوئے ہین وہ آگے پیچہے کے زمانہ مین ہوئے ہین جیساکہ منوسمرتی مین لکہا ہی کہ ابتدا مین برہما وغیرہ کے پاس بہی وید موجود تہی۔ جبکہ رشی ابہی پیدا ہی نہوئے تہے تو پہر آپکا یہہ کہنا کہ وید فقط آدانت مین چار رشیون پر ہی ظاہر ہوئے کیسا غلط ہی۔ اور یہی وجہہ ہی کہ جب ویدون کا ملنا چونکہ سوائے اون آدانت کے رشیون کے اور بہی بہت سے آگے پیچہے کے رشیون پر وید یا اونکا مطلب ظاہر کیا گیا ہی جیساکہ اکثر منترون پر لقول آپکے دیگر رشیونکا نام بہی درج ہی تو اس سے صاف ویدون کی تحریف ظاہر ہے کیونکہ جو کچہہ جسکے جی مین آیا ویسا ہی اوسنے لکہدیا اور اسی طرح رفتہ رفتہ ویدون کا ستیاناس کردیا جیساکہ باقی رہا سہا اب آپکے ہاتہہ سے ہو رہا ہی! اسپر بہی اولٹا

آپکا یہہ فرمانا کہ ”ایک ایسی کتاب مین جسکی بابت ہمیشہ سی یہہ دعوی چلا آتا ہو کہ وہ الہامی ہی کیونکر ممکن ہی کہ اوسکی مصنفون کا نام بھی لکھدیا جاتا؟ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے والی آریہ منطق ہی۔ مہاشئے جی اگر بجائے ثبوت پیش کرنیکے اُلٹا آپ ہم ہی سے پوچھتی ہین کہ ”کیونکر ممکن ہی کہ مصنفون کا نام لکھدیا جاتا“ اسکا مختصر جواب یہہ کہ جیسے سوامی دیانند نے اپنی من گھڑت کو ویدون کیطرف نسبت کر دیا اور جیسے اسوقت برخلاف صدہا ویدی فرقون کے آپ خود ویدون کی جڑہ اکھاڑ رہی ہین ایسے ہی آدانت کے رشیون نے بھی اپنا اپنا نام لکھدیا! کیا اُس زمانہ مین کوئی آدمی رشیونکا لکھتے وقت ہاتھہ پکڑ سکتا تہا؟ جبکہ ویدون کے منتر بھی اونہون نے خود ہی لکھے ہین پہر کسیکو کیا اور کیونکر معلوم ہوسکے کہ کتنا الہام سے لکہا ہی اور کتنا اپنے پلے سے جوڑ دیا۔

حالانکہ خدا کے کلام یا الہام پر اپنی نام کے لکھنے کی وجہہ اسکے سوائے اور کیونکر ہوسکتی ہی کہ انکو محض اپنی دنیاوی شہرت و ناموری مطلوب تہی اسلیئے اونمین سے ہر ایک نے اپنی اپنی تصنیف پر بموجب عام قاعدہ کے اپنی مہر یا دستخط کر دئے تاکہ کوئی سادہ لوح مسلمان آریون کے دہوکہ مین آکر ویدون کو خواہ نخواہ خدا کا کلام نہ سمجھنے لگ جائے! اور یہی وجہہ ہی کہ اونہون نے علانیہ طور پر اپنا نام ساتہہ ساتہہ لکھدیا تاکہ عالم لوگون کو شبہہ کی گنجائش رہی تاکہ وہ آریون جیسے ہٹ دہرم لوگون کو بھی ویدون سے ہٹا کر راہ راست پر لا سکین۔

جیسا کہ دہرماتما لوگون کا کام ہی۔ اس سی بڑہکر آدانت کے رشیون سے لیکر ہر ملک ہر قوم و مذہب کے ہر فرد بشر کا قاعدہ بھی یہی ہی کہ جب کوئی شخص کوئی مضمون یا تقریر لکھا کرتا ہی تو اوسکی خاتمہ پر اپنی نام کے دستخط کر کر بقلم خود تک لکھدیا کرتا ہی تاکہ اوس مضمون و تقریر کی بہلائی برائی کسی اور کے ذمہ نہ لگے۔ یہہ قاعدہ تمام ملکون مین اسقدر کثرت سے رواج پا چکا ہی کہ اگر اسکو قانون قدرت ہی قرار دیا جاوے تو

لو بجا ہی۔ پس ظاہر ہی کہ اگر جس جس رشی نے اپنا نام کسی منتر پر لکہا ہی وہی اوس کا مصنف ہے اور اوسکے حسن و قبیح کا مالک ملاحظہ ہو۔ آپکا اپنا رسالہ آریہ مسافر کہ جسمین گو آپ سب سے اوپر اپنا نام لکہتے ہین مگر رسالہ مین ہر مضمون کیساتھ اوسکے لکہنے والیکا نام اوس کے مضمون کیساتھہ ہی لکھدیا جاتا ہی۔ پہر کیا ان مضامین کے وہ لوگ مصنف نہین ہوتے ؟ ہان بیشک ایس ہی حال رشیون کے نام یا دستخطون کا بھی ہی کہ اونہون نے اپنی اپنی تصنیف پر اپنا نام نیک نیتی سے اسلئے لکھدیا کہ کوئی محقق نیکدل یسلمان خدا کا بندہ کسی آریہ یعنی دغا باز کے دہوکہے مین آکر الٹا ویدون کو کلام الٰہی مانکر پرماتما کے غضب مین گرفتار نہوا بلکہ یہہ محض اونہین نیک نیت رشیون کی نیک نیتی ہی کا اثر ہے کہ آج صدہا فرقہ خود ویدون کے ماننے والے اور دنیا کی جملہ اقوام سوائے چند باولی چنڈال منڈل والون کے ویدون کو کلام رشیان مانتی ہین ورنہ جسقدر دہوکہ بازی سے آریہ سماج نے خلق خدا کو گمراہ کرنے کی سرتوڑ کوشش کی ہی خلقِ خدا اون کے دہوکہے سے بچ ہی کیسے سکتی تہی۔؟

اسکے بعد سیاح نے آریہ سماج کی اس دوسری دلیل کی تردید یون کی ہی کہ جو دلیل آریہ سماج کیطرف سے یہ قایم کی گئی ہی کہ وید مت آغاز خلقت سے دنیا کا متفقہ مذہب رہا ہی اور دیگر مذاہب مابعد کے پیدا ہوئے پیر بھی دنیا کے کسی نہ کسی حصہ مین رایج رہا اسلئے ویدونکا وجود حد تک پہونچتا ہی یہ دعوی دور از فہم و قیاس ہی۔ نہ تاریخ اوسپر روشنی ڈال سکتی ہے اور نہ عقل ممکن بناتی ہی۔ اسلئے کہ انسان مختلف المزاج واقع ہوا ہی۔ لہذا نہ کبھی تمام انسان ایک خیال پر متفق ہوئے اور نہ ہو سکتی ہین۔ چنانچہ موجودہ زمانہ تحقیق مذہب اور انصاف پسندی کے لئے آزادی بخشنے مین جسقدر کمال رکہتا ہی اوسکی مقابلہ

آریہ سمرتی میں ہرگز ہرگز کوئی زمانہ بھی دستیاب نہیں ہوسکتا۔ کوئی شخص بھی آجکل غیروں
کے خیالات سننے اور بشرط انصاف سے مان لینے میں ذرا عیب نہیں سمجھتا۔ پس جب
ایسے زمانہ میں ویدک مذہب خود اپنے گھر اور قوم و ملک کا اختلاف نہیں مٹا سکا تو
کیونکر ممکن ہے کہ جس سات ہزار برس کے طول طویل زمانہ میں خود آریہ سماج کا بچہ بچہ
ویدک مذہب کو ایکدم دنیا کے صفحہ ہستی سے نیست و نابود مانتا ہے تو ویدوں کے وجود کی حفاظت
کیسے ہوسکتی؟ - جبکہ ترقی تو کیا دنیا کے پاس کوئی وسائل اشاعت و تبلیغ مذہب کے
لئے موجود ہی نہ تھے؟ ایسے روشن و بین تجربہ و مشاہدہ - دنیا کی ہر قوم کے سامنے
موجود ہوتے ہوئے کوئی آریہ سماجی کیسے آنکھیں بند کرکے اندھا دھند پکار سکتا ہے کہ "
روئے زمین پر کسی زمانہ گذشتہ میں کل دنیا کا متفقہ مذہب ویدک مت رہا ہے"؟ لہذا
آریہ سماج کی اس آواز بے ہنگام کو دنیا کی کل اقوام ایک دیوانے کی بڑ سے زیادہ
وقعت نہیں دے سکتیں۔

اس زبردست اور سچے خیال کے برخلاف آریہ مسافر کے اڈیٹر کا غلط اقتباس
کہ "جسوقت حضرت آدم بہشت سے زمین پر گرائے گئے اور حوا سے توالد و تناسل
کا سلسلہ شروع ہوا تو کیا اسوقت ایک ہی مذہب نہیں تھا؟" ہمارے سامنے پیش
کرکے دھوکے بازی سے ڈگری لینے کی ناجائز کوشش کرنا بھی محض ایک آریہ سماج
کی گمراہ کرنیوالی تعلیم کا ہی نمونہ ہے۔ ورنہ حضرت آدم سے انسانی سلسلہ کا آغاز ماننے
والوں کا ہرگز یہ مذہبی اصول نہیں کہ اسوقت یہ مکمل مذہب اسلام حضرت آدم کیوقت رائج
تھا کیونکہ جبکہ اہل اسلام و اہل کتاب جو موجودہ دنیا کی آبادی کا سب سے زیادہ حصہ ہیں
وہ سب کے سب اس امر پر متفق چلے آتے ہیں کہ حضرت آدم سے شروع ہوکر بتدریج
ہزارہا سال کے زمانہ کے بعد مذہب نے کمال حاصل کیا ہے برخلاف آریہ سماجی تھیوری
کے جو کہتے ہیں کہ مذہب کا کمال تو چاروں رشیوں سے ہی شروع ہوا اور مذہب نے انہیں سے

کمال بھی پایا اور اُنکے زمانہ سے لیکر اب تک روز بروز تاریکی کے گڑھے مین جا رہا ہی اور جا تا رہیگا۔ لہذا یہ استدلال کہ حضرت آدم کے وقت کل دنیا کی آبادی کا ایک ہی متفقہ مذہب تھا کس قدر دھوکے مین ڈالنے والا ہے حالانکہ آدم کیوقت دنیا کی موجودہ آبادی موجود ہی نہ تھی پھر متفق کون ہوا؟ آریہ مسافر نے افسوس ہے کہ خود ویدون اور اُنکے رشیون کیطرف سے نگاہ غور وخوض کیسے حیرانی مین ڈالدی کیون خود ہی انہین کی مثال کو نہین لے لیتے کہ " جب ہر ایک اپنی اپنی وید منتر پہ علیحدہ علیحدہ چارون رشیون نے اپنا اپنا علیحدہ اور الگ الگ نام لکھا تو کیون لکھا؟ ظاہر ہے کہ انکا بھی آپسمین ایک دوسرے کے مطالب تفسیر سے ہرگز اتفاق نہو سکا۔ اسلئے لاچار چارون نے آپسمین کمال کے اختلاف کے باعث اپنا نام اور اپنے منتر کو اورون سے علیحدہ ہی رکھا۔ اور یہ جو ہم نے لفظ " کمال اختلاف " کا استعمال کیا ہے وہ محض ہماری راستبازی پہ دلالت اسلئے کرتا ہے کہ " چارون کی۔ انجمن۔ سوسائٹی۔ یا سماج اور سبھا مین اسقدر اختلاف کا ہونا کہ حسب منتر ہر ایک رشی کا اعتقاد تھا۔ اسپر باقی کے ہر سہ رشی بالکل متفق نہ تھے ورنہ کیا وجہ ہے کہ چار آدمی۔ جو دنیا کے مذہب اور کلام الٰہی کے محافظ خود آریہ پرمیشور کیطرف سے الہامی طاقت عنایت کر کے مقرر کئے جاوین۔ مگر اسپر بھی ہر ایک منتر پر اگر ایک نام ہے تو باقی کے تینون کا اسپر صاد نہین؟ اسکی ظاہر وجہہ یہ ہے کہ نہ کلام الٰہی کے وہ وارث اور خدا کے وہ منظور شدہ بندے بلکہ تحسبھم جمیعا وقلوبھم شتٰی (نہ تو متفق سمجھ رہے ہو مگر انکے تو دل ہی آپسمین علیحدہ علیحدہ ہو رہے ہین) والا معاملہ تھا۔ پھر جبکہ جیسے چار ایک نہین ہو سکتے۔ ایسے ہی ان چارون کا ایک دوسرے سے اختلاف موجود ہونیکی حالت مین اسمین اختلاف کمال نہین تھا تو اور کیا تھا؟ اسی سے ظاہر ہے کہ شروع رشیون کے زمانہ ہی سے وید کی مت کو اپنا متفقہ مذہب بننے کا دن نہ کبھی آیا نہ اب سے آجتک نصیب ہوا

ہے اور نہ ہوگا ۔

۱۷۔ آریہ مسافر کا دوسرا غلط استدلال کہ " برج بابل کی تعمیر کی زمانہ اور آزادی توریت کیوقت تک دنیا کی ایک ہی زبان تھی اسلئے اسوقت بھی دنیا کا ایک ہی مذہب تھا،، ہم کہتے ہین کہ یہان سے تو فقط ایک زبان مین متفق ہونا ثابت ہی نہ کہ ایک مکمل مذہب مین متفق ہونا،، پس اس سے آپکا حسب آپکی قدیمہ عادت کے کسقدر بگلاپن یا دھوکا ثابت ہے ! ۔ اور الٹا یہ طعنہ مارنا کہ " جو صحائف حضرت آدم پر نازل ہوئے تھے وہ اب موجود ہی نہین آپکی کمال بے علمی اور قران شریف سے بے خبری ظاہر کرتا ہے ۔ جبکہ قران شریف خود پکار پکار کر فرما رہا ہے کہ ان ہذا لفی الصحف الاولی بلا شک و شبہ اولین صحائف مین بھی احکام تھے) مگر اسپر بھی آپکا عمداً ہمکو اصلیت سے الگ کرنیکی فضول کوشش کرنا محض آریہ سماجی کھوٹی تعلیم کا یہ نتیجہ ہے لہٰذا ظاہر ہے کہ دنیا پر کبھی بھی کوئی مذہب دنیا بھر کا متفقہ مذہب نہین ہوا ۔ اسپر بھی آپکو غیر دین کے صحائف یا مذاہب سے کیا غرض ! ۔ کیا اس سے (اگر آپ کی قیاس و استدلال کو ایک لحظہ بھر کے لئے فرضاً مان بھی لیا جائے) ویدک مت کے متفقہ مذہب ہونے کا زمانہ ثابت ہوگا یا توریت کا ؟ آپ کا حق تو فقط از روئے دلائل عقلیہ و نقلیہ یہ ثابت کرنا ہے کہ " ویدک مت دنیا کا متفقہ مذہب کسی زمانہ مین تھا ۔ جس سے آپ قطعاً قاصر ہین اور یہ جو جناب نے پروفیسر میکسمولر کا حوالہ دیا ہے کہ " وید دنیا کے کتب خانہ مین سب سے قدیم کتابین ہین ،، کی ڈینگ ماری ہے سو پروفیسر مذکور کی عبارت مین لفظ " سب سے قدیم ،، موجود نہین بلکہ " صرف قدیمی ،، ہے جس سے آپ کا سراسر دعوے باطل اور اشد جھوٹ بولنا ظاہر و عیان ہوتا ہے ۔ مگر ہمارا اسپر سوال تو یہ ہی کہ پروفیسر میکسمولر کیا آریہ سماج کا رشی ہے یا اہل اسلام کا ؟ ذرا اپنے سوامی دیانند کی رائے پروفیسر میکسمولر کی نسبت بھی یاد ہے یا نہین کہ سوامی جی نے پروفیسر میکسمولر

کو کیسا جاہل و بے لیاقت اور جھوٹھا ،، ثابت کیا ہے ؟ پھر کس منہ سے "اپنی مذہب سے بھی بے خبر
ہو کر آپ پروفیسر میکسمولر کا حوالہ پیش کرتے ہیں جبکہ ہم ہی اسکی بزرگی کے خود قائل نہیں یہی
وجہ ہے کہ جس سے ہم مانتے ہیں کہ آریہ سماج کی کینہ و کپٹ سی بھری تعلیم نے آپ میں خواہ مخواہ بیہودہ
اسلام کا حسد پیدا کر کے آپ کو اندھا پا اکر دیا ہے ،، لہذا اس جھگڑ بازی سے بھی ہرگز ہرگز کوئی
فیر دلنشیر ویدون کی قدامت وغیرہ کا قائل نہیں ہو سکتا جبکہ بجائے خود یہ دلائل کچھہ وقعت ہی
نہیں رکھتے ۔ دنیا میں ہمیشہ سی ہمیشہ تک ہی نوع انسان کے آپسمین لڑ رہنے کا اختلاف
انسانی فطرت کے مطابق قدرتی زبردست دلیل لایزالون مختلفین (آریہ لوگ ہمیشہ اختلاف ہی
پر ڈٹے رہینگے) کہتے آئے ہیں ایک اعتراض "آریہ اپنے چیہ دسوا" کا فقرہ رگوید کے ماتھے لگایا ہی
جسکی مراد یہ ہے کہ ابتدا ہی سے دو طرح کے انسان آرج اور دسیو دہو کہے آزاد اور غریب
دہقانی لوگ چلے آتے ہیں اور ایسے ہی رہینگے جیسا کہ رشیون کی نسبت کہا گیا ہی کیونکہ وہ آپسمین
ایک دوسرے سے ایسا ہی برتاؤ کرتے تھے اور ہمیشہ ہر بات میں مختلف رای یہانتک رہی کہ ہر چہار ویدون
میں ایک منتر بھی ایسا نہیں پایا جاتا کہ جسپر چارون کا متفقہ دستخط یا نام ہو ۔ پس تاریخی شہادت سی ظاہر
ہی کہ دنیا کے غیر ممالک میں آریہ شائستگی کی جڑ ہ تمام علوم و فنون و مذاہب میں آریہ سماج کیسے ثابت کر سکتی
ہی جسکا بھوت اسکے بچہ بچہ کے سر پر سوار ہی ۔ کیا مہاشے جی! آپ کم سے کم اس پایہ کی کوئی تاریخی شہادت
ایسی پیش کر سکتے ہیں کہ جس سے کبھی روئے زمین کے کسی حصہ پر ویدک مت کسی قوم کا متفقہ مذہب
ہو گیا ہو ثابت ہو سکی ؟ تا کہ ہم بھی اسپر کچھہ مفصل لکھہ سکیں ۔ آئے اگر آپ کو شوق ہو تو اس کی تحقیقات کرنیکا
آسان طریقہ ہم ہی آپکو بتلا دیتے ہیں اور وہ یہ ہی کہ اسوقت انگریزی قوم کا جسقدر عروج ہی وہ دنیا کی سامنے
ایک آفتاب کی مانند روشن ہی علمی خزائن بھی اسوقت آپ بھی مانتے ہیں کہ انکے پاس سب سے زیادہ موجود ہیں
پس کسی معتبر انگریزی تاریخ سی ہی آپ ثابت کر دکھائیں کہ "انگلینڈ کی انسان آبادی کا ویدک مت والے
زمانے میں ایک متفقہ مذہب تہا" پھر دنیا آپکی سچائی کو مانی یا نہ مانی کم از کم انگریز ضرور مان جائینگے کہ ہندوستان کو
بنا سوراج دینے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ انگریز بھی آپکے ویدک مت پر کسی زمانہ میں متفق ہونی سی ہندوستان
پرانی موجودہ راج کو ہی سوراج تصور کرینگے لیکن آپ کیا ثابت ہی نہیں کر سکتے

"جبکہ جینی ویدون کے مسلمہ دشمن تہے تو وید کیونکر بچے ہونگے ؟ سیاح الاسلام کے اس برجستہ سوال کے جواب مین مہاشے جی ! آپکا یہہ فرمانا کہ "دام مارگیون - بدہون یا شنکر آچاریہ وغیرہ لوگون کے زمانہ مین کبہی بہی ایسا قیاس نہ کرنا چاہیئے کہ ساری ملک مین بالکل ایک ہی خیال کے لوگ ہوگئے ہون اور کوئی دوسرا باقی نہ بچا ہو" گویا ہمکو حکومتًا منوانا ہی کہ ویل تم کو "کبہی بہی ایسا قیاس نہ کرنا چاہئے" بہت اچھا حضور ہم تو لیا آپکو ویدون کی نسبت قیاس تو کیا بلکہ وہم وگمان کو بھی نزدیک تک نہ آنے دین مگر اس دلیل کا بودا پن تو آپنے خود اوسیوقت مان لیا تہا - جبکہ آپنے خود قرآن شریف کی تحریف ثابت کرتے وقت لکھا تہا کہ "کیسے قرآن شریف کی تحریف رکُ سکتی تہی جبکہ حکومت خلیفہ عثمان کے ہاتہہ تھی اور بولنے والے کو جان کا خطرہ تہا" حالانکہ اس اسلامی زمانہ مین آپ خود ہی قایل ہین کہ سیکڑون نہین بلکہ ہزارون مسلمان حافظ قرآن شریف موجود تھے پھر تبلائے کہ جبکہ آپ خود ہی اس امر کے قایل ہین کہ غیر کی حکومت مین ایک مذہبی کتاب تحریف سے نہین بچ سکتی تو اب ہماری مقابل دام مارگیون - بدہون یا شنکر آچاریہ جیسے اور بھی کئی ایک ویدون کی مسلمہ دشمن قومون کی (بقول آپکے) ہزارون لاکہون سال تک کی حکومتون کے زمانہ مین (جبکہ آریہ قوم کا بقول آپکے ایکدم مسلمہ ستیاناس ہوچکا تہا) وید کیسے بچے رہے ؟ آپکا تو بچہ بچہ عموما اور دنیا کی کل قوم مین خصوصا اس امر کو یکزبان ہوکر مانتے ہین کہ ابتدا سے آجتک نہ تو کوئی فرد واحد ویدونکا یاد کرنے والا حافظ کبہی ہوا اور نہ ہے - اور نہ ہی کبہی آیندہ ہوگا تو پھر کیا وید جیلون اور کوون کی محافظت مین رہے یا دیمک کے پیٹ مین ؟ بہی جنابکی عجب آریہ ہونڈی منطق ہے کہ خود تو کوئی منقول ومعقول شہادت ویدون کی حفاظت اور بلاتغیر وتبدل دشمنون کے ہاتہہ سے موجود رہنے کی ہمارے سامنے پیش کرنہین سکتے - مگر الٹا حکمًا صاحب بھادر بنکر ارشاد ہوتا ہی کہ ویل تم کبہی بھی ایسا قیاس مت کرو کہ سارے ملک مین بالکل ایک ہی خیال کے

لوگ ہو گئے ہون۔ اور کوئی ــــ دوسرا باقی نہ بچا ہو" مگر مہاشے جی ہمارا سوال تو یہ ہے
کہ جب بچنے والون کو وید یاد ہی نہ تہی اور نہ وید کبھی کسیکو یاد ہونیوالے ہی ہین تو پھر کسی
بچنے والے سے ویدونکو نفع ہی کیا پہونچ سکتا ہی۔ سوائے اسکے کہ انہین دیمک کے حوالے
کر دیا یا زمانہ کی درازی کی گردش خود اونکے کاغذی وجود کو ملیامیٹ کر دے؟ اسپر بھی
آپکا اندھا دہندیہ فرماتے چلے جانا کہ "اگر شنکر نے روح و مادہ کو ازلی نہین مانا تو اس
سے وید مین کیا تحریف یا دست اندازی ثابت ہو گی؟ بجائے ہمین اپنی طرف سے ایک
تسلی بخش جواب عنایت کرنیکے کیسا الٹا ہم ہی پر اعتراض جڑ دینا ہے۔ حالانکہ صاف ظاہر
ہے کہ جو قوم ان گنت تعداد مین ہو کر ویدون کی تعلیم کے مخالف ہو اور سب کے سب ایکدم
ویدون سے منحرف ہو کر اونکو تین طلاق دے چکے ہو تو ابھی کیا اوسکی طرف سے ویدون مین
دست اندازی کرنے مین کچھ کسر باقی رہ گئی؟ پھر وید کیا کسی جو ہے کے بل مین من و عن
موجود تہے؟ آپ فرماتے ہین کہ "یہ عام قاعدہ ہے کہ ابتداء زمانہ سے ایک اصل کے فروعات
مین کچھ اختلاف پیدا ہو جایا کرتے ہین مگر اس سے اصل کے وجود یا اوسکی موجودگی پر کوئی
کوئی حرف نہین آتا" مہاشے جی یہ اوس حالت مین ہوتا ہی جبکہ "ایک اصل کی فروعات
مین کچھ اختلاف ہو" مگر جہان سرے سے ہی ایک اصل وجود کو نیست و نابود کر دینے والا
ہر ایک فریق نہین بلکہ زبردست دشمن پہ دشمن سلسلہ وار ہزارون صدیون تک قایم
ہو تو پھر اوس ایک وجود کا بلا تغیر و تبدل موجود رہنا کیسے ہو سکتا ہی؟ کیا آپ مانتے ہین
کہ وام مارگی بھی آپکی طرح ویدمت والے تہے یا ہین؟ کیا آپ تسلیم کرتے ہین کہ بدھ کسی
طرح سے بھی ویدون کا حامی تہا؟ کیا آپکی سماج اقبال کرتی ہی کہ شنکر آچاریہ ویدمت کا
ایک فریق ہی؟ پھر ایسے ویدون کے مسلمہ دشمنون کو جو اپنے اپنے متون (مذہبون)
کے علیحدہ علیحدہ بانی مبانی ہوئے ہین اونکو آپ ویدون کے فروعات مین کیسے داخل
کر کے جہوٹا اصول بنا کر فایدہ اوٹھانا چاہتے ہین؟ اور پھر وہ بھی وکیل اسلام کے سامنے

کیا یہ آریہ سماجیوں کے لئے شرم کی بات نہیں کہ اہل اسلام کی مخالفت ۷۲ فرقون مین سے جب آپکے سامنے محض ایک فرقہ شیعہ قرآن شریف کو محرف بتلاتا ہی تو آپ باقی کی جملہ ۷۲ فریق کو چھوڑ کر ناجایز فائدہ اوٹھانیکی خاطر ایک ہی فرقہ کو سچا مانتے ہین اور یہہ زور دیتے ہین کہ " چونکہ تمہارا ایک شیعی فرقہ قرآن شریف کو محرف مانتا ہی اسلئے قرآن شریف کی تحریف ثابت ہوگئی - مگر جب ہم ویدون کے ۷۲ ہزار ماننے والے فریق کو آپ جیسے ایک اکیلی کمزور اور محدودے چند لتعداد کے فرقہ کے مقابل پیش کرکے ثابت کرتے ہین کہ سوائے تمہارے ویدمت کے جملہ فریق جبکہ ویدون کو محرف اور غیر کلام الٰہی مانتی ہین تو پہر تم اکیلے ایک فرقہ کے اہنی تمام فرقون کے مقابل کیسے سچے ہوسکتے ہو؟ تو پہر آپ اپنی وہ تمام قاعدے اور اعتراضات جو غیرون پر کیا کرتے ہین ایکدم بہول جاتے ہین اور یون ہچکچاتے ہوئے فرمانے لگتے ہین کہ " بحث تو آپنے اوٹھائی تھی کہ موجودہ وید کامل ہین مگر پھنس گئے آپ اس دلدل مین کہ ہندوؤن کے جملہ فریق کہتے ہین کہ موجودہ وید کامل نہین ہین " یہ بین تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا + مہاشے جی! ہم کب کہتی ہین کہ " وید کی شاخین وید کے حصص والواب ہین " ہم تو کہتے ہین کہ " جب ویدمت کے جملہ فریق یکزبان ہوکر ویدون کو محرف اور غیر کلام الٰہی مانتے ہین تو کیا وجہ ہی کہ اون سب کے مقابلہ پر تمہارے ایک فرقے کو سچا مانا جاوے؟ ہمارا جواب تو ظاہر ہے کہ چونکہ ہمارے ۷۳ مین سے ۷۲ فریق قرآن شریف کو یکزبان ہوکر غیر محرف مانتے ہین اسلئے ۷۲ کے مقابلہ محض ایک فرقہ شیعہ کا محرف کہنا بالکل لغو اور فضول ہے - اب آپ فرمادین کہ اپنے ۷۲ ہزار فریق کے مقابلہ پر آپکی جہوٹا ہونیکی صریح دلیل کیا ہی!

اسپر چور کی داڑہی مین تنکا جیسے مشہور ہے مہاشے جی نے خود یون اقبال فرمالیا ہے کہ " معلوم ہوتا ہی کہ ہم لوگون کے اس طعن کے مقابلہ مین کہ مسلمانون ہی مین ایک بڑا گروہ شیعہ موجودہ قرآن کو کامل نہین مانتا - آپنے یہ ترکی بہ ترکی جواب تراشا ہی " جی ہان

مہاشے جی ہان! ہم تو سمجھا ایسے ہی اندہون سے حکمتین سیکھتے ہین! لہذا ایاح کے مفصلہ بالا اصل ولیل سے آپکا دامن برابر سیاہ ہی رہا۔ کاش لولو یصاحب اسکے ساتھہ آپ ایک صریح بت پرستی کی اجازت ویدون سے دکہادیتے تو آپکی یہہ تحریر کچھہ قابل لحاظ بھی ہوتی" کا ایک فضول چکمہ اور گیدڑ بہبکی دینا مہاشے جی وکیل اسلام کے سامنی محض بیجا ہی۔ جبکہ سارا رگوید شروع سے آخیر تک تمام دیوتاؤن کی پرارتھنا سے بھرا پڑا ہی اور خود ہندؤن کا اصل ویدی فرقہ جکی پیروؤن کی تعداد و علمی حیثیت کے مقابلہ پر آریہ فرقہ محض ہیچ ہے۔ راتدن آپکو مباحثہ ومناظرہ کیلئے چیلنج پہ چیلنج دے رہا ہے لیکن باوجود گہرمین بیٹھکر اسقدر دم خم ٹہونکنے کے آج ۲۰ سال مین آپکا کوئی ایک بھی منتری جب اونکے سامنے نہ آسکا جو آپکے سگے بہائی ہین تو وکیل اسلام جو آپکے ویدمت کی بیخکنی کو ہردم ہاتھہ مین اسلامی تبر لئے ہوئے ہے اوسکے مقابل جہوٹ بولکر آپ میدان کیسے جیت سکتے ہین؟۔

ناظرین! ذرا اوس آریہ جہوٹ کا کمال ملاحظہ فرمائیے! کہ بت پرستی کے خلاف آگے چلکر مہاشے جی یجر وید کے چالیسوین ادہیائی کے نوین منتر کا یون منگھڑتی ترجمہ کرکے ثابت کرنا چاہتے ہین کہ ویدون مین بت پرستی نہین "جو غیر مصنوع مادہ یعنی دنیا کی علت مادی کی پوجا کرتے ہین وہ نہایت تاریکی مین پڑتے ہین اور جو مادہ سے بنی ہوئی چیزون کی پوجا مین مصروف ہین وہ اون سے بھی زیادہ تاریکی مین پڑتے ہین" گو ہم ان منگھڑتی معنی کی بہت کچھہ قلعی کہول سکتے ہین مگر اس لطیف وطویل بحث کو چہوڑکر ابھی ناظرین کی آسانی کی خاطر کتاب ستیارتھہ پرکاش۔ چوتھی سملاس کی دفعہ ۴۸ کا حوالہ دیتے ہین جسمین خود آریہ سوامی دیانندجی یون فرماتے ہین کہ " باپ۔ بھائی۔ خاوند۔ اور دیور۔ کو مستورات کی پوجا کرنی چاہیئے۔ کیونکہ جس گھر مین عورتون کی پوجا ہوتی ہے اوسمین آدمی باعلم ہوکر دیوتا نام سے ملقب ہوتے اور راحت پاتے ہین۔

اور جس گہر مین عورتون کی پوجا نہین ہوتی وہان سب کام بگڑ جاتے ہین - اس لئے
حشمت کے خواہشمندون کو مناسب ہی کہ پوجا اور تیوہار کے موقع پر زیورات پوشاک
اور خوراک وغیرہ سے عورتون کی ہمیشہ پوجا کیا کرین " اب چیلے اور گرو کی یہہ
منگہڑتی بیانات پڑہکر انصاف فرمالین کہ دونون مین زیادہ جہوٹ بولنے والا کون ہی
اور ایسے غیر متعلق بحث مین پڑکر آریہ مہاشہ ویدون کو غیر محرف ثابت کرنے مین
کہان کی کہان ٹہوکرین کہا رہا ہی -

سیاح الاسلام کا یہ سوال واقعی بڑا زبردست رہا کہ وہ آج ہندوؤن کے اعلیٰ
بیدار مغز تعلیمیافتہ اور ترقی یافتہ فرقے مثلاً برہمو سماج پرارتہنا سماج - دیو سماج -
وغیرہ وغیرہ آریہ ویدون پر نفرت سے سخت تمسخر اڑاتے ہین " بلکہ آریہ سماج اون کی
طرف مارے خوف کی دیکہہ تک نہین سکتے - اسکے جواب مین آریہ مسافر قبالی ہوگیا ہی کہ
" بیشک - یہ فرقے وید کو الہامی نہین مانتے " مگر ساتہہ ہی کہسیانہ لہجہ سے اپنے آریہ پن
سے اسکا جواب دیتا ہی کہ " مگر ان فرقون کی تعداد اسقدر قلیل ہے کہ انگلیون پر شمار کی
جاسکتے ہین " مگر کیا آریہ مسافر اپنی بڑہی ہشیونکی تعداد جو خفقط چار ہی تہی " معلوم کرکر
پہر کیا اونکو دنیا مین ذلیل ترین مان لیگا ؟ نہین ہرگز نہین - کیونکہ اس سے تو گہر رہی
آگ لگجاتی ہے -

باقی رہا مہاشے جی آپکا تحریف قرآن کا الٹا ڈہچر - سو اول تو اوسکو اس مضمون سے
کچہہ تعلق نہین کیونکہ بفرض محال اگر اسمین کچہہ ہاتہہ پاؤن مارنے کا آپکو غلط راستہ ٹہوکرین
کہانیکو مل بھی جاوے تو کیا اس سے آپ اپنے ویدون کا بلا تغیر و تبدل ہونا کبھی ثابت کرسکتے
ہین ؟ اسپر بھی آئیے ذرا آنکہین کہولئے اور قرآن شریف کے معجزے کو دیکہئے کہ کیسے
اوسنے آپ ہی کے قلم و زبان سے اپنی تحریف سے بریت ثابت کرالی ہے (فاعتبروا یا
اولالبصار) دیکہئے آپ خود ہی فرماتے ہین کہ " بیشک مسلمانون مین کسی فرقہ نے علانیہ

قرآن شریف کے الہامی ہونے سے انکار نہین کیا" تو پہر کیا قرآن شریف کا یہ مسلمہ الہامی ہونا اوسکو تحریف - تغیرو تبدل سے پاک وصاف ثابت نہین کرتا ؟ کیا آپ کے نزدیک محرف کتاب بھی کہین الہامی کہلا سکتی ہی ؟ اور اگر کہلا سکتی ہی تو پہر سیاح کو صاف ہی کیون نہ کہدیا کہ " بہیا ہمارے نزدیک تو محرف کتاب بھی جب الہامی ہوسکتی ہے تو پھر تمنے ویدون کے محرف ہونیکا سوال ہی کیون چہیڑا ہے ؟ مہاشے جی ! جو کچھہ ہم مسلمانون نے ویدون کو محرف ومتغیر شدہ ثابت کرکے آپکے دہرم کی گت بنائی ہے اور جیسے قرآن شریف کی مخالفت کرتے ہوئے آپنے خود ہی اپنے محولہ بالا فقرہ مین اوسکے مسلمہ الہامی ہونیکا اقبال کرلیا ہی - اسپر اگر آپکے سر مین دماغ اور دماغ مین ایک ذرا بہر بھی عقل ہوتی تو فوراً دین محمدی اختیار کرلیتے مگر ستیاناس ہو اس آریہ ہٹ کا کہ آپ اقبال فرماکر بھی پہر وہی بہکی بہکی کلام یون فرمانے لگ گئے کہ " مگر اس کا سبب قرآن شریف کی الہامیت کا اعجاز نہ تہا " یہ بعینہٖ آپکا فرمانا ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی بادشاہ کا تو انکار کرے مگر اوسکی اقبالمندی کا پورا پورا قایل ہو - افسوس ہی مہاشے جی اگر قرآن شریف کا یہ الہامی اعجاز نہین تو اور کیا اعجاز کے سر سینگ ہوا کرتے ہین ؟ کیا قانون قدرت کے زیر سایہ آجتک کسی نے بلا دبدبہ خوف جان دیدی یا کہین کسی نے اپنا رعب داب دکہلایا بھی ہی ؟ ورنہ آئے مین دکہلائے دیتا ہون کہ کتاب ستیارتھ پرکاش مین آریہ براجون نے آپسمین ایک دوسریکا بے رعبی مین کیسے ستیاناس کرکے آریون کا صفحہ ہستی سے نام ونشان ایسا گم کردیا کہ آپ خود ہی اقبالی ہین کہ آج سے سات ہزار برس پہلے آریہ سماج - دہرم اور قوم ایکدم مفقود الخبر ہوگئے تہے - اور اس گم ہونیسے بھی ویدونکا نام ونشان تک آپکو نہین ملکتا -

مگر قرآن شریف کے الہامی ہونیکا ہی یہ سچا اعجاز تہا کہ کسی قوم کو اور اوسکے خود فرقہ کو اوسکے برخلاف محرف ہونیکا دعوی تک کرنیکی جرات نہوسکی اور اب جبکہ آپ جیسے لوگونکو

کچھہ جرات جھوٹ بولنے کی ہوگئی ہی تو اوسکے وجود باوجود لانے اسوقت علانیہ اور نہایت آزادانہ طور پر آپ جیسے اپنے دشمنون پر اپنی استحکامت کو ایسا ہی ثابت کردکہایا ہی جیسے کہ لوگون کو جان کا خوف دلاکر خود کو غیر محرف ثابت کیا تہا۔ ہر دو حالتون مین آپکی وید امتحاناً ہمیشہ ہی فیل رہے

غرضکہ مہاشے جی! آپ ایک شمہ بھی تو ثابت نہین کرسکتے کہ موجودہ وید محرف و متغیر و متبدل نہین محض ادہراودہر کی لفاظی کے ذریعہ جب۔ ایسی کچی باتون کو بچون کیطرح اسلامی علماء کے منہ آلنے سے جسقدر آپکو بحث مین شکست پر شکست ہوتی ہی اوس سے خود ہندؤنکا بچہ بچہ بھی آریہ سماج کو ایک محض بچون کی دلگی کا مشغلہ سمجھہ رہا ہی بس تاوقتیکہ کوئی زبردست دلیل آپ پیش نہ کرین ویدون کی محفوظیت کیصورت قایم نہین ہوسکتی۔

اسکے بعد آریہ مسافر نے قرآن پاک کے محرف ہونے پر خامہ فرسائی کی ہی مگر اوسکی واسطے چونکہ اوسنے بھی عنوان علیحدہ قایم کیا ہی اسلئے ہم بہی ذیل مین علیحدہ عنوان قایم کرکے اوس مضمون کی پرتال کرتے ہین۔

اعجاز الفرقان بجواب تحریف القران

اڈیٹر آریہ مسافر رسالہ ماہ دسمبر ۱۹۰۸ء نے عنوان بالا سے حسب اپنی آریانہ عادت کے ایک مضمون بڑی شد و مد کیساتھہ شایع کیا ہے جسمین علماء اسلام کے عقلی دلایل دربارہ حفاظت قرآن شریف کا رد کرکے اپنے قلم وطبع کی روانی و جولانی دکھلانیکے لئے بہت کچھہ بے سرو پا ہاتھہ پاؤن مارے ہین۔ مضمون ہذا سے ظاہر ہے کہ آریہ مسافر نے علمائے اہل اسلام سے دبکر آخر اپنا کام بگلا بنکر نکالنے کے لئے کسی اپنے شیعہ مہاشے کی سہاتا لی ہے گو ایسے معاملہ سے آریہ سماج کا کچھہ فائدہ دینی و دنیاوی نہین ہے۔

چونکہ آریہ سماج کی پولیٹکل تعلیم کے باب راج دہرم مین ہر آریہ ودوان اور نیک پرش کے لئے یہ امر لازمی قرار دیا گیا ہی۔ کہ اگر وہ آریہ راج کی شاہی سفارت کے لایق بننا چاہین اور اپنی گھر کی گورنمنٹ چلانا چاہین تو اوسکا فرض ہے کہ وہ ایسی حکمت اور چالبازی پر کاربند ہون۔ کہ جس سے دشمنون مین رہکر اوس سے میل ملاقات رکھکر اوسکے گھر کے تین آدمیون کے تیرہ راستے کردے۔ تاکہ اونمین خوب پھوٹ پڑی اور اونکی طاقت زایل ہوکر آریہ راج کو استحکام مزید حاصل ہو۔ ملاحظہ ہو کتاب ستیارتھ پرکاش چھٹا سملاس (باب) دفعہ ۲۲ و ۲۳۔ اسی لئے آریہ مسافر نے تحریف القرآن کو اہل اسلام کے روبرو ثابت کرنے کے لئے نہین بلکہ محض اپنی مفصلہ بالا آریہ پولیٹکل تعلیم کے مطابق کسی ناتجربہ کار اور اپنے نادان دوست شیعہ کو اپنی ہمراہ گانٹھا ہے۔ اور اوسکو تقیہ کا چکمہ دیکر آل رسول و خود رسول علیہ السلام کے دین اور کلام الہی پر اپنی خبث باطنی کا اظہار کیا ہی۔ خیر اس سے پیشتر بھی ہمنے اوسکی ایسی ناجایز حرکت پر کچھ جرح کرنی چاہی تہی مگر چونکہ ہمارا تجربہ ہے اور کسیقدر ہم آریہ پولیٹکس سے بھی آگاہ ہین۔ جیساکہ ہماری تحریرات ہی خود اس امر پر گواہ ہین اور اسپرطرہ یہ کہ ہمنے تحریف قرآن شریف کا بطلان اور آریون کی کتاب ستیارتھ پرکاش کی تحریف کا اعلان بھی شایع کردیا تہا۔ اس لئے آریہ مسافر روبراہ نہ ہوسکا۔ اب اوسنے اپنی طرف سے چند اور عقلی نہین۔ بلکہ شیعون کے نقلی اعتراضات قرآن شریف کی تحریف ثابت کرنے کے لئے لکھے ہین۔

گو اوس نے خواہ نخواہ کی بہت سی لن ترانی استعمال کرکے طویل مضمون بنالیا ہے مگر ہمکو بہتر یہی معلوم ہوا کہ ہم اوسکے عقلی سوالات کو اپنے ناظرین کی خدمت مین پیش کرکے اونکی تردید کر دکہائین جو ہمارا فرض منصبی ہے تاکہ ہر شخص صاحب انصاف حق و باطل مین تمیز کرکے فائدہ اوٹہائے ورنہ آریون سے تو ہم بخوبی واقف ہین کہ اونہین تو ہرگز سچ جہوٹ کی کچھہ پرواہ نہین بلکہ وہ تو راتدن اسی فکر مین ہین کہ جسطرح سے بن پڑے

ہندو مسلمانوں کی آپس میں خوب جوتی پیزار ہو۔ چنانچہ اسلیئے کبھی تو سکھوں کو غیرت مذہبی کی اسلام کے برخلاف اسلیئے تحریک (بذریعہ اخبارات و رسالجات) دلائی جاتی ہے کہ سکھوں اور مسلمانوں میں خوب چلے اور کبھی ہندوؤں کو تحریک دلائی جاتی ہے۔ کہ دیکھو مسلمان سلاطین نے ہندوؤں کے کیسے کیسے بڑے مندر و بُت خانے توڑے اور ہندوؤں کو لوٹا مارا تاکہ ہندو مسلمانوں میں نا اتفاقی ترقی پکڑتی رہے اور آریہ سماج کی رونق بڑھتی جاوے حالانکہ کون نہیں جانتا اور کون نہیں سمجھ رہا کہ آریہ سماج خود کسقدر مندو بت خانوں کی مندیا اور کس زور شور سے مورتی پوجا کے کھنڈن میں رات دن سر توڑ کوششوں میں لگی ہوئی ہے۔ اور سچ پوچھئے تو اس امر میں وہ بہت کامیابی حاصل کر کے مندو مندروں کو برابر ویران کرتی جاتی ہے اور آریہ سماجیں جابجا قایم ہو کر ملک میں ایک عجیب کھرام مچا رہی ہے۔

آریہ مسافر قرآن شریف کی بیجا تحریف ثابت کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

"حضرت آپکو لازم تھا کہ مخالفین کے مسلمات میں سے ثابت کرنے کہ وہ محمد صاحب کو صاحب اخلاق پختہ کار۔ دور اندیش۔ انجام بین بیدار مغز تسلیم کر چکے ہیں"۔ مہاشے جی! اول تو آپکا یہ فرمانا بالکل غلط اور خلاف قاعدۂ مناظرہ و مباحثہ ہے کہ ایک شخص اپنی صفائی ضرور اپنے دشمن کے مسلمات سے ہی ثابت کرے ورنہ آپ ان منہہ کی باتوں سے تو کچھ نہیں بن سکتا ذرا ہمارے مسلمات قرآن شریف سے اپنے آریہ گرنتھوں اور سوامی دیانند کی نیک چلنی کا ثبوت دیجیئے ابھی سکو آپکا پتہ لگجائیگا کہ یہ قاعدہ کیسے آپنے از روئے حسد گھر سے ہی گھڑ لیا ہے۔ کسی شخص کی صفات کے ثابت کرنیکے لئے اُسکے اپنے افعال ہی گواہ مسلمات ہوا کرتے ہیں اور بس۔ خواہ سارے جہان کے الو اور چمگادڑ روز روشن میں بھی آفتاب

انصف النہار کے وجود سے کیسے ہی منکر ہوں مگر سے آفتاب آمد دلیل آفتاب
آج بارہ سال کے قریب آریہ مسافر کو مباحثہ کے میدان میں ٹکریں مارتے ہوئی گذری
مگر اس پر بھی جب اُسکو اتنی بھی عقل نہ آئی تو واقعی یہ اُسکے جہالت و قدرتی نادانی
کے مسلمات میں سے ہے پھر ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم خواہ مخواہ اُسکی جہالت کو ضرور
ستیارتھ پرکاش یا آریہ ویدوں کے اندر رہی سے نکالکر ثابت کریں کہ ان
کتابوں میں آریہ مسافر کے ہاتھ پاؤں توڑ کر انہیں لٹکائے ہوئے ہیں؟ پس اس
قاعدے کے لحاظ سے اگر کوئی منصف شخص خواہ وہ کسی قوم و مذہب و ملک کا باشندہ
کیوں نہ ہو محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صائب الرائے ہونے کی نسبت دیکھنا چاہے تو
ساری دنیا پر کے ہر تختہ و شہر ملک و شہروں میں کل قوموں پر ذرا نظر انصاف
ڈالکر دیکھو اکہ جس لا الہ الا اللہ (خدا کے سوا ہرگز کسی کی پوجا نہیں) کی صائب رائے
کو محمد صاحب نے اختیار کیا اوّل وہ خود اُسپر کیسے اپنے خیال کی شروع سے لیکر اخیر تک
برابر قایم رہے پھر اُنکی صائب رائے نے اُنکے لاکھوں معصروں کے خیالات
و دماغوں کو کیسے روندکر پراگندہ ہی نہیں کیا بلکہ مغلوب کر لیا نہیں نہیں بلکہ اُنکی
دماغوں کو اس توحیدی پونر شبد سے ایکدم بھرپور کر دیا حتیٰ کہ اُنہوں نے اپنے بتوں
اور آریہ سماجوں کو چکنا چور کر کے محمد صاحب کی اس صائب رائے پر اپنے جان و
مال اور اولاد تک کو قربان کر دیا پھر اُسکی زندگانی کے بعد بتدریج دنیا کے کل
تختوں کے باشندوں کو اپنا غلام بنالیا اور آج جسقدر غیر قومیں موجود ہیں وہ آریہ سماج
کیطرح اُسکی منکر اور دشمن ہو کر بھی رات دن کوشاں ہیں کہ کسی صورت ہم بھی ہر
قسم کی بت پرستی اور خود پرستی کو چھوڑ کر ایشور پرستی کو ہی کوشش کہ اپنے دہرم سے
ثابت کر سکیں یہ اُسی ایک کیلی صائب الرائی کی صائب رائی کا ہی زبردست نتیجہ ہے
عیسائی ہند داور خود آریہ سماج کا بچہ بچہ الٰہی توحید یعنی لا الہ الا اللہ کو اپنا ہی مذہب

ثابت کرنیگا عاشق نظر آتا ہے اور روز بروز نئی سے نئی تاویلات کے ذریعہ اپنے اصلی
نیم دہرم کا قلع و قمع اور تغیر و تبدل کر کے ہر ہر منتر میں خدا ہی خدا کو داخل کیا جارہا
ہے ؎ ہاں اُسکی صائبی پہ ہمیشہ صاد ہے ؛ صائب نہ سمجھے اسکو جو یوگی نژاد ہے
ہم کہتے ہیں کہ بیشک صائب الرائے وہ نہیں ہے کہ جو بات کی اصلیت کو بھی خود ہی اپنے
دل سے نکالے بلکہ صائب الرائے وہ ہے کہ جب اُس کے روبرو چند باتیں سچی
جھوٹی غلط ملط ہو کر پیش ہوں تو وہ جھٹ ایسی سچی اور پکی بات کو اختیار کرے کہ
نادان و جاہل لوگوں کا گروہ بھی بعد از ہزار رُسوائی اُس بات پر آخر جھک مار کر
گرے بغیر نہ رہ سکے چنانچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا بھر کے مذاہب میں سے جس لا الہ الا اللہ
کے کلمہ اور رشد کو ایک دفعہ اپنی صائب رائے سے اختیار کر لیا گو اسکی آج آریہ
سماج خود کو مالک و موحد ہی کیوں نہ پڑی کہے مگر ایک لایق عالم زمانہ شناس تجربہ
کار دور اندیش حق گو فقط اتنی ہی بات سے دنیا کی کل قوموں اور محمد صاحب صلے اللہ
علیہ وسلم کے درمیان مقابلہ کرتے ہوئے جب آگاہ ہوگا کہ سب سے پہلے اس توحیدی
کلمہ کو کس صائب الرائے نے پکڑا اور کس نے اس کلمہ طیبہ کے لیئے ہر طرح کی زحمت
اٹھائی اور اپنے استقلال کو بر سر میدان۔ تلواروں۔ نیزوں۔ تیروں اور
برچھیوں کی موسلہ دہار اوپر سے برسنے والے واروں میں اکیلا تن تنہا کھڑے ہو کر
اُسکو مضبوطی سے پکڑا اور اب کس نے بعد از ہزار رسوائی سر سے آخیر کار اسکا
فقط ہار کر اقرار کر لیا تو وہ اِن دونوں کی حالت کو ظاہر کرنیکی خاطر فوراً پکار اٹھیگا کہ بیشک

؎ آنچہ دانا کند کند نادان ؛ لیک بعد از ہزار رسوائی۔

یہ محمد صاحب کے کمال صائب الرائے ہونیکا ہی ثبوت ہے کہ سوامی دیانند جیسے
آریہ سماج کے مہرشی نے باوجود ساری قرآن شریف کی مخالفت کرتے کرتے آخیر میں
آکر اقبال کر لیا کہ وہ واقعی قرآن شریف میں جو توحید اور ایشور پرستی کے احکام وید ان

کے موافق ہیں انکو میں بھی اور جملہ عقلمند دہر مکت منش بھی ویسے ہی مانتے ہیں"۔ پھر کیا ابھی مہاشے جی ثابت نہیں ہوگیا کہ محمد صاحب کے صائب الرائے ہونے میں کسی فرد بشر کو بھی شک نہیں ہوسکتا مگر اسپر بھی ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ؛ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

رہا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پختہ کار ہونا۔ افسوس ہے کہ مہاشے جی آپنے اتنے برس آریہ مسافر کی اڈیٹری کی رات دن اپنوں اور غیروں کے رسالجات و تقریریں بھی پڑھیں مگر آجتک حسد اور کینہ کپٹ کی بری تعلیم کے بد اثر نے آپکو اتنا بھی نہ سمجھنے دیا کہ پختہ کار کسے کہتے ہیں حالانکہ آپنے حضرت محمد رسول اللہ کی سوانحعمری کا مطالعہ بھی کیا ہوگا ہمیں اسبات کی پرواہ نہیں خواہ وہ کیسی ہی متعصب آریہ سماجی مہاشے کے ہاتھ سے بدبختی سے ہی کیوں نہ لکھی گئی ہو ہر ایک مورخ اور قرآن شریف خود بھی اس امر کا گواہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم باوجود ان پڑھ ہونے اور نیز شاہی خاندان یا تجارت پیشہ سوداگروں کے کنبہ کُل سے بھی نہ ہونیکے باعث ناتجربہ کار ہونیکے علاوہ ایک تن تنہا یتیم بچہ ہی تھے اسپر بھی کوئی یار و مددگار فوج و ہتیار خزانہ ندارد غرضکہ کسی قسم کی دنیاوی وجاہت کی کوئی حثیت بھی جناب کے پاس نہ تھی۔ رشتہ و برادری محلہ و شہر کے جملہ قبائل بلکہ سب لوگ ایکدم مخالف تھے ہر طرح کی تکالیف کے پہاڑ سر پر آ کھڑے ہے تھے لیکن باوجود اس بے سروسامانی کے بھی آپنے جس عظیم الشان کام کو اٹھایا اسکے مخالف جو جو تکالیفیں پیش آئیں سب کو برداشت کیا اور ہر موقع مناسب کی مورچہ بندی کر دکھانیکے علاوہ جملہ ہمراہیوں کو فن میدان جنگ بھی سکھلایا اور خود اسپر کاربند ہو کر بھی دکھلا دیا اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے خود کو فتح و ظفر مند بنا کے آپ جیسے تعصب میں غرقاب شدہ سماجیوں کو بھی پختہ کاری کا تجربہ دکھلا گئے یوں ہوا کرتے ہیں میدان میں آنیوالے

مُنہہ سے کسی کی نسبت سچا یا جھوٹا کہہ لینا تو کوئی بڑی بات نہیں۔ مگر مذہب ایک ایسی زبردست علم و عمل کی کسوٹی ہے کہ خواہ کوئی مذہبی ریفارمری کے دعوی میں کسقدر بھی جھوٹھا کیوں نہ ہو لیکن دنیا کے انسانی دینی و دنیاوی فرائض کے ہر پہلو کو اپنی طرز میں بیان کرنا ہی بہت بڑی بھاری مشکل ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر کے عقلا و علماء اس امر پر متفق ہیں (سوائے چمگادڑوں کی سماج کے) کہ مذہبی ریفامری کا جھوٹھا دعویدار بھی ضرور پختہ کاری میں ایک بہرور ہوتا ہے چہ جائیکہ ایک سچا ریفارمر ہو اور آپ جیسا اُسکی پختہ کاری بھی نہ سمجھے مگر آپکی بلا جانے کہ حقیقی پختہ کار کون ہوتا ہے؟ حقیقی پختہ کار شخص ہی کہ سدا اپنے کار میں عملاً کامیابی سے سرفراز رہے نہ کہ وہ شخص کہ جو دنیا کی تو راہبری کرے مگر خود جب اُسے حلوے میں زہر لپیٹ کر دیا گیا تو (جیسا سوامی دیانند) آدھ گھنٹہ میں مار بول گیا جن بد ونکی خدمت اُسنے اٹھائی تھی اُنکو سمجھا تک نکر سکا ظاہر ہے کہ اُسے اپنے کام کیلئے پختہ کاری نصیب ہی جب نہ تھی تو وہ کامیاب ہو کر پختہ کار کیسے بن سکتا ہی غرضکہ کیسے ہی کوئی متعصب سے متعصب آریہ آنکھ بند کئے ہوئے ہو مگر محمدؐ الرسول اللہ کے کارناموں کی آواز جب اُسکے کانوں تک ہی پہنچ جاتی ہے تو خواہ وہ کیسا ہی مُنہہ سے جھوٹ کیوں نہ بڑا بولے مگر اُسکا دل اس امر کی گواہی پرماتما کے دربار میں دیتا ہے کہ واقعی محمدؐ صاحب سے بڑھکر دنیا بھر میں کوئی بڑے سے بڑا رشی منی اوتار اور پیغمبر بھی زیادہ کامیاب نہیں ہوا۔ اور کامیابی بھی اصل پختہ کاری کا نتیجہ ہوا کرتی ہے اور بس! شاید کوئی بے سمجھ آریہ جھٹ سے بول اُٹھے کہ یوں تو سوامی دیانند کو بھی کامیابی کیا نہیں ہوئی؟ تو ہم کہتے ہیں کہ نہیں ہرگز نہیں ہوئی! محمدؐ صاحب کو خود کامیابی حاصل ہوئی اور سوامی دیانند کے چیلے کام تو خود کرتے ہیں اور نام اُنکا لئے جاتے ہیں اسلئے بقولیکہ "پیران نمے پرند مریدان مے پرانند" کسطرح آریوں کی اُلٹی گنگا بہہ رہی ہے اور اُنپر مدعی سُست و گواہ چست

والا معاملہ صادق آرہا ہے۔ ورنہ اگر آپ اس سارے آریہ شبھ ٹھاٹھ کو سامنے رکھکر بنظر انصاف تحقیقات فرماویں تو آپکو معلوم ہوجاویگا کہ یہ جو کچھ ہے سب آریوں کا اپنا ہی کرتب ہے اور اُنکے سوامی جی کا اِسمیں کچھ بھی حصّہ نہیں برخلاف اسکے اگر ایسا ہی مسلمانوں کے تمام قوم و مذہب سامنے رکھکر بنظر انصاف بغور تحقیقات فرماویں تو آپکو معلوم ہوجاویگا کہ مسلمانوں نے کوئی کام بھی ایسا نہیں کیا کہ جسپر اُنکے نبی جی کی نبوت کی کچھہ شان و شوکت بڑھہ گئی ہو نہیں بلکہ جو کچھہ مسلمانوں نے شان و شوکت حاصل کی ہے وہ سب فقط محمد الرسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے طفیل سے کی ہے جنسے آپکا اوّل درجہ کا پختہ کار ہونا ثابت ہے مگر اسپر بھی ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ✤ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

مہاشے جی آپنے جناب حضرت محمد الرسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دُور اندیش نہ ہونیکا بھی بکھڑا مارا ہے مگر چونکہ آریہ دہرم کے لیڈران و پیروان ضرور دوراندیشی سے خالی ہونیکے باعث لفظ دور اندیش کے معانی سے ہی ناواقف ہیں اسلیئے کسی آریہ کو کیا معلوم کہ وہ زبان و قلم سے کیا کچھہ نکال رہا ہے لہذا مہاشے جی دور اندیش وہ شخص ہے کہ جو کسی بات کا نتیجہ واقعہ ہونیسے پیشتر ہی اُسکے نتیجہ سے آگاہ ہوجاوے اب ذرا جناب محمد رسول اللہ کے کارناموں پر جو آپکے ہاتھہ اور اعمال سے ظہور پذیر ہوئی ہیں اور جنکی بابت دنیا بھر کی ہر قوم کا بچّہ بچّہ گواہ اور چشم دید شاہد ہے تھوڑی سی نظر انصاف اور غور فرمائیے کہ جن تکالیف کو آپنے دنیا کے روبرو اُٹھاکر اپنی جان و مال تک کو اپنے ارادوں میں کامیابی حاصل کرنیکے لیئے لگا دیا اور جسپر دنیا بھر کی قوموں اور مذاہب کے لیڈران کو ناکامیابی و خطرات کا ہمیشہ سامنا اور مقابلہ تبلاتے ہیں اور اسلیئے انہوں نے رات دن اپنی سر توڑ کوششوں سے محمد الرسول اللہ کی کھُلے بندوں مخالفت پر مخالفت کی اور مقابلہ پر مقابلہ کیا مگر نتیجہ کیا ٹُھا اور آخر کار آج دنیا کی کل قومیں

متفقہ زبان سے جناب حضرت محمد الرسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی کامیابی کے قائل ہو رہی ہیں اور ثنا خوان ہو رہے ہیں کہ جس دور اندیشی کی اعلیٰ صفت سے محمد صاحب نے دین اسلام کی اشاعت کا بیڑا اُٹھایا تھا آج اُنکے مخالفین اپنے برخلاف کوششوں میں اُنکے مقابلہ میں ناکامیاب ہو کر اپنی کوتہ اندیشی اور اُنکی دور اندیشی کا لوہا مان گئے ہیں یہ محمد الرسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دور اندیشی کا ہی کمال ہے کہ رات دن آریہ سماج اور اُسکی ممبر رسالے ۔ پترے اسلام کے ہاتھ سے چنے چبا رہی ہیں اور اُنکا ناک میں دم آرہا ہے رات دن آریہ سماج کو یہی رونا رہتا ہے مگر برخلاف اسلام کے وہ اپنا اثر کچھ بھی مسلمانوں کے دلوں پر نہیں پیدا کر سکی حالانکہ یہ کارروائی ایک چوتھائی صدی سے آریہ سماج یکطرفہ ہی کھُلے بندوں کر رہی ہے مگر پختہ کار و دور اندیش نبی عربی (فداہ امی وابی) نے اُنکے سامنے جو مضبوط قلعہ اسلام کا اپنی دور اندیشی سے بنا کر کھڑا کیا اُسمیں ہرگز ہرگز جنبش نہیں آنیوالی مگر اسپر بھی ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ✣ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

رہا آپکا محمد صاحب کی "انجام بینی" اور "بیدار مغزی" کا انکار سو اگر آپکے مغز میں ذرہ بھی عقل و ہوش موجود ہو تو آپکو معلوم ہو جائے کہ یہ محمد الرسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پختہ کاری دور اندیشی کے ذریعہ انجام بینی اور بیدار مغزی ہی تھی کہ اُنہوں نے تمام جھوٹی لذّتوں اور دنیاوی آراموں کو ایکدم ترک کر کے عاقبت ہی کی سرفرازی کو اپنی انجام بینی اور بیدار مغزی سے پسند فرمایا اور اپنی اُمّت کے لوگوں کو بھی انجام بخیر ہی کی طرف رغبت دلائی جن قواعد سے اُمّت میں قرآن شریف کو سکھلا اور یاد کرا کر اپنے شاگردوں کو چھوڑا وہ باوجود سامان اشاعت (عام کاغذ و پریس) کے غیر موجود ہونے پر بھی اسقدر کمال پر نکلا کہ آج تو دس برس کے مسلمانوں لڑکے بھی قرآن شریف کو شروع سے لیکر آخیر تک

بآسانی سب کا ست شناسکتے ہیں مگر مہاشے جی اگر آپ اسپر بھی نہ سمجھیں اور آریہ تعلیم
کا بد اثر آپکو ہدایت حاصل نہ کرنے دے تو سہ

پڑیں پتھر سمجھ پر آپکی اب تک نہ کچھ سمجھے

بیہوش آریہ مسافر جی ! آپکا یہ کہنا کہ حضرت آپکو لازم تھا کہ مخالفین قرآن شریف
کے مسلمات میں سے ثابت کرتے کہ وہ محمدؐ صاحب کو صفات مذکورہ بالا والا تسلیم
کر چکے ہیں" کیسا آنکھیں بند کر کے کچی باتیں زبان اور قلم سے نکالنا ہے جبکہ سارا زمانہ
دیکھ رہا ہے اور آپ بھی دیکھ رہے ہیں کہ دنیا بھر کی تمام ادنےٰ اور اعلیٰ اقوام کے کثیر التعداد
بنی نوع انسان نے دنیا کے ہر مذاہب سے نکل کر محمدؐ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا جب لوہا مانا یا کلمہ پڑھا ہے اپنی ادیان اقوام اور برادریوں اور رشتہ داریوں سے
مُنہ موڑ لیا ہے تو کیا ان مخالفین نے محمدؐ صاحب کو ان صفات مذکورہ بالا کے ساتھ
سرفراز مانا یا نہیں ؟ پھر وہ اور کونسے مخالفین اسلام قوم و مذہب باقی رہ گئی ہے
کہ جسکی مسلمات میں سے آپکے روبرو ثابت کیا جاوے ؟ آپ ذرا اُسکا نام تو لیں اور
پھر دیکھ لیں کہ اُس قوم کی کتنی تعداد اسلامی مسلمات کو مسلم ماننے والی ہم آپکو دکھا سکتے ہیں
مگر اسپر بھی سہ نہ سمجھو تم اگر صاحب تو پھر تمکو خدا سمجھے ۔

آریہ مسافر جی ! یہ آپکی کیسی بے تکی ڈینگ ہے کہ میں یہ امر ثابت کرنیکو تیار رہوں اور
بیشمار شہادتیں میرے پاس موجود ہیں کہ عام طور پر جو کیفیت بے علم لوگوں کی ہوا
کرتی ہے محمدؐ صاحب بھی بوجہ اُمّی ہونیکے اُس سے مستثنیٰ نہ تھے جو حکم آج دیتے کل کے
روز اُسکو منسوخ کر دیتے" کیا آپ اِن امور کو اپنے آریہ گرنتھوں عیسائیوں کی اناجیل
اور مسلمانوں سے جو مخالفین اسلام کے مسلّمات سے ہیں ثابت کر سکتے ہیں ہرگز
[illegible]عیسائیوں اور آریہ اُپدیشکوں کی اپنی ڈھکوسلے باز زبان ہیں سو جب آریہ اور
[illegible]سر ایمان نہیں تو ایسے گوز شتر داہی اور پریشان خیالات

کی ایک مسلمان بنش کے سامنے کیا وقعت ہوسکتی ہے گو آپ ایسے تیار تو گیا اسلام کی مخالفت پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں مگر جس ملاحظہ خیال کے آپکے سر اور دماغ کو چونی چکر میں ڈالکر خود آپکو راستی و شمائستی سے کوسوں دور جا پھینکا ہے اس سے آپ اسلام اور اسکی نبی اُمّی کی مخالفت میں ہرگز ذرہ برابر بھی کامیابی نہیں ہوسکتی پہلے آپ اہل اسلام کی نظروں میں کوئی وقعت حاصل کیجیے پھر آپکو اپنے دماغ کا خلل خود ہی معلوم ہو جائیگا کیونکہ اہل اسلام جو قرآن شریف کو خداوند کریم کا کلام مانتے ہیں انکے روبرو ایسی کچی بات پیش کرنا کیسی فضول و لغو ہے کہ محمد صاحب جو حکم آج دیتے کل کو روز اسے منسوخ کر دیتے حالانکہ بکثرت رائے علماء اسلام کے مطابق نہ تو کسی حکم کا منسوخ کرنا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں تھا اور نہ ہی قرآنی احکام میں ناسخ و منسوخ کا وجود پایا جاتا ہے آریہ مسافر کا یہ کہنا کہ حضرت خود اپنی ذات وازدواج کی بابت بغیر ہدایت اصحاب کچھ سوچ نہ سکے اور نہ اسکی تدبیر کر سکے " کس قدر اُسکے پہلے دعوی کی خلاف و نقیض ہے مگر تعصب بھری آریہ تعلیم نے بیچارہ مسافر کو ایسا گمراہ کر رکھا ہے کہ اُسے اتنا بھی ہوش نہیں ہو چکا کہ ابھی تو اپنے قلم سے پہلی ہی سطر میں محمد صاحب کا وہ شان اور اختیار لکھا کہ جو حکم آج دیتے کل کو روز اُسے منسوخ کر دیتے " اور اسپر بھی لکھا اصحاب میں سے کسی کی جرأت سامنے بولنے کی نہ ہوتی مگر ابھی دوسری سطر میں یہ بکواس لکھ مارا کہ بغیر ہدایت اصحاب وہ کچھ بھی سوچ نہ سکے اور نہ اسکی تدبیر ہی کر سکے سچ ہے " دروغ گو را حافظہ نہ باشد " حالانکہ آریہ مسافر کو بخوبی اس بات کا یقین بھی ہے کہ اہل اسلام ایسے ڈھکوسلوں کو پڑھ سنکر اُلٹا اُسکے پاگل پنے کے قائل ہو جائینگے مگر اسپر بھی وہ اپنے آریہ تعصب میں اندھا ہو کر خود کو اور اپنے آریہ ناظرین کو جھوٹی خوشی سے گمراہ کرنے سے باز نہیں آیا مگر سوال تو یہ ہے کہ آیا یہ اعتراضات آریانہ ہیں یا آریہ مسافر نے اپنے پھر ابھی پارٹی کی جھوٹ کھائی ہے کیا ایسے واہی شیعہ خیالات پر آریہ مسافر کا خود بھی اطمینان یقین و ایمان ہے یا نہیں ؟ ہرگز نہیں اُسکا مقصود تو فقط اپنے رشی شیطان کی اطاعت منظور ہے اور شیطانی خیالات کی تائید کرنے سے غرض ہے پھر چاہیے تو شیعوں سے ملیں یا خود شیطان

سے ہلیں یا خود شیطان سی آریہ مسافر کس قدر ڈھیٹھ ہو کر جھوٹ پر ڈوٹ رہا ہے کہ ادہر تو محمد صاحب کو بانی قرآن شریف مانتا ہے اور ادہر باولی کیطرح بیہوش ہوکر یوبے تکی ہانک رہا ہے کہ جب یہود مدینے نے حضرت کو بہکایا کہ مدینہ پیغمبروں کی جگہہ نہیں ہے تمام پیغمبر ملک شام میں ہوئی ہیں اگر تو پیغمبر خدا ہے تو تو بھی ملک شام کو جا اُسوقت حضرت یہود کے دم میں آ کر راہی شام ہوئی کئی منزلیں طی کرنے پر معلوم ہوا کہ یہودیوں نے دم دیا تھا اور پھر رونق بخش مدینہ ہوئی" پس اب مسافر ہی بتلائی کہ اُسکی کون کونسی بات جھوٹ و افترا سے خالی ہے بھلا گمراہ مسافر جی! اتنا تو بتلاؤ کہ جب بقول آپکے انہیں کئی منزلیں طے ہونے پر معلوم ہوا کہ یہودیوں نے دم دیا تھا۔ تو پھر جب انہیں شہر مدینہ میں رہکر بھی اتنی سمجھ نہ تھی تو پھر کئی منزلیں طی کرنے پر جنگل میں یہ پختہ خبر کیسے انہیں معلوم ہوگئی؟ اس بات سے ہی آپکی بیدار مغزی صاف ثابت ہے غرضکہ محمد صلعم کی خداداد بیدار مغزی دوراندیشی اور پختہ کاری ہی دراصل انکی امداد و دستگیری کرتی رہی ورنہ دیگر سطحی لوگوں میں سے کوئی آپکی رہنمائی نہیں کر سکتا تھا اور یہ امر تو سراپا حق شناس اسنباز منصف آدمی پر صاف صاف ظاہر ہے کہ اگر کوئی ہزار در ہزار تابعین سے آپکی رہنمائی کرنیوالا ہوتا تو پھر وہ خود ہی کیوں نہ نبی بن بیٹھتا؟ پھر اُسے تابعدار بننے کی ضرورت ہی کیا تھی غرضیکہ ایسی لغو اور بیہوشی کی باتوں سے صرف آریہ مسافر کی بداعتقادی متعصبی ہٹ دھرمی اور عمداً جھوٹ بولنے کی بدنیتی کے سوا اور کچھہ بھی ثابت نہیں کیونکہ تحریف قرآن شریف کی جس عنوان سے اُس نے اِس مضمون کو لکھنا شروع کیا تھا اِن تمام لغو باتوں کو اُس سے کوئی بھی تعلق نہیں۔ کیونکہ کجا قرآن شریف کا وجود اور اُسکی دشمنوں کے ہاتھہ سے تحریف اور کجا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیدار مغزی دوراندیشی وغیرہ صفات میں پڑ کر آریہ مسافر گمراہوں کی طرح کہاں سے کہاں ٹکریں مارتا بھٹک رہا ہے

(۲) اِس بکواس کا بھی آریہ مسافر خود ہی قایل ہے کہ مدینہ منورہ کے آریہ اوباش بدرو یہ باشندے حسب آریہ بیحیائی اور ویدی تعلیم کے حضرت کی ازدواج پر جبکہ وہ رفع حاجت کیلئے بے نقاب باہر جایا کرتی تھیں آوازے کسا کرتے تھے" پس یہ آنحضرت کی کمال بیدار مغزی اور دوراندیشی

ہی تھی کہ جس سے آپکی حسن انتظامی سے ایسا زبردست بندوبست ہوگیا کہ آیندہ ہمیشہ کیلئے جملہ اہل اسلام
قیامت تک ایسی بدافعالوں سے ایسے متنفر ہوگئے کہ باوجودیکہ اب آریہ قوم نے انہیں اپنی گیارہ گیارہ
عورتوں تک نیوگ کر لینے کی کھلی اجازت دی رکھی ہے مگر پھر بھی مسلمان آریہ سماج کی طرف
تھوکتے تک بھی نہیں! اگمراہ آریہ مسافر! اگر خلیفہ دوم حضرت عمرؓ کی غیرت اور بے پردگی
کے نتائج بد سے آگاہ کرنے پر بھی ایسی پردہ کی آیات حضرت نے نازل کرالی ہوتیں تو پھر
حضرت عمرؓ کی رائے کے مطابق پیغمبر خدا نے دنیا پر آریوں جیسی متعصب اور دشمن اسلام قوم کا
کوئی نام لیوا تک بھی نہ چھوڑا ہوتا اور آج ساری آریہ سماج ہی رانڈ بیٹھی ہوتی! اس سے بھی صاف
ثابت ہے کہ جو کچھ آنحضرت نے کیا وہ محض اپنی ہی دوراندیشی بیدار مغزی اور خداداد پختہ کاری سے
کیا اور واقعی پختہ کار بیدار مغز- دوراندیش اور خلق خدا کے رو رعایت و احسان کرنیوالے ایسے ہی
ہوا کرتے ہیں- آریہ مسافر کا یہ کہنا کسی طرح سے حجت نہیں ہو سکتا کہ محمدؐ صاحب بے
علم تھے برابر غلطیاں کرتے تھے اور انکی اصلاح ابوبکرؓ و عمرؓ و علیؓ کیا کرتے تھے کیونکہ ظاہر
ہے کہ اگر وہی پیغمبر خدا کو اصلاح دینے والے ہوتے تو حسب قاعدہ فطرت انسانی وہ محمدؐ صاحب
کے شاگرد نہ ہوتے بلکہ وہ اُستاد ہوتے اور حضرت شاگرد ہوتے مگر برخلاف اسکے جبکہ سب
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا اوستاد- ہادی- سردار- آقا و رسول اللہ ہی
ساری عمر مانتے- بتلاتے اور سکھلاتے رہے تو پھر خود انہیں کے بیان اعمال و اقوال و افعال
واطوار آریہ مسافر کی وحشی اور اندھا دھند مخالفت کی تردید در تردید کے لیئے کافی سے
بھی زیادہ ہیں بلکہ آریہ مسافر ہیں اگر ذرا بھر بھی حیا ہو تو وہ ایسی ذلت سے ڈوب مرنیکو
ہزاروں گنا ترجیح دے مگر بے حیا میں جب حیا ہی نہو تو وہ غیرت کھائے ہی کیوں؟ بھلا اگر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد متعدد نسخے قرآن کے بقول آریہ مسافر
رائج ہوگئے ہوتے تو پھر وہ مختلف نسخے تلف ہی کیسے ہو سکتے تھے؟ جیسا کہ توریت و
زبور و جملہ اناجیل کی مختلف نسخے آجتک باوجود ہر طرح کی جاہ و حشمت دولت و ثروت اختیار و طاقت کے

تیسر ہونے ہوئے بھی تلف نہیں ہوسکتے اور نہ آیندہ ہوسکیں گی تو اس سے بھی ثابت ہے کہ کبھی قرآن شریف کی مختلف متعدد نسخے ہرگز ہو ہی نہیں سکتے بلکہ یہ محض ایک آریانہ گپ ہے اسکا قائم ہی حفاظت و اہتمام کہ جسکے مخالف ایک آریہ دشمن چون تک نہیں کرسکتا اسپر یہی ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

(۳۳) آسیے ہم بتلائیں کہ آنحضرت صلعم نے اہتمام تعلیم و حفاظت قرآن شریف کی کیسی بر وقت تدبیر کین باوجودیکہ ایک مکمل کتاب کی صورت میں کوئی نسخہ بھی موجود نہ تھا مگر جب زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ نے بعد از نماز مسجد کے دروازہ میں بیٹھکر نمازیوں سے پوچھ پوچھ کر قرآن شریف کو تحریر کرنا شروع کیا تو اسوقت کم سے کم ایک لاکھ مسلمان نمازی قرآن شریف کے حافظوں کی تعداد بیکزبان ہوکر لکھوا رہی تھی لاکھہا اہل اسلام کی موجودگی میں یہ کہنا کہ خلیفہ عمر یا عثمان رض نے قرآن شریف کو جمع کیا یا یکجا سلسلہ وار تحریر کروایا محض غلط اور ایک آریانہ بہتان عظیم ہے سوال تو یہ ہے کہ خلفا میں سے کس نے اپنے خیال سے یکجا کیا یا عامہ اہل اسلام صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کو سلسلہ وار آیت بآیت اور لفظ بلفظ خود یاد تھا جیسا کہ اب تک مسلمانون کے بچون تک کو یکجا سلسلہ وار یاد ہے جس منکر معجزہ اسلام و القرآن کو ذرہ بھر بھی شک ہے تو وہ ہماری انجمن مجاہدین اسلام پنجاب لاہور میں درخواست کرے ہم خداوند کریم کی اس خاص فضل و کرم سے جو اسنے فقط ہم امتان محمد الرسول اللہ پر ہی کیا ہوا ہے کہ ایک نو سالہ مسلمان بچہ تو آریہ سماج میں دس ہزار آریوں کے سامنے کھڑا کرکے سارا قرآن شریف بحفظ سنوا سکتے ہیں لیکن اگر کوئی اسوقت بھی کسی حافظ قرآن شریف سے قرآن شریف سنکر کوئی کاتب لکھتا چلا جاوے تو کیا وہ مضمون قرآن کاتب اپنے پاس سے جمع کریگا یا کہ لڑکے کی زبان سے جمع ہوگا ؟ ظاہر ہے کہ اسے ضبط کرنے کرانے کا بانی ہمارا نبی حافظ قرآن شریف ہی ہوگا اسیطرح سے ای گمراہ آریہ مسافر خلفا نے بھی عامہ اہل اسلام ہی سے سنکر تحریر کر لینے کے سوا اور کچھ بھی نہیں کیا اور یہی انتظام شروع سے لیکر آج تک ہم مسلمانوں میں برابر چلا آتا ہے کوئی سبب ... قوم کو دنیا کی اپنی مذہبی کتابوں

کے لئے میسر نہیں اور ایسا ہی جبتک دنیا کا سلسلہ جاری ہے آگے بھی حفاظت کا انتظام قرآن شریف کیلئے جاری رہیگا اگرچہ تمہارے جیسے نامراد شپر المنور کی چمکار ہمیشہ کیسے ہی جلیں بھنیں یہ تھا اسکا نام ہے حفاظت پختہ کاری بیدار مغزی اور کمال دور اندیشی کا انتظام جس سے ہرگز ہرگز کبھی قرآن شریف میں ذرا بھر بھی تحریف نہیں ہو سکتی اسپر بھی اگر آریہ کور باطن سے

نہ آوے راستی پر تم تو پھر تمکو خدا سمجھے

جن لوگوں میں ایسا زبردست انتظام حفاظت قرآن شریف کا موجود ہو اور جو نہایت آئے دن عموما اور ہر سال رمضان شریف کے مہینہ میں خصوصا عمر بھر تک ساری دنیا کے مسلمان علی رؤس الاشہاد حفاظت قرآن شریف کا اظہار کر رہے ہیں انکے سامنے اگر کوئی یہود و شیعہ یا اسکا ہو بطور کمینہ جاہل آریہ مسافر جیسا گمراہ آریہ یہ کہکر قرآن شریف پر تحریف کا الزام و بہتان لگائے کہ حضرت عثمان ذوالنورین نے سوائے اپنے صحیفہ کے باقی نسخے جلا کر خاک سیاہ کر دئیے" تو ایسے مجہول کو نہ اندیش اندھے پاجی کی بڑ کو کون اور کیسے کوئی مسلمان باور کر سکتا ہے ہم کہتے ہیں خلیفہ عثمان کو کیا ہم مسلمانوں پر ایسی آریانہ تاریک گھٹا چھا جاوے پر بھی مطبوعہ قرآن شریف کی لاکھوں کروڑوں مکمل جلدیں ایک دم جلا کر خاک سیاہ یا دریا برد بھی کر دی جاویں تو بھی ذرا بھر بھی قرآن شریف جو مسلمانوں کے لوح قلب پر قدرتا کندہ ہو چکا ہے اسکا ایک نکتہ بھی ہرگز ہرگز تحریف نہیں ہو سکتا لیکن جسطرح سے دنیا کی کل قومیں عموما اور آریہ لوگ خصوصا اس قدر نعمت عظمیٰ سے محروم کر دئے گئے ہوئے ہیں اسیطرح سے قرآن شریف بھی تغیر و تبدل اور تحریف سے قدرتا پاک و صاف ہی ہے

گر نبیند بروز شپرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ

سچ ہے جو نہ کھائے گا وہ اسکا مزا کیسے پائیگا! الغرض قرآن شریف کا ایک ہی نسخہ جو نبی عربی فدا ہ امی و ابی نے اپنے معجزانہ قلم و تعلیم سے مسلمانوں کے دلوں میں محفوظ کر دیا تھا وہی کل دنیا کے لئے کافی ہے اور رہیگا پھر جلانے تو کوئی شعلوں کا ہوٹ تو آریہ مسافر اپنے جھوٹ بولنے کی

نقل مع چیسنے والا آریہ گرنتھون کی تعلیم کی بداثری سے کتنا ہی جھوٹ لکھ کر اپنے آریہ مسافر رسالہ کا سنہ سر
کالا کرکے پڑا ہے مگر یہ جو سب باتین کی مان اور آریہ گرنتھونکا باوا ہی اس نے خود ثابت کر دیا ہے
کہ آریہ مسافر کا قرآن شریف کی نسبت تحریف کا بیجا اتہام و الزام لگانا بے ضرورت اور محض
بلا وجہ اپنی بدی ہے کیونکہ ناحق نئی تفسیر ناہی لہذا جو نتیجہ متذکرہ بالا ہر سہ امور سے نکالا گیا ہی وہ ان
آریہ مسافر کے غلط اور بیجا بہتان و ہزیان کو غلط ثابت کرکے نکالا گیا ہی اسلیے آریہ مسافر کے ہزیان
کو تیاگ رطلاق دیا جاتا ہی۔

مفصلہ بالا بحث تو آریہ مسافر کے مخفوظ خبط ہی کا نتیجہ تھا اور زبان بگڑی تو بگڑی تھی مگر اُسکی اپنا دین بھی بے
بگاڑ دیے ہار کیا معنا سب سمجھ کر لال بجھکڑ ہی کو دیوڑ بوجھ بجھکڑ بننا چاہا ہے یعنی خواہ مخواہ معلم ہو کر اب
قرآن شریف کی تفسیر و معانی میں حسب طریقہ شیطانی لن ترانی ہانکنا شروع کر دی ہے انا لہ لحافظون
پر منبر میں بہت کچھہ لکھ آیا ہوں (تو اچھا مہاشے جی!! اب پھر آپ جھک مارنے لگے ہیں!!) اور میں نے
دکھا دیا ہی کہ مفسرین نے اس آیت کی دو معنی لکھے ہیں ایک محفظ قرآن و دوسرا محفظ محمد صاحب مگر
یہ نہ بتلایا کہ آپ ان دونوں میں سے کس کو ترجیح دیتے ہیں اور دونوں میں سے کس کی تردید کر سکتے ہیں
تاکہ ذرا آپکی لیاقت بھی ظاہر ہو جاوے اور آپکی مناسب طور پر وہ بیان بھی اڑائی جائیں۔ اب ثابت ہوا کہ
آیت محولہ بالا کے معنی میں اختلاف ہی کسی مفسر نے محفظ اختلاف سمجھا اور کسی نے محفظ تحریف پس
اس صورت میں آپکا خوش ہو ہو کر اسی آیت کو پیش کرنا حیرت افزا نہیں تو اور کیا ہی؟ مہاشے
جی! اول تو آپکا یہ فرمانا کہ آیت محولہ بالا کے معنی میں اختلاف ہی آپکی سخت بے لیاقتی کو بلا اختلاف
ثابت کرتا ہی کیونکہ آیت محولہ بالا کے معنی میں ہرگز ہرگز کسی مفسر نے اختلاف نہیں کیا مگر آپکو
معنے اور تفسیر کے مابین فرق معلوم نہیں کیونکہ نہ تو آپکو لیاقت ہی اور نہ ہی آپنے کبھی کسی
اوستاد سے کچھہ پڑھا ہی۔ ورنہ ایسی فاش غلطی آپ نہ کرتے کیونکہ مفسر کہتے ہیں اُس شخص کو کہ جو
ایک آیت کی تشریح و تفصیل کرکے جس جس طرف اُس آیت کا لگاؤ ہو سکے ازروے قاعدہ
تفسیر اُس کو بیان کرے نہ آپکی طرح محض [illegible] کہتا چلا جاوے پس اسی لحاظ

سے ایک آیت کو دو یا اس سے بھی زیادہ موقع پر چسپاں کر دینے سے اُسی آیت کی ایک سے
زیادہ خوبیاں ظاہر ہو جاتی ہیں نہ کہ اُلٹا مضمون ہیں بقول آپکے اختلاف پڑ جاتا ہو اسلیئے
اگر مفسرین نے انا اللہ لحافظون کو تحفظ قرآن شریف کے علاوہ محمد صاحب اور تحفظ اختلاف
و تحفظ تحریف پر محمول کیا ہو تو اس سے بجائے نقص ایک تحفظ قرآن مجید کی آیت محولہ بالا
سے قرآن شریف کی اور بھی تین چار خوبیاں ظاہر ہو کر قرآن شریف کی اس آیت کو اور بھی چار
چاند لگائے گئے ہیں جیسے کہ اِن چارون خوبیون نے یہ بھی بتلا دیا کہ خدا وند کریم نے تحفظ
قرآن شریف کے علاوہ قرآن شریف کے تحفظ تحریف۔ اختلاف او تحفظ آورندہ قرآن شریف
کا بھی وعدہ دیا ہے کیونکہ حفاظت قرآن کا کمال اِن ہی چارون باتون پر منحصر ہے کیونکہ اگر قرآن
کے خود ہمارے پاس لانیوالیکی سب سے پہلے حفاظت نہ ہوتی تو قرآن کی حفاظت کا وہین خاتمہ ہو جاتا
اسی طرح سے اگر قرآن شریف کی تحریف اور اختلاف یا نقائص سے حفاظت نہ ہوتی تو بھیر لانی
والے اور کلام ہردو کی حفاظت ہی فضول ہوتی لھٰذا ہر چہار مفسرین کی رائیں نور علی نور
ہیں اور آپ جیسے شقی ابدی وازلی کے شقاوتی خیالات کی ایک زبردست تردید ہیں
اس صورت میں گو آپ جیسے ادنٰی یادان کو حیرت افزائی ہو مگر ایک عقلمند او منصف
مزاج۔ راستباز عالم اس محولہ بالا آیت کو پیش کر کے ضرور اپنی کامیابی پر خوش و خرم ہوئے
بغیر نہیں رہ سکتا اور ہا آپکا آنکھیں بند کر کے یہ فرمانا۔" کہ صحابہ نے قرآن شریف کو محرف
ہوتے دیکھا اور متحرف کو قتل کیا" اول تو آپکے دماغ میں خلل ثابت ہوتا ہے کیونکہ ابھی
آپ خود فرما چکے ہیں کہ "خیر سے ایک نسخہ قرآن شریف کمل کا حضرت کے مرنیکے بعد
تک بھی برآمد نہوا بیچارے زید بن ثابت نے مسجد کے دروازہ پر بیٹھ کر نمازیوں سے پوچھ
پوچھ کر قرآن شریف کو جمع کیا" سو اب آپ ہی بتلائیں کہ جب آنحضرت کے سامنے
قرآن لکھا ہی نہیں گیا تھا تو صحابہ نے قرآن شریف کو محرف ہوتے کیسے دیکھا اسلیئے
ضروری ہوا کہ آپ اپنی دو لغو باتون میں سے خود ہی ایک کو غلط قرار دیں ورنہ یہ خود ایک

دوسرے کی تردید کے لیے کافی ہیں کیونکہ تحریف کسی تحریر شدہ کتاب کے سوائے دیکھی ہی نہیں جاسکتی ورنہ آپکو قایل ہونا پڑیگا قرآن شریف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مکمل لکھا ہوا موجود تھا اور اس سے آپکا دوسرا اڈھکوسلہ خود بخود منسوخ ہوجاتا ہے جبکہ خود اس وقت قرآن شریف کی حفاظت کا کمال آریہ سماج میں کھڑے ہوکر چھوٹے چھوٹے مسلمان بچوں سے پڑھوا سنوا کر تجربتاً دکھلا سکتے ہیں تو ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم آپ جیسے اوّدیار ان آریہ کے سامنے صحیح احادیث سے اس امر کو ثابت کریں جبکہ ابھی ساری آریہ سماج میں سے ایک فرد بشر کو بھی صحیح حدیث کی پہچان ہی نہیں اور نیز جبکہ ابھی الٰہی عنایت شدہ حفاظت قرآن شریف کا طریق جس سے خود ملہم اور اُسکے صحابہ بھی سرفراز تھے اور جسپر اب بھی ہمارا بچہ بچہ حاوی ہے ہم خود آپکو دکھلا سکتے ہیں تو پھر آپکو قرآن شریف کی نسبت لفظ تحریف کے استعمال میں لانیکا حق ہی کیا ہے؟ ہاں اگر ایسے ہی خواہ نخواہ اپنی آریہ مسافر کا منہ کالا ہی کرنا منظور ہو تو اور بات ہے اسپر بھی آپکا اپنی پھر اُسی واہی خیال کو دوبارہ پیش کرنا چونکہ عثمان سلطنت محرفین کے ہاتھ میں تھی اس لئے بخوف جان لوگوں کو مجبوراً عثمانی قرآن منظور و قبول کرنا پڑا۔ محض فضول ہے کیونکہ اول تو یہ جھوٹی بات محض بے علم و جاہل شیعہ لوگوں کی منگھڑت ہے جن کی کسی ایک بات کی سچائی کا آپ کو خود یقین نہیں۔ دوم ہم کہتے ہیں کہ گو عثمانِ حکومت محرفین کے ہاتھ میں ہو جیسا اب بھی موجود ہے بلکہ اسپر بھی آپ جیسے دین اسلام اور قرآن شریف کا کھلا دشمن بھی خواہ اسکے ہمراہ کیوں نہو جیسا کہ اب آپ ہیں تو اس سے کیا اب کچھ قرآن شریف میں تحریف لازم آرہی ہے جو ہم آپکی زمانہ ماضی کی محض غلط در غلط اور شنیدہ ہفوات کو قبول کریں۔ افسوس بریں عقل و دانش بباید گریست۔ مہاشے جی آپکا یہ بات کہنا لکھنا بھی سخت غلط ہے کہ جس جوانمردانے زبان کھولی سخت سزا کا مستوجب ہوا کیونکہ اوّل تو جوانمرد وہی ہوتا ہے کہ جسکی کھلی ہوئی زبان کو کوئی بند ہی نہ کرسکے۔ ایک لاجپت رائے

بلکہ یہی جانیے ساری آریہ سماج کا بیڑا ادّھا دینی کا نام جوانمردی نہیں ہے اور دوم ہزارہا شیعہ آپکی آریہ سماج ہار گئے
جنکی اب آپ جھوٹ کہا رہے ہیں اور جنہوں نے خود سر چہار خلفاء کو شہید کیا خود اس زمانہ میں انکے اعلانیہ
موجود ہونیکا دم خم آپکے سامنے ٹھونک رہے ہیں پھر آپ کیسے سوئے پڑے لکھ رہے ہیں کہ "جس جوانمرد نے
زبان کھولی وہ سخت سزا کا مستوجب ہوا" گمراہ و متعصب ہٹ دھرم آریہ مسافر۔ دیکھئے آپ
خود ہی دو سطر آگے چلکر لکھ رہے ہو کہ "آج خاص دار الاسلام عرب میں بلکہ عرب ہی میں نہیں خاص حریم
کعبہ یعنی خانہ خدا میں عین مصلائے نماز میں آثار بدعت موجود ہیں کروڑوں مسلمان انمیں مبتلا ہیں"
تو اب ذرا ہوش میں آ کر آپ خود ہی فرماویں کہ جب وہ خانہ خدا میں عین مصلائے نماز میں کروڑہا
مسلمان بدعتوں میں مبتلا ہیں تو پھر آپکا بر خلاف انکے یہ کہنا کسقدر غلط اور دھوکے بازی ہے
کہ "جس جوانمرد نے زبان کھولی وہ مستوجب سزا ہوا" مگر آریہ تعلیم والے منش میں شرم کہاں
کہ وہ اپنی واہی تباہی باتوں سے آگاہ ہو کر کچھ بھی شرم کو کام میں لاسکے اور رد کیل اسلام سے
کچھ حیا کرے کیوں جناب آریہ مسافر کے اڈیٹر صاحب! یہ جوانمرد مسلمان جو خانہ کعبہ میں چار
مصلوں پر علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ رہے ہیں انکی زبان کیوں نہ کسی نے آجتک بند کر لی اور کیوں نہ کسی نے
چار مصلوں کا ایک مصلا بنا دیا؟ پھر کیا ان گئے گزرے مسلمانوں جیسی بھی صحابہ آزاد منش نہ تھے
کہ جنکی تلواروں سے آجتک آریہ دل و دماغ تھرا رہے ہیں؟ پس آپکا یہ کہنا کہ "جس جوانمرد نے
زبان کھولی وہی سخت سزا کا مستوجب ہوا" کیسا لغو اور پوچ ہے کیا ایسی ہی کچی اور ردی
دلائل کی شیخی پر تحریف قرآن شریف ثابت کرنے بیٹھے تھے۔ ناظرین! آپ خود ذرا غور
فرماویں کہ جب خاص خانہ خدا میں بذریعہ حکومت چار ٹکڑے ہوئے مسلمان ایک جماعت نہیں
بن سکتے تو پھر کوئی وجہ ایسی کہاں سے پیش آسکتی ہے کہ قرآن شریف میں کوئی بادشاہ تغیر و
تبدل کر سکتا ہے پھر خصوصاً ایسی حالتمیں جبکہ دینی پیشوا بھی وہی ہو اور اسکا دین اسلام پر
کوئی کسی قسم کا از روئے شاہی قانون دخل بھی نہو۔ اور اسپر طرّہ یہ کہ صحابہ کا ہر متنفس قرآن شریف
کے ہر لفظ لفظ پر عبور رکھتا ہو اور مخالفین اسلام آریہ وغیرہ کا نام و نشان بھی جہان میں موجود نہو اور جہان

قرآن شریف کا معلم وا خ تلاوت دہر روز کی پانچوں نمازوں میں ہو۔ تو امید واثق ہی کہ اصحاب عقل و دانش میری اس بات کی ساتھ ضرور متفق
ہونگے بغیر سر ہلائے نہ رہینگے اور یہی مانینگے کہ بیشک ایسی ساز و سامان تحفظ قرآن شریف کی موجود ہوتی ہوئی قرآن شریف میں ہرگز ہرگز تحریف
نہیں ہو سکتی۔ اور آریہ مسافر بھی خود صحابہ کی خاموشی اختیار نکرنیکا قایل ہو کر اقرار کرتا ہی کہ بالتحقیق ان سب نے خاموشی اختیار نہیں
کی حتی کہ بعض کو گری پسلیاں توڑی گئیں دکوب سے عوارض جسمانی میں مبتلا ہو جان سے مارے گئے عام کو ہوئی خلیفہ عمر رض و عثمان رض
و علی رض بروز روشن قتل کئی گئی کئی کئی روز تک نعش پڑی رہی رات کیوقت خفیہ طور پر بلا نماز جنازہ کفن دفن کئے گئے۔"
پھر میں نہیں جانتا کہ آریہ مسافر کی پیش نظر اور کونسی تواریخ قدیمہ اسلامیہ موجود ہی کہ جسمیں ایسی واقعات کی موجود ہوتے ہوئی بھی
محرفین قرآن شریف کی سلطنت نظر آ رہی ہی کہ جن سے صحابہ نے بخوف جان مجبوراً قرآن شریف کی تحریف کو منظور کیا ہو
یہ کیسا بے بنیاد آریہ مسافر کا ڈھکوسلہ ہی رہا آریہ مسافر کا یہ کہنا کہ اہل شیعہ یہ بتلاتی ہیں کہ خداوند نے اصل قرآن امام الزمان کو
دیدیا اور وہ قریب قیامت ظہور فرماوینگے" کیسا فضول غیر متعلق اور خارج از بحث اعتراض ہی۔ مہاشہ جی اگر بقول شیعہ خدا نے
اصل و مکمل قرآن امام الزمان کو دیدیا تو اسکی تحریف تو آپ تب ہی لکھ سکینگے جب کہ وہ قریب قیامت ظہور فرماوینگے اور اگر اسکی آنیسے
پیشتر ہی اسکی تحریف آپ ثابت کر رہے ہیں تو واقعی اس سے بڑھکر دنیا بھر میں کوئی پاگل نہیں ہمارا فرض تو اس پیش گوئی کا وہی مطلب سمجھ
ہوئے ہیں جو محمد کی وقت پیش ثابت کرنا تھا تاکہ آپ پر تحریف قرآن شریف کا ہونا ناممکن ثابت ہو جائے جیسا کہ اب تک ہی ہیں گو آپنے اس اہل التشیعہ
کی لغو ڈھکوسلے کو پیش کر کے اصل مسئلہ متنازعہ محرفیہ کو ہار کر چھوڑ دیا۔ مہاشہ جی آپکی طرح سنئے جو شخص مکہ میں آنحضرت کی پاس کتابت کرتا
مرتد ہو گیا تھا وہ آپ جیسی جھوٹی باتیں کہا کرتا تھا مگر اس کی طرح آج ایک جولاہا دہرمپال جو اسلام سے مرتد ہو کر آپکی آریہ سماج
کو اپنی پھکڑبازی سے خوش کر رہا ہی تو کیا اس سے اسنے کچھ موجودہ قرآن شریف میں تغیر و تبدیل کر دیا ہی؟ ہرگز نہیں بس ایسی
ہی سمجھو اس اگر اس مرتد نے بھی کی تو قرآن میں اسکی کہنے سے تحریف کا مان لینا یہ بھی کوئی آریہ سماج کیلئے دلیل ہو سکتا ہی مہاشہ
جی اکبھی تو ذرا شرم کو رفتی پھر بھی اپنی نزدیک آپ نے دیا کر دیں کہتا ہوا اگر اسنے یہ بات کہہ بھی دی تو اس سے پھر کیا بلا دلیل
اور ثبوت الٹا آپکا دعوی تحریف ثابت ہو سکتا ہی جبکہ اسکی ایسی نالایقی پر اسکو محمد صلعم نے سزا بھی دیدی اس سے تو
بلکہ قرآن شریف کا کمال تحفظ ثابت ہوتا ہی ہاں اگر اسکی غلطی پر سزا اسکو نہ ملتی تو اسکی غلط نویسی کا قایم رہنا کسیقدر
آپکی کم عقلی پر ثابت ہو سکتا طرفہ یہ کہ اسقدر احتیاط کا قایل ہو کر بھی آریہ مسافر پھر بھی اپنی وہی بے تکی ہانک ہانکتا ہی
کہ مسئلہ تواتر بالکل لغو و بے بنیاد ہی کیونکہ محمد صاحب کی عہد میں ایک طریق پر آیات قرآنی نہیں پڑھی جاتی تہیں"

مہاشےجی اخواہ آپ کیسی ہی ازروی آریہ تعلیم اپنی مطلب کیخاطر آنکھ بند کر کے بگلی بنے جائیں مگر ناظرین اچھی طرح سے
سمجھ سکتی ہیں کہ جب قرآن شریف کی تحفظ کیخاطر خداوند کریم نے خود ایک ایسا معجزنما انتظام کردیا کہ جو غیر خدا
کسی کلام کو آجتک حاصل ہوا اور نہ آیندہ ہوگا پھر آپ کیسی کہہ سکتی ہیں کہ مسئلہ تواتر بے بنیاد اور بالکل لغو ہے وہ
بلکہ آپ نے یہانتک قرآنی تحفظ کا اقبال کرر ہی ہیں کہ جتنے طریق پر آیات قرآنی پڑھی جاتی نہیں اُنکا بھی آپکو علم ہی جیسی کہ
آپ بھی ایسا ہی کہہ رہی ہیں اور وہ بھی اقسام کی قرآت یا قرآنی آیات کے پڑھنے کے طریق اب بھی موجود ہیں اور
قاریوں کا فرض ہوتا ہے کہ وہ قرآن شریف کی ہر قرآت سے بخوبی واقف رہیں بات تو اصل یہ ہے کہ چونکہ آپ جیسے اپنی
ویدوں کی ادانت سے لیکر آجتک متواتر مٹی خراب ہوتی دیکھی ہے اسیطرح سے ماری حسد کے جھوٹھ بول بول کر قرآن شریف
کی تواتر کو بھی توڑنا چاہتی ہیں حالانکہ آپکی ایسی بدنیتی سے کیا ہو سکتا ہے جبکہ یہاں سارا بنا بنایا مضبوط مکمل الٰہی انتظام تواتر
سے موجود ہے۔ مہاشےجی! آپ اتنا تو غور فرمادیں کہ اہل تشیعہ کہ جنکی بھبکیوں سے آپ کر آپ بھی ویسی ہی بے سُر الاپ رہی ہیں اگر انکے
پاس کوئی نیا قرآن یا قرآنی آیت موجودہ قرآن شریف سے علیحدہ موجود ہوتی تو آپکی طرح آپکے بزرگ شیعوں کو وہ آپکا
نوشتہ شدہ قول نہ لکھنا پڑتا کہ "خداوند کریم نے اصلی قرآن تو اُنکے امام الزمان کو دیدیا جو قرب قیامت میں ظہور
فرماوینگے" کیونکہ یہ وہ بےتکی باتیں ہیں جو خود آپکی جملہ تحریف ثابت کرنیوالی تحریر پر ہنسکر کہہ رہی ہیں کہ مہاجی!
جب سارا اصل قرآن تو خدا نے شیعوں کی امام الزمان کو دیدیا تو اب موجودہ قرآن شریف کی تحریف ثابت کرنیکی
آپکو ضرورت ہی کیا پڑی ہے؟ سیدھی کیوں نہیں کہہ دیتی کہ سارا قرآن ہی یکدم مسلمانوں کے پاس نہیں ہے جبکہ
ذرا سی آنکھیں بند کرنے سے سارا جہان ہی گم ہو جاتا ہے آپ بار بار پھر وہی باتیں دھراتی چلے جاتے ہیں کہ
محمد صاحب کے زمانہ میں قرآن شریف موجود نہ تھا اور متفرق سورتیں کسی کو یاد تھیں حالانکہ ہم ہر دفعہ آپکو صاف کہہ رہی
ہیں کہ جب آج اس زمانہ کی ہمارے غیر ملک و غیر زبان چھوٹے بچوں کو پورے تیس ۳۰ پارہ قرآن شریف خداوند کریم
کی خاص عنایت سے یاد ہے تو کیا وجہ ہے اور اسکے برخلاف آپکے پاس کیا ثبوت ہے کہ اُس زمانہ کے قوی الدماغ
نوجوانوں کو اپنی مادری زبان میں بھی قرآن شریف سارا حفظ نہ تھا آپکے ایسے لغو اور تعصب بھری
خیال کی ہرگز کوئی سلیم العقل انسان تائید نہیں کر سکتا آپ ذرا میں آپکو اور سمجھاؤں ذرا ہوش سے پڑھیئے
آپ خود ہی کیا لکھہ رہی ہیں کہ آنحضرت کے بعد لوگوں نے قرآن کو جمع کیا اب فرمائیے کہ جب بہوتے آپکے نزدیک

جمع کیا تو قرآن شریف موجود تھا یا نہیں؟ ظاہر تو آپ کے فرمانے سے بھی یہی ہو گیا کہ قرآن شریف اسوقت سارا
موجود تھا اور نہ جمع کیسی ہو گیا ہے جمع گو آیات سے زاید مختلف چیزوں کی اکھٹا کرنے سے ہوا کرتا ہے مگر وہ معیار کہ جس سے
جمع یعنی میزان کا ٹھیک ٹھیک بے تبدیل ہونا ثابت ہو سکتا ہے وہ تو اصل رقموں کی موجودگی ہوتے ہوئے بھی میزان کی
واقفیت رکھنے والے کے سوا جمع کا ٹھیک ٹھیک ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ لہذا موافق آپکے فرمانے کے گو اس
کو ہم فرض بھی کر لیویں کہ قرآن کی منفرد سورتیں کسی کسی کو یاد تھیں مگر اُن سب کے یکجا پورا پورا بہم ہو جانیکی
آپکے پاس کیا علمی و کتابی دلیل ہے؟ اور اگر کچھ سورتیں اسوقت چھوٹ گئیں یا باقی رہ گئیں تو ضرور ہی تھا کہ
وہ نسخے دوسرے فریق یعنی مسلمان کے قابو میں ہوتیں جیسا کہ عیسائیوں کے ہر ایک فرقہ کے پاس ایک دوسرے کو جھوٹا کرنے کیلئے
اپنی اپنی علیحدہ انجیل موجود ہیں بلکہ کچھ انجیلیں ابھی تک ایسی بھی زاید چلی آتی ہیں کہ جنکو کسی عیسائی فرقہ نے
اپنی نئی عہد نامہ میں شامل تک بھی نہیں کیا پھر کونسا متعصب آپکی طرح دیوانہ وار ایسی بڑ ہانک سکتا ہے کہ
دیگر جملہ مذاہب کی ایسی مخالف فریق کی تحریرات تو آجتک موجود ہیں لیکن جو آیات و سورتیں قرآن شریف میں درج
نہو سکیں تو وہ پھر دنیا کی صفحہ ہستی پر سے ہی نیست ہو گئیں حالانکہ آپ جیسے آریوں کا پرم دھرم اور زبردست
اصول ہے کہ ہستی نیستی نہیں ہوتی پھر آپ ہی بتلائیے کہ جب آپکی ستائیس ہزار ویدوں کی شاکھا جو مختلف
فرقوں کے پاس موجود رہیں اور عیسائیوں کی جعلی انجیلیں بھی آجتک موجود ملیں مگر آپ میں یہ جرأت ہرگز نہوئی
کہ چند زاید آیات موجودہ قرآن شریف کے مقابلہ میں پیش کر سکیں اس سے صاف ثابت ہے کہ آپ جو کچھ
قرآن شریف کی تحریف ثابت کرنیکو لکھ رہے ہیں وہ محض اپنی من گھڑت الاپ الاپ رہے ہیں مگر آپکے پلے کچھ بھی نہیں
جو کچھ آپنے اہل اسلام کے برخلاف فضول دلایل اور اپنی آریہ بدھی تعلیم کے مطابق پڑتال کی تھی اُسپر تو ہڑتال
پڑ چکی اور ثابت ہو گیا کہ آپ حضرت آریہ و شیعہ ناشاد کے پاس تحریف قرآن شریف کی نسبت
کوئی قطعی دلیل موجود نہیں اور یہ دعویٰ آپکا محض ہزلیات سے لبریز ہے لیکن گو آپکے غریب مسافر کی پوری
پوری قلعی نہیں کھولی گئی مگر آیندہ اگر وہ قرآن شریف کی نسبت کچھ لکھیگا تو پھر انشاء اللہ
العزیز یاد ہی کریگا +

نیاز مند محمد ابراہیم وکیل سیالکوٹ ناظم انجمن مجاہدین اسلام (پنجاب)

مختصر فہرست کتب

جنگ روس و جاپان جسمیں روس و جاپان دونوں ممالک کے تمام جغرافیائی اور ہر ایک قسم کے تاریخی حالات یعنی دونوں سلطنتوں کی ابتدائی زمانہ قیام سے لیکر آج تک کے تمام حکمرانوں کی سلسلہ وار مختصر کیفیت مع انکے سنہ جلوس و سنہ وفات اور اسکے بعد سنہ ۱۹۰۴ء کے جنگ کے اسباب دونوں سلطنتوں کی فوجی جمعیت کا نقشہ جنگی جہازوں کے اقسام اور تارپیڈوں کی ماہیت۔ عہدنامجات کوریہ و روس و جاپان کے افسروں کی سوانح عمریاں آغاز جنگ اور پورٹ آرتھر کا پہلا معرکہ۔ اس سے آگے چلکر تمام بحری و بری لڑائیاں۔ سلسلہ وار متعدد نقشہ جات و نیز بہت سے مفید کارآمد حواشی کے ساتھ درج کیے گئے ہیں۔ دعوے ہے کہ اس سے زیادہ دلچسپ و مکمل کتاب اس معرکہ کے متعلق دوسری چھپ نہ سکی قیمت عہ

نسخہ اکسیر علم طب میں اپنی طرز کا سب سے پہلا نادرالوجود رسالہ ہے جسمیں جمیع امراض متعلقہ جسم انسانی کا علاج ان سہل الاصول اجزاء نباتاتی سے کیے گئے ہیں جو جنگل و دیہات قصبہ گاؤں بن میدان تقریباً ہر ایک ویران و اجاڑ جگہہ بھی دستیاب ہو سکیں کیونکہ جو لوگ ایسے غیر متمدن مقامات میں سکونت پذیر ہیں انکو انگریزی و یونانی ادویات کا بسہولت ملنا بالکل دشوار امر ہے اور خدا کے فضل سے جو افعال و خواص آپ شہر میں گل بنفشہ گل گاؤزبان اور گونین وغیرہ میں ملاحظہ فرماتے ہیں وہی اوصاف بلکہ ان سے زیادہ بہتر آپ دیہات میں املی و نیب کے پتوں آگ کے پھول وغیرہ میں پائیں گے۔ علاوہ بریں تشخیص امراض کے سہل ترین طریقے بھی درج کر دیے گئے ہیں۔ غرضکہ نسخہ اکسیر ایک چھوٹا جیبی طبیب ہے جسکو ہمراہ رکھنا ہر ایک بیرونجات میں رہنے والے کے لیئے ضروری ہے۔ حجم چھوٹی تقطیع کے ۲۰۰ صفحہ قیمت عہ مع محصول۔

سیاحت حبیب یہ کتاب نہ صرف ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خاں کا سفرنامہ ہند ہے بلکہ اسمیں افغانستان کی جغرافیائی حالت۔ لفظ پٹھان کی وجہ تسمیہ افغانوں کا نسب نامہ شاہ زمان و شاہ شجاع کی حکومت۔ امیر دوست محمد خاں سے لیکر امیر عبدالرحمن خاں تک کے تمامی واقعات اور سلطنت کی عروج و زوال کے مفصل حالات امیر حبیب اللہ خاں کی پیدائش سے لیکر تخت نشینی تک کے حالات۔ گورنمنٹ ہند اور حکومت افغانستان کے تعلقات از عہد شاہ شجاع تا امیر حبیب اللہ خان سیاحت ہند کے متعلق لنڈی کوتل سے لیکر ہندوستان تک کی نہایت تفصیلی حالات درج کیے ہیں قیمت عہ

المشتہر مینیجر افضل المطابع مراد آباد

تیغ صابریہ بر عقائد آریہ جسمیں وید مقدس کے کلام الہی ہونے پر خود وید ہی سے کمال خوبی سے استدلال کیا گیا ہے۔ ملہمان وید اور نزول وید کے اختلاف اور وید کی تعلیم و ہدایات و نیز قرآنی تعلیم کے مقابلہ کے ساتھ دیوتاؤں کی پیدائش اور زمانہ ستجگ کی تعریف اور مسئلہ کثیر الازدواجی و مسئلہ گوشت خوری پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے حجم ۲۰×۲۶ کے سائز پر ۱۱۶ صفحہ قیمت فی جلد ۱۲

آستک سمیکشک یعنی عبد الغفور نو آریہ دھرمپال کی کتاب ترک اسلام کے جواب میں منشی نندکشور صاحب مسٹر سناتن دھرم سبھا نے رسالہ تائید اسلام لکھا ہے صرف پہلا اعتراض کا جواب قیمت ۲

صحیح شہادت دھرم پال سابق عبد الغفور و پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کے اُن اعتراضات کے جواب میں جو قصہائے قرآن مجید پر کیے گئے ہیں اور اُن قصوں کا واقعہ کربلا سے تطابق قیمت عہ

اسلامی صداقت اور ویدی بطالت اِس کتاب میں وید کے ناقص اور ناکمل ہونے کا ثبوت نہایت متین لہجہ سے کھینچکر اُسکا مقابلہ قرآن کریم کی آیتوں سے کیا گیا ہے۔ ہر مسلمان کے دیکھنے کے قابل ہے قیمت ۶

تردیدی جج یہ بھی ایک قابل ملاحظہ کتاب ہے کیونکہ منشی نندکشور صاحب مسٹر سناتن دھرم سبھا نے ایک بانی پتی آریہ کے اُن اعتراضات کا جواب جو اُس نے اسلام پر کیے تھے نہایت زبردست دلائل کیساتھ دیے ہیں خود وید ہی سے اعتراضات کی تردید کی ہے قابل دید کتاب ہے قیمت فی جلد ۶

البرق شمس العلماء مولوی شبلی نعمانی کی مشہور کتاب الفاروق کے جواب میں جو شیعوں کی جانب سے کتاب الفرق شائع ہوئی تھی اُس کے جواب الجواب میں کتاب البرق لکھی گئی ہے اُسکا ابھی صرف نمبر اول ہی شائع ہوا ہے پانچ نمبر اور شائع ہونگے قیمت فی جلد سہ

تقریر دلپذیر ترجمہ اردو رسالہ عدیم النظیر حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رح اِس کتاب میں پنج ارکان اسلام یعنی نماز و روزہ زکوۃ حج کلمہ کے متعلق علامہ ممدوح نے نہایت فلسفیانہ طور پر بتلایا ہے کہ اگرچہ بندوں کو واسطے پانچوں فرض مقرر ہیں لیکن عالم غربت میں ہر ایک رکن کا ایک منظر ہے جسکو نمونہ کلی بھی کہہ سکتے ہیں اور تمام بنی نوع انسان اُس سے مستفیض ہو سکتے ہیں قیمت فی جلد سہ

زندہ نغیبہ یا سیر دو عالم علم مسمریزم میں وہ نادر و نایاب کتاب ہے کہ جس سے بہتر کوئی دوسری کتاب ابتک اس فن میں شائع نہیں ہوئی۔ اسکے مرحوم مصنف کو بڑے بڑے دعوے اسکی خوبی پر تھے۔ علاوہ بریں سلب امراض کے طریقے بھی اسمیں درج ہیں قیمت فی جلد ۱۲

المشتہر منیجر افضل المطابع مراد آباد

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام

رسالۃ الجواب

الموسوم بہ

عیسائیت و اسلام کا تمدن

یعنی

علامہ شیخ محمد عبدہ مرحوم مفتی مصر کے اوس زبردست مضمون کا ترجمہ جو ممدوح نے اپنی حیات میں مصر کے ایک ماہواری رسالہ الجامعہ کے عیسائی اڈیٹر کے ایک مضمون کے جواب مین لکھا تھا۔

(باضافہ حواشی جدیدہ)

ابوالافضال محمد فضل حسین نسیمؔ اڈیٹر رسالہ ضیاء الاسلام نے

اپنے

مطبع فضل المطابع مراد آباد میں چھاپا

اور

دفتر رسالہ ضیاء الاسلام سے شایع کیا

طبع دوم ۵۰۰ جلد ۔ قیمت فی جلد ۸؍

التماس ضروری

مرحوم مفتی [illegible]مر کا مضمون اصلی اسلام کی صحیح تصویر ہے اور چونکہ ہماری تنگ خیالیون اور جمود وخمود نے قریب قریب اسلام کی اصلی صورت کو مسخ کر رکھا ہی۔ اس لئے اس پر آشوب زمانہ مین جبکہ چارون طرف سے اسلام پر حملے ہو رہے مین ضرورت ہی کہ اسلام کے صحیح ارکان واصول عوام کے ذہن نشین کیے جائین بدین وجہ مفتی صاحب مرحوم کے مضمون کا ترجمہ اول تو کچھ مدت تک مین نے ضیاء الاسلام جلد ۴ کے کچھ نمبرون کے ساتھ ساتھ شایع کیا مگر چونکہ رسالہ مین کسی طویل مضمون کا اندراج بسا اوقات ناظرین کی الجھن کا باعث ہوتا ہی اسلئے پھر اس ترجمہ کو رسالہ مین شایع کرنا ملتوی کر دیا۔ لیکن چونکہ ایک نہایت پاکیزہ مضمون کا اردو دان پبلک کے سامنے پیش کرنا ہی مجھے مقصود تھا اس لئے بعض ضروری حواشی کے اضافہ کے ساتھ اس ترجمہ کو بصورت رسالہ چھاپکر شایع کیا گیا اور جس کی مسلم پبلک کی جانب سے کافی قدر دانی کی گئی۔ اب اڈیشن اول کے ختم ہونے پر دوبارہ طبع کرا کر شائقین کی خدمت مین پیش کیا جاتا ہے۔

الملتمس

ابو الافضال محمد فضل حسین بسمل

اڈیٹر ضیاء الاسلام مرادآباد

عیسائیت اور اسلام

مصر کے نامور رفارمر شیخ محمد عبدہ مرحوم کا محاکمہ

مصر سے ایک ماہوار رسالہ "الجامعہ" کے نام سے نکلتا ہے۔ اس رسالہ کا اڈیٹر عیسائی ہی۔ شیخ محمد عبدہ مرحوم کے زمانہ مین اس رسالہ مین اڈیٹر مذکور نے ایک مضمون اس بحث پر لکھا تھا کہ علم فلسفہ کیساتھ مذہب اسلام زیادہ رواداری سے پیش آتا ہی یا مذہب مسیحی۔ اور فیصلہ یہ کیا تھا کہ بہ نسبت مذہب اسلام کے مذہب مسیحی مین رواداری بہت زیادہ ہی اڈیٹر نے اسکی دلیل یہ دی تھی کہ فرانس کے ملحدون۔ والٹر۔ روسو۔ دیدرو۔ وغیرہ نے جو خیالات و مقالات شایع کئے تھے وہ قطعاً مذہب عیسوی کے برخلاف تھے۔ مگر ان کو کوئی تکلیف نہین دی گئی اور نہ اونپر کوئی سختی کی گئی۔ برخلاف اس کے ابن رشد نے جو اندلس کا مشہور مسلمان فلسفی تھا صرف ارسطو کے اقوال کی تشریح کی تھی اور خود اسکے عقیدہ

مین کوئی خلل نہین آیا تہا تاہم مسلمانون نے ابن رشد کی توہین کی اور
اوسکے مُنہ پر تھوکا۔ پھر اڈیٹر مذکور نے لکھا تہا کہ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ
عیسائیون نے ان لوگون کو جن کے عقیدے مین خلل تہا۔ زندہ آگ مین جلایا ہی
اور مذہب اسلام نے ایسا کبہی نہین کیا۔ تو اس کے جواب مین اون لڑائیون کی
حالات مسلمانون کی تاریخون مین پڑہنے چاہئین۔ جو مسلمانون کی قومون کی
درمیان مذہبی اختلاف کے سبب سے ظہور مین آئین۔ آخر مین لکہا تہا کہ ملکی
اور مذہبی حکومت کو مذہب عیسوی نے بالکل جُدا جدا مانا ہی اور صاف طور سے
کہدیا ہی کہ قیصر کا حصہ قیصر کو دو اور خدا کا حصہ خدا کو۔ برخلاف اسکے مذہب
اسلام مین ملکی اور مذہبی حکومت ملی جلی ہوتی ہی اور جو شخص ملکی حکمران ہوتا ہی
وہی مذہبی طور پر خلیفہ بہی ہوتا ہی پہلے اصول کا یہ اثر ہوا کہ علم نے یورپ کے
عیسائی ملکون مین ترقی کی اور دوسرے اصول کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلامی ملکون
مین علم فلسفہ کو کوئی غلبہ حاصل نہین ہوا۔

اڈیٹر "الجامعہ" کی اس نکتہ چینی کا جواب شیخ محمد عبدہ مرحوم نے نہایت
دلچسپ دیا ہی اور نہایت روشن خیالی اور وسیع النظری سے مذہب اسلام
اور مذہب مسیحی کے درمیان محاکمہ کیا ہی۔ چونکہ یہ مضمون اس قابل ہی کہ آجکل کے
تعلیم یافتہ نوجوانون کی نظر سے گذرے اس لئے ہم شیخ محمد عبدہ مرحوم کے
دلچسپ مضمون کا اقتباس اپنی زبان مین کرتے ہین اور امید کرتے ہین کہ یہ
مضمون نہایت دلچسپی سے پڑہا جائیگا۔

شیخ محمد عبدہ مرحوم نے اول اڈیٹر "الجامعہ" کی نکتہ چینی کا جواب اجمالی طور پر
دیا ہی اور وہ یہ ہی کہ اگر انجیل نے مذہبی اور ملکی حکومت کو یہ کہکر جدا کیا ہی کہ قیصر کا
حصہ قیصر کو دو اور خدا کا حصہ خدا کو۔ تو قران مجید نے اس سے بہی زیادہ صفائی
اور وضاحت سے ان دونون حکومتون کو علیحدہ کر دیا ہی ایک جگہ قرآن مجید مین
ہے کہ دین مین کوئی جبر نہین ہی۔ دوسری جگہ فرمایا ہی کہ جو شخص چاہی۔ ایمان

لائے۔ اور جو شخص چاہے انکار کرے۔ مین اڈیٹر "الجامعہ" سے پوچھتا ہون
کہ اہل علم پر اسلامی ملکون مین جبر کہان ہی؟ مصر مین جو اسلامی ملک ہی
اڈیٹر صاحب "الجامعہ" موجود ہین اور وہ مذہب اسلام کے برخلاف علمی
طور پر نکتہ چینی کر رہی ہین کیا اونپر یا اور ایسے ہی لوگون پہ یہان کوئی سختی
کیجاتی ہے؟ رہا مذہب عیسوی اور اہل علم کے ساتھ اوسکا برتاؤ اسکا حال
اسپین کے در و دیوار سے پوچھنا چاہئے جو مظلومون کے خون سے رنگین ہوچکی
ہین۔ ایک اور بات پر اڈیٹر صاحب کو غور کرنا چاہئے اور وہ یہ ہی کہ ہزارون
مسلمان لڑکے عیسائیون کے مشنری مدرسون مین بے تکلف تعلیم پاتے ہین
مگر کیا کوئی عیسائی طالب علم ایسا بتایا جا سکتا ہی۔ جو کسی اسلامی مذہبی مدرسے
مین تعلیم پاتا ہو۔ حالانکہ مسلمانون کے مذہبی مدرسون مین غیر مذہب والونکو
داخل کرنیکی کوئی ممانعت نہین ہی مصر کے سرکاری مدارس مین البتہ عیسائی طلبار
تعلیم پاتے ہین مگر وہ جانتے ہین کہ ان مدارس کی تعلیم کی بنا مذہب پر نہین ہے
کیا کبھی سنا گیا ہی کہ کسی مسلمان پر اس لیے جبر و ستم کیا گیا ہو۔ کہ اوس نے اپنے
بچے کو عیسائی مشنری مدرسے مین تعلیم پانے کے لئے بھیجا ہے؟ کیا علم کیساتھ
مذہب اسلام کی رواداری کے ثبوت مین اس سے بڑھکر کوئی اور دلیل درکار
ہے ممالک عثمانیہ مین دو گروہ ایسے موجود ہین جنکی مردم شماری ہزارون کی
ہے اور جو اپنی تئین مسلمان کہتے ہین۔ مگر اونکا کوئی عقیدہ مذہب اسلام کے
مطابق نہین ہی۔ یہان تک کہ وہ توحید کے بھی قایل نہین ہین اور اسلامی
فرایض کو نہین مانتے۔ فقہائے اسلام نے ان کو مرتد اور زندیق قرار دیا ہی
اور اونکا ذبیحہ مسلمانون کے لئے ناجائز بتایا ہی۔ اور مسلمان عورتون کیساتھ
انکی شادی کی بھی ممانعت کی ہی اور بعض علمار نے تو یہان تک فتوی دیا ہی
کہ اون کی توبہ قبول نہین ہوسکتی باوجود ان تمام امور کے وہ مسلمانون کے
زیر حمایت نہایت آزادی اور آسایش سے زندگی بسر کرتے ہین اور اسپر

(۹۰۰) برس کے قریب گذر چکے ہین جس زمانے مین سلطنت عثمانیہ عروج پر تہی اور شہنشاہ فرانس اس سلطنت سے مدد کا طلبگار ہوتا تہا اور ترکون کی فوج دریا موج وائنا (دارالسلطنت آسٹریا) کی دیوارون پر گولہ باری کر رہی تہی اوس زمانہ مین ان دونون گروہون کے لوگ ترکون کے دائرہ حکومت مین داخل ہوئے تہے۔ مسلمان صریح طور پر دیکہتے تہے کہ اون کے عقائد اسلامی عقاید کے برخلاف ہین اور اون کے مذہبی اعمال مسلمانون کے مذہبی اعمال سے جدا ہین۔ مگر باوجود قدرت اور طاقت کے مسلمانون نے کبہی اون کو نہین ستایا۔ آج ہی وہ اوسی طرح آسایش اور آزادی سے زندگی بسر کرتے ہین اور مسلمانون مین سے بہت سے لوگون کے ساتہہ اونکا دوستانہ اتحاد ہی کیا عیسائیون کی جانب سے رواداری کی مثال اس سے بڑہکر پیش کیجاسکتی ہی

اس ابتدائی جواب کے بعد شیخ مرحوم نے تفصیلی جواب دینا شروع کیا ہی وہ لکہتے ہین کہ چار امور تنقیح طلب ہین (اول) یہ کہ اڈیٹر "الجامعہ" نے لکہا ہی کہ مسلمانون نے اپنے مذہب کے اہل علم کے ساتہہ رواداری کی ہی۔ مگر غیر مذہب والے اہل علم کے ساتہہ وہ رواداری سے پیش نہین آئے۔

دویم یہ کہ مسلمان قومون مین اختلاف عقاید کے سبب کشت وخون ہوا۔

سیوم۔ یہ کہ مذہب اسلام کی فطرت ہی اسبات سے انکار کرتی ہی کہ وہ علم کیساتہہ رواداری سے پیش آئے بلکہ برخلاف اسکے مذہب عیسوی اہل علم کے ساتہہ رواداری سے طبعاً پیش آتا ہی۔ (چہارم) یہ کہ یورپ کا موجودہ تمدن مذہب عیسوی کی رواداری کا نتیجہ ہے۔

مین سب سے پہلے دوسرے امر پر غور کرتا ہون۔ کیونکہ مجہے اسکی نسبت کچہہ زیادہ طویل مضمون لکہنے کی ضرورت نہین ہی اس نکتہ چینی کا جواب صاف ہے کہ مسلمانون کی تاریخ مین کبہی نہین سنا گیا کہ قدیم مذہب کے مسلمانون اور اشاعرہ کے درمیان کوئی کشت وخون ہوا ہو۔ حالانکہ دونون کے خیالات کے

درمیان بہت بڑا اختلاف تہا۔ اسی طرح اہل سنت اور معتزلہ کے درمیان کوئی جنگ برپا نہین ہوئی حالانکہ ان کے اصولون مین باہم مخالفت تہی۔ فلاسفہ اسلام کو بہی کبہی کوئی لڑائی اپنے سوا اور گروہون کے ساتہہ پیش نہین آئی۔ خارجیون کی لڑائیون کے حالات البتہ تاریخ مین دیکہے جاتے ہین۔ مگر ان لڑائیون کی وجہ عقاید اور مذہب کا اختلاف نہین تہا۔ بلکہ اون کی بنیاد محض پولیٹکل اختلاف پر تہی۔ خارجیون نے خلفاء کے ساتہہ اسلئے جنگ نہین کی کہ وہ کسی خاص مذہبی عقیدہ کی اشاعت کے درپے تہے بلکہ اسلئے کہ وہ حکومت کی شکل کو بدل ڈالنا چاہتے تہے۔ امویون اور ہاشمیون کے درمیان بہی جو معرکے پیش آئے وہ بہی مذہبی اختلاف کی بنیاد پر نہ تہے۔ بلکہ ان کی بنیاد بہی پولیٹکل اختلافات پر تہی اخیر زمانون مین البتہ ایرانیون اور عثمانیون کے درمیان اور وہابیون اور عثمانیون کے درمیان ایسی لڑائیان پیش آئی ہین کہ اونکی بنیاد بظاہر مذہبی عقاید کے اختلاف پر معلوم ہوتی ہی مگر جو شخص ان لڑائیون کے حالات کو غور سے مطالعہ کریگا اور اون کے اسباب کا سراغ لگائے گا اوسکو معلوم ہوجائیگا کہ وہ بہی پولیٹکل لڑائیان تہین مذہبی لڑائیان نہین تہین۔ سب سے بڑی دلیل اسکی یہ ہی کہ آج ایرانیون اور عثمانیون کے درمیان اتحاد ہی۔ حالانکہ دونون قومین اپنے عقیدون پر قایم ہین اور ابن رشید امیر وہابیین اور سلطان کے درمیان بہی اتحاد ہی۔ حالانکہ اون کے عقیدون مین بہی کوئی تبدیلی نہین ہوئی۔

رہی اندرونی لڑائیان۔ جنہون نے سلطنت عباسیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا اونکا باعث حکام کا لالچی ہونا اور اپنے سوا کسی اور کو بادشاہ کا مقرب نہونے دینا اور اپنی ذاتی امنگون اور خواہشون کا پورا کرنا تہا۔ مذہب کا نقش اونکے دلون مین دہندلا گیا تہا۔ اور دنیوی جاہ و ثروت کی محبت بہڑک اوٹہی تہی اختلاف مذہب ان لڑائیون کا ہی سبب نہین تہا۔ اگر مجہے طوالت کا اندیشہ نہوتا تو مین اون لڑائیون کا حال تفصیل سے دکہا سکتا تہا۔ جو پروٹسٹنٹ

اور رومن کیتھولک عیسائیون کے درمیان برپا ہوئی ہین اور جنہین اونہون نے ایک دوسرے کا خون بے تکلف بہایا ہی اور اون کو ذرا رحم نہین آیا۔

اب مین اول نکتہ چینی کی طرف رجوع کرتا ہون اور ثابت کرتا ہون کہ مسلمانون نے اپنے مذہب کے اہل علم اور غیر مذہب کے اہل علم سے یکسان طور پر رواداری کا سلوک کیا ہے۔

امریکہ کا نامور مورخ ڈراپر لکھتا ہی کہ خلفاء کے دور حکومت مین مسلمانون نے نسطوری عیسائی علماء اور یہودی علماء کے ساتھ تعظیم وتکریم ہی کا برتاؤ نہین کیا بلکہ اونہون نے سلطنت کے بڑے بڑے کام اون کی سپرد کیئے اور بڑی بڑی عہدہ وغیرہ اون کو ممتاز کیا۔ یہان تک کہ ہارون رشید نے یوحنا بن ماسویہ کو تمام مدارس کا افسر مقرر کر دیا تہا۔ ایک اور مقام پر بہی نامور مورخ لکھتا ہی کہ مدارس کا انتظام نہایت آزادی اور فیاضی کے ساتھ کبہی نسطوری عیسائیون کی سپرد کیا جاتا تہا اور کبہی یہودیون کے یہ نہین دیکہا جاتا تہا کہ علماء جن کی سپردگی مین اتنا بڑا انتظام دیا جاتا ہی کس شہر کے باشندے ہین یا کس مذہب کے ماننے والے ہین۔ مامون کا قول تہا کہ اہل علم خدا کے برگزیدہ بندے ہین۔ جنہون نے اپنی توجہ تزکیہ روحانی کی طرف مائل کی ہی اور اپنی نفسون کو تمام کثافتون سے پاک وصاف کیا ہی وہ دنیا کے نور ہین۔ اگر وہ نہوتے تو دنیا جہالت اور وحشت کے اندہیرے مین ٹکراتی پہرتی۔ ایک اور مقام پر یہی مصنف لکھتا ہی کہ عربون نے یہودی طبیبون اور عیسائی معلمون کی فوج تیار کرکے علم اور فلسفہ کے ملک کو اوس سے بہی زیادہ تیزی سے فتح کیا جس تیزی سے کہ وہ رومی سلطنت کی آخری حدود پر پہونچ گئے تہے خلفاء اور سلاطین نے جو مدرسے اور رسدگاہین اور کتب خانے اور شفاخانے قایم کیئے۔ اونکی تفصیل کی اس موقع پر زیادہ ضرورت نہین ہی مگر مین اون غیر مذہب کے علماء اور حکماء کا ذکر کرتا ہون جو اسلامی سلطنت کے زمانے مین معزز وممتاز تہے۔

اون مین سے ایک شخص جرجیس بن بختیشوع تہا۔ جو منصور کا طبیب تہا منصور بخیل مشہور ہے۔ مگر وقتاً فوقتاً جو انعامات اوس نے طبیب مذکور کو عطا کیئے اوس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ اوسکی کسقدر عزت کرتا تہا۔ مرنے کیوقت طبیب مذکور نے وصیت کی تہی کہ وہ اپنی وطن جندی ساپور مین اپنی آبا و اجداد کے مقبرہ مین دفن کیا جائے۔ منصور نے اوسکی وصیت کو پورا کیا اسکے بعد اوسکا شاگرد عیسے بن شہلا ثا منصور کا طبیب مقرر ہوا۔ مگر اوس نے عیسائی پادریون کو اس بناء پر دہمکانا اور ڈرانا اور اون کو لوٹنا شروع کیا کہ وہ خلیفہ کا مقرب ہے۔ منصور نے جب یہ واقعہ سنا تو اوسکو اپنی پاس سے علیحدہ کر دیا۔

منصور کے دربار مین نوبخت اور اوسکا بیٹا ابو سہل دو نون بہت معزز و ممتاز تہے یہ نجومی تہے اور ایران کے باشندے تہے اور انکا مذہب آتش پرستی تہا خلیفہ مہدی کے مقربون مین تیوفیل بن توما نامی عیسائی منجم تہا جس نے تاریخ مین نہایت عمدہ کتابین لکہی ہین اور جس نے ہومر کے اشعار کا ترجمہ سریانی زبان مین نہایت فصاحت سے کیا ہے۔

ہارون رشید کے دربار مین عیسائی حکما مین سے بختیشوع طبیب اور اوسکا بیٹا جبرئیل اور یوحنا* کو قدیم طبی اور علمی کتابون کے ترجمے پر مقرر کیا تہا۔ خلیفہ متوکل کے زمانہ تک وہ اسی کام کو انجام دیتا رہا اس کے مکان مین ایک مجلس علمی مناظرہ کی منعقد ہوا کرتی تہی۔

مامون کے زمانہ مین یوحنا بطریق طب اور فلسفہ کی کتابون کے ترجمہ پر مامور تہا۔ سہل بن سابور اور سابور بن سہل بہی جو عیسائی مذہب رکہتے تہے اس خلیفہ کے دربار کے معزز ارکان مین شمار ہوتے تہے سابور ابن سہل جندی ساپور کے شفاخانے کا افسر اعلی مقرر کیا گیا تہا۔

سلمویہ بن بنان معتصم کا عیسائی طبیب تہا جب اوسکا انتقال ہوا تو معتصم نے حد سے زیادہ گریہ و زاری کی اور حکم دیا کہ اوسکا جنازہ عیسائی طریقے کے

* یوحنا ابن ماسویہ [illegible]

موافق تعظیم و تکریم سے دفن کیا جائے۔

بختیشوع بن جبرئیل خلیفہ متوکل کے مقربون مین تہا اور اوسکے درمیان اکثر ظرافت کی بے تکلفانہ باتین ہوا کرتی تہین۔ اس خلیفہ کے زمانے مین حنین بن اسحاق۔ بے ہوشی ... ذہب رکہتا تہا۔ بہت شہرت پائی۔ اوس نے ارسطو کی کتابون کا ترجمہ کیا۔ متوکل نے اوسکو بہت وسیع جاگیر عطا کی تہی۔ مامون کے زمانے مین وہ نوجوان تہا اور اوسکو ترجمے کا کام دیا گیا تہا۔ اوسکو ترجمہ شدہ کتابون کی برابر سونا انعام مین ملتا تہا۔ اوس کے اور طیفوری کے درمیان جو ایک اور عیسائی عالم تہا۔ رشک و حسد کا تعلق تہا۔ طیفوری خلفاء کے دربار مین بہت معزز خیال کیا جاتا تہا۔ اس نے عیسائی پادریون کو حنین کے برخلاف اکسا کر یہ فتویٰ جاری کرا دیا۔ کہ وہ گرجے مین نہ آنے پائے۔ حنین اس غم مین گہل گہل کر مر گیا۔

خلیفہ راضی باللہ کے عہد حکومت مین متی بن یونس منطقی بہت مشہور رہتا۔ جو نسطوری مذہب رکہتا تہا وہ تمام عقلی علوم مین مسلم مانا جاتا تہا۔ ابو نصر فارابی نے اوس سے علم حاصل کیا۔ بغداد مین متی علماء کا پیشوا خیال کیا جاتا تہا۔

قسطا بعلبکی بہی ایک عیسائی عالم تہا جو عہد خلافت اسلامیہ کے فلاسفہ مین شمار کیا جاتا ہو وہ بغداد مین علمی کتابون کے ترجمے کے لئے طلب کیا گیا تہا۔

ابو الفرج بن طیب بہی ایک نامور عیسائی عالم ہو گزرا ہی جو بغداد کے عیسائیون مین نہایت معزز سمجہا جاتا تہا۔ وہ شفا خانہ عضدی مین فن طب کا لکچر دیا کرتا تہا۔ شیخ الرئیس ابو علی سینا اور وہ دونون ہمعصر تہے۔ شیخ الرئیس نے اوسکی علمی لیاقت کی بہت تعریف کی ہے۔

خلیفہ معتضد کے زمانہ مین ثابت بن قرہ حرانی صابی مذہب کا مشہور عالم تہا جو فلسفہ مین بہت نامور تہا۔ اس نے منطق۔ طب اور ریاضیات پر بہت سی کتابین لکہی ہین۔ معتضد کے دربار مین وہ وزیرون سے بہی زیادہ

عزت رکھتا تھا اوس کے دو بیٹے ابراہیم اور سنان نامی تھے جو اپنے باپ کے نقش قدم پر چلے اور جنہون نے باپ کی طرح علم مین شہرت حاصل کی باوجود صابی المذہب ہونے کے ان تینون عالمون کی دربار خلافت اور عام مسلمانون مین بہت زیادہ عزت کی جاتی تھی۔ مسلمان شاعرون نے اونکی بہت مدح سرائی کی ہے۔

یہ مختصر سی فہرست اون لوگون کی ہے جو غیر مذہب کے تھے اور جو عہد خلافت مین عزت واحترام سے زندگی بسر کرتے تھے۔ مسلمان حکما اور علما نے جو عزت وقت اسلامی عہد حکومت مین حاصل کی اوس کا ایک شمہ سی بیان کرتا ہون

یعقوب کندی ایک مسلمان فلسفی تھا جو طب۔ فلسفہ۔ ہیئت۔ حساب۔ موسیقی وغیرہ علوم مین کامل مہارت رکھتا تھا۔ اوس نے بہت سی فلسفی کتابونکا ترجمہ کیا اور اونکی توضیح کی۔ مامون اور معتصم کے زمانے مین وہ دربار خلافت مین نہایت عزت واحترام کا پایہ رکھتا تھا۔ محمد۔ احمد اور حسن جو بنی موسی بن شاکر کے نام سے مشہور ہین۔ ریاضیات مین بڑے ماہر تھے۔ انہون نے کرۂ زمین کے قطر اور محیط کی پیمایش کی۔ خلفا اور امرا انکی بہت عزت کرتے تھے۔ ابن سینا جو مشہور طبیب اور فلسفی تھا اوس نے شمس الدولہ ابن حمدان کے دربار مین وزارت حاصل کی۔ فارابی کا جو ادب سیف الدولہ ابن حمدان کے دربار مین کیا جاتا تھا۔ وہ بھی تاریخ کے مطالع کرنے والون سے پوشیدہ نہین ہے۔

ابوالعلار معری ایک ایسا شخص تھا جو بہت آزادی سے مسلمانون کے مذہب پر طعنہ زنی کرتا تھا۔ اور اوس نے جو کچھہ کہا اور لکھا ہے وہ والٹر اور روسو سے بہت زیادہ دلخراش ہے۔ تاہم اوس کے علم وفضل کو لوگ ہمیشہ عزت کی نظر سے دیکھتے تھے اور وہ باوجود ان باتون کے قتل نہین کیا گیا۔ اوسنے اپنے بستر پر جان دی ہے۔ اور اس کا مزار آجتنک زیارتگاہ خاص و عام ہے۔ ان واقعات سے صاف ثابت ہے کہ اسلام نے امیر اور غریب سب کی

برابر عزت کی ہی - اور غیر مذہب کے اور اپنی مذہب کے علماء اور حکماء کے ساتھ وہ یکسان رواداری سے پیش آتا رہا ہی - اب مجھی تیسرے امر پر غور کرنا ہی کہ مذہب عیسوی اور مذہب اسلام دونون کی فطرت کس قسم کی ہے - اور دونون کی طبیعت کا اقتضا کیا ہی -

مذہب عیسوی کا سب سے بڑا اصول، جسپر اسکی بنیاد ہی، معجزات کو تسلیم کرنا ہی تمام انجیلون مین حضرت مسیح کی سچائی کی دلیل اون معجزات کو قرار دیا ہی جو اون سے ظہور مین آئے ہین - زمانہ سابق کے تمام مسیحی معجزات کو مانتی تھی - معجزات کا اون قوانین قدرت کے برخلاف ہونا صاف ظاہر ہے جنپر زمانۂ حال کو سائنس کی بنیاد ہی - اس لحاظ سے جو شخص معجزات کو تسلیم کرتا ہی اوس کے نزدیک تمام قوانین قدرت باطل ہین -

انجیل مین یہان تک لکھا ہی کہ جس شخص کے دل مین رائی کے دانے کی برابر ایمان ہو وہ بہی معجزات دکھانے پر قادر ہو سکتا ہی - چنانچہ انجیل متی کے سترہوین باب مین ہی مین تم سے سچ کہتا ہون کہ اگر تمہارے دلون مین رائی کے دانے کی برابر بھی ایمان ہی اور تم اس پہاڑ سے (سامنے ایک پہاڑ کی طرف اشارہ کر کے حضرت مسیح نے کہا) کہو کہ اپنی جگہ سے ٹل جا تو وہ اپنی جگہ سے ٹل جائیگا - اور کوئی چیز تمہارے نزدیک ناممکن اور محال نہین رہیگی - انجیل مرقس کو گیارہوین باب مین ہی مین تم سے سچ کہتا ہون کہ اگر کوئی شخص اس پہاڑ سے کہے کہ اپنی جگہ سے اوٹھ کھڑا ہو اور سمندر مین جا گر اور اس کے دل مین ایمان ہو تو وہی ہوگا جو وہ کہتا ہے -

یہ ظاہر ہے کہ دنیا مین . . . . . جو قوانین قدرت جاری ہین ان - بحث کرنا اور واقعات کے اسباب کا سراغ لگانا اس اصول کے بالکل برخلاف ہے اور جبکہ تمام علوم طبعی مین اسی بحث ہے تو سمجھنا چاہئے کہ مذہب عیسوی سائنس کا دشمن ہی -

دوسرا اصول مذہب عیسوی کا یہ ہی کہ اس نے مذہبی علمار کو عام لوگون پر اختیار مطلق دیا ہی انجیل متی میں لکھی کہ مین تم کو آسمانی طاقتون کی کنجیان سپرد کرتا ہون تم جس چیز کو زمین پر کھولوگے وہ آسمان پر بہی کھولی جائیگی اور جس چیز کو زمین پر بند کردوگے وہ آسمان پر بہی بند کیجائے گی۔

اس اصول کی بنیاد پہ اگر کوئی پادری کسی شخص کی نسبت یہ فتویٰ دے کہ وہ عیسائی نہین ہی تو یہ بات تسلیم کیجائیگی اس اصول کی رو سے کوئی عیسائی اپنے اعتقادات مین آزاد نہین ہی۔ ہر عیسائی کا ایمان پادری کی زبان کیساتہہ وابستہ ہی اگرچہ آجکل بعض روشن خیال عیسائی اس اصول مین تامل کرتے ہین مگر یہ وہ اصول ہی جسپر پٹ. رہ صدیون تک عمل ہوتا رہا ہے۔

تیسرا اصول مذہب عیسوی کا دنیا سے بیزار ہونا اور آخرت پر قانع ہونا ہے انجیلون مین اور رسولون کی اعمال کی کتاب مین یہ اصول واضع طور پر پایا جاتا ہے انجیل متی کے چھٹے دسوین اور انیسوین باب مین ہی کہ تم خدا کی تلاش اور دنیا کی دولت کی تلاش ایک ساتہہ نہین کرسکتے تم ہرگز یہ نہ کرو کہ کل کو کیا کہاؤگے۔ کل کی فکر مت کرو کل کا دن اپنی فکر آپ کرے گا۔ خدا کی آسمانی بادشاہت مین دولتمند آدمی داخل نہین ہوسکتا۔ سوئی کے ناکے مین سے اونٹ کا نکلجانا آسان ہی مگر یہ بات آسان نہین ہی کہ کوئی دولتمند آدمی آسمانی بادشاہت مین داخل ہو تم سونے اور چاندی کے جمع کرنے کی فکر نہ کرو نہ رستے کے لئے توشے کی فکر کرو نہ کپڑے اور جوتے اور ہاتہہ کی لکڑی کی فکر کرو۔

انجیل متی مین شادی کرنے کی بہی ممانعت کی گئی ہی اور رہبانیت اور ترک دنیا کی ترغیب دی گئی ہی جب مذہب مسیحی نے اپنے مقلدون پر دنیا حرام کردی اور آسمانی بادشاہت مین داخل ہونے کا مدار ایمان پر اور ایمان کا مدار پادریون کی زبان پر رکہا ہی تو وہ کسی دنیوی علم مین کیونکر داخل ہوسکتے ہین اس صورت مین انکی تمام کوششین عبادت کے سوا اور کسی چیز پر صرف نہین ہوسکتین۔

چوتھا اصول مذہب عیسوی کا جسپر رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ اور دیگر عیسائی فرقون کا اتفاق ہی یہ ہی کہ ایمان مین عقل کو کوئی دخل نہین ہی ایمان عقل سے بالاتر ہی۔ بشپ لنسیلم کہتا ہی کہ مذہب عیسوی پر اول ایمان لانا چاہئے پھر اگر عقیدہ کو سمجھنے مین کوشش کیجائے تو کوئی مضائقہ نہین ہے۔ لیکن اگر عقیدہ کو سمجھنے مین کوشش کرنے کے وقت یہ بات سمجھہ مین آئے کہ وہ عقیدہ معقول نہین ہے تو اس کا کوئی علاج مذہب عیسوی مین اسکے سوا نہین ہی کہ ایسا شخص مذہب سے خارج کردیا جائے۔

پانچوان اصول مذہب عیسوی کا یہ ہی کہ عہد عتیق اور عہد جدید کی کتابین معاش اور معاد کی تمام باتون پر حاوی ہین۔ بشپ ٹورلین کہتا ہی کہ کتاب مقدس مین ہر علم موجود ہی خدانے وحی کے ذریعہ سے ہم کو مذہب ہی نہین بتایا ہے بلکہ اسنے وہ تمام معلومات بتائی ہین جن کا جاننا ہمارے لئے ضروری ہے کتاب مقدس اون تمام باتون پر حاوی ہی جن کو انسان اپنی کوشش اور تحقیقات سے حاصل کرسکتا ہی اس اصول کی رو سے وہ تمام قصے کہانیان جو بائبل مین موجود ہین اور وہ تمام باتین جو آسمان اور زمین کے متعلق اس مین بیان کی گئی ہین علم انسانی کا مکمل مجموعہ ہین اور ان مین سے کوئی کہانی۔ یا کوئی بات کیسی ہی عقل یا مشاہدہ کے خلاف ہو اسپر ایمان لانا ضروری ہی۔ ایک بشپ نے تو یہانتک کہدیا ہی کہ کتاب مقدس سے اگر کوئی شخص معدنیات کا علم حاصل کرنا چاہئے۔ تو مکمل صورت مین وہ اس علم کو اس کتاب سے حاصل کرسکتا ہے۔

چھٹا اصول مذہب عیسوی کا عیسائیون اور غیر عیسائیون مین تفریق پیدا کرنا ہی انجیل متی کے دسوین باب مین ہی تم ہرگز گمان مت کرو کہ مین دنیا مین سلامتی کے لئے آیا ہون نہین بلکہ مین تلوار لیکر آیا ہون مین اس لئے آیا ہون کہ باپ بیٹے مین۔ ماں بیٹی مین اور انسان اور اسکے . . . . اورون مین تفریق ڈالون انجیل مین کئی موقعہ پر تصریح کی گئی ہی کہ مسیح کی محبت مین خلل آنا اور اونکی

احکام کے ماننے سے انکار کرنا ہلاکت کا باعث ہی۔

انہی اصولون کا اثر تہا کہ زمانہ سابق کے عیسائی کائنات کے مطالعہ سے بیزار رہی اور دنیوی علوم سے نفرت کرتے رہے وہ اپنی ایمان پر قانع تہی وہ بائبل مین ہر قسم کی معلومات کو کافی خیال کرتے تہے وہ ان تمام باتون کو جو بائیبل مین ہین انسانی علم کا آخری اور انتہائی مجموعہ سمجہتے تہے ان کے نزدیک مکمل علم کتاب مقدس مین بند تہا اور کسی علم مین اپنی عقل سے کام لینے کا حکم نہین تہا۔ کتاب مقدس کو بھی اپنی عقل سے سمجہنے کی ممانعت تھی۔ پادری لوگ جو معنی کتاب مقدس کے بیان کرتے تہے وہی صحیح خیال کئے جاتے تہی۔ اگر کسی کے دل مین کوئی شک پیدا ہوتا تہا اور وہ اس کو ظاہر کرتا تہا تو اوس کا علاج یہ تہا کہ وہ زندہ جلایا جائے یا قتل کیا جائے۔ ہر قسم کی تعلیم اون کے نزدیک خانقاہون اور گرجاؤن مین منحصر تہی کسی کو اجازت نہین تہی کہ کوئی ایسی بات زبان [illegible] نکالے۔ جو کتاب مقدس [illegible] برخلاف ہو ایک شخص بلاج نامی نے کہا کہ موت آدم سے پہلی بہی تہی اور جو جانور زمین پر تہی اونپر موت طاری ہوا کرتی تہی اسلئے یہ کہنا کہ موت آدم کے گناہ کا نتیجہ ہے غلط اسپر بڑا ہنگامہ لوگون مین برپا ہوا اور اس کا انجام یہ ہوا کہ بلاج کے قتل کا حکم دیا گیا اور وہ قتل کر دیا گیا جولیس کے زمانہ مین اسکندریہ کا کتب خانہ پہونکدیا گیا پہر ایک ادنےٰ بہانہ سے تہوفیل نامی پادری نے بادشاہت سے یہ حکم حاصل کیا کہ جو کتابین جولیس قیصر کے زمانہ مین جلنے سے باقی رہ گئین تہین وہ بہی جلادی جائین تہوفیل کے بعد اس کا بہانجا سیرل پادری کے عہدے پر ممتاز ہوا یہ بڑا فصیح و بلیغ شخص تہا اوس زمانے مین ایک نوجوان عورت ہائی پیشیا نامی اسکندریہ مین تھی۔ جو ریاضیات اور طبیعیات اور فلسفہ مین ماہر تھی اہل علم اوسکے پاس اکثر جمع ہوا کرتے تہے اگرچہ یہ نوجوان عورت عیسائی نہین تھی تاہم سیرل نے لوگون کو اسکے برخلاف بہڑکایا اور وہ نہایت ذلت کے ساتہہ گھسیٹ کے گرجا مین پہونچائی گئی اور قتل کی گئی اور اس کا جسم آگ مین ڈالا گیا۔ بادشاہ وقت نے

سیرول کی اس حرکت پر اوس سے کوئی باز پرس نہین کی منکرین عقاید عیسائیت زندہ رہنے کے مستحق نہین تہے - قرار پایا تہا کہ جو شخص مذہب عیسوی کو نہین ماننا اور مسیح کا پیرو نہین ہے وہ ہلاک ہونے کے قابل ہے اور اسکو کوئی حق دنیا مین زندہ رہنے کا نہین ہے منکرین کی اولاد البتہ زندہ رکھی جاتی تھی مگر یہ اپر احسان سمجہا گیا تہا - پوپ انوسنٹ کا قول تہا کہ جو لوگ کیتہولک عقیدے کا انکار کرتے ہین اون کی اولاد زندہ رکھی جائے مگر اونکا زندہ رکھنا ان کے حق مین سراسر احسان ہے کیونکہ درحقیقت ان کو دنیا مین زندہ رہنے کا کوئی حق نہین ہے جبکہ ان کے ماں باپ ہمارے مذہب سے منکر تھے -

مذہب عیسوی کی اشاعت کے ابتدائی زمانون مین کوئی ہنگامہ علم اور مذہب مین برپا نہین ہوا - ان ایام مین عموماً مذہبی لڑائیان ہوتی رہین اور عیسائیون کی کوششین اس بات مین منحصر رہین کہ وہ غیر مذہب والون کو عیسائی بنائین مگر جب یورپ مین اسلام کا ظہور ہوا اور اسپین مین مسلمانونکی حکومت قایم ہوئی اور صلیبی لڑائیون مین مسلمانون اور عیسائیون کی درمیان تعلقات قایم ہوئے اسوقت سے البتہ عیسائیت اور علم مین مقابلہ شروع ہوا اسپین مین یورپ کے مختلف ملکون سے جو لوگ علم حاصل کرنے کے لئے آئے وہ اپنے ساتھہ ابن رشد کا فلسفہ لے گئے اس فلسفہ نے باشندگان یورپ کی عقلین روشن کردین اور وہ مذہب عیسوی کے برخلاف بعض بعض باتین بیان کرنے لگے پادری یہ حالت دیکھکر اوٹھہ کہڑے ہوئے اور انہون نے رشدیون کو یعنی ان لوگون کو ستانا شروع کیا جو ابن رشد کے پیرو تہے مثلاً ایک شخص نے قوس قزح کی نسبت یہ رائے ظاہر کی کہ وہ کوئی جنگی کمان خدا کے ہاتہہ مین نہین ہے جس سے خدا اپنے بندون سے انتقام لیتا ہے - بلکہ وہ آفتاب کی روشنی پانی کے بخارات پر پڑنے سے پیدا ہوتی ہے اسپر وہ شخص روم مین قید کردیا گیا

اور اسیحالت قید مین مرگیا۔ مرنے کے بعد پادریون نے اسکی لاش قبر مین سے نکال کے آگ مین ڈالدی اور اسکی تمام کتابین بہی پہونک دین۔

اسکے بعد ایک محکمہ تفتیش قایم کیا گیا اس نے اعلان کیا کہ ہر چہاپنے والا چہاپنے سے پہلے ہر ایک کتاب کو اس پادری کے سامنے پیش کرے جو محکمہ کی طرف سے مقرر کیا گیا ہو اگر کسی کتاب مین مذہب عیسوی کی برخلاف کوئی بات ہوگی تو کتاب کے چہاپنے کی اجازت نہین دیجاے گی اور کتاب کے لکہنے والے کو سزا دیجاے گی اور اگر کوئی بات مذہب عیسوی کے برخلاف ہو تو چہاپنے والے کو سزا ہوگی اور وہ جماعت مسیحی سے خارج کردیا جاے گا۔

یہ محکمہ اسلیئے قایم کیا گیا تہا کہ وہ اس علم اور فلسفہ کا مقابلہ کرے جو ابن رشد کے شاگردون کے ذریعے سے جنوبی فرانس اور اٹلی مین پہیلتا جاتا تہا اس نے سنہ۱۴۸۱ء و سنہ۱۴۹۹ء کے درمیان (۱۰۲۲۰) اشخاص کو زندہ جلانیکا فتوی دیا جو زندہ جلاے گئے اور ۶۸۹۰ اشخاص کو اسکے محکمے نے پہانسی دی اور (۹۷۰۲۳) اشخاص کے لیے مختلف سزائین تجویز کین سزا دینے کا قاعدہ یہ تہا کہ جن لوگون پر تہمت لگائی جاتی تہی انکو خاص قسم کے آلات کے ذریعے سے یہانتک تکلیف دیجاتی تہی کہ وہ اپنے الزام کا اقرار کر دیتے تہے اقرار کے بعد اون کی نسبت محکمہ سزا کا حکم صادر کرتا تہا سنہ۱۲۴۰ء مین لاٹرمان کے پادریون نے بالاتفاق قرار دیا کہ جو شخص ابن رشد کے فلسفہ کا مطالعہ کرے اس پر لعنت کیجاے مگر رشدائیون پر پادریون کی لعنت کا کوئی اثر نہین ہوا۔ ابن رشد کی کتابین کسی نہ کسی طرح ان لوگون کے پاس پہنچ جاتی تہین جو ابن رشد کے خیالات کے شیدا تہے۔

محکمہ تفتیش نے رفتہ رفتہ ہر جگہ سے رشدائیون کو ڈہونڈ ڈہونڈ کر نکالا اور انکو خوفناک سزائین دین پادریون کے سامنے مغفرت کے خیال تم

جو عورت اپنی گناہون کا اقرار کرتی تھی اس سے اسکے رشتہ دارون کے خیالات کا سراغ لگایا جاتا تہا اور ان کو سزائین دیجاتی تہین۔ اس زمانہ کے ایک مصنف نے لکہا ہی کہ آجکل یہ ممکن نہین کہ کوئی عیسائی اپنی بستر پر جان دے۔

جب اس محکمہ کی ابتدا ہوئی یعنی ۱۴۸۱ء سے ۱۸۰۸ء تک (۳۴۰۰۰) اشخاص کو سزائین دی گئین منجملہ اون کے (۲۰۰۰۰) آدمی زندہ جلائے گئے یا دریون کے خیال مین ابن رشد وہ شخص ہی جس نے یورپ مین علم اور آزادی کی روح پہونکی ہی۔ اس سے بہت سے یہودی علم حاصل کرتے تہے اور وہی اسکو خیالات کی اشاعت جابجا یورپ مین کرتے پہرتے تہے۔ اس سبب سے پادریون نے یہودیون اور مسلمانون کو ایک ساتہ سزا دینے پر کمر باندہی۔

۳۰ مارچ ۱۴۹۲ء مین اعلان کیا گیا کہ جو یہودی عیسائی ہونا قبول نکرین وہ جولائی سے پہلے اسپین کو چہوڑ دین۔ اگر اون مین سے کوئی پہر اس ملک مین آئے تو فوراً قتل کر دیا جائے اونکو اجازت دی گئی کہ وہ اپنی تمام جائدادین فروخت کر دین مگر قیمت مین سونا چاندی نہ لین بلکہ محض حوالہ جات پر قیمت ادا کیجائے۔ چونکہ تین مہینے کے بعد یہودیون کی تمام جائیدادین بلا قیمت عیسائیون کو ملنی والی تہین اسلئے کسی شخص نے اونکی جائیدادین خرید نہین لیکن یہودی چپ چاپ صرف اپنی جانین لیکر اسپین سے نکل گئے مگر اونمین سے بہت سے بہوک اور رستے کی سختی سے ہلاک ہوگئے۔

فروری ۱۵۰۲ء مین اشبیلیہ اور اوس کے نواح سے مسلمانون کے نکالنے کا حکم صادر ہوا۔ اعلان کیا گیا کہ جو مسلمان عیسائی نہو وہ اپریل سے پہلے اس ملک کو چہوڑ دے مسلمانون کے لئے علاوہ اون قیود کے جو یہودیون کے لئے جاری کی گئی تہین ایک قید یہ بہی لگائی گئی کہ وہ ایسے رستون پر نہ چلین جنسے کہ وہ مسلمانون کے ملکون کو پہنچ سکتے ہین اور جو مسلمان اس حکم کی خلاف ورزی کرے گا وہ قتل کیا جائے گا۔ انجام یہ ہوا کہ تمام مظلوم

مسلمان ہلاک ہوگئے۔

برونو ایک نامور عیسائی فاضل تہا جو صوفیون کے مذہب وحدت الوجود کا قایل تہا وہ سنہ ۱۶۰۰ء مین محض اسی قصور پر زندہ جلایا گیا۔

کرویت زمین کا مسئلہ بنی عباس کی خلافت کی ابتدا مین مسلمانون نے قبول کیا تہا اور اوس سے کوئی شورش اون مین پیدا نہین ہوئی تہی مگر عیسائی دنیا مین یہ بحث چہیڑی گئی تو ایک قیامت برپا ہوگئی۔

کولمبس نے جب نئی دنیا معلوم کرنے کا قصد کیا تو تمام پادری اوس کی مخالف ہوگئے۔ کولمبس کا قول ہی کہ ابن رشد کی کتابون نے مجھے اس ارادہ پر اکسایا تہا غالباً یہی وجہ اوس سے پادریون کے مخالف ہونے کی تہی۔

نامور حکیم گلیلیو کو پادریون نے اس لئے سزا دی کہ اوس نے علم ہیئت مین جو نئی باتین معلوم کی تہین وہ اون کے نزدیک مذہب عیسائی کے برخلاف تہین چیچک کا ٹیکا جنر کون نے ایجاد کیا تہا سنہ ۱۷۲۱ء مین اس علاج کو میری مونٹ یاگو نے یورپ مین رواج دینا چاہا۔ پادریون نے پوری قوت سے اوسکی مخالفت کی۔ امریکہ مین سن کرنے کی ایک دوا ایجاد کی گئی تہی جو درد زہ کے وقت عورتون کو استعمال کرائی جاتی تہی۔ جب یورپ مین اول اول یہ دوا آئی تو پادریون نے ایک ہنگامہ برپا کیا کہ کتاب پیدایش مین بیان کیا گیا ہی کہ ولادت کیوقت عورتون کو جو تکلیف ہوتی ہے وہ اون کے لئے بطور سزا کے ہی اور خدا نے اون پر لعنت کی ہی۔ پادریون نے اس بنا پر کہا کہ اس دوا کے استعمال کرنے والی عورتون کو اوس سزا اور لعنت سے بچانا چاہتے ہین جو خدا نے اون کے لئے مقدر کی ہی اسلئے اس کا استعمال ناجائز ہے۔

سنہ ۱۸۶۴ء مین پوپ نے ایک اعلان اس مضمون کا جاری کیا کہ جو لوگ دینی حکومت کو دنیوی حکومت کے تابع رکہنا چاہتے ہین یا برخلاف

پادریوں کی تفسیروں کے اپنی رائے سے کتاب مقدس کی تفسیر کرنے کو جائز سمجھتے ہیں یا خیال کرتے ہیں کہ ہر شخص عقیدے اور مذہب کے لحاظ سے خود مختار اور آزاد ہے اون پر خدا کی لعنت ہی ۱۸۶۵ء میں پوپ نے اس مطلب کا فرمان جاری کیا کہ ایمانداروں کو اپنی جان و مال چرچ پر فدا کرنا چاہئے اور اپنی ذاتی رایوں اور ذاتی خیالات سے توبہ کرنی چاہیئے اور سب کو رومن کیتھولک عقاید کی پیروی کرنی چاہیے۔

۱۸۷۱ء میں جرمنی اور اٹلی کے درمیان جرمن یونیورسٹی کے ایک پروفیسر کے معزول کرنے پر جھگڑا شروع ہوا جس نے کیتھولک مذہب کے برخلاف کوئی رائے ظاہر کی تھی۔ پوپ نے جرمنی سے پروفیسر مذکور کے موقوف کرنے کا مطالبہ کیا۔ مگر پرنس بسمارک نے منظور نہیں کیا۔ اور صیغہ تعلیم کو پادریوں کے قبضہ اقتدار سے نکال لیا۔

سیکڑوں علمی انجمنیں یورپ میں محض اس جرم پر بند کی گئیں کہ وہ بغیر پادریوں کے مشورہ کے اپنا کام انجام دیتی ہیں۔ کارڈنل اکسیلنس نے غرناطہ میں آٹھ ہزار علمی کتابوں کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ جو مسلمانوں کی یادگار تھیں اور جن سے اوس زمانہ کے علمائے یورپ مستفید ہوتے تھے۔

اگر کہا جائے کہ علم کی یہ مخالفت رومن کیتھولک عیسائیوں کی طرف سے ہوئی ہے۔ پروٹسٹنٹ عیسائیوں نے ایسا نہیں کیا تو اس کا کیا جواب ہے کہ لوتھر جو اس فرقہ کا بانی ہی نہایت سختی سے لوگوں کو فلسفہ ارسطو کے مطالعے سے روکتا تھا۔ اور ارسطو کو سور ناپاک اور جھوٹا کہا کرتا تھا۔ کالون لوتھر سے کم بدزبان تھا۔ مگر ارسطو کی نسبت اس کا گمان بھی نیک نہیں تھا اور نہ وہ ارسطو کا فلسفہ پڑھنے والوں کے ساتھ رواداری سے پیش آتا تھا برخلاف اس کے مسلمانوں نے ارسطو کو معلم اول کا خطاب دیا تھا۔ ناظرین صرف اس امر سے دونوں قوموں کی نسبت فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اون سے کونسی قوم علم و فلسفہ کے ساتھ عزت

وحرمت سے پیش آتی رہی ہی۔ پروٹسٹنٹ عیسائیون نے بلاشبہ ہر شخص کو کتاب مقدس کے سمجھنے اور اوسکی آیتون کے معنی لگانے کی آزادی دی ہے۔ اونہون نے گناہون کی معافی کی تجارت بھی مسدود کر دی ہی جو اٹلی مین جاری تھی حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم کی تصویرون کی پرستش کو بھی وہ برا سمجھتے ہین مگر اون کے اس عقیدے مین مطلق فرق نہین آیا کہ کتاب مقدس ہر قسم کے علم کا سرچشمہ ہی اور جو بات اوس کے برخلاف ہو اوس پر نظر ڈالنی جائز ہی۔ غرضکہ اون چھہ اصولی باتون مین پروٹسٹنٹ عیسائیون نے کوئی تبدیلی نہین کی جو پہلے بیان کی جاچکی ہین دینی حکومت مین یا دینی کی افراط کو البتہ اونہون نے کسیقدر روک دیا ہی لیکن اس سے مذہب عیسوی کی اوس اصلی فطرت مین جسکو ہمنے بیان کیا ہی کوئی تغیر نہین ہوا۔ علم و عقل کے حامیون کے لیے دونون گروہون کے نزدیک قتل کی سزا بدستور مسلم ہی۔

عیسائی بیشک اس بات پر فخر کرتے ہین کہ مذہب عیسوی نے دینی اور دنیوی حکومت کو جدا کر دیا ہی مگر اس سے کوئی فائدہ نہین ہو سکتا۔ جب دنیوی حکمران کا مذہب علم کے مخالف ہو تو اوس کے مقابلہ مین کیا چیز علم کیلئے موجب حفاظت ہو سکتی ہی۔ اگر بادشاہ ملکی معاملات مین اپنے عقیدے کے مطابق کام کرے تو کون اوسکو روک سکتا ہی تاریخ مین اوسکی بہت سی مثالین موجود ہین کہ یورپ کے بہت سے بادشاہون نے ملکی مقاصد کو اپنے مذہبی عقیدے پر قربان کر دیا۔ اس کے علاوہ دونون قسم کی حکومتون کی درمیان جھگڑا پیدا ہونے کا احتمال ہر وقت رہتا ہی چنانچہ اسکی مثالین بھی تاریخ مین کثرت سے پائی جاتی ہین۔ دینی اور دنیوی حکومت کے جدا جدا کرنے سے اوسوقت البتہ فائدہ ہو سکتا ہی کہ روحین جسمون سے جدا ہون اور روحون پر پادری اور جسمون پر بادشاہ حکمران ہون مگر یہ ناممکن ہی اس لئے کوئی فائدہ دونون حکومتون کے علیحدہ کرنے سے نہین ہو سکتا۔

یہان تک مین نے مذہب عیسوی کی فطرت کا ذکر کیا ہی اور اوس کی طبیعت کی تصویر کھینچی ہی۔ اب مین بیان کرنا چاہتا ہون کہ مذہب اسلام کی فطرت کیا ہی اور اوسکی طبیعت کا اقتضا کیا ہی۔ اس بیان کے بعد ناظرین صاف طور پر اس نتیجہ کو معلوم کر لینگے آیا مذہب عیسوی علم اور فلسفہ کے ساتھہ زیادہ رواداری سے پیش آتا ہی یا مذہب اسلام۔ مگر ہر ایک بیان کو ٹھنڈے دل سے سننے اور اوسپر تحمل سے تامل کرنے کی ضرورت ہی۔

شیخ محمد عبدہ مرحوم نے [illegible] سمائی مذہب کے اصول اور اوسکی حقیقت اور فطرت ہیان کرنے کے بعد مذہب اسلام کی اصلی تصویر اس مقام سے کھینچنی شروع کی ہی چونکہ یہ بیان نہایت اہم اور دلچسپ ہی اور نوجوان تعلیم یافتہ مسلمانون کے پڑھنے کے لایق ہی۔ اسلئے ہم اس بیان کی دو ز یر سرخیان اور "پہلو سرخیان" بہی توجہ قایم رکھنے کے لئے درج کرنا چاہتے ہین ہم کو امید ہی شیخ مرحوم کا یہ بیان نہایت توجہ اور دلچسپی سے پڑھا جائیگا۔

پہلے اصول کی تمہید مذہب اسلام نے حقیقت مین دو باتون کی دعوت کی ہی ایک تو خدا کے ہونے اور ایک ہونے پر یقین کرنا۔ دوسرے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رسول ہونیکی تصدیق کرنا۔ پہلی بات پر بلا دلیل یقین کر لینے کے لئے مذہب اسلام نے کسی شخص کو حکماً مجبور نہین کیا ہی بلکہ اوس نے انسانون کو ہدایت کی ہی کہ وہ کائنات کا مطالعہ کرین اور اوس مین جو نظام اور ترتیب ہے اوس پر غور کرین اور اسباب نتایج کے سلسلہ کو دیکھین جس سے وہ آسانی کے ساتھہ اوس نتیجہ پر پہنچ جاینگے کہ اس کائنات پر ایک اعلی تر ہستی حکمران ہی جو عالم ہی حکیم ہی اور قادر توانا ہی اور چونکہ تمام کائنات مین ایک ہی نظام اور ایک ہی ترتیب ہی اس لیے وہ بہی ایک ہی۔ مذہب اسلام نے عقل انسانی کو اجازت دی ہی کہ وہ آزادی سے اوس رستے پر چلے جو قدرت نے اوس کے لئے مقرر کیا ہے۔ چنانچہ بلند آواز سے کہتا ہی کہ آسمان زمین کی

بناوٹ پر غور کرو رات دن کے ہیر پھیر پر نظر ڈالو- ہواؤن کے چلنے کو دیکھو
جن کے سبب کشتیان اور جہاز سمندر مین انسان کے فائدہ کے لئے حرکت کرتی
ہین- اور بادل آسمان پر آتے ہین اور پانی برسا کر کھیتون کو سرسبز کرتے ہین
اور بارش کی مدد سے وہ چیزین پیدا ہوتی ہین جو حیوان اور انسان کی
روزی کا مدار ہین یہ سب خدا کی نشانیان ہین- اگر انسان اون نشانیون پر
غور کرین تو وہ دلکی آنکھون سے خدا کو پہچان سکتے ہین- اسکے علاوہ قرآن مجید
مین اس کائنات کی اصلی اور ابتدائی حالت کی نسبت بھی اشارے کئے گئے ہین
جو غور کرنے سے ہر صاحب علم کی سمجھ مین آسکتے ہین- مثلاً ایک جگہ خدا نے فرمایا ہی
کیا خدا کی ہستی سے انکار کرنے والے غور نہین کرتے کہ زمین اور تمام ستارے
پہلے مثل ایک گٹھری کے تھے- ہم نے اوس گٹھری کو کھولا اور پھیلایا- ہم نے پانی
یعنی ایک سیال مادے سے دنیا کی ہر زندہ چیز کو بنایا- ایسا ہی احادیث مین بھی
کائنات کی اصلی اور ابتدائی حالت کی نسبت اشارے موجود ہین چنانچہ ایک
شخص نے آنحضرت سے پوچھا کہ زمین اور آسمان کے پیدا کرنے سے پہلے خدا
کہان تھا- آپ نے فرمایا وہ بادل مین تھا جسکے نیچے ہوا کے سوا اور کچھ نہ تھا
یہ اوس مہتم بالشان علمی نظریہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہی جسکو علمائے سائنس نبولر
ہائی پاتھسس کہتے ہین نبولا در اصل بادل کو کہتے ہین- اسی سبب سے نبولر کا لفظ
بنایا گیا ہی علمائے سائنس نے نہایت غور و فکر کے بعد یہ نظریہ قائم کیا ہے
کہ تمام کائنات کا مادہ ابتدائی حالت مین گیس کی شکل مین تھا اور بادل کی
طرح فضا مین پھیلا ہوا تھا- عربی زبان مین اس نظریہ کو سدیمیہ کہتے ہین-
سدیم کے معنی کہر کے ہین- قرآن مجید مین جابجا ایسی آیتین درج ہین جنمین
قوانین فطرت کے مطالعہ کرنے اور اوپر غور کرنے اور اون سے نتیجہ نکالنے کی
ہدایت کی گئی ہے کہین زمین کے مردہ ہونے پھر بارش کے بعد اوس کے
زندہ اور سرسبز ہونے کا ذکر کیا گیا ہی- کہین ہواؤن کے چلنے اور اون کی مدد

سے کشتیون اور جہازون کے حرکت کرنے کا مذکور ہے کہین ستارون کی چمک کہ بجلی کی کڑک اور بادلون کی روانی بیان کی گئی ہی کہین انسانون کے رنگون اور زبانون کے اختلاف کا اشارہ کیا گیا ہی اور اون سب قدرتی حالتون پر غور وفکر کرنے کی تاکید کی گئی ہی۔ اگر مین اس قسم کی آیتین اس مضمون مین درج کرون تو مجھے تقریباً تہائی بلکہ نصف قرآن اس موقع پر درج کرنا پڑیگا۔ خدا کے وجود کی طرح اوس کی وحدانیت ہی استدلال کے طریقے سے منوائی گئی ہے اور پھر بھی تحکماً ایمان لانے پر لوگ مجبور نہین کیئے گئے۔ مثلاً ایک جگہ قرآن مجید مین ہی کہ اگر اس کائنات مین دو یا دو سے زیادہ خدا ہوتے تو یہ تمام کارخانہ اون کی آپس کی معرکہ آرائیون سے درہم برہم ہو جاتا۔

غرضکہ مذہب اسلام خدا کی ہستی اور یکتائی پر بے دلیل ایمان لانے کیلئے مجبور نہین کرتا۔ بلکہ وہ چاہتا ہی کہ لوگ آزادی کے ساتھ اس کائنات کی قدرتی نظارون پر نظر دوڑائین اور جو طبعی نظام اس کائنات مین رکھا گیا ہی اوس پر غور کرین اور عقل کو صحیح طور پہ استعمال کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچین کہ تمام موجوات کا بنانے والا موجود ہی اور وہ ایک ہی۔ تمام مسلمان (سوائے چند کے) اس امر پر متفق ہین کہ پیغمبرون کی رسالت پر ایمان لانے سے پہلے خدا کی وجود پر ایمان لانا ضروری ہی۔ خدا کے وجود اور اوسکی وحدانیت پر اس بنا پر یقین کرنا کہ اوسکا ذکر کسی آسمانی کتاب مین موجود ہی صحیح نہین ہی۔ خدا کی وجود اور اوسکی وحدانیت ماننے کے بعد اس بات کا خیال انسان کے ذہن مین آسکتا ہے کہ وہ اپنی مخلوق کی ہدایت کے لیئے رسول بھیجتا اور اون پر اپنی احکام نازل کرتا ہی۔ دوسری بات یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لانے پر بھی کوئی شخص تحکماً مجبور نہین کیا گیا ہی بلکہ اس غرض کے لیئے قرآن مجید لوگون کی نظر کے سامنے پیش کیا گیا ہی یہ کتاب مقدس مثل ایک معجزے کے ہے اور انسان کی ایجاد سے نہین ہی وہ ایک امی پر نازل کی گئی ہی جس نے کبھی کوئی کتاب

نہین پڑھی جسکو لکھنا پڑھنا نہین آتا تھا جس نے کسی مدرسے مین تعلیم نہین
پائی تھی اس کتاب مین کیا ہی؟ اوس مین وہ ہدایتین اور احکام درج ہین
جنہون نے ایک گمراہ قوم کو ہدایت کرکے تنزل سے نکالا اور ترقی کی انتہائی
بلندی پر پہنچادیا - پھر وہ ایسی فصیح و بلیغ زبان مین ہی کہ بڑے بڑے فصیح
و بلیغ الشان اس کے مقابلے مین اپنا کوئی کلام پیش نہین کرسکے اس کتاب
مین صاف طور پر دعوےٰ کیا گیا ہی کہ یہ خدا کی طرف سے ہی اگر تم کو اس مین کچھ
شک ہو تو کوئی کتاب ایسی ہی بناؤ - اگر یہ کتاب خدا کی طرف سے نہوتی تو
اوس کے مضامین مین بڑا اختلاف ہوتا - اس دعوے کے مقابلہ مین کوئی
دلیل اسکے سوا پیش نہین کی گئی کہ مخالفون نے تلوارین علم کین اور اسلام کو
صفحہ ہستی سے مٹانے پر کمر باندھ لی مگر اون کی تمام کوششین بگڑ گئین اسلام
مثل آفتاب کے چمکا اور مخالف اوسکی تیز روشنی کی تاب نہ لاسکے مجبوراً
اون کو سر جھکانا پڑا - اور وہ جس دائرہ سے بھاگتے تھے رفتہ رفتہ اوسی مین
آتے گئے غرضکہ رسالت پر ایمان لانے کے لئے بھی مذہب اسلام نے جو مطالبہ
کیا ہی اوس مین دلیل اور حجت کا استعمال کیا ہی - حکماً کسی شخص کو مجبور نہین کیا
کہ وہ رسول کی رسالت پر بے دلیل ایمان لائے اور اوس مین ذرا چون چرا
نہ کرے -

اسلام کا پہلا اصول

اسلام کا پہلا اصول جس پر اوس کی بنیاد رکھی گئی ہی یہ ہی کہ ہر شخص کو حق
بات کے معلوم کرنے کے لئے اپنی عقل سے کام لینا چاہئے اور بذات خود کوشش
کرنی چاہئے کہ صحیح اور غلط باتون مین تمیز پیدا ہو - اہل سنت نے یہانتک
کہدیا ہی کہ جو شخص حق کی تلاش مین مرتے دم تک کوشش کرتا رہا اور حق بات
اوسکو معلوم نہو سکی وہ نجات پائے گا - کیا کسی مذہب نے عقل سے کام لینے مین
اوس سے زیادہ آزادی عطا کی ہی -

اسلام کا دوسرا اصول

سوائے چند کے تمام مسلمانون نے اس امر پر اتفاق کیا ہی کہ جب عقل اور نقل آپس مین ایک دوسرے کے مخالف ہون تو عقل کی بات کو تسلیم کرنا چاہیے اور نقل کو ماننے یا نہ ماننے کے لیے اس صورت مین دو طریقے ہین اگر وہ بات روایت کے صحیح اور یقینی طریقون سے ہم تک نہین پہنچی ہے تو اس کا ماننا ضروری نہین ہی۔ اور اگر روایتاً وہ نقلی بات صحیح اور یقینی طریقون سے ہم تک پہنچی ہے تو زبان کے مسلمہ قواعد کے بموجب اس کے معنون مین ایسی تاویل کرنی چاہیے کہ وہ نقلی بات عقلی بات کی مطابق ہو جائے۔ اگر کوئی شخص تاویل کرنے کی قوت نہ رکھتا ہو تو اوسکو چاہیے کہ وہ اس کے سمجھنے سے عاجز ہونیکا اقرار کرے اور اسکو خدا کے علم پر چھوڑ دے یہ تاویل کا اصول جبکہ نقل اور عقل باہم مخالف ہون۔ ایک ایسا اصول ہی جسپر مسلمانون نے ہمیشہ قرآن مجید اور حدیث رسول اللہ کے معنی لگانے مین عمل کیا ہی۔ اس سے تمام مشکلین حل ہو جاتی ہین اور ہر شخص علمی اور عقلی باتون کے ماننے مین اس اصول کے بموجب پوری آزادی سے کام لے سکتا ہی۔ کیا ان لوگون کو جو سائنس کے ساتھ مذہب اسلام پر بھی یقین رکھنا چاہتے ہین اس سے زیادہ وسعت اور آزادی درکار ہو سکتی ہے ! ہم کو یقین ہے کہ کسی فلسفی یا عالم سائنس کی نظر اس سے زیادہ بلند ہی پر نہین جاسکتی اس اصول سے صاف ظاہر ہی کہ مذہب اسلام نے علم اور عقل کی مخالفت نہین کی۔ بلکہ اپنی ماننے والون کو ایسا طریقہ بتایا ہی جس کی مدد سے وہ اپنی مذہبی عقیدے کو بھی بے تکلف قایم رکھ سکتے ہین اور سائنس اور فلسفے کے یقینی اور ثابت شدہ مسائل کو بھی بغیر کسی تامل کے مان سکتے ہین:-

اسلام کا تیسرا اصول

ایک اصول مذہب اسلام کا یہ ہے کہ اگر کوئی کہنے والا ایسی بات کہے جس مین سو پہلو کفر کے نکلتے ہون اور ایک پہلو ایمان کا پایا جاتا ہو۔ تو اوس شخص کا فر نہ کہنا چاہئے۔ اور اب غور کرنا چاہئے کہ فلسفون اور علمائے سائنس کے اقوال کے ساتھ رواداری کرنے مین اس سے زیادہ کیا وسعت ہوسکتی ہے! وہ کون حکیم یا عالم سائنس ہوگا جو کسی مذہبی گروہ مین رہ کر ایسی بات زبان سے نکالے جس مین سو پہلو کفر کے ہون اور ایمان کا ایک پہلو بھی نہو۔ اگر کوئی ایسا احمق شخص نکل آئے اور اوسپر مذہبی لوگون کی طرف سے ملامت کیجائے تو پھر اسمین کیا مضائقہ ہے۔

اسلام کا چوتھا اصول

ایک اصول اسلام کا جو لوگون کے اعمال اور اخلاق کی درستی اور اصلاح کے لئے دنیا اور دین کی ترقی اور کامیابی حاصل کرنے کے لئے نہایت ضروری اور کارآمد ہے یہ ہے کہ ہر شخص کو سنت اللہ سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ اور گزشتہ اور موجودہ قومون کے حالات کا بغور مطالعہ کرکے ان کے اسباب زوال و ترقی سے نصیحت پکڑنی چاہئے۔ چنانچہ قران مجید مین جابجا اوس اصول کی صراحت کی گئی ہے خدا فرماتا ہے کہ اے مسلمانون! تم سے پہلے بھی دنیا مین بہت سی قومین ہوچکی ہین ذرا دنیا مین چل پھر کر دیکھو کہ جن قومون نے ہمارے احکام سے انحراف کیا اون کا کیا انجام ہوا۔

ہمارے قانون نہین بدلتے اور اون مین ہیر پھیر نہین ہوتا اس قسم کی

ف اس مین سنت اللہ سے عبرت کی ہدایت کیگئی ہے جو عیسائیت کے پہلے اصول کی ضد ہے

آیتون سے خدا نے مسلمانون کو متنبہ[۱] کیا ہی کہ دنیا مین جو قومین اسوقت زندہ ہین یا اب سے پہلے ہو چکی ہین اون کے عروج اور زوال کے خاص قدرتی قوانین ہین اور ان قوانین مین کوئی تغیر و تبدل نہین ہوتا۔ جو قوم دنیا مین کامیاب ہونا یا ترقی کرنا چاہتی ہی اوسکو لازم ہی کہ وہ موجودہ اور گزشتہ قومون کی تاریخی واقعات اور حالات بغور مطالعہ کرے اور اول مین اسباب و نتایج کا سراغ لگائے۔ اور قومی زندگی اور قومی ترقی کے جو لازوال اور غیر متغیر قوانین اوسکو معلوم ہون اونپر عمل کرے۔ اگر کوئی قوم اون قوانین سے غفلت کرے گی تو لازمی طور پر اوسکو زوال ہوگا۔ اور کمزور ہو کر رفتہ رفتہ نابید ہو جائے گی۔

اسلام کا پانچوان اصول

اسلام نے مذہبی حکومت کو مٹا دیا اسکا ایک بڑا اصول یہ ہی کہ کسی شخص کو کسی پر مذہب مین جبر کرنے یا حکومت چلانے کا اختیار نہین ہی۔ یہانتک کہ قران مجید مین پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی خدا نے صاف فرمایا ہی کہ "تم ہمارا پیغام لوگون کو سنانے والے اور اونکو نصیحت کرنیوالے ہو ہم نے تم کو اونپر حکومت چلانے والا اور اختیار رکھنے والا بنا کر نہین بھیجا ہی[۲]۔ مذہب اسلام نے عیسائی مذہب کی طرح کسی کو یہ اختیار نہین دیا ہی کہ وہ زمین پر جو احکام جاری کرے۔ آسمان پر بھی اون کی منظوری

---

[۱] اس تعلیم کے متعلق ہم اس جگہ صرف چار قرآنی آیات پیش کرتے ہین۔
(۱) قد خلت من قبلکم تا عاقبۃ المکذبین (پارہ ۴۔ رکوع ۸۔ (۲) سنۃ من تا تحویلا (پارہ ۱۵۔ رکوع ۸ (۳) فہل ینظرون تا تحویلا۔ پارہ ۲۲ رکوع آخر سورہ فاطر۔) (۴) اولم یسیروا تا من قبلہم (پارہ ۱۳۔ رکوع آخر سورہ یوسف۔
[۲] فذکر انما انت مذکر لست علیہم بمسیطر۔ سورہ غاشیہ۔

ہو جایا کرے۔ اس نے ایمان لانے کے بعد ہر مسلمان کو آزاد کر دیا ہی جسپر خدا کے سوا کوئی نگران نہین ہی اور خدا کے اور اس کے درمیان کوئی شخص حائل ہونے والا نہین ہی۔ خدا کی غلامی کے سوا ہر قسم کی غلامی کو مٹا دیا۔ کوئی مسلمان کیسا ہی بلند درجہ کیون نہ رکھتا ہو اور کتنا ہی بڑا عالم کیون نہ ہو یہ اختیار اوسکو ہرگز نہین ہی۔ کہ وہ نصیحت اور ہدایت سے آگے بڑہے اور لوگون کو اپنی باتون کے ماننے پر حکماً مجبور کرے۔ قرانمجید مین صاف طور پر کہا گیا ہی کہ دین مین کوئی جبر نہین ہی اسلام کی اشاعت کرنے والون کی نسبت فرمایا ہی کہ اے مسلمانو تم مین سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جو لوگون کو نیکی کرنے کی ہدایت اور بدی سے نصیحت کرتا رہی[1]۔ یہ نہین فرمایا کہ ایسا گروہ ہونا چاہیے جو لوگونکو اپنی باتین جبراً منواتا رہی۔ اسلام کی رو سے کسی شخص کو اجازت نہین ہی۔ کہ وہ لوگون کے عقیدونکا تجسس کرے اور نہ کوئی شخص کسی کے عقیدے کے ماننے پر مجبور ہی۔ ہر شخص کو خدا کی کتاب یعنی قرآن مجید اور سنت احادیث رسول اللہ پر عمل کرنے کی آزادی دی گئی ہی۔ ہر شخص کو اختیار ہی کہ وہ بغیر کسی درمیانی شخص کے واسطے کہ خواہ وہ اگلا ہو یا پچھلا۔ خدا کے کلام اور اوسکے رسول کے کلام کو سمجھے۔ مگر اس کے لئے ضروری ہی کہ وہ پہلے خدا اور اوسکے رسول کے کلام سمجھنے کی لیاقت پیدا کرے یعنی عربی زبان اور اوس کے قواعد سے واقفیت حاصل کرے اور زمانہ رسالت کے تاریخی حالات اور واقعات سے اطلاع بہم پہونچائے۔ اگر یہ بات اس کے لئے مشکل ہو تو اسکو چاہیے کہ وہ مذہبی باتون کو اون لوگون سے دریافت کرے جو اون سے اچھی طرح باخبر ہون اور جو جواب اس کے سوال کا ملے اوسپر دلیل پوچھنے کا بھی اوسکو اختیار رہی خواہ وہ سوال اعتقادات کے باب مین ہو یا مذہبی اعمال کے باب مین۔

[1] ولتکن منکم امتہ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون (پارہ ۴۔ رکوع ۲)

بلاشبہ اسلام ایک قانون ہی اور ہر قانون کے لئے اوس کے نافذ کرنیکی قدرت قوت کا ہونا ضروری ہی۔ اگر قاضی کوئی مذہبی حکم کتاب اور سنت کی مطابق جاری کرنا چاہے تو اوس کے لئے ایک طاقت کا ہونا درکار ہی جو اوسکو جاری کرسکے اور لوگون کو جو قانون سے انحراف کرکے اپنی ذاتی اغراض مین مبتلا ہوگئے ہون حق پر لاسکے پھر یہ بات بھی ضروری ہی کہ قانون کے جاری کرنے والی قوت منتشر نہ ہو بلکہ ایک مرکز پر قایم ہو اور مرکز خلیفہ یا سلطان ہی مگر یاد رکھنا چاہی کہ خلیفہ مسلمانون کے نزدیک گناہون سے معصوم نہین ہوتا۔ نہ اوسپر خدا کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہی نہ اسکو یہ اختیار رہے کہ قران مجید اور حدیث کے جو معنی وہ بیان کرے اسکو لوگ خواہ مخواہ تسلیم کرین۔ ہان اگر وہ مجتہد ہی اور اجتہاد کی پوری قابلیت اور لیاقت رکھتا ہی اور قران مجید اور احادیث کے سمجھنے اور حق و باطل مین تمیز کرنے کا ملکہ اوس کے اندر موجود ہی اور وہ قوم کے سامنے علمی اور مذہبی حجت قایم کرسکتا ہی تو اوس کے احکام تسلیم کئے جائینگے۔ ورنہ وہ اس کام کو قاضیون اور مفتیون کے ہی مشورہ سے انجام دے سکتا ہی۔ اپنی ذاتی رائے سے نہین۔ خلیفہ اگرچہ مجتہد ہو اور اوس مین وہ تمام لیاقتین موجود ہون جنکا ذکر کیا گیا ہی تاہم اوسکو دیگر اہل علم پر کوئی فضیلت نہین ہی۔ اگر اہل علم سے کوئی شخص معقول دلایل سے خلیفہ کے فیصلہ کو غلط ثابت کردے تو پھر خلیفہ کا فیصلہ نافذ نہین ہوگا اور اوس کے ماننے پر لوگ مجبور نہین ہونگے ہر خلیفہ یا سلطان جب تک کتاب و سنت پر چلتا ہی اوس کی اطاعت بجائے گی۔ تمام قوم ہر حالت مین خلیفہ کے اقوال و افعال کی نگران ہی۔ اگر وہ راہ راست سے انحراف کرے تو مسلمانون کو اختیار ہی کہ اوس کو سمجھائین اور سختی سے نصیحت کرین اور اوس کے احکام کی اطاعت نہ کرین کیونکہ مذہب[۵]

[۵] حضرت صدیق خلیفہ اول نے خود اپنے خطبہ مین کہدیا تہا کہ (ان رغبت فقومونی) اگر مین ٹیڑھا چال چلون تو مجھکو سیدھا کردو۔ ۱۲

اسلام مین یہ امر قرار پاچکا ہی کہ خالق کی نافرمانی کی حالت مین کسی مخلوق کی اطاعت کرنی[۱]
لازم نہین ہی۔ اگر خلیفہ یا سلطان سمجھانے یا نصیحت کرنے سے راہ راست
پر نہ آوے اور اپنی ضد اور ہٹ پر قایم رہی تو قوم کو آزادی ہی کہ وہ اوس کو
تخت سے اتار دے اور اوسکی جگہ کسی موزون شخص کو مقرر کرے۔ ان تمام
باتون پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہی کہ مسلمانون مین سلطان یا خلیفہ کا درجہ
ہر لحاظ سے ایک تمدنی حاکم سے زیادہ نہین ہے۔

برخلاف اسکے عیسائیون مین ایک مذہبی حاکم ہوتا ہی یہ مذہبی حاکم اونکے
نزدیک وہ شخص ہوتا ہی جو براہ راست خدا سے احکام پاتا ہو اور مذہبی قوانین
بنانے کا پورا اختیار رکھتا ہی لوگون کا فرض ہی کہ ہر حالت مین اوس کی اطاعت
کرین اونکا مومن یا کافر ہونا اوس کی زبان سے وابستہ ہوتا ہی۔ اوس کے اقوال
یا افعال مذہب کے کیسے ہی برخلاف ہون کسی شخص کی مجال نہین ہی کہ اوسکے
خلاف چون وچرا کرسکے۔ متوسط صدیون مین یوروپ مین عیسائی مذہب کے
یہی حالات تھی۔ زمانہ حال کے تمدن نے دینی اور دنیوی حکومت کو یوروپ مین
جدا کردیا ہی۔ کلیسا لوگون کے اعتقادات اور مذہبی اعمال پر حکمران ہی۔ اور
دنیوی حکومت عام قوانین کے بنانے اور اونکے جاری کرنے کا اختیار رکھتی ہی
عام طور پر عیسائی دینی اور دنیوی حکومتون کے الگ الگ ہونے کو تمام بھلائیون
کا سرچشمہ خیال کرتے ہین اور مذہب اسلام پر اعتراض کرتے ہین کہ اوس نے
دینی اور دنیوی حکومتون کو ایک شخص کی ذات مین جمع کردیا۔ جو خلیفہ یا سلطان
کہلاتا ہی اور غلط فہمی سے گمان کرتے ہین کہ خلیفہ قوانین کے ایجاد کرنیکا اختیار
ہی اور وہی اون قوانین کو نافذ کرتا ہی اور لوگون کا مومن یا کافر ہونا بھی اوسکی
زبان کے ساتھ وابستہ ہی وہ یقین کرتے ہین کہ مسلمان اپنے مذہب کے لحاظ سے

[۱] یہ عبارت بھی ایک حدیث کا ترجمہ ہی جسکو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہی۔

سلطان یا خلیفہ کے غلام ہوتے ہین انہون نے متوسط زمانون کی تاریخ یورپ مین پڑھا ہی کہ جو عیسائی حکمران وہان مذہبی حاکم ہوتے تھے وہ علم و حکمت کے ساتھ رواداری سے پیش نہین آتے تھے۔ اس بنا پر وہ تصور کرتے ہین کہ مذہب اسلام بھی علم کے ساتھ روادار نہین ہوسکتا جب تک کہ سلطان یا خلیفہ کا وجود مسلمانون کے درمیان مسلم ہی۔ مگر میرے اوپر کے بیان سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ عیسائیون کی غلط فہمی ہی۔ انہون نے اسلام کے اس اصول کی حقیقت نہین سمجھی وہ نہین جانتے کہ اسلام کی رو سے کسی شخص کو مذہب مین تحکم یا جبر کرنے کا اختیار نہین ہی وہ نہین سمجھے کہ نصیحت کرنے کے سوا کسی مسلمان کو اور کوئی اجازت نہین ہی اور یہ حق جس طرح ایک بڑے آدمی کو حاصل ہی اوسی طرح ایک ادنی شخص کو میسر ہے۔

خلیفہ تو خلیفہ رہا۔ یہ اختیار نہ کسی قاضی کو ہی نہ کسی مفتی کو نہ کسی شیخ الاسلام کو کہ وہ لوگون کے عقاید اور ان کے مذہبی افعال پر حکومت کرے اور جبراً اپنا حکم دوسرون سے منوائے۔ سلطان یا شیخ الاسلام یا قاضی کی حکومت محض تمدنی حکومت ہی۔ مذہبی حکومت کا اس مین شائبہ بھی نہین ہی وہ نہ کسی مومن کو کافر بنا سکتے ہین۔ نہ کسی کافر کو مومن کر سکتے ہین نہ کسی کو جنت یا دوزخ مین پہنچانے کا اونکو اختیار ہی اور نہ کسی کے طریق عبادت مین دخل دینے کی اون کو اجازت ہے۔

اسلام کا چھٹا اصول

کہا جاتا ہی کہ عیسائیون کا مذہب صلح کا مذہب ہی اور مسلمانون کا تلوار کا مذہب ہی۔ کیونکہ انہین جہاد فرض ہی۔ عیسائی مذہب مین ہدایت کی گئی ہی کہ اگر کوئی شخص تمہارے بائین گال پر تھپڑ مارے تو دایان گال بھی اس کی طرف پھیر دو اگر تم کو ایک کوس بیگار مین لیجانا چاہے تو تم دو کوس چلے جاؤ برخلاف اس کے مذہب اسلام کی طبیعت مین سختی اور شدت ہی اس نے مخالفان

مذہب سے جنگ کرنے کا حکم دیا ہی - صبر و تحمل کرنے کا حکم نہین دیا۔

اس کا جواب یہ ہی کہ مذہب اسلام کا ایک اصول بے شک جہاد کرنا ہے مگر عیسائیون نے اس کے معنی سمجھنے مین غلطی کی ہی یہ الفاظ ظاہر مین نہایت شتبہ معلوم ہوتے ہین کہ مذہب عیسوی نے دشمنون کے ساتھہ بھی صبر و تحمل سے کام لینے کا حکم دیا ہی مگر دیکھنا یہ ہی کہ جب عیسائیون کو اس بات کی قدرت حاصل ہوئی کہ وہ اپنی مخالفون کو پامال کرسکین تو انہون نے کیا کیا اسلام کی طبیعت مین قتل و خونریزی نہین ہی بلکہ نرمی اور معافی ہی چنانچہ قرآن مجید مین حکم دیا گیا ہی کہ ای پیغمبر! معافی کا شیوہ اختیار کرو اور مسلمانون کو بھلائی کرنے کا حکم دو اور جاہلون کی باتون کو کچھہ خیال نہ کرو۔ اسلام نے جہاد کا حکم اوس حالت مین دیا ہی جبکہ مسلمان اپنی گھرون سے نکالے جاتے ہون اور اپنی مذہبی فرایض ادا کرسکتے ہون اور اون کے جان و مال اور آبرو معرض خطر مین ہو جہاد کا حکم اس غرض سی نہین دیا گیا کہ اس کے ذریعے سے لوگ اپنا مذہب تبدیل کرنے پر مجبور کئے جائین۔ جیسا کہ مخالفین اسلام نے سمجھہ رکھا ہی بلکہ اوس حالت مین بھی جبکہ جہاد کا اعلان کیا جاے مذہب اسلام نے صاف طور پر حکم دیا ہے کہ بوڑھی اور عورتین اور بچے اور وہ لوگ جو مذہبی کام کرتے ہین اور وہ لوگ جو تلوار اوٹھانے کے ناقابل ہین - یا تلوار نہین اوٹھاتے قتل نہ کئی جائین[۲]۔ برخلاف اس کے جب عیسائیون نے اپنی دشمنون پر قدرت پائی ہی تو انہون نے ان امورات کا مطلق خیال نہین کیا اور اپنی دشمنون کو پوری طرح ہلاک و برباد کرنے پر کمر باندھی ہی - یہی سبب تہا کہ اسلام نے اپنی نوجوانی مین ہی اسقدر ترقی کی اور اسقدر فتوحات حاصل کین کہ مسلمانون کے سوا دوسری قومون کو یہ بات صرف اسوقت حاصل ہوئی ہی جبکہ ان قومون پر کہولت یا بڑھاپی کا زمانہ آگیا۔

---

[۱] خذ العفو و امر بالعرف و اعرض عن الجاہلین - پارہ ۹ سورہ اعراف رکوع آخر۔ [۲] اہل ذمہ کی ایذادہی کی ممانعت مین احادیث متواترہ مین سی دو یہ ہین (۲) لہم النا و لہم ما علینا - ہماری فایدہ کیساتھہ ان کا فایدہ اور ہماری نقصان کیساتھہ ان کا نقصان ہی (۳) من آذی ذمیا فلیس منا جس نے ذمی کو ایذا دی وہ ہم مین سی نہین۔

جنگجو اسلام اور صلح جو عیسائیت کا مقابلہ

جنگجو اسلام کسی ملک کو فتح کرنے کے بعد اوسکو اپنے قبضہ مین لے لیتا تہا اور اوس کے باشندون کو اون ہی کے مذہب اور عقیدے پر چہوڑ دیتا تہا ایسے لوگون سے صرف ایک قلیل مقدار جزیہ کی لیجاتی تہی اور اوس کے معاوضہ مین اون لوگون کی جان و مال اور آبرو اور مذہب کی حفاظت کی جاتی تھی جزیہ دینے والے اپنے معبدون مین اپنے طریقہ سے بے تکلف عبادت کرتے تہے اور نہ اون کے رسم و رواج مین کوئی دخل دیا جاتا تہا نہ کسی معاملہ مین اونپر سختی کی جاتی تہی۔ مسلمان خلفا اپنے جنرلون کو لشکر کشی کیوقت نصیحت کرتے تہے کہ وہ اون لوگون کی عزت کرین جو خانقاہون اور عبادت گاہون مین گوشہ نشین ہین اور عورتون اور بچون کا خون نہ بہائین اور اون لوگون کو بھی نہ ستائین جو جنگ کرنے پر آمادہ نہین ہین۔ رسول خدا نے بار بار مسلمانونکو تاکید کی ہو کہ وہ ذمیون کے حقوق کا لحاظ رکہین اور اون کے فائدہ کو اپنا فائدہ اور اون کے نقصان کو اپنا نقصان خیال کرین۔ نیز فرمایا ہی کہ اگر کوئی مسلمان کسی ذمی کو تکلیف دیگا تو وہ میری امت مین نہین ہی ان نصیحتون اور ہدایتون پر اسوقت تک برابر عمل ہوتا رہا۔ جبتک کہ اسلام عروج پر رہا کمزوری اور تنزل کے زمانے مین بیشک بعض مسلمانون سے ان احکام کی خلاف ورزی ہوئی ہی اور اسکا ہم اعتراف کرتے ہین۔ مگر اس سے مذہب اسلام پر کوئی حرف نہین آسکتا ان افعال کے ذمہ دار خود وہی لوگ تہے جن سے وہ افعال سرزد ہوئے۔ برخلاف اس کے صلح جو عیسائیت نے جب کسی ملک مین قدم رکہا اور اس کو غلبہ حاصل ہوا تو اوس نے وہان کے باشندون کو عیسائی ہونے پر مجبور کیا اور جنہون نے اس حکم سے سرکشی کی اون کی جائیدادین ضبط کرلین

ان کو ملک سے خارج کیا اور جو باقی بچے اون کو بیدریغ قتل کرڈالا۔ متوسط صدیون مین اگر کسی ملک کے باشندون کو صلح جو عیسائیت کے ظلم وستم سے کسی چیز نے بچایا ہی وہ تو اون باشندون کی کثرت تعداد و یا قوت و سطوت تھی جنکو قلیل تعداد کے عیسائی ہلاک نہ کرسکتے تھے یہ سب کچھ صلح جو عیسائیت کی اس صدا کی تعمیل تھی کہ مین دنیا مین سلامتی لیکر نہین آیا ہون اور اس لئے آیا ہون کہ بیٹی اور اوسکی مان کے درمیان اور بیٹے اور اوسکے باپ کے درمیان جدائی ڈالون[5] برخلاف اس کے مذہب اسلام نے یہ صدا بلند کی ہی کہ اگر کسی نومسلم کے والدین اوسکو شرک کرنے پر آمادہ کرین تو اوسکو خاص اس باب مین والدین کی اطاعت کرنی نہین چاہیئے۔ اس کے سوا اور تمام حالتون مین اوسکو مان باپ کے ساتھہ بھلائی سے پیش آنا چاہیئے جنگجو اسلام نے کسی نومسلم لڑکے کو اپنے مان باپ سے جدائی اختیار کرنے کا حکم نہین دیا ہی اور نہ کسی نومسلم لڑکی کو اپنی مان سے بیزار ہونے کا اور نفرت کرنے کا حکم دیا ہی۔ بلکہ نومسلمون کو

---

۵ عیسائیون کے خدا کے الفاظ انجیل لوقا باب ۱۴ - ۲۵ - ۲۶ مین یون مرقوم مین۔ "مسیح نے اون لوگون سے کہا اگر کوئی میرے پاس آئے اور اپنی مان باپ اور جورو لڑکی بھائی بہن بلکہ اپنی جان سے دشمنی نکرے میرا شاگرد نہین ہوسکتا۔

اوسی کے انتیسوین[29] باب مین ہی " میرے اون دشمنون کو جنہون نے نہ چاہا کہ مین اونپر بادشاہی کرون یہان لاؤ اور میرے سامنے قتل کرو۔

توریت کے اسفار مین بھی مخالفین کے ساتھہ اسی قسم کی سختی کا سلوک کرنیکی ہدایت ہوئی ہی تنبیہ الاشتراع ۱۳ - ۶ سے ۹ مین یون مذکور ہے" اگر تمہارا حقیقی بھائی، بیٹا، بیٹی یا ملک مان یا تمہارا جان سے زیادہ عزیز دوست تنہائی مین تمسے کہے کہ چلو کسی دوسرے خدا کو پوجین جسکو نہ تم جانتے ہو نہ تمہارے قریب و بعید کے آباواجداد تو اوسکا کہا نہ مانو۔ اور اوسکی بات پر ہرگز راضی نہو اور کبھی اوسپر رحم نہ کرو بلکہ قتل کرڈالو۔

صاف طور پر ہدایت کرتا ہی کہ اپنے مشرک والدین کے ساتھ نیکی اور بہتر روی سے پیش آؤ مگر اپنے دین پر قایم رہو۔ اس موقع پر ناظرین کو غور کرنا چاہیے کہ ایکطرف تو اسلام نے غیر مذہب رکھنے والے رعایا سے خفیف سی مقدار جزیہ کی لیکر اون کی جان و مال اور عزت اور مذہب کی حفاظت کا بیڑا اوٹھایا ہی اور دوسری طرف تو مسلمون کو اپنے مشرک والدین کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرنے کا حکم دیا ہی اوسکے بعد کیا کسی شخص کے خیال مین یہ بات آسکتی ہے کہ مذہب اسلام علم اور اہل علم کے ساتھ رواداری کرنے کے ناقابل ہی اور وہ ان لوگون کے ساتھ نیک برتاؤ کرنے سے گریز کرتا ہی جو علمی مسایل کی تحقیقات مین اپنی عمرین صرف کردیتے ہین؟ حاشا اللہ! یہ امر اسلام کی طبیعت اور فطرت کے بالکل خلاف ہی اسلام کے زیر سایہ ہونے کے بعد ہر صاحب علم کامل طور پر محفوظ رہنے کا حقدار ہی گو کہ وہ کسی علم کی تحقیقات مین مشغول ہو۔ لیکن جو شخص فتنہ و فساد برپا کرے اور عام لوگون کے امن و امان مین خلل ڈالے اور مخلوق الٰہی کو اپنے افعال سے ضرر پہنچائے۔ اوسکی نسبت البتہ اسلام حکم دیتا ہی کہ اوسکو مناسب سزا دیجائے۔

۵؎ عیسائی دنیا کو انجیل کی جس تعلیم پر بڑا ناز ہی وہ ہم اوپر ہدیہ ناظرین کر چکے ہین۔ جسکو ملاحظہ کرنے کے بعد ہر انصاف پسند انسان کہہ سکتا ہی کہ عیسائی دنیا مین دوسرون سے منافرت اور عداوت رکھنا کس طرح تبلایا گیا ہی۔ بخلاف اسکے مسلمانون کا مقدس خدا اپنے پاک کلام مین اختلاف عقاید و مذہب کی بنا پر کس اسلوب سے تعلیم فرماتا ہی

وان جاھداك على ان تشرك بي — اگر والدین تجھہ سے اسبات پر لڑین کہ تو شریک

ما ليس لك به علم فلا تطعهما — گردانے میرا ایسی چیز کو جسکی نسبت تجھکو علم نہین ہی

وصاحبهما في الدنيا معروفا — تو اون کا حکم تو نہ مان لیکن دنیاوی امور مین

واتبع سبيل من اناب الي. — تو اون سے نیکی کا سلوک کر اور اوسکی پیروی کر جو میری طرف سے متوجہ ہوا ہی۔

اسلام کا ساتوان اصول

اہل کتاب عورتون کے ساتھ شادی

اسلام نے یہودی اور عیسائی عورتون کے ساتھ شادی کرنے کی اجازت دی ہے اور اس قسم کی عورتین اپنا مذہب چھوڑنے پر مجبور نہین کی گئین۔ یہودی۔ یا عیسائی عورتین جنسے مسلمانون نے شادی کی ہو عبادت کے لیے بے تکلف اپنی معبدون مین جاسکتی ہین۔ مسلمان بیویون اور یہودی یا عیسائی بیویونکے حقوق مین کوئی فرق نہین رکھا اور مسلمانون کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی بیویونکے ساتھ محبت اور مہربانی سے پیش آئین۔ صاف ظاہر ہے کہ اس صورت مین مسلمان شوہر کے رشتہ دارون اور اوسکی غیر مذہب بیوی کے رشتہ دارون کے درمیان کیسا محبت آمیز تعلق ہوسکتا ہے یہ رواداری کی سب سے بڑی دلیل ہے

ملہ (۱) بعض نصاری یہ اعتراض کرتے ہین کہ اسلام اتفاق واتحاد اور رفع اختلاف کیلئے مسلم کو کتابیہ سے نکاح کرنے کا مجاز گردانا ہے تو مسلمہ کو کتابی سے نکاح کرنے کی اجازت کیون نہین دیتا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ مرد فطرتاً عورتون سے قوی ہوا کرتا ہے اور اہل کتاب کے مذہب کا یہ اصول ہے کہ مخالفین مذہب کے ساتھ بغض وعناد رکھا جائے اور اون سے کبھی نرمی اور رفق ومدارات کا سلوک نہ کیا جائے چنانچہ اس کو ہم نے اصول نصرانیت مین اچھی طرح ثابت کردیا ہے اس لیے یہ کسی طرح عدل وانصاف کی رو سے صحیح نہین ہے کہ ایک قوی شخص کے لیے جسکا دین اسکو اور اوسکی بیوی کے درمیان اختلاف مذہب کیوجہ سے جدائی ڈالتا اور تفریق کا بیج بوتا ہے یہ جائز رکھا جائے کہ وہ مسلمان عورتون کیساتھ نکاح کرے اور ناموافقت کے جھگڑے مین پڑے۔ اسلام نے یہ اوس شخص کیلئے جائز رکھا ہے جو عدل وانصاف اور رحم وکرم پر عمل پیرا ہے اور وہ مسلمان ہے۔

جو اسلام نے قایم کی ہی۔

ہر ایک عقلمند سمجھہ سکتا ہی کہ اس طرح کا تسلسل اس امر کا ثبوت دیتا ہے۔ کہ دین و ایمان خدا اور بندے کا معاملہ ہی اور اعتقاد ایک دلی کیفیت ہی جس کی باگ خدا کے ہاتھہ ہی اس بارے مین مخلوق دست اندازی نہین کر سکتی اور کسی طرح کا دخل نہین دے سکتی ہان اگر اون مین سے کسی کو کوئی حق ہی تو اتنا ہی کہ عالم جاہل کو سکھائے اور ہادی گمراہ کو رستہ دکھائے اپنی لوگون کی امداد سے جی نہ چرای اون سے بیرخی اور بے تعلقی نہ کرے۔

فرض کرو ایک مسلمان کی بیوی اہل کتاب مین سے ہے اور عقلیات و نظریات مین ید طولی رکھتی ہی اور اوسکا مذہب اور عقیدہ اپنے شوہر کے برعکس ہی۔ ایسی صورت مین کیا مسلمان اپنی بیوی سے محبت کم کر دیگا اور اوس سے رحمت و شفقت کا برتاؤ چھوڑ دیگا۔ نہین اکیونکہ یہ اوس کے مذہب کے مخالف ہی۔ پس جب مسلمان اپنی بیوی سے جو بلحاظ اعتقاد اور مذہب و ملت کے اوس سے اختلاف رکھتی ہے محبت اور معاشرت میل جول کا عادی ہی تو کوئی وجہ نہین کہ وہ اور لوگون سی بھی جو نظام مخلوقات مین نظر و فکر سے کام لیتے ہین اور اسرار عالم کی تحقیق چاہتے ہین اور بظاہر اوس کے اعتقادات سے اختلاف رکھتے ہین میل جول کرنے سے متنفر ہو جائے اور ان کے ساتھہ محبت و معاشرت رکھنا اوس کی طبیعت کو ناگوار گذرے۔

اسلام کا آٹھوان اصول

اسلام کا ایک اصول یہ ہی کہ اوس نے اپنے پیرون کے لئے دنیا اور دین کی بھلائیان ایک ساتھہ جمع کر دی ہین اور اوس نے ہر قسم کے فوائد سے مستفید ہونے کی اجازت اون کو عطا کی ہے۔

لہ یہ ہٹ دھرمی اور فطرت انسانی کے بالکل خلاف تعلیم صرف مذہب عیسوی ہی سکھاتا ہے

جسمانی صحت

چنانچہ جسمانی صحت کا خیال اسلام مین روحانی امور پر مقدم ہے روزہ مسلمانون پر فرض کیا گیا ہی اگر روزہ رکہنی کی حالت مین بیمار ہونے کا اندیشہ ہو۔ یا روزہ رکہنے والا بیمار ہو اور اوس کی بیماری کی زیادتی کا خوف ہو۔ یا روزہ رکہنی سی سخت تکلیف مین مبتلا ہونے کا احتمال ہو تو ان صورتون مین روزہ نہ رکھنا چاہیئے بلکہ اگر ضرر کا گمان غالب ہو تو روزہ نہ رکہنا واجب ہی۔ وضو اور غسل کرنا نماز کے لیئے ضروری شرط ہی۔ لیکن اگر ضرر کا اندیشہ ہو یا پانی ملنا مشکل ہو تو شرط بھی ساقط ہو جاتی ہی نماز مین کھڑا ہونا اوس کے لیئے دشوار ہو تو وہ بے تکلف بیٹھکر نماز پڑہ سکتا ہی۔ جمعہ کی نماز مین شریک ہونا ہر مسلمان پر واجب ہی۔ لیکن اگر بارش شدت سے ہو رہی ہو یا راستے مین کیچڑ کی کثرت ہو یا جامع مسجد تک پہنچنے مین کسیوجہ سے سخت تکلیف ہوتی ہو تو جامع مسجد کو جانا واجب نہین رہتا غرضکہ اسلام مین یہ قاعدہ کلیہ ہی کہ جسمانی صحت روحانی ضرورت پر مقدم ہے

ے بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۔ کہ دنیا کی تمام لذائذ مال و زر املاک و آراضی کو خیرباد کہکر بالکل ننگے ہوکے مسیح کے اتباع مین نہایت مفلوک الحالی کے راہبانہ زندگی بسر کرو۔
بخلاف اسکے اسلام نے اول تو لا رہبانیت فی الاسلام کی پاک تعلیم سے جو فطرت انسانی کے بالکل ہی مطابق ہی بنی نوع انسان کو ترک دنیا سے روکا پہر اوسیکے ساتہہ یہ بھی بتلایا کہ اپنی کمائی مین سے کچھہ تو صدقہ دو اور کچھہ اپنی ورثہ کیواسطے بھی چھوڑ جاؤ۔ تاکہ وہ بھیک پر گذارہ کرنے کے واسطے مجبور نہ ہون چنانچہ اس کے متعلق اسلامی تعلیم یہ ہے۔
الثلث والثلث کثیر انک ان تذر ورثتک اغنیاء خیر من ان تدعہم عالۃ یتکففون الناس۔ تہلث مال کو ثلث بہت ہی اگر تم اپنی ورثہ کو مالدار چھوڑ جاؤ تو بہتر ہوگا بہ نسبت اس کے کہ اونکو لوگون کی بھیک پر چھوڑ جاؤ۔

زینت اور لذت کی چیزین

اسلام نے دنیا کی اون تمام چیزون سے جنمین زینت یا لذت ہی مستفید ہونے کی پوری اجازت دی ہی بشرطیکہ اعتدال کا طریقہ اختیار کیا جائے اور اسراف کی نوبت نہ پہنچے۔ اس شرط کا لحاظ رکہنے کے بعد ہر مسلمان ہر قسم کی لذیذ خوراک عمدہ پوشاک اور دنیا کی ہر قسم کی نعمتون سے لطف اوٹہا سکتا ہے۔

۵۱ زینت اور لذت دنیا کے متعلق قرآن شریف مین باین الفاظ احکام وارد ہوئے ہین

یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد وکلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین	ای بنی آدم اپنی زینت کی چیزون کو مسجد مین جاتے وقت استعمال کرو اور کہاؤ اور پیو اور بیجا خرچ نہ کرو کیونکہ خدا بیجا خرچ کرنے والون کو دوست نہین رکہتا۔
قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق قل ھی للذین آمنوا فی الحیاۃ الدنیا خالصۃ یوم القیامۃ کذلک نفصل الآیات لقوم یعلمون۔	ای نبی اون سے کہہ دو کہ اللہ کی زینت جو اوس نے اپنی بندون کے لئے پیدا کی ہو اور پاکیزہ کہانے کس نے حرام کئے ہین۔ کہہ دو یہ سب چیزین دنیا کی زندگی مین بھی مسلمانون کے لئے ہین مگر قیامت کے دن خاص اون ہی کے لئے ہون گی۔ اسی طرح ہم اپنی قدرت کی نشانیان اون لوگون کے لئے جو جانتے ہین تفصیل بیان کرتے ہین
قل انما حرم ربی الفواحش ما ظہر منہا وما بطن والاثم والبغی بغیر الحق وان تشرکوا باللہ ما لم ینزل بہ سلطانا وان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون۔ سورۃ الاعراف	کہہ دو کہ میرے پروردگار نے بیحیائی کے کامون کو حرام فرمایا جو اون مین سے ظاہر ہون اون کو بھی اور جو ان مین پوشیدہ ہون اونکو بھی اور گناہ کو اور ناحق سرکشی کو اور یہ بھی حرام فرمایا کہ تم اللہ کے ساتھ اوس چیز کو شریک کرو جس کی اللہ نے کوئی سند نہین اتاری اور یہ بھی حرام فرمایا کہ تم اللہ کی

میانہ روی

اسلام نے روپیہ کے خرچ کرنے مین میانہ روی کا شیوہ اختیار کرنے کا حکم دیا ہی وہ بتلاتا ہی فضول خرچی کرنا ناجائز ہی اور فضول خرچ لوگ شیطان کی

۵ بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۸ ؛- دوسری جگہ اپنی نعمتون کی حسن وخوبی اور اونکی زیب وزینت کے احسانات کو انفاظ ذیل مین یاد دلاتا ہی کہ جن لذائذ دنیا سے متمتع ہونے کی اجازت دیگئی ہی وہ اوسکی یاد سے غفلت کا سبب ہوجائین۔

والانعام خلقها لکم فیها دفء ومنافع ومنها تاکلون ولکم فیها جمال حین تریحون وحین تسرحون وتحمل اثقالکم الی بلد لم تکونوا بالغیه الا بشق الانفس ان ربکم لرؤف رحیم والخیل والبغال والحمیر لترکبوها وزینة ویخلق ما لا تعلمون ۔ سورۃ النحل۔

...چار پایون کو اوس نے پیدا کیا اون مین تمہارے لئے جڑاوے کا سامان ہی اور دوسرے فائدے ہین اور اون مین سے بعض کو تم کہاتے ہو اور تمہاری اونمین رونق بھی ہی جب تم انہین چراکر واپس لاتے ہو اور جب چرانے کو جنگل لیجاتے ہو اور وہ تمہارے اسباب کو ایسے شہر تک اوٹھا لیجاتے ہین کہ تم وہان بغیر جانون کی تکلیف کے پہنچنے والے نہ تھے بیشک تمہارا پروردگار شفقت کرنے والا مہربان ہی اور گھوڑون کو اور خچرونکو اور گدھون کو پیدا کیا تاکہ تم اونپر سوار ہو اور آرایش کیلئے پیدا کیا اور وہ پیدا کرتا ہی جو تم نہیں جانتے۔

پھر فرماتا ہی

وهو الذی سخر البحر لتاکلوا منه لحما طریا وتستخرجوا منه حلیة تلبسونها وتری الفلک مواخر فیه ولتبتغوا من فضله ولعلکم تشکرون ۔ سورۃ النحل۔

اور وہی ہی جس نے دریا کو تمہارا تابع کیا تاکہ تم اوس سے تازہ تازہ گوشت مچھلیون کا نکالکر کہاؤ اور اوس سے زیور یعنی موتی وغیرہ نکالو تاکہ اونہین پہنو اور اے شخص تو کشتیونکو دریا مین چلتے ہوئے دیکھتا ہی اور دریا کو تمہارے تابع اس لئے کردیا کہ تم اوسکا فضل یعنی روزی تلاش کرو تاکہ تم شکر کرو۔

بھائی ہین اور بخیلون کی نسبت بھی وہ ملامت کی صدا بلند کرتا ہی۔ پھر وہ اس اصول کی ہدایت کرتا ہے کہ نہ تو خرچ کرنے سے اپنا ہاتھہ بالکل بند کرکے گردن مین ڈال لو اور نہ اسقدر کھو لو کہ تم کو تنگ ہونا پڑے ۵۳

دینداری مین افراط

اندیشہ تھا کہ مسلمان دینداری مین افراط کرکے دنیا کو بالکل بھولجائینگے اسلئے اسلام نے نصیحت کی کہ آخرت کا کام بھی کرتے رہو اور دنیا کی نعمتون مین تمہارا جو حصہ ہی اوسکو بھی نہ بھولو۔

غرضکہ مذہب اسلام نے نہ تو انسان کا محض جسمانی اور دنیا پرست ہونا گوارا کیا ہی اور نہ اس کے لیے محض روحانی اور ملکوت پسند ہونا منظور کیا ہی بلکہ اس نے یہ چاہا ہی کہ انسان بموجب اپنی اصلی تعریف کے حیوان ناطق ہو اور وہ جسمانی اور روحانی کمالات سے ایک ساتھہ مستفید ہو سکے ۵۴۔

اسکے متعلق قرآن کریم کی تعلیم حسب ذیل الفاظ مین ہی۔

۵۳ وات ذالقربی حقہ والمسکین وابن السبیل ولا تبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین وکان الشیطان لربہ کفورا ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطہا کل البسط فتقعد ملوما محسورا۔

اور قرابتدار کو اوسکا حق دیدو اور مسکین کو اور مسافر کو اور بیجا صرف کرکے فضولخرچی نکرو کیونکہ بیشک فضولخرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہین اور شیطان اپنے پروردگار کا ناشکر ہی اور تم اپنے ہاتھہ کو اپنی گردن کی طرف جکڑا ہوا نہ رکھو یعنی بخل نہ کرو اور نہ اسے بالکل کھولدو بلکہ توسط کی حالت اختیار کرو ایسا نہ کروگے تو الزام اوٹھاکر پچھتاتے ہوئے بیٹھ جاوگے (سورۃ الاسرا)

۵۴۔ اسکے متعلق یان الفاظ ارشاد ہے۔ (دیکھو صفحہ ۱۴۱)

نتیجہ

اس اصول کا نتیجہ یہ ہی کہ جو شخص مسلمان ہوگا اور اس اصول کا پابند ہوگا وہ آخرت کی تلاش کے ساتھہ اس دنیا کے فوائد سے بھی تمتع اوٹہائے گا وہ اسرار قدرت کے مطالعہ کے لئے کرۂ زمین پر گشت لگائے گا - اوسکی نظر زمین کی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۷ :- وابتغ فیما اتاک اللہ الدار الآخرۃ ولا تنس نصیبک من الدنیا واحسن کما احسن اللہ الیک ولا تبغ الفساد فی الارض ان اللہ لا یحب المفسدین

اور جو کچھہ اللہ نے تجھے دیا ہی اسمین دار الآخرت کی جستجو کر اور اپنا حصہ دنیا سے نہ بہول جا اور لوگون کے ساتھہ نیکی کر جیسے اللہ نے تیرے ساتھہ نیکی کی ہی اور زمین مین فساد کرنے کی خواہش نہ کر بیشک اللہ فساد کرنے والون کو دوست نہین رکھتا۔

پس ظاہر ہی کہ اسلام نے جسم کو جسم کے حقوق عطا کئے اور روح کو روح کے۔ اسلام نے اپنے احکام مین انسان کے اجزائے حقیقت کا لحاظ رکہا اور اوسکو حیوان ناطق سمجہا اوسکو محض جسمانی یا محض ملکوتی نہین قرار دیا۔ اوسکو اہل دنیا مین بھی شمار کیا - اور اہل آخرت مین بہی وہ اگر اوسکو مقام روحانی کی حاصل کرنے کے لئے حکم دیتا ہی تو جہان چھوڑ بیٹھنے کے لئے نہین کہتا ہی اوس لئے۔ هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعًا " کہکر انسان کو یہ بتا دیا ہی کہ دنیا و مافیہا اوسی کی ہی اعتدال کے ساتھہ وہ اوس مین جسطرح چاہے تصرف کر سکتا ہی اور رفاہیت کے اسباب انتہائی حد تک مہیا کر سکتا ہی۔ اسلام کی یہ آزادی عین فطرت پر مبنی ہے نفوس انسانی مین منافست اور مسابقت کی خواہش ودیعت کیگئی ہی جس چیز کو وہ اپنے لئے بہتر سمجہتے ہین اور مفید و نافع خیال کرتے ہین اوس کے حصول مین وہ ایک دوسرے سے بڑہنے اور بازی لے جانے کی کوشش کرتے ہین۔

طبیعت انسانی مین یہ بات ہو ہی نہین کہ وہ میدان طلب مین کسی حد پر آکر ٹھہر جائے یا کسی نقطے پر پہنچکر اوسکی کوشش کی حرکت تھم جائے خدا نے اوسمین اتنی قوت رکھی ہی کہ وہ

ترقی کے مدارج طے کرتی چلی جائے اور نہین دم نہلے اور کمال کے تمام اطوار اور وجود حاصل کرے۔ اور کبھی بس نہ کرے۔

ظاہری سطح ہی پر نہین رہیگی بلکہ وہ زمین کی اندرونی حالت پر بھی غور کریگا
- اور اس کے پیٹ کے اندر کی چیزین باہر نکال لائےگا۔

وہ ہواؤن کی رفتار پر غور کریگا وہ پانیون کی روانی کو زیر مشاہدہ
لائیگا وہ آسمان کے ستارون کے موقعون کو معین کریگا اور ان کے مدارونکو
اور رفتارون سے بحث کریگا۔ غرضکہ وہ ہر علم مین سرگرم ہوگا۔ اسکی علمی تحقیقات
یا تو اس غرض سے ہوگی کہ وہ انسانی ضرورتون کو پورا کرے۔ یا اس لئے کہ
قدرت سے جو فواید حاصل ہو سکتی ہین اون کو تکمیل کے درجے تک پہنچائے۔ یا
اسلیئے کہ علم مین جو اعلیٰ ترین لذت پوشیدہ ہی اوس سے لطف اوٹھاے وہ
دیکھیگا کہ دین کا کوئی حکم اوسکو مشاغل سی نہین روکتا ہی اور نہ کوئی حکم دنیا
کی ان لذتون اور فائدون کے حاصل کرنے مین اوس کے رستے مین حایل
ہوتا ہے۔

اسمین کوئی شبہہ نہین ہی کہ مسلمان خدا کا شکر پوری طرح اسی وقت ادا کر سکتا
ہے جبکہ وہ تمام کائنات پر غور و فکر کی نظر دوڑائے اور اسکی اندرونی اسرار کا پتہ
لگائے اور اوسکے قدرتی قوانین کا علم حاصل کرے اور ہر مفید چیز کے فواید سے
مستفید ہو اگر وہ اس کام مین سستی اور کاہلی کرتا ہی تو اوس سے خدا کا
شکر کما حقہ ادا نہین ہو سکتا خدا نے قرآنمجید مین ایک جگہ فرمایا ہی کہ زمین کی
ہر چیز تمہاری فائدہ کے لئے پیدا کی گئی ہی دوسری جگہ فرمایا ہی کہ زمین۔ اور
آسمان کی تمام چیزون کو مسخر کرنے کی قابلیت تم مین رکھی گئی ہی۔ پس اسلام
کی رو سے اہل علم ہی وہ لوگ ہین جو خدا کی نعمتون کا اندازہ کر سکتے ہین اور وہی
ان فوائد کو جان سکتے ہین جو کائنات کی چیزون مین خدا نے ودلیت کی ہین۔
غور کرو کہ مسلمانون کا مذہب مسلمانون کو عزت اور برتری حاصل کرنے پر
کسقدر اکساتا ہی وہ اس بات کو گوارا نہین کرتا کہ وہ ترقی کے بلند درجے سے
نیچے رہین وہ اس غرض کے لئے علم حاصل کرنے اور اوس کی تلاش کرنے پر اون کو

مجبور کرتا ہے وہ بلند آواز سے کہتا ہے کہ ای خدائے برحق پر ایمان رکھنے والو دوڑو اور علم کی تلاش کرو۔ خواہ وہ کسی جگہ ملے اور کسی کی زبان سے حاصل ہو یہی سبب تھا کہ پہلے زمانہ کے مسلمان علم کی تلاش مین ہزارون کوس کا سفر کرتے تھے اور سفر کی تکلیفون اور دشواریون کی مطلق پروا نہین کرتے تھے۔ جہان کہین وہ کسی عالم کا موجود ہونا سنتے تھے فوراً اس طرف کوچ کر دیتے تھے اور اس بات کا خیال نہین کرتے تھے کہ اوس عالم کا مذہب یا عقیدہ کیا ہے ان کے کانون مین جو صدائین گونج رہی تہین وہ یہ تہین کہ حکمت مسلمانون کی گم شدہ چیز ہے جہان کہین وہ ملے مسلمان اس کے حقدار ہین خدا جسکو چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے اور جس کسیکو وہ حکمت عطا کرتا ہے اوسکو دنیا کی بہت سی خوبیان ملجاتی ہین وہ جانتے تھے کہ خدا نے بغیر کسی قید کے علم اور اہل علم کی تعریف قرآن مجید مین کی ہے اس لئے وہ ہر علم کی تلاش کرتے تھے اور ہر اہل علم کے سامنے زانوی ادب تہ کرتے تھے پیغمبر اسلام علیہ الصلواۃ والسلام کا یہ فرمان بھی ان کو یاد تھا۔ کہ "علم کی تلاش کرو اگر وہ چین مین ملے" اور یہ ظاہر ہے کہ چین مین اوس زمانہ مین کوئی مسلمان نہین تھا اور نہ مسلمانون کو کوئی مذہبی علم وہان پڑہایا جاتا تھا۔ علم کی تلاش اول اول اس غرض سے کیجاتی ہے کہ اوس سے دنیوی فواید حاصل ہون یا معاش کی ضرورتین پوری کیجائین مگر جب کسی قوم مین علم گہری جڑ پکڑ جاتا ہے تو علم کی تلاش مین طالبان علم کو ایسی روحانی لذت حاصل ہوتی ہے کہ خود علم ہی اون کا اصلی مقصود ہو جاتا ہے اور دیگر اغراض و فواید اس مقصد کے سامنے انکی نظر مین پست ہو جاتے ہین حواس کے ذریعہ سے جو لذتین حاصل ہوتی ہین انمین انسان کے ساتھ حیوان بھی شریک ہین مگر عقل کے ذریعہ سے جو لذت نصیب ہوتی ہے وہ انسان ہی کے لئے مخصوص ہے اسلئے عقل کے استعمال کرنے مین جب انسان کو لذت آنے لگتی ہے تو رفتہ رفتہ یہ لذت اوسکا ذاتی مقصد بنجاتی ہے اور دیگر تمام فواید جو اس لذت کے تابع ہین اوس کی نگاہ مین بالکل ہیچ

معلوم ہوتے ہین ہماری قوم کے ایک بڑے پیشوا کا قول ہو کہ ہم نے علم کی تلاش غیر خدا کے لیے کی تہی مگر علم نے اس بات سے انکار کیا کہ وہ خدا کے سوا کسی اور مطلب کیلئے ہو بلاشبہ جب علم علم ہی کے لیے حاصل کیا جاتا ہی اور اس روحانی لذت کے سامنے تمام جسمانی اغراض انسان کو فراموش ہو جاتے ہین تو رفتہ رفتہ وہ اس نقطے کے قریب ہوتا جاتا ہی جو روح کی ترقی کیلئے آخری منزل ہو یعنی خدا کی معرفت کا اسرار اوسپر منکشف ہونے لگتے ہین

ان اصولون کا اثر زمانہ گزشتہ کے مسلمانون پر

اب مین اس بات پر بحث کرتا ہون کہ ان اصولون کا اثر زمانہ گزشتہ پر کیا ہوا جب عمرو بن عاص نے مصر کو فتح کیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو چھ برس (اور ایک روایت مین نو برس) گزرے تہے - اسوقت اسلام کی صبح اول تھی - مصر مین اس زمانہ مین یعقوبی فرقے کے عیسائیون مین سے ایک شخص یوحنا نحوی کے نام سے مشہور تہا - جو پہلے ملاح تہا - مگر علم کے شوق نے اوسکو یکایک اپنی پیشے کے چھوڑنے پر مجبور کیا اوس نے چالیس سال کی عمر مین علم کی تحصیل شروع کی اور رفتہ رفتہ علم مین اسقدر ترقی کی کہ وہ اپنے زمانہ کے نامور فلسفیون طبیبون منطقیون - اور نحویون مین شمار ہونے لگا -

یورپ کے اکثر مورخ اور مسلمان مورخ لکھتے ہین کہ جب عمرو بن عاص نے اوسکی شہرت سنی تو اوسکو اپنے پاس بلایا اور اوسکی تعظیم و تکریم کی رفتہ رفتہ دونون مین بہت گھری محبت کے تعلقات پیدا ہو گئے چنانچہ یورپ کا ایک فلسفی انشاپرداز لکھتا ہی کہ "عمرو بن عاص فاتح مصر اور یوحنا نحوی مین جو محبت آمیز تعلق تہا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ عربون کی عقل آزاد اور بلند خیالات کے قبول کرنے مین کہان تک ترقی کر سکتی ہی - اسمین کچھہ شبہ نہین ہی کہ عرب کے باشندے زمانہ جاہلیت کی بت پرستی کی تاریکی سے نکلکر جب محمدی توحید کے دائرے مین داخل ہوئے تو اون کی عقل فلسفی اور ادبی علوم مین جولانیان دکھانے کے لیے پوری طرح تیار ہو گئی تہی -

مسلمان ایران شام اور عراق کے باشندون کے ساتھہ فوراً گھل مل گئے
اور اونکو بے تکلف حکومت کے کامون مین شریک کر لیا۔ مذہب اسلام نے
غیر مذہب والون کو اس بات سے نہین روکا کہ وہ مسلمان کی حکومت کے کامون
مین شریک ہون ملک شام مین مسلمانون کے تمام دفاتر حکومت رومی زبان
مین تھے اور ایک عرصہ تک وہ رومی زبان ہی مین رہے اسکے بعد وہ عربی زبان
مین بدل دیے گئے پھر اسلام کی رواداری نے مسلمانون کو بہت جلد مختلف
علوم و فنون کے سیکھنے پر آمادہ کر دیا۔

مسلمان ادبی اور عقلی علوم مین مشغول ہوے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بیس برس بعد حضرت علیؓ نے
مسلمانون کو ادبی علم کی تعلیم اور زبان عربی کے قواعد وضع کرنے پر مایل کیا
اگرچہ اس زمانہ مین خانہ جنگی کے شعلے بھڑک رہے تھے مگر مسلمانون نے رفتہ
رفتہ علم مین ترقی کرنی شروع کر دی بنی امیہ کے عہد خلافت مین تاریخ
نویسی۔ شاعری اور انشا پردازی نے اسقدر ترقی کی کہ اتنی مدت مین
کوئی قوم ان علوم مین ایسی ترقی نہین کر سکی اموی حکمران شاعرون انشا
پردازون اور مورخون کو نہایت عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے
بنی امیہ کے آخری ایام خلافت مین عقلی علوم و فنون کا مسلمانون مین چرچا
ہونے لگا اور پہلی صدی ہجری کے ختم ہونے سے پہلے بہت سی کتابین
عقلی علوم کی عربی زبان مین ترجمہ ہو گئین۔

بنی امیہ نے مدینہ کو دارالخلافتہ نہین بنایا بلکہ اونہون نے اس غرض
کے لیے دمشق کو پسند کیا اور وہ خلفائے راشدین جیسی سادہ زندگی بسر کرنا
قابل نہین رہے ایران کا ایک سفیر جب حضرت عمرؓ فاروق کے پاس آیا تھا
تو اوسکو یہ دیکھکر حیرت ہوئی تھی کہ اون کے لیے کوئی عالیشان محل نہین ہے
وہ ایک کھجور کے درخت کے سایہ مین سو رہے تھے مگر جب دنیا کے بادشاہ ہو گئے

ایلچی امیر معاویہ کے دربار مین پہونچے تو اوہون نے دیکھا کہ ایوان خلافت عربی دستکاریون سے مزین ہو اور اسکے گرد آراستہ اور پیراستہ باغ ہین اور اون مین چشمے جاری ہین اور ایوان خلافت کے کمرے بیش قیمت سامانون سے بہری ہوئے ہین امیر معاویہ نے زندگی کی یہ روش اختیار کرنے مین اسلام کی خلاف ورزی نہین کی بلکہ وہ درحقیقت اون دنیوی فواید سے مستفید ہوے جن کی اجازت اسلام نے دیرکہی تہی۔ بلاشبہ ان کے اس طریقہ زندگی سے دستکارون اور صناعون کو بہت بڑا فائدہ ہوا اور عربون مین قسم قسم کی صنعتونکو رواج ہونے لگا۔

علم ریاضی و طبیعی مین مسلمانون کی سرگرمیان

بنی اُمیہ کی سلطنت آخرکار ختم ہوگئی اور ان کی جگہ بنی عباس کا نشان خلافت بلند ہوا۔ منصور عباسی نے دمشق کی جگہ بغداد کو دارالخلافت بنایا جو رفتہ رفتہ علم اور تمدن کا مرکز بنگیا۔ اوس نے طب اور شریعت کے مدرسے قایم کئے اور فلکیات پر بھی اپنی توجہ مبذول کی۔

ہارون رشید نے منصور کے ارادون کو تکمیل تک پہونچایا اور اس کی حکم سے ہر مسجد کے ساتھ ایک مدرسہ مختلف علوم کی تعلیم کے لیۓ قایم ہوگیا۔ پھر ہارون رشید کے زمانہ مین علم اپنی پوری عروج پر پہنچا۔ کہا جاتا ہی کہ سواونٹون سے زیادہ کتابین اس زمانہ مین دارالخلافت بغداد مین لائی گئین۔ میخئیل سوم کے ساتھ اس شرط پر صلح کی گئی کہ وہ قسطنطینیہ کا ایک کتب خانہ خلافت کی نذر کرے۔ جب یہ کتب خانہ بغداد مین لایا گیا تو اس مین بطلیموس کی کتاب بھی نکلی جو علم ہیئت مین تہی۔ مامون کے حکم سے اس کا ترجمہ عربی زبان مین کیا گیا اور اسکا نام مجسطی رکہا گیا۔ بنی عباس کے زمانہ مین جو آنحضرت کے چچا کی نسل سے تہے اسقدر علمی کتابین عربی زبان مین ترجمہ کی گئین کہ ان کا شمار کرنا ناممکن ہی

عام اور خاص کتب خانے

اسلامی سلطنتون نے کتب خانے قایم کرنے پر بہی اسقدر سرگرمی سے توجہ کی کہ اہل

زمانہ مین کوئی غیر مسلمان سلطنت اس باب مین اون کی ہمسری نہین کرسکتی تھی۔ چوتھی صدی کے شروع مین قاہرہ مین جو کتب خانہ تھا اسمین ایک لاکھ کتابین تھین اون مین سے صرف طب اور ہیئت کی کتابین چھ ہزار کے قریب تھین۔ اس کتب خانہ کی کتابین القاہرہ کے طلبار کو مطالعہ کے لیے مستعار دی جاتی تھین۔ دو کمرے بھی اس کتب خانہ مین تھے جنمین سے ایک کمرہ چاندی کا تھا اور اسکی خود بطلیموس نے تیاری کی تھی اور تین ہزار دینار اس کی تیاری مین صرف ہوے تھے دوسرا کمرہ پیتل کا تھا۔ اسپین مین جو مسلمانون نے عظیم الشان کتب خانہ قایم کیا تھا۔ اس مین تین لاکھ جلدین علمی کتابون کی موجود تھین اور ان کی فہرست ۴۴ جلدون مین تھی۔ صرف اسپین مین (۷۰) کتبخانہ ایسے تھے جن مین ہر شخص کو جانے اور کتابون کے مطالعہ کرنے کی اجازت تھی۔ ان کتب خانون مین مطالعہ کرنے اور نقل و ترجمہ کے لئے جدا جدا کمرے بنے ہوئے تھے۔

خاص خاص اہل علم بھی اپنے مکانون پر نہایت عمدہ کتبخانہ رکھتے تھے اور انہون نے بھی لوگون کو عام اجازت دے رکھی تھی کہ وہ اون کی کتابون سے مستفید ہون مشہور ہے کہ بخارا کے ایک حکمران نے علاج کے لئے اسپین کے ایک مسلمان طبیب کو بلایا۔ طبیب مذکور نے جواب مین لکھا کہ میرا آنا ناممکن ہے کیونکہ میری کتابون کے بار کرنے کے لئے کم سے کم ۴۰۰ اونٹ درکار ہین اور بغیر ان کتابون کے مین کہین نہین جا سکتا جنین ابن اسحاق کا کتب خانہ بھی بغداد مین ایسا تھا کہ اوس سے عقلی اور ریاضی علم کے طلبار کو مستفید ہونے کی عام اجازت تھی۔

مسلمانون کے مدرسے

مسلمانون کی سلطنت کی وسعت رومی سلطنت کی وسعت سے بہت زیادہ تھی اس تمام وسعت مین جابجا ہزارون مدرسے تعلیم و تربیت کیلئے قایم تھے جنمین جوق جوق طلبا آتے اور تحصیل علم کرتے تھے اُنکی وسعت کی حدون کا اندازہ اسطرح

ہو سکتی ہی کہ مشرق مین منگولیا اور تاتار اور مغرب مین مراکو اور اسپین مین مسلمانون کی شاندار درسگاہین قایم تہین اور طالبان علم ہزارون کوس کا سفر کرکے علم کی "تلاش" مین ان درسگاہون تک پہنچتے تھے۔

ان مدرسون مین تعلیم کا طریقہ یہ تہا کہ معلم اپنی یاد داشت سے ہر علم پر زبانی یا تحریری لکچر دیتے تہے اور کسی خاص کتاب کی پابندی نہین کرتے تہے۔ شاگرد ان لکچرون کو "قلمبند کرلے" جانتے تہے پہر یہ لکچر دامائی کے نام سے عام لوگون مین مشتہر کیئے جاتے" تہی مورخین کا اس بات پر اتفاق ہی کہ اوس زمانہ مین ہر علم کی کتابین اور ہر قسم کے علمی مضامین لوگون مین آزادی کے ساتھہ شایع کیئے جاتے تہے اور اون کی نسبت کوئی روک ٹوک نہین ہوتی تہی ایک مورخ نے البتہ یہ لکہا ہی کہ عقاید کے متعلق ایک اسلامی ملک مین جو کتابین شایع کیجاتی تہین اون کے لیئے حکام سے اجازت لینی ہوتی تہی مگر میرے علم ویقین مین اسلامی ممالک مین کبہی ایسا نہین ہوا۔ جب تک کہ اسلام اسلام رہا اور اس کے اصلی اور صحیح اصولون پر عملدرآمد ہوتا رہا۔

یورپ کے نامور مورخ گبن نے لکہا ہی کہ "مسلمان گورنر اور وزیر علم اور اہل علم کی قدر دانی مین خلفاء کیساتھ ہمسری کرنے کے بڑے شایق تہے اور مدرسے قایم کرنے اور غریب طلباء کی مدد کرنے مین نہایت فیاضی سے کام لیتے تہے اسکا سبب یہ تہا کہ علم کی اصلی لذت سمرقند اور بخارا سے فلس اور قرطبہ تک تمام مسلمانون کے دلون مین سرایت کرگئی تہی۔ خیال کرو کہ صرف ایک وزیر نے (یعنی نظام الملک نے) بغداد مین ایک مدرسہ قایم کرنے پر اپنی ذات سے دولاکہہ دینار صرف کرڈالے اور پندرہ ہزار دینار کی سالانہ آمدنی کی جائداد اس کے لیئے وقف کردی اس مدرسہ مین چہہ ہزار طلباء تعلیم پاتے تہے اور اسمین بڑی سے بڑی دولتمندون اور غریب سے غریب لوگون کے لڑکے علم کی تحصیل یکسان طور پر کرتے تہے امیرون کو لڑکے تو اپنے ذاتی خرچ سے تعلیم پاتے تہے۔ مگر غریب طلباء کے تمام اخراجات کا ذمہ دار

خود مدرسہ تھا اس مدرسہ کے معلمون کے لیے بھی بیش قرار تنخواہین مقرر کی گئی تہین:-

ایک زمانہ مین تین اسلامی سلطنتین قایم تہین۔ جو حکومت اور ملکی شان و شوکت ہی مین ایک دوسرے کا مقابلہ نہین کرتی تہین۔ بلکہ علمی ترقی مین بھی ایک دوسرے پر سبقت لیجانا چاہتی تہین۔ اون مین ہی عباسیون کی سلطنت ایشیا مین تھی۔ فاطمیون کی سلطنت افریقہ مین امویون کی سلطنت یورپ مین۔ چنانچہ جس طرح سمرقند کی رصدگاہ مشرق مین شہرت رکھتی تھی۔ اسی طرح اشبیلیہ کی رصدگاہ اسپین مین مشہور تھی اور زبان حال سے کہتی تھی کہ مغرب کے مسلمان مشرق کے مسلمانون سے علمی اور عقلی ترقی مین کسی طرح کم نہین ہین۔

تمام اسلامی ملکون کے مدارس مین مدارس طبیہ کے امتحانون کو قواعد القاہرہ کے مدرسہ طبیہ سے لئے گئے تھے اور یہ قواعد نہایت مکمل اور اعلیٰ تھے کسی طبیب کو مطب کرنے کی اجازت نہ تھی۔ جب تک کہ وہ اون قواعد کو بموجب علوم طبیہ کے امتحان مین کامیاب نہو۔ سب سے پہلا طبیہ مدرسہ جو اعلیٰ طریقہ پر قایم کیا گیا۔ وہ سلرنو (ملک اٹلی) کا طبی مدرسہ تھا جسکو عربون نے قایم کیا تھا۔ اور سب سے پہلی رصدگاہ جو یورپ مین قایم کی گئی وہ اشبیلیہ کے رصدگاہ تھی جسکی بنیاد انہون نے ڈالی تھی۔

مسلمانون نے ہر قسم کے علوم طبیہ اور فنون ادبیہ مین سرگرمی کا اظہار کیا یہان تک کہ انہون نے ان قصون اور خیالی داستانون کے لکھنے مین بھی مہارت کا ثبوت دیا جنمین تمدنی حالات کی تصویر کھینچی جاتی ہے۔ شروع مین اونہون نے سریانی اور یونانی زبان سے علمی کتابون کے ترجمہ کرائے۔ اول اول مترجمی کا کام مسیحی اور صابی مذہب کے لوگ کرتے تھے مگر رفتہ رفتہ بہت سے مسلمانون نے یونانی اور لاطینی وغیرہ زبانین

سیکہہ لین اور وہ خود اصلی زبانون مین علمی کتابون کو پڑہنے اور اون کا ترجمہ کرنے لگے انہون نے لاطینی اور یونانی زبان کے لغت بہی تیار کیے۔ اول اول تعلیم کا کام بہی صرف عیسائیون اور یہودیون کے ہاتہہ مین تہا مگر کچہہ عرصہ کے بعد جو مدارس بڑے بڑے مسلمانون نے قایم کیے انمین ہر مذہب اور ہر قوم کے معلم مقرر کیے گئے اور ہر علم کی تعلیم اس شخص کی سپرد کی گئی جو اس علم مین کمال رکہتا تہا۔

عرب کی علوم اور ان کی اکتشافات

عربون کا علم اول اول بالکل یونانی تہا مگر ایک ہی صدی کے بعد اونکا علم عربی ہوگیا۔ انہون نے اس بات پر قناعت نہین کی کہ وہ مدت دراز تک ارسطو۔ افلاطون۔ اقلیدس۔ اور بطلیموس کے شاگرد کہلائین۔ جیسی کہ اہل یورپ کی حالت دس صدیون تک رہی۔

کہا جاتا ہی کہ یورپ مین بیکن پہلا شخص ہی جس نے علوم کی بنیاد تجربہ اور مشاہدے پر رکہی اور ان کو تقلید کی بندش سے آزاد کیا۔ مگر عربون مین یہ اصول دوسری صدی ہجری ہی کے آخر مین مسلم ہوگیا تہا۔ سب سے پہلا اصول جس کے سبب مسلمانون کا فلسفہ غیر قومون کے فلسفہ سے ممتاز ہوا یہ تہا۔ کہ انہون نے علم کی بنیاد مشاہدون اور تجربون پر رکہی اور اسبات پر زور دیا کہ علم عقاید و طبیعیہ مین محض معقول پر قناعت نہ کی جاے۔ جب تک کہ تجربے اور مشاہدے سے اسکی تائید نہ ہوتی ہو موسیو لیبان اپنی کتاب "تمدن عرب" مین لکہتا ہی کہ عربون کے نزدیک یہ قاعدہ مسلمات سے تہا کہ پہلے تجربہ اور مشاہدہ کرو۔ پہر کسی علمی بات پر یقین کرو مگر یورپ مین پندرہوین صدی عیسوی کے بعد تک یہ قاعدہ تسلیم کیا جاتا تہا کہ کتابون مین پڑہو اور جو کچہہ استاد کہین اسکو بار بار دہراؤ یہی طریقہ علم حاصل کرنے کا ہے۔

ڈیلامیر علم ہیئت کی تاریخ مین لکھتا ہی کہ اگر یونانیون مین ستارون کی رسد کرنے والے دو تین ملسکتے ہین تو عربون مین اجرام سماوی کا مشاہدہ کرنے والے اور اپنی مشاہدات کو باقاعدہ قلمبند کرنے والے بیشمار ملسکتے ہین اور علم کیمیا کا حال تو یہ ہی کہ اگر یونانیون مین ایک کیمیا دان ملسکتا ہی تو اس کے مقابلہ مین دوسو عرب کیمیا دان بتائے جاسکتے ہین جنھون نے اپنی تجربون سے اس علم کو ترقی دی۔ یہی سبب ہی کہ کیمیائے حقیقی کو خالص عربی علوم مین شمار کرتے ہین" مسلمان ہندسہ اور علوم ریاضیہ کو بھی علمی استدلال کے لئے نہایت ضروری خیال کرتے تھی اور یقین کرتے تھی کہ معلومات سے مجہول کے دریافت کرنے کے لئے اس سے زیادہ صحیح اور مدلل طریقہ نہین ہی۔

عربون ہی نے سب سے پہلے گھڑیون سے کام لیا اور وقت کی باریک تقسیم کی نیز انھون نے جامد اور سیال چیزون کا وزن نوعی دریافت کرنیکا قاعدہ ایجاد کیا اور اوسکی متعلق جو جدولین انھون نے تیار کین وہ نہایت صحت اور باریک بینی پر مبنی تھین اسی طرح انھون نے ستارون کو نہایت غور کے ساتھ مشاہدہ کرکے اون کے متعلق نہایت صحیح جدولین بنائین۔ سمرقند۔ بغداد۔ اور قرطبہ کی اسلامی رصدگاہون مین یہ جدولین موجود رہتی تھین وہ اپنی علمی تحقیقات کشش اجسام کے اصول کے قریب پہنچ گئے تھی عربون نے مختلف علوم مین جو اضافہ کیا اور جو علمی انکشافات اون سے ظہور مین آئے اون کا بیان کرنا اس موقع پر ناممکن ہی یورپ کے انصاف پرست اور روشنضمیر علماء نے مسلمانون کی علمی کوششون اور کارنامون کا بیان اپنی تصنیفات مین نہایت تفصیل اور تحقیق سے درج کیا ہی۔ شاید آیندہ کسی وقت مین یہ بات ممکن ہو کہ اون کتابون کا ترجمہ مسلمانون کی زبانون مین کردیا جائے اور مسلمان اپنی بزرگون کی علمی ترقیون سے خبردار ہوسکین۔ مگر یہان یورپ کے ایک نامور فلسفی کا قول درج کرنا ضروری ہی جس نے لکھا ہی کہ "عربون کی علمی کتابون کو دیکھکر

نہایت حیرت ہوتی ہی۔ جبکہ اون مین وہ رائین اور وہ خیالات ہم کو
نظر آتے ہین۔ جو یورپ مین ابہی ابہی شایع کیئے گئے ہین۔ مثلاً کائنات عضویہ
کا ارتقا جو زمانہ حال کا علمی نظریہ ہی عربون کے مدارس مین مسلم تہا اور اس باب
مین اون کے خیالات ہم سے بھی زیادہ بلند اور وسیع تھی اون کے نزدیک ارتقا غیر
غیر عضوی اجسام موجودات بسیط تہا اور علم کیمیا مین معدنیات کا مختلف شکلون
مین تحویل کرنا اسی اصول پر مانا جاتا تہا علامہ خزنی لکہتے ہین کہ جاہل لوگ جب
علماء کی زبان سے یہ بات سنتے ہین کہ سونا مختلف شکلون مین تبدیل ہوتا
رہا ہی یہانتک کہ وہ سونا بن گیا ہی تو وہ گمان کرتے ہین کہ سونا اول سیسہ
تہا پھر ٹین بن گیا۔ پھر پیتل کی شکل مین آگیا پھر چاندی کی صورت مین
تبدیل ہوگیا۔ پہر وہ سونا بن گیا وہ نہین جانتے کہ علماء کے اس قول سے وہی
مراد ہی جو ان کے اس قول سے ہے کہ انسان موجودہ حالت تک بتدریج ترقی
کرکے پہنچا ہی حالانکہ اس کہنے سے ان کی یہ مراد نہین ہی کہ انسان اول بیل تہا
پہر گدہا ہوا۔ پہر گہوڑا بنا۔ پہر بندر رہ گیا۔ پہر انسان بن گیا۔

موسیو لیبان نے لکہا ہی کہ عرب ہی نے سب سے پہلے دنیا کو بتایا کہ مذہب پر
قایم رہنے کے ساتھ علم مین آزادی کے ساتھ کیونکر مشغول ہوسکتے ہین۔

اس موقع پر مین اون فلاسفہ کے قول سے اختلاف کرتا ہون جنہون نے
کہا ہی کہ ابن رشد علم مین آزادی کے ساتھ اپنی خیالات کا اظہار کرنے مین اس
درجہ تک پہنچ گیا تہا کہ اس کے بعض اقوال مذہب اسلام کے اصولون کی برخلاف
ہین۔ مثلاً وہ اس بات کا قایل تہا کہ جسم کے فنا ہونے کے بعد روح باقی نہین رہتی
میرے نزدیک انہون نے ابن رشد کے کلام کو سمجھنے مین غلطی کی ہی اور صرف
اسی بات مین نہین بلکہ بہت سی باتون مین انہون نے اوس کے اقوال کی غلط
تعبیر کی ہی۔ ابن رشد اس امر کا قایل تہا کہ مذہب اسلام علم کے منافی نہین ہے
ابن رشد کی جو کتابین ہماری ہاتھون مین ہین۔ ان مین کوئی بات ایسی

نہین ہی جو مذہب اسلام کے برخلاف ہو۔ ہان ابن سبعین کے کلام مین ایسی باتین ضرور ہین اور اس نے ابن رشد کے شاگردون سے علم کی تحصیل کی تہی۔

یورپ کا ایک اور فلسفی لکہتا ہی کہ "عربون نے جن علوم کو یونانیون اور غیر قومون سے حاصل کیا وہ یا تو پرانی کتابون مین مدفون تہی یا کتب خانہ کی چار دیواریون مین بند تہی یا بعض لوگون کے دماغون مین پوشیدہ تہی۔ نوع انسان کو اون سے کوئی فیض نہین پہنچتا ہی۔ عربون کے ہاتہہ مین آئے تو انہون نے ان علوم کے مردہ قالبون مین روح پہونک دی وہ اخلاق اور ارواح کی غذا بن گئے وہ دولت اور صنعت کے سرچشمے ہوگئے۔ وہ انسانی قوتون کو منزل کمال تک دوڑانے کے لئے مہمیز بن گئے۔ یورپ مین جن لوگون نے تاریخ کا مطالعہ کیا ہی اور عقل و انصاف سے کام لیا ہی ان مین کوئی شخص ایسا نہین ہی جو مسلمانون کی اس فضیلت سے انکار کرے کہ انہون نے یورپ کو جہالت کی تاریکی سے نکالکر علم کی روشنی مین پہنچایا اور انکو بتایا کہ وہ کسطرح دیکہین اور کس طرح سمجہین اور ان کو جتایا کہ علم حاصل کرنے کا صحیح اور اصلی طریقہ تجربہ اور مشاہدے کے سوا نہین ہی۔ مسلمانون نے اپنے علوم اسپین اور جنوبی فرانس اور جنوبی اٹلی کے رستے سے یورپ مین داخل کئے۔

پیرس (دارالسلطنت فرانس) کی سڑکون پر بارہوین صدی عیسوی تک پتھر کا فرش نہین ہوا تہا۔ حالانکہ اسوقت سے بہت پہلے مسلمانون کے اندلسی شہرون مین پتھر کی سڑکین موجود تہین۔

یورپ کا ایک اور مصنف لکہتا ہی کہ "یہ بات مطلق سمجھ مین نہین آتی کہ صرف دو صدیون مین مسلمانون مین کسطرح ہیئت دان پیدا ہوگئے تہے حالانکہ بارہ صدیون مین مذہب عیسوی یورپ مین ایک ہیئت دان بہی پیدا نہ کرسکا یہ علمی ترقیان مسلمانون کے کسی خاص گروہ سے مخصوص نہ تہین بلکہ عام و خاص سب اس بات مین مشغول تہے کہ علم حاصل کرین اور اسکو ترقی دین۔ اسکی وجہ خلفا کی

بردباری اور اسلام کی رواداری تھی یورپ کے ایک عالم نے کسقدر سچ کہا ہو کہ دنیا کی قومون نے نہ مسلمان فاتحون جیسے حلیم حکمران دیکھے نہ اسلام جیسا فیاض اور رواداری مذہب پایا۔

خلفاء اور امراء کی علمی قدردانیان

خلفاء کی نسبت کہا جاتا ہو کہ وہ مذہبی اور ملکی دونون قسم کے اختیارات کے جامع تھے اونکا حال یہ تھا وہ بادشاہ خود علم کی تحصیل مین سرگرم رہتے تھے مامون الرشید اکثر ان لوگون کو سزا دیا کرتا تھا جو فلسفہ اور علم کے دشمن ہوتے تھے۔ تاریخ مطالعہ کرنے والے جانتے ہین کہ اکثر مشہور آدمی مامون تک اس کے حکم سے قید خانے مین رہے۔ کیون؟ اسلئے کہ وہ دینداری مین غلو کرتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ فلسفہ مذہب کے لئے بہ ضرر ہوگا۔ مین یقین کرتا ہون کہ مذہب اسلام کے سوا اور کسی مذہب کی تاریخ مین یہ واقعہ نہین پایا جائے گا کہ کسی مذہبی حاکم نے علم اور فلسفہ کے دشمنون کو سزا دی ہو۔

ابو العلاء معری کے ملحدانہ خیالات سے ایک دنیا آگاہ ہے مگر ذرا دیکھنا چاہیے کہ مسلمان حکمرانون کا اس کے ساتھ کیا برتاؤ تھا۔ تاریخ مین لکھا ہے کہ حلب کے حکمران صالح بن مرداس نے جب معرہ کا محاصرہ کیا اور منجنیق کی مدد سے اوسکو برباد کرنا شروع کیا تو معرہ کے باشندون نے ابو العلاء سے چاہا کہ وہ خود صالح کے پاس جائے اور اس سے سفارش کرے کہ شہر سے محاصرہ اوٹھا لیا جائے (ابو العلاء) باہر نکلا اور صالح کے کیمپ مین پہنچا۔ صالح نے اوسکی بہت عزت کی اور پوچھا کہ آپ نے کیون تکلیف کی۔ ابو العلاء نے اپنی خواہش کو بیان کیا۔ صالح نے اوسکی درخواست کو فوراً منظور کر لیا اور فوج کو محاصرہ اوٹھا لینے اور معرہ سے کوچ کرنے کا حکم دیا اور ابو العلاء کو نہایت عزت اور احترام سے رخصت کیا اس مثال سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے۔

مسلمان حکمران علما کی کسقدر عزت کرتے ہی گو کہ اون علمار کے خیالات اون کے مذہبی عقاید کے مخالف ہون۔

شبہات اور اونکا جواب

اس موقع پر دو شبہے وارد ہوتے ہین ایک شبہ یہ ہی کہ بعض لوگ کہتے ہین کہ عام لوگ جو بعض اوقات علمار کی نسبت نئی نئی تہمتین تراشتے اور اونپر بہتان لگاتے اور اونپر آوازے کستے اور اون کی تحقیر کرتے ہین کیا اس سے یہ امر نہین پایا جاتا کہ مسلمانون کا مذہب علم اور فلسفہ کا مخالف ہی؟ اس شبہ کا جواب یہ ہی کہ بے شک ایسا ہوتا ہی اور ہوتا رہا ہی۔ مگر یہ امر بلاد اسلامیہ ہی کے ساتھ مخصوص نہین ہی۔ آزاد سے آزاد مہذب سی مہذب ملکون مین بہی ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہین ان واقعات کی حقیقت اس سے زیادہ نہین ہی کہ عام طور پر لوگ اوس چیز سے نفرت کرتے ہین جسکو وہ نہین جانتے۔ مگر وہ اس چیز کے جاننے والے کی آزادی مین خلل انداز نہین ہوتے اس قسم کے واقعات کو اون واقعات پر قیاس نہین کرنا چاہی جو ہمنے عیسائیون کے محکمہ تفتیش کی متعلق بیان کئے ہین محکمہ تفتیش کا بڑا مقصد یہ تہا کہ جو لوگ مذہب کے خلاف کوئی شک بیان کرین یا کوئی ایسی علمی بات منہ سی نکالین جو مذہب کے خلاف ہو تو اون کو سخت سزائین دیجائین اور وہ ہلاک کئے جائین۔

دوسرا شبہ یہ ہی کہ بعض لوگ کہتے ہین کہ مسلمان حکمرانون نے اپنی مخالف عقیدہ رکہنے والون کو قتل کرنے کے لئے بعض دفعہ تلوار بھی اوٹھائی ہے جیسا کہ منصور نے زنادقہ کے ساتہہ کیا مگر یہ شبہ بھی نادانی سے پیدا ہوا ہے جب کوئی شخص کوئی خلاف مذہب بات نکالتا ہی اور اوسکو اپنی ہی حد تک محدود رکھتا ہی تو حکومت اوسکی آزادی مین کوئی خلل نہین ڈالتی۔ مگر جب وہ اوس بات کو لوگون مین پہیلاتا ہی اور اس سے عام شورش برپا ہوتی اور اس کو

امان مین فرق آتا ہی تو حکومت کو مجبوراً دست اندازی کرنی پڑتی ہی اسکو علم اور مذہب کی مخالفت سے کوئی تعلق نہین ہی اور یہ وہ امر ہی جسکا ظہور دنیا کے ملکون مین ہمیشہ ہوتا رہتا ہی

ذرا اسوقت پر خیال دوڑاؤ۔ جبکہ مسلمانون مین تعلیم شروع ہوئی تھی اسوقت مسجدون مین تعلیم ہوتی تہی۔ فقیہ۔ محدث۔ متکلم۔ نحوی ادیب فلسفی ہیئت دان اور مہندس لوگ مسجدون مین درس دینے کے لیے حلقہ بنا کر بیٹھتے تہے۔ طالبعلم پاس کے پاس فقیہ کے حلقہ سے فارغ ہو کر فلسفی کے حلقہ مین جا بیٹھتا تہا۔ اور حدیث کی مجلس ہی تعلیم پا کر ادب کی مجلس مین چلا جاتا تہا۔ ان کے درمیان ہر قسم کے مباحثے ہوتے تہی۔ اور ان مین پوری رواداری اور آزادی سے کام لیا جاتا تہا عمر بن عبید کی نسبت خیال کرو کہ وہ مذہب اعتزال مین کیسا سخت تہا۔ باوجود اسکے وہ امام بخاری کے اون مشایخ مین داخل ہی جس سے امام محمد وح نے صحیح بخاری مین احادیث نقل کی ہین منصور عمر بن عبید کی تعظیم و تکریم حد درجہ کرتا تہا منصور کے نزدیک کوئی شخص اوس سے زیادہ معزز و محترم نہین تہا۔

یہ سچ ہی کہ بعض فقہا کے بھڑکانے سے جو دینداری مین غلو کے درجہ پر تہے بعض علماء کے ساتھ سختی بھی کی گئی ہی۔ مگر اس کا باعث حسد کے سوا اور کچھ نہین ہے ابن رشد کے واقعہ کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہئی کیونکہ یہ امر سب کو معلوم ہی کہ واقعہ کی اصلیت منکشف ہونے کے بعد حاکم نے ابن رشد کو معاف کر دیا تہا اور اس کی عزت اور تکریم کی تہی۔ حسد کا ذکر ہم نے اسلیے کیا کہ اکثر ان ہی علماء اور فقہا کو ایذائین دی گئی ہین جو حکمرانون کے نزدیک معزز و محترم ہوتے تھے جو لوگ چاہتے تہی کہ وہ اپنے درجہ سے گر جائین اور اونکی عزت و حرمت مین فرق آجائے وہ حکمران کو اون کے خلاف بھڑکاتے اور طرح طرح کی تہمتین اونپر لگاتے رہتے تہے۔

اس بارہ مین فلسفی اور فقیہ سب برابر ہین۔ اسلیے یہ کہنا کہ ان واقعات سے

اسلام اور علم کی مخالفت اور اسلام کی ناروادای ثابت ہوتی ہی محض غلط ہی
بلکہ ان واقعات کے ظہور مین آنے کا سبب رشک اور حسد کے سوا اور کچھہ نہین
ہی یہ واقعات اون واقعات مین کسی طرح داخل نہین ہوسکتے جنہین لوگون
نے اپنے مخالف مذہب رکھنے والون کو کچلنا اور پامال کرنا چاہا ہی یا اون عالمون کو
ہلاک اور تباہ کرنے کی کوشش کی ہی جن کی زبان یا قلم سے کوئی بات جمہور کے
عقاید مذہبی کے خلاف نکلی ہی ایسے واقعات اسلام کی تاریخ مین کبھی ظہور مین نہین آئے
اب مین اسلام کی فطرت بیان کرنے سے فارغ ہوگیا ہون اور مین نے
حتی الوسع یہ بات ثابت کردکہائی ہی کہ مسلمانون کا مذہب علم اور فلسفہ کی مخالفت
نہین کرتا۔ بلکہ اوسکی تائید۔ اور حمایت کرتا ہی اور وہ مخالف مذہب رکھنے والونکو
رواداری کی نظر سے دیکھتا ہی اور باوجود قوت اور قدرت حاصل ہونے کے
اونکو ہلاک اور تباہ کرنے کی کوشش نہین کرتا۔ بلکہ پوری آزادی کے ساتھہ
اون کو علمی مشاغل مین سرگرم رہنے کی اجازت دیتا ہی۔ اب مین اوس بڑے اور
مقبول اعتراض کی طرف توجہ کرتا ہون جو مسلمانون کی موجودہ حالت کو دیکھکر
اسلام پر کیا جاتا ہی۔

زمانہ حال کا اسلام

غیر مذہب کے اکثر نکتہ چین پوچھتے ہین کہ یہ تو ہم نے تسلیم کرلیا کہ اسلام کی
فطرت علم کی مخالفت نہین کرتی اور مسلمانون نے سائینس جاننے والون کو نہ آگ
مین جلایا نہ سولی پر چڑہایا۔ مگر کیا آجکل کے مسلمان علماء علوم جدیدہ کے مخالف
نہین ہین اور کیا عام لوگ اون کے نقش قدم پر نہین چلتے؟ کیا یہ واقعہ نہین
سُنا گیا کہ جب ایک عالم نے اپنے دستخط سے ایک مضمون شایع کیا اور اوس مین
صوفیون کے مذہب کی نسبت اپنی یہ رائے بیان کی کہ وہ مسلمانون کے لئے
غیر مفید ہی اور اس سے اسلام کو تنزل ہوا ہی تو مصر کے بڑے بڑے صاحب
وجاہت لوگون نے اسکے برخلاف شورش برپا کی اور حکام سے اوسکو قید مین

ڈالنے کی فرمایش کی چنانچہ وہ عالم قید کر لیا گیا۔ حالانکہ اوس نے جو رائے بیان کی تھی۔ وہ جمہور اہل سنت کی رائے کے مطابق تھی ؟

کیا یہ واقعہ سننے مین نہین آیا کہ جب ایک سنوسی عالم نے اصول فقہ مین ایک کتاب لکھی اور اس مین بعض مسایل مالکیون کی فقہ مین اضافہ کئے اور اوس نے اپنی کتاب مین یہ دعوی کیا کہ مین براہ راست کتاب و سنت سے احکام نکال سکتا ہون اور مجھکو کسی مجتہد کی رائے کی تقلید کرنے کی ضرورت نہین ہو تو علماء مالکیہ مین سے ایک عالم کو جو جامع ازہر مین نہایت معزز خیال کیا جاتا تھا سنوسی عالم پر نہایت طیش آیا اور چاہا کہ اوس کا کام تمام کردے۔ مگر سنوسی عالم نے القاہرہ کو فوراً چھوڑ دیا اور اسطرح مالکی عالم کے ہاتھ سے نجات پائی ؟

کیا یہ بات فراموش ہوگئی ہو کہ جامع ازہر کے چند علماء تین سال تک برابر اخبارات مین اس موضوع پر مضامین لکھتے رہے ہو کہ جغرافیہ کو جامع ازہر کے سلسلہ درس مین داخل کرنا مذہبی علوم مین خلل انداز ہوگا ؟

کیا یہ بات معلوم نہین ہو کہ افغانستان۔ ہندوستان اور ایران کے مسلمان علماء انتہا درجہ کے قدامت پرست ہین اور قدیم علماء کے قول سے ایک انچ ہٹنا نہین چاہتے ہین گو کہ یہ انکی ہلاکت اور تباہی کا باعث ہو ؟ کیا مراکو کے متعلق یہ بات سننے مین نہین آئی ہو کہ وہان تمباکو پینے پر بعض اعضا کاٹ ڈالے جاتے ہین اور جو شخص جمہور کے خلاف کوئی بات زبان سے نکالے وہ قتل کر دیا جاتا ہی ؟

کیا یہ بات یقینی نہین ہو کہ اگر کہا جائے کہ جامع ازہر کے طلباء کو علوم طبیعی پڑھانے چاہئین تو سب لوگ شور مچائین گے کہ یہ مذہب پر صریح حملہ اور مذہب کی سخت توہین ہی۔ ان تمام موجودہ حالات و واقعات کی موجودگی مین کیا کہا جا سکتا ہی کہ کیا یہ حالت مسلمانون کی نئی ہو اور کیا یہ جمیـ

کہین باہر سے آئی ہو اور مسلمانون کے جسم مین سرایت کر گئی ہو حالانکہ کئی صدیون سے مسلمانون کی حالت اور ہر ملک کے مسلمان اور ہر قوم کے مسلمان اس حالت مین مبتلا ہین۔ اگر ایک مسلمان بحر ظلمات کا رہنے والا ہو اور دوسرا مسلمان دیوار چین کے دامن مین آباد ہو تو ان دونون کی زبان سے یہ بات یکسان طور پر سننے مین آتی ہو کہ ہم اپنے باپ دادا کو جس خیال پر سختی چلتے آئے ہین اوسی خیال کی پیروی کرنا ہمارا فرض ہے تمام مسلمانون کی حالت یہ ہو کہ وہ ہر ایک ایسی بات کی مخالفت کرتے ہین جو ان کی تقلیدی مسلمات کے برخلاف ہو گو کہ وہ بات قرآن مجید کے بالکل مطابق ہو بلاشبہ ایسے لوگ بھی ہین جنہون نے تقلید کا غبار اپنے دامن سے جھاڑ دیا ہے اور وہ بذات خود ہر مذہبی مسئلے پر غور کرتے ہین۔ مگر ایسے لوگونکی تعداد نہایت محدود اور مختصر ہے۔

کیا اس امر سے انکار ہو سکتا ہو کہ زمانہ حال کے علمار جب کسی مسئلہ مین حدیث یا فقہ کی کسی کتاب پر نظر ڈالتے ہین اور اس کی عبارت کو مبہم اور مختلف المعانی پاتے ہین یا جب کوئی ایسا واقعہ اون کے سامنے رائے کے لیئے پیش کیا جاتا ہے جسکے متعلق کوئی رائے کسی گزشتہ عالم نے نہین دی تو اس موقع پر وہ بذات خود کوئی رائے قایم نہین کرتے؟ اس کی مثال مین یہ واقعہ قابل ذکر ہو کہ بلاد عثمانیہ کے کسی شہر سے ایک طالبعلم جامع ازہر مین تعلیم پانے کے لیئے آیا اور اوس نے ایک رواق مین داخل ہونا چاہا اوس رواق کا محافظ عالم سوچنے لگا کہ آیا وہ شہر جس سے طالب علم مذکور آیا ہو اون شہرون مین داخل ہو یا نہین جنکے باشندون کو وقف کی شرایط کے بموجب اس رواق مین رہنے کا حق حاصل ہو ایک شخص نے رواق کے محافظ عالم کو اس تردد مین دیکھکر کہا کہ جغرافیہ کی کتابون سے ثابت ہوتا ہو کہ شہر مذکور شرایط وقف کے دائرے مین داخل ہو عالم مذکور نے کہا کہ مین جغرافیہ کی کتابون پر یقین نہین رکھتا شخص مذکور نے

کہا کہ فقہا نے شہرون کے مواقع اور حدود بیان کی ہین اور نہ کوئی ایسی
جدول تیار کی ہی جس سے معلوم ہو کہ کس ملک مین کون سے شہر داخل ہین اور ہماری
مذہبی اصول اس امر کی اجازت دیتے ہین کہ مذہبی علوم کے سوا دیگر علوم مین
ہم اون علوم کے جاننے والون کے اقوال کو تسلیم کرین۔ عالم مذکور نے کہا کہ
مین عقلی دلیل نہین چاہتا بلکہ فقہی دلیل طلب کرتا ہون۔

کیا یہ بات معلوم نہین ہی کہ جب مسلمانون سے کہا جاتا ہی کہ مسلمانون کی
حالت بگڑ گئی ہی نہ اون کے عقاید درست ہین اور نہ اون کی عادات اور بجائے
قوت کے کمزوری اور بجائے عزت کے ذلت اون پر مسلط ہو گئی ہی تو اگلون کی
قوت اور عزت اور پچھلون کی کمزوری اور ذلت کے اسباب کیون معلوم نہین
کیے جاتے تو وہ اس کا جواب یہ دیتے ہین کہ خدا نے یہ بات ہمپر فرض نہین کی
یہ کام ہمارے حاکمون کا ہی اگر وہ ایسا نہ کرین اور یقیناً وہ نہین کرینگے
تو یقین کر لینا چاہیے کہ قیامت قریب آگئی ہی اور جو پیشینگوئیان اسوقت کی
نسبت حدیثون مین کی گئی ہین وہ پوری ہو کر رہین گی۔ آخر ایک زمانہ ایسا
ضرور آنیوالا ہی کہ اسلام دنیا سے اوٹھا لیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی وہ
اپنی ناامیدی اور مایوسی کے متعلق بہت سی حدیثین بھی پیش کرتے ہین۔ کیا
مسلمانون کی اس عام افسردگی اور ادبار کو دیکھکر فرانس کے مشہور عالم
موسیو ریفان نے غلط لکھا ہی کہ اوس عام آزادی کی زمانہ مین اسلام مشکل سے
اپنے قدم جما سکتا ہی۔ ترکی اور ایران مین بلاشبہ ایسے چند لوگ موجود ہین
جو روشن خیال ہین اور رواداری کے قایل ہین۔ مگر مین ڈرتا ہون کہ
علمار کا تعصب اونکا گلا گھونٹ دیگا اور جب یہ روشن خیالی باقی نہین رہیگی
تو اسلام بھی دنیا سے رخصت ہو جائیگا جدید تمدن مذہبون کو ایکدم سے
برباد کرنے پر کمربستہ نہین ہی۔ کیونکہ ممکن ہی کہ وہ اسکے ساتھ صلح کر لین اور
اسکی تائید وحمایت کرنے لگین لیکن اگر وہ اس بات کو ایک آنکھ دیکھنا پسند نہین

کرتا کہ مذاہب اس کے راستہ مین مزاحم ہون اور اوسکی ترقی مین مشکلات
پیدا کرین - اس لحاظ سے تمام مذہبون پر لازم ہی کہ وہ جدید تمدن کے
ساتھہ صلح اور آشتی سے پیش آئین ورنہ اون کی موت یقینی ہے -
اب سوال یہ ہی کہ وہ عام افسردگی جو مسلمانون پر چھائی ہوئی ہی اور جس نے
نکتہ چینون کی زبان سے یہ کہلایا ہی کہ اسلام مسلمانون کی ترقی کے رستہ
مین رکاوٹ ہی اور اس کے سبب مسلمان تنزل کے دائرے سے ایک قدم
باہر نہین نکال سکتے - کہان سے آئی ہی - کہا جاتا ہی کہ یہ حالات مسلمانون کے
مذہب کا نتیجہ نہین ہین مگر اسکی کیا دلیل ہی -

مسلمانون کی افسردگی اور اوسکے اسباب

اسکا جواب یہ ہی کہ اسلام کے اصول جو بیان کئے گئے ہین اونمین کوئی
بات ایسی نہین ہی جسکی طرف ہم مسلمانون کی اس عام افسردگی کو منسوب
کر سکین اور جس سے موسیو رینان کی پیشنگوئی کے پورا ہونے کا احتمال
ہو سکے اسکا اصلی سبب وہ بیرونی خیالات ہین جو مسلمانون کے دلون مین
داخل ہوگئے ہین اور جنکو رفتہ رفتہ ملکی سیاست نے اولالاٹ بنا دیا ہے
اور جنہون نے مسلمانون کی عقل کے چراغ کو گل کر دیا ہے -
مذہب اسلام کی اصل بدستور موجود ہی مگر مسلمانون نے اسمین اپنی
طرف سے بہت کچھہ خلط ملط کر دیا ہی زمانہ سابق کے سچے مسلمان باقی نہین
رہے اون کی جگہ ایسے لوگون نے لی ہی جو اپنے تئین مسلمان کہتے ہین مگر
درحقیقت مسلمان نہین ہین -
ایک عباسی خلیفہ نے یہ خیال کر کے کہ عربی فوج علوی خلیفہ ہی کی
حامی ہو سکتی ہی کیونکہ علوی خاندان نبوت سے تعلق رکھتے ہین ترک و دیلم
وغیرہ قومون سے اپنی فوج بھرتی کی اور خیال کیا کہ وہ اس کے احسانمند
اور فرمانبردار ہون گے اور اس اجنبی فوج کی قوت کے سامنے کسی خلیفہ کا

دعوی سرسبز نہین ہوسکیگا۔ اوس لیے رفتہ رفتہ اس اجنبی فوج کو بڑہایا اور
اون ہی مین سے اون کے سردار مقرر ہوئے۔ اگرچہ اسلام کی روسے خلیفہ کو
ایسا کرنے کی کوئی ممانعت نہین تہی۔ مگر یہ اسکی سیاست کی غلطی تھی اور اس کا
نتیجہ یہ ہوا کہ چند ہی روز مین اس کا اجنبی فوج کے سردار زور پکڑ گئے اور تمام
سلطنت اون کے قبضہ مین آگئی افسوس ہی کہ ان لوگون مین گزشتہ مسلمانون
جیسی عقل نہ تھی جسکو مذہب اسلام نے شایستہ اور مہذب کیا تہا وہ اسلام مین اس
شان سے داخل ہوئی کہ اون کی جہالت اور وحشت اون کے ساتھہ تھی اون کا
ظاہری لباس مسلمانون جیسا تہا۔ مگر اسلام نے اون کے دل مین مطلق راہ
نہین پائی تہی اون مین سے بہت سے بت پرست تھی جو خلوت مین بتون کو پوجتے
تھے۔ اسکے بعد تاتاریون نے مسلمانون پر حملہ کیا اور وہ ہی مسلمان ہوکر انہین
غلط ملط ہوگئے ان لوگون نے علم کی مطلق پروا نہین کی۔ ان مین سے اکثر
لوگون نے عالمون جیسا لباس پہنکر اپنی تئین اس زمرہ مین شامل کرلیا ہی اور
وہ مسلمانون کو مذہبی تعلیم کا دہوکا دیکر مطلب علم سے روکنے اور منع کرنے لگے
اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانون مین جہالت اور بے علمی پہیل گئی پہر ان عالم نما لوگون
نے اپنی قوم کی بت پرستی کے خیالات اور اپنی گرد و پیش کی عیسائی قومون کی خیالات
اسلام مین داخل کئی اور اون لوگون کے سامنے مذہب کے سانچے مین ڈہال کر
پیش کیا اسکا انجام یہ ہوا کہ مسلمان اولیا اور علما کی تعظیم پرستش کے درجہ
تک کرنے لگے اور گمراہی مین مبتلا ہوگئے۔ ان لوگون نے قرار دیا کہ پہلے لوگ جو
کچھہ کہہ گئے ہین اوس سے ایک انچہ بھی ادہر اودہر ہٹنا نہین چاہیے اور اسی کو
عقیدہ خیال کرنا چاہیئے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانون کی عقلین جامد ہوگئین اور
دماغ افسردہ اور پژمردہ ہوگئے۔ ان ہی لوگون نے مذہبی پیرایہ مین یہ خیال
تمام اسلامی ملکون مین پہیلایا کہ قوم اور ملک کے کسی معاملہ مین عام لوگون کو
مداخلت نہین کرنی چاہیئے ان معاملات مین دخل دینا حکام کا کام ہی اور ملک

اور قوم کی تباہی اور پریشانی کا باعث حکام نہین ہین بلکہ یہ خدا کی طرف سے
اون پیشنگوئیون کا ثبوت ہی جو حدیثون مین اس آخری زمانہ کی نسبت
کی گئی ہین اور اسی لیے کوئی تدبیر ملک اور قوم کی اصلاح حالت کی نہین ہوسکتی۔
بہتر یہ ہی کہ یہ امور خدا پر چھوڑ دیے جائین مسلمانون کا فرض اتنا ہی ہی
کہ وہ اپنی ذاتی حالت پر اپنی خیال کو محدود رکھین اور قوم اور ملک کے وسیع
حالات پر جو خدا کی مرضی کا نتیجہ ہین غور نہ کرین بعض حدیثون کے ظاہری الفاظ
سے اور بعض موضوع حدیثون سے ان لوگون کے خیالات کی تائید بھی ہو گئی
اور ان حدیثون کے بل پر وہ اپنی خیالات فاسدہ کو لوگون مین شایع کرنے پر
قادر ہو گئے۔ ان گمراہ کرنے والے لوگون کا ایک پورا لشکر تھا جو تمام بلاد اسلامیہ
مین پھیلا ہوا تھا اور خود غرض اور بد باطن حکام اون کی حمایت اور تائید پر
کمر بستہ تھے اونہون نے مسلمانون مین قدریہ خیالات پھیلائے جن کے سبب
مسلمانون کی ہمتین پست ہو گئین اور اون کی طبیعتون پر افسردگی چھا گئی۔ عام
مسلمانون نے ان خرافات کو اسوجہ سے قبول کیا کہ وہ محض سیدھے سادے
اور بھولے بھالے تھے اور دین کے اصول و عقائد سے بے خبر تھے۔ غرضکہ رفتہ رفتہ
بیرونی خیالات جمع ہو گئے اور اسلام کی روشنی اس تاریک بدلی مین پوشیدہ
ہو گئی اور مسلمانون کے دلون مین ایسے عقاید راسخ ہو گئے جو اصول مذہب سے
مشابہ ہین مگر درحقیقت اصول مذہب کے بالکل مخالف ہین عجمی حکمرانون کی
اس ظالمانہ سیاست نے مسلمانون سے وہ امید اور اُمنگ چھین لی جو آسمان
کے پردون کو چیر کر باہر نکل جانا چاہتی تھی اور اون کو اوس ناامیدی اور
افسردگی مین مبتلا کر دیا جس کے سبب وہ جمادات مین داخل ہو گئے اسوقت
جس چیز کا نام اسلام ہی وہ حقیقت مین اسلام نہین ہی اسلام کے ظاہری
اعمال مین سے صرف نماز۔ روزہ اور حج کی شکلین باقی رہ گئی ہین مگر
اون کی روح غائب ہو گئی ہی۔ اسلامی احکام کے الفاظ کی تحریف کر دی گئی ہی

اور اسلام مین بیرونی خیالات نے دخل دیکر ایک عام افسردگی مسلمانون
مین پیدا کر دی ہی غرض کہ جن خیالات اور حالات کے سبب مسلمانون پہ
آجکل الزام لگایا جاتا ہی ان کو اسلام سے مطلق تعلق نہین ہی وہ ایک اور
چیز ہی جسکا نام اسلام رکھہ لیا گیا ہی۔ اور قرآن مجید اس بات پر گواہ ہی کہ یہ
مصنوعی اسلام اصلی اسلام سے بالکل جدا اور اس کے مخالف ہی اور جو لوگ
مصنوعی اسلام کی حمایت کرتے ہین وہ جہوٹے اور گمراہ ہین۔ مذہب اسلام
اون کے خیالات سے بری ہی۔

اس افسردگی کے سبب جو خرابیان پیدا ہوئین۔ مین اونکو ذرا تفصیل سے
دکہانا چاہتا ہون۔ مگر مجمل یہ ہی کہ مذہب اسلام جب اپنی اصلی حالت پر تہا
تو وہ مسلمانون کی عقلون کو علم کے میدان مین دوڑاتا تہا اور اون کو زمین
کی تہ مین اور آسمان کی بلندی پر لیجاتا تہا۔ تاکہ وہ اسرار قدرت کا سراغ
لگائین اور قوانین فطرت کی تحقیقات کرین یا شریعت کے احکام کا استنباط
کرین مگر جب وہ اپنی اصلی حالت پر نہ رہا تو علم کی رفتار بھی مسلمانون مین سست
ہوگئی اور اون کی ترقی کی امنگ پست ہوگئی۔

اب مین اون نقصانون کو بیان کرتا ہون جو اس افسردگی اور جمود سے
حاصل ہوئے۔

عربی زبان سے بے پروائی

سب سے پہلا نقصان عربی زبان اور اس کے ادب کو پہنچا مسلمان عربی
زبان پر اس لئے توجہ کرتے تہے کہ وہ مذہبی مقاصد کے لئے اس زبان کے محتاج
تھے۔ کتاب اللہ کے دقیق طرز بیان کو سمجھنا اس زبان کے جاننے پر منحصر تہا
متاخرین نے مسلمانون مین یہ خیال پھیلایا کہ وہ اپنے سے پہلے لوگون کی کلام سے
خدا کے احکام کو سمجھہ سکتے ہین۔

کتاب اللہ پر بذات خود غور کرنے کی ضرورت اون کو نہین ہی اس بنا پر

متاخرین مسلمانون کی ساری کوشش اسی بات پر محدود ہو گئی کہ وہ اپنی
سے پہلے لوگون کے کلام کو سمجھین۔ اگر اب کبھی اتفاق سے وہ کتاب اللہ کو
اوٹھا کر دیکھتے ہین اور اوسکی طرز بیان پر ذرا غور کرتے ہین اور ان کو اپنے
سے پہلے لوگون کے کلام کے برخلاف بعض باتین اوس مین نظر آتی ہین۔
اور یہ اس سبب سے کہ وہ خطا اور غلطی سے معصوم نہین تہے اور نہ مذہب
اسلام نے اون کی نسبت ایسا اعتقاد رکھنے کا حکم دیا ہی تو وہ اپنی ہی سمجھ کو
غلط قرار دیتے ہین اور کہتے ہین معاذ اللہ! ہماری عقلین زمانہ سابق کے
بزرگون کے برخلاف کیونکر نتیجہ نکال سکتی ہین اور ہماری سمجھ اون کی سمجھ
کیونکر پہونچ سکتی ہی۔ ظاہر ہے کہ اس جمود کی حالت مین قدیم عربی زبان
حاصل کرنے اور اوس کے طرز بیان کو سمجھنے کی ضرورت باقی نہین رہتی
اور اسی بات پر قناعت کرنی کافی خیال کیجاتی ہی کہ اپنے سے پہلے لوگون کا
طرز کلام سمجھ لیا جاے۔ حالانکہ وہ لوگ اون عربون کے سلسلہ مین شامل
نہین تہے جنکا کلام مستند ہی بلکہ نہ وہ ایسے مستند تہے۔ رفتہ رفتہ یہ عادت
عام ہو گئی۔ یہانتک کہ جب پہلا شخص ہو گذرا دوسرے شخص کے کلام پر نظر ڈالتا تہا
اور سلف اون کے کلام کی پیروی نہین کرتا تہا کا انجام یہ ہوا کہ سلف اون کا
کلام ناپید ہو گیا۔ آجکل اگر کوئی شخص امام مالک کی کتاب "المدونہ" اور امام
شافعی کی کتاب "الام" اور اسی طرح فقہ حنفی کی کوئی اصلی اور مستند
کتاب تلاش کرنی چاہے۔ تو کامیاب نہین ہو سکتا۔ اگر فقہ حنفی کی کوئی
کتاب ملتی بہی ہی تو اسطرح کہ اوس کا ایک جز تو ایک جگہ سے دستیاب
ہوتا ہی اور دوسرا جز کسی اور جگہ سے۔ پہر زمانہ کے تغیر اون کو نقل
و تصرف سے ایسا مسخ ہو گئے ہین کہ اون سے مصنف کا اصلی کلام معلوم
نہین ہو سکتا۔ زمانہ حال کے مسلمانون کے دلون مین یہ خیال بیٹھ گیا
کہ متاخرین پر خدا کی رحمت اور برکت کے دروازے بند ہو گئے ہین۔

اور وہ متقدمین کے درجہ کو نہین پہونچ سکتے وہ اس حدیث سے نصیحت
اور عبرت حاصل نہین کرتے کہ مسلمانون کی قوم کی مثال بارش جیسی ہی
کوئی نہین بتا سکتا کہ بارش کا پہلا چھینٹا بہتر ہے یا دوسرا" اون کی
بے پروائی اور غفلت سے متقدمین کی یادگارین برباد ہوگئین۔ اور
باقیماندہ مذبذب حالت مین ہین۔

قومی تفریق

ایک نقصان اس جمود سے یہ ہوا کہ قوم مین اختلاف اور مخالفت کی وبا پھیل گئی
نئے نئے مذہب اور نئے نئے فرقے نکل آئے۔ زمانہ سلف کے مسلمانون کا
یہ حال تہا کہ اون کی سمجہہ مین اختلاف ہونے سے اون کی رائے مین بھی
اختلاف ہوتا تہا مگر اس حالت مین سب قرآن مجید اور صحیح احادیث کی
طرف رجوع کرتے تہے اور اوس کے فیصلہ کے آگے سب کی گردنین جھک
جاتی تہین اسوقت نہ کوئی نیا فرقہ بنتا تہا نہ کوئی مذہب ایجاد ہوتا تہا۔ اگر
ایک شخص کو دوسرے کی رائے کا صحیح ہونا معلوم ہوتا تہا تو وہ فوراً اوس کی
ساتھ اتفاق کر لیتا تہا اس مبارک زمانہ کے بعد پھر وہ زمانہ آیا جس مین
ہر طرف یہ صدا گونجنے لگی کہ ہر شخص کو اپنے ماں باپ کی پیروی کرنی چاہیے
اور وہ امام کے حلقے مین نہ جانا چاہیے۔ ہر فرقے کے پیشواؤن مین جنگ و جدل
کا لاانتہا ہی سلسلہ شروع ہوگیا۔ اگر یہ علماء عام لوگون مین مذہب اسلام
کے اصلی صحیح اصول اور احکام کی اشاعت کرتے اور اپنی اپنی رائے کی اشاعت
مین اسقدر جد و جہد نہ کرتے تو آج مسلمانون کی یہ ابتر حالت نہوتی موجودہ
حالت یہ ہی کہ اگر تم ہر فرقے کے علماء پر نظر ڈالو تو خفیف سے اختلافات پر
اونکو ایک دوسرے پر طعن و تشنیع کرتے اور ایک دوسرے کو گمراہ اور کافر
بتاتے دیکھوگے اون کی کتابین طعن و تشنیع سے بہری ہوئی ہین۔
زمانہ سلف کے مسلمانون مین رائے کے اختلاف کی طرح کبھی کبھی عقاید کا

اختلاف بھی ہوتا تھا مگر یہ اختلاف مخالفت کی شکل مین تبدیل نہین ہوتا تھا ایک فریق بے تکلف دوسرے فریق کی بات کو صحیح دیکھکر مان لیتا تھا اون کی مسجد ایک ہی امام ایک تہا خطیب ایک تہا مگر صاحب جمود و تقلید کا دور شروع ہوا تو قوم چھنگر ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔ ہر فرقے کی مسجدین جدا جدا ہوگئین۔ ایک فرقے کے امام کے پیچھے دوسرے فرقے کے لوگون کو نماز پڑہنا ممنوع ہوگیا۔ رائے کا اختلاف بڑہتے بڑہتے مخالفت کے سانچے مین ڈہل گیا۔ بعض دفعہ محض لفظی بحثون سے جنگ وجدل کی نوبت پہنچنے لگی اور ذاتی جذبات مذہبی خیالات کے لباس مین ظاہر ہونے لگے۔

چند سال ہوئے مصر مین ایک شخص نے رائے دی تھی کہ اس ملک مین چارون مذہبون کے قاضی مقرر ہونے چاہین کیونکہ یہ سب مذہب ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہین اور اون کی کتابون کی عبارتین آسانی سے سمجھ مین آسکتی ہین اوس نے یہ بھی رائے دی تہی کہ اگر ضرورت کے وقت کسی امام کے قول پر فتوی دیا جائے جسپر عمل کرنا لوگون کی آسانی کا باعث ہو تو یہ امر نہایت مناسب ہی۔ مصر کے علمار اس رائے کو سنکر جل اوٹھے اور اونہون نے رائے دینے والون کو گمراہ اور لامذہب بنایا حالانکہ اوس نے عین مذہب کے موافق رائے دی تہی اور اسی امر پر عمل کرنے کی ضرورت ظاہر کی تھی جسپر چند سال پہلے تمام دنیائے اسلام مین عمل درآمد ہوتا تھا۔

شریعت کی دشواری

ایک نقصان اس جمود اور تقلید سے شریعت کو پہنچا۔ اسلامی شریعت پہلے سہل تہی اور اوسپر عمل کرنا ہر شخص کے لئے آسان تہا اب اس کے احکام اسقدر کثرت سے اور ایسے پیچیدہ اور مشکل ہوگئے ہین کہ اونکا جاننا یا اوسپر عمل کرنا دشوار ہوگیا ہی۔ اسکا ایک بڑا نتیجہ یہ بھی ہوا کہ اکثر مسلمانون کی نظر مین شریعت کی وقعت اور عزت نہین رہی کیونکہ

وہ اپنے افعال کو احکام شریعت پر منطبق نہین کر سکتے - یہ احکام شریعت جن
کتابون مین درج ہین اون کی عبارتین نہایت مشکل اور پیچیدہ اور مبہم ہین
اور اون مین بہی اختلاف پایا جاتا ہی اس لحاظ سے اونکا سمجھانا اور اختلافات
کا فیصلہ کرنا آسان نہین ہی - مین نے فقہ کے ایک مدرس سے پوچھا کہ بیع وشرا
کے جو احکام فقہ مین درج ہین - کیا آپ اون احکام کے مطابق عمل کرتے ہین ؟
مدرس نے کہا کہ خرید و فروخت کیوقت اون احکام کا خیال بھی دل مین نہین آتا
مین تو اوس طریقے پر عمل کرتا ہون جسپر عمل کرتے مین نے لوگون کو دیکھا ہے
غور کرو کسقدر افسوس کی بات ہی کہ شریعت کے احکام تو اور کچھہ ہین اور لوگون
کے افعال اور کچھہ ہین اور اسکی وجہ اسکے سوا کچھہ نہین ہی کہ شریعت اب سہل العمل
نہین رہی - عام طور پر مسلمان شریعت کی حدود سے منحرف ہین اور اون کے
اخلاق بگڑ گئے ہین - اون کا سبب یہ ہی کہ اون مین کثرت سے ایسے لوگ ہین
جو شریعت سے بالکل بے خبر اور محض جاہل ہین اور جو لوگ شریعت سے واقف
خیال کئے جاتے ہین اون کو سمجھانے اور واضح طور پر بیان کرنے کا طریقہ نہین آتا
اگر تم کسی مولوی سے کہو کہ تمہارے علم سے لوگ اسوقت تک کوئی فائدہ نہین
اوٹھا سکتے جب تک کہ تم کو صفائی سے ہر بات کے بیان کرنے اور سمجھانے کا طریقہ
نہ آتا ہو - اس بنا پر تمہارا فرض ہی کہ پہلے خود ہر بات کو صاف صاف سمجھہ لو پھر
دوسرون کی سمجھانے کے لئے اپنی طرز بیان کو صاف اور واضح کرنیکی کوشش
کرو اور روشن تقریر اور واضح تحریر کا ملکہ پیدا کرو تو وہ اسکا جواب یہ دیگا
کہ ہم نے تو اپنے اوستادون کو ایسا کرتے نہین دیکھا - حالانکہ اگر وہ ذرا غور
کرتا تو اوسکو معلوم ہوتا کہ پہلے زمانہ کے اوستاد اپنے شاگردون کے سامنے ہر بات
واضح طور پر بیان کرتے تھے اور شاگرد بہی اون کے درس کو اچھی طرح سمجھتے تھے
اور یہ سمجھنے ہی کا نتیجہ تھا کہ وہ بعض مسائل مین اپنے اوستادون سے اختلاف
کر بیٹھتے تھے لیکن اگر تم کسی مولوی سے اس بات مین زیادہ بحث کروگے تو

اندیشہ ہی کہ وہ تم کو زندیق اور کافر نہ کہہ بیٹھیں۔ مین نے دینیات کے ایک مدرس سے کہا کہ اگر آپ اپنی شاگردون کو فقہ حدیث کی تعلیم کے وقت پاکیزہ اخلاق اور نیک عادات کے اختیار کرنے کی نصیحت کیا کرین تو یہ امر نہایت مناسب ہے اوس نے جواب دیا کہ اس سے مطلقاً کوئی فائدہ نہین ہی یہ تو ایک بیکار محنت ہی مین نے کہا کہ بھلائیون کی ترغیب دینا اور برائیون سے نفرت دلانا آپ کا فرض ہی۔ اس سے آپ کو کیا بحث کہ آپکی ہدایتون پر عمل کرتے ہین یا نہین۔ مدرس نے کہا کہ جب فائدہ ہونا ہی محال ہی تو یہ بات لغو ہی کہ نیکی کی ترغیب اور بدی سے نفرت دلانے مین خواہ مخواہ وقت ضایع کیا جائے۔ ذرا خیال کرو کہ موجودہ علما کی کیا حالت کر دی ہی کہ وہ امر و نہی کے اوس فرض کو جسکی تاکید قرآن مجید مین بارہا کی گئی ہی لغو اور فضول بتاتے ہین اور خدا کی رحمت سے وہ مایوس ہو گئے ہین کہ نصیحت اور ہدایت کو وہ محض بیکار اور بے فائدہ جانتے ہین حالانکہ خدا نے صاف لفظون مین فرمایا ہی کہ کافرون اور گمراہون کے سوا خدا کی رحمت سے کوئی شخص ناامید نہین ہو سکتا۔ اگر تم کسی مولوی سے کہو کہ موجودہ طریقہ تعلیم محض لغو اور بے فائدہ ہی اور فلان فلان کتابین جو طلبا کو پڑھائی جاتی ہین طلبا کے حق مین مضر ہین اور اون سے بہتر فلان فلان کتابین ہین تو کچھ عجب نہین کہ وہ تمہارے اس قول کو لامذہبی اور بددینی پر محمول کرے اسیطرح اگر تم کسی مولوی سے کہو کہ زمانہ سلف کے علما ہر علم پر زبانی لکچر دیا کرتے تھے اور طلبا بھی صرف دوات قلم اور کاغذ ہاتھ مین لیکر حلقہ درس مین جایا کرتے تھے اور لکچر کے نوٹ لکھا کرتے تھے تو وہ تمہاری بات سنکر اوسکو تسلیم کرے گا مگر اپنا طریقہ تعلیم کبھی ترک نہین کرے گا اور کہیگا کہ مین نے اوستادون کو ایسا کرتے نہین دیکھا اس لئے مین کتاب پڑھانے کے طریقہ کو ترجیح دیتا ہون کیا یہ جمود جو علما مین پایا جاتا ہی مذہب کے اثر سے ہی؟ کیا معمولی سمجھ کا آدمی بھی اس بات مین شک کر سکتا ہی کہ اس طریقہ تعلیم کا نتیجہ مذہب اور اہل مذہب کے حق مین بہت مضر ہی

عقاید کی خرابی

ایک نقصان جمود اور تقلید سے یہ ہوا کہ مسلمانون نے قرآن مجید اور صحیح
احادیث کو بالکل فراموش کر دیا ہی اور وہ اس بات کو بھول گئے ہین کہ ایمان یقین
کا نام ہی اور وہ ظنی نہین ہونا چاہئی اور خدا اور اوسکی قدرت اور علم پر ایمان لانی
اور نبوت کی تصدیق کرنے کے لئے عقل سے کام لینے کی ضرورت ہی۔ عقل ہی
یقین کا سرچشمہ ہی جب عقل یقینی دلائل سے اس بات کو تسلیم کر چکے کہ خدا موجود
ہے اور وہ رسولون کو بھیجتا ہی اور اپنی احکام اونپر نازل کرتا ہی تو نقل کی ذریعہ سے
عالم آخرت کے حالات اور عبادات وغیرہ امور آسانی سے تسلیم کئے جاسکتی ہین
زمانہ حال کے مسلمان ان تمام باتون کو بھول گئے ہین اور وہ عقاید مین بھی
کسی خاص مذہب کی تقلید کرنا فرض سمجھتے ہین اور اسپر طرہ یہ کہ کسی خاص مذہب
کے ساتھ اون عقائد کے دلایل بھی تقلیداً منوا لیئے جاتے ہین۔ ہر شخص کے لئے
ضروری ہی کہ وہ اپنی خاص مذہب کے عقاید کو اوس مذہب کی کتابون سے حاصل
کرے اور جو دلائل اون عقاید کے ثبوت مین اون کتابون مین درج ہین۔
اون کو بھی از بر کرلے۔ ایسے لوگون کا عام مقولہ یہ ہی کہ یہ عقیدہ صحیح ہی اسلئے
فلان مصنف نے اس عقیدے کو فلان کتاب مین لکھا ہی اور اس عقیدہ کی
ثبوت مین یہ دلایل صحیح ہین اسلئے کہ فلان مصنف نے فلان کتاب مین یہ
دلایل اس عقیدہ کے متعلق درج کئے ہین۔ ہر فرقے کے پڑھے لکھے مقلدون کی
یہ عادت اوس فرقے کے ان پڑھ مقلدون مین بھی اچھی طرح سرایت کرگئی ہی
جو بات اوس فرقے کے کسی مشہور آدمی کا نام لیکر اون کو بتائی جاتی ہے
وہ اوسپر فوراً ایمان لے آتے ہین کہ وہ آدمی اہل علم مین سے ہو جیسی جیسی
مختلف باتین اون کے اوس کانون مین پڑتی ہین انہی کے مطابق اونکی
عقاید مین بھی اختلاف ہوتا ہی زمانہ سلف کے مسلمان جب کسی شخص سے کوئی

بات حاصل کرتے تھے تو پہلے اوس کے چال چلن اور اخلاق اور عقائد کی چھان بین
کرتے تھے اور ہر شخص کی بات پر یقین نہیں کرتے تھے مگر آجکل یہ حال ہی کہ ہر شخص
جس مولوی کو جانتا ہی اوسکی بات پر یقین کر لیتا ہی اور اوس بات کی تصدیق
نہیں کرتا ہی کہ وہ کس صفات کا آدمی ہی اور جو بات وہ کہتا ہی کہ اوسکی صحت پر
کہانتک یقین ہو سکتا ہی یہی وجہ ہی کہ ہزاروں اقوال اور ہزاروں موضوع حدیثین
بطور مذہبی مسلمات کے لوگوں کی زبانوں پر ہین اور اون کے اثر سے طرح طرح کی
بدعتین پھیلی ہوئی ہین۔ اس بات کی سخت ضرورت ہی کہ کوئی غیرتمند عالم قوم کی
اس گمراہانہ حالت کو دیکھکر کھڑا ہو اور قرآن مجید اور یقینی احادیث کا ہتھیار ہاتھ
مین لیکر ان بدعات اور خرافات سے جنگ کرے۔ بلاشک سچ ایسے لوگ بہت کم ہین جو
اوس عام کی حمایت کرینگے مگر کل اون کی تعداد بہت زیادہ ہو جائے گی۔ جامع ازہر
کے پرنسپل سے ایک شخص نے پوچھا کہ فلان عمل جو مصر کی مسجدون مین جمعہ کے
روز کیا جاتا ہی مذہبًا جایز ہی یا نہین؟ اونہون نے کہا کہ ایک بدعت ہی اور بدعت
سے ہر شخص کو بچنا چاہئے سایل کو فتوی کے مطابق عمل کرنا بہت مشکل ہو گیا
کیونکہ اس فتوی کا چرچا لوگون مین پھیل گیا اور عام لوگون نے اس قدر شور و
شغب برپا کیا کہ حکومت کو اون کی شورش رفع کرنے مین مداخلت کرنی پڑی۔
کسقدر افسوس کی بات ہی کہ اگر آج کوئی عالم شریعت کا کوئی حکم قرآن مجید اور صحیح احادیث
کے بموجب بیان کرنیکا ارادہ رکھتا ہی تو عام لوگ شور مچاتے ہین کہ ہمنے یہ بات بزرگون
سے کبھی نہین سنی "بزرگون" کے الفاظ سے اُن کی مراد اون شخصون سے ہوتی ہی کہ
جنکو اُنہون نے دیکھا ہی یا جن کے نام اُنہون نے اپنے گمراہ کرنیوالے پیشواؤن سے
سنے ہین۔ یہ ایسی حالت ہی کہ ایسے عام لوگون کو ہدایت کرنا نہایت دشوار ہو گیا
ہی۔ آجکل مذہب کے نام سے بہت سی قابل نفرت برائیاں مسلمانون مین پھیلی ہوئی
ہین۔ اگر کوئی شخص اون برائیون کے ترک کرنے کی نصیحت کرے تو وہ لڑنے کو
پھر تیار ہو جاتے ہین۔ مثلاً اکثر لوگ عام گزرگاہون مین جہان عورتین اور مرد اور

بچے گذرتے رہتے ہین استنجا کرتے دکھائی دیتے ہین اور خیال کرتے ہین کہ ان کا
یہ عمل قرب الہی کے حاصل کرنے کا باعث ہو غرضکہ عام مسلمانون کی اخلاقی اور
عملی حالت ایسی خراب ہوگئی ہو کہ جو باتین کہ درحقیقت دین مین داخل نہیین
ہین اون کو وہ دینداری کی باتین خیال کرتے ہین اور سنی سنائی باتو پر بغیر
دلیل اور بحث کے ایمان لے آتے ہین۔

طلبا کا جمود

اس جمود نے ہماری قوم مین ایک نیا گروہ اور پیدا کردیا ہو اور وہ اون طلبار کا
گروہ ہو جو سرکاری درسون مین تعلیم پاتے ہین۔ مین اس موقع پر اون طلبار کا
ذکر نہین کرتا جنھون نے باوجود یورپ مین تعلیم پانے کے اپنے مذہب سے کنارہ کشی
نہین کی اور نہ اون عمدہ اور پاکیزہ عادتون کو ترک کیا ہو جنکو اسلامی عادت کہہ
سکتے ہین یہ تو وہ نوجوان ہین جنکی ذات پر فی الحقیقت قوم کی آیندہ ترقی
اور کامیابی کا مدار ہو اور میری دعا ہو کہ خدا ایسے نوجوانون کی تعداد ہماری
قوم مین زیادہ کرے۔ مین یہان صرف اون طلبار کا ذکر کرتا ہون۔ جو مصر، شام اور
دیگر ممالک عثمانیہ کے مدارس مین تعلیم پاتے ہین۔ ہندوستان۔ روس۔ ترکستان
وغیرہ ملکون کے مسلمان طلبار کا ذکر مین اسلئے نہین کرتا ہون کہ اون کی حالت
مجھے کچھ زیادہ معلوم نہین ہین۔ اسلام کی رواداری نے اس بات کو جائز رکھا ہے
کہ مسلمان اپنی اولاد کو سرکاری اور غیر سرکاری مدارس مین جہان مسلمان اور
غیر مسلمان اوستاد ہین۔ یا اون مدارس مین جہان سارے اوستاد غیر مسلمان
ہین یا اون مدارس مین جو غیر مذہب کی اشاعت کے لئے قایم کئے گئے ہین۔
بھیجین اور اون کو تعلیم دلائین۔ ان مین سے جو طلبار غیر قومون کے ایسے مدرسو
مین تعلیم پاتے ہین جن مین مذہب اسلام کی تعلیم نہین دیجاتی یا ایسے مدرسون
مین تعلیم پاتے ہین جن مین غیر مذہبون کی تعلیم دیجاتی ہو اون کے عقاید مین
ضعف آجاتا ہو اور بعض دفعہ اون کے اسلامی عقائد بالکل جاتے رہتے ہین

اور اون کی جگہ ایسے عقاید ذہن نشین ہو جاتے ہین جو اسلامی عقاید کے بالکل خلاف ہین۔ اگر ان طلبار کے والدین علمی دلایل سے اون کی تسلی کر سکین اور مذہب اسلام کی فضیلت اور برتری بمقابلہ دیگر مذاہب کے ثابت کر سکین تو اون کے عقاید غیر مذہبون کے اثر سے محفوظ رہ سکتے ہین۔ مگر افسوس ہی کہ اس جمود اور تقلید کے زمانہ مین اون سے ایسی توقع رکھنی محال ہی جو لوگ آجکل مذہبی علوم مین رات دن مشغول رہتے ہین اور اسکے سوا اور کوئی کام نہین کرتے جب اون کے لئے بھی یہ امر دشوار ہی کہ وہ ایسے طلبار کی تشفی کر سکین تو عام لوگون سے ایسی امید کسی صورت مین نہین ہو سکتی اور عام مسلمانون اور مسلمان عالمون کی جو موجودہ حالت ہی اوسکے لحاظ سے ایسے مدارس مین مسلمان طلبہ کا تعلیم پانا نہایت خطرناک ہی اور اس تعلیم سے اون کا جاہل رہنا ہی بہتر ہی مذہب اسلام ایسی تعلیم کی ہرگز اجازت نہین دیتا ہی۔ سرکاری اور غیر سرکاری مدارس جن مین کچھہ نہ کچھہ مذہبی تعلیم بھی دیجاتی ہی اون کے طلبار ایسے مختلف علوم مین لیاقت پیدا کرتے ہین جن کا مدار تجربہ اور مشاہدہ پر ہی۔ ان علوم کے مسایل اور اصول ان طلبار کے ذہنون مین ایسے راسخ ہو جاتے ہین کہ وہ انسے کسی حالت مین انکار نہین کر سکتے جب کسی ایسے طالب علم کا موجودہ زمانے کے کسی عالم سے مقابلہ ہو جاتا ہی اور وہ علوم جدیدہ کی کوئی یقینی بات اپنی زبان سے نکالتا ہی تو عالم مذکور اسکو اسلام کے خلاف جانتا ہی اور اوسپر لا مذہبی کا الزام لگا کر اور اوسکو سخت ملامت کرتا ہی۔ طالب علم جو اپنی دلیل کی قوۃ پر بھروسہ رکھتا ہے جب دیکھتا ہی ایک مذہبی عالم ایک یقینی اور مدلل بات کو مذہب اسلام کی برخلاف بتاتا ہی اور خود وہ طالب علم اپنی مذہب کے صحیح اصول و مسایل سے بیخبر ہوتا ہے تو مذہب اسلام کے کمزور ہونے کا یقین اوس کے دلمین بیٹھ جاتا ہی اور اوس سے نفرت کرنے لگتا ہی اگر کوئی شخص اوس طالبعلم سے کہے کہ تم خود اپنی مذہبی کتابون کو دیکھو اون مین تم کو ایسی باتین ملین گی جو تمہاری موافق اور اوس عالم نما شخص کے

بر خلاف ہونگی تو وہ حیران ہوتا ہی کہ کس کتاب کو دیکھے اور کس مصنف کے بیان سے تشفی حاصل کرے۔ حالانکہ موجودہ مذہبی کتابین ایسی ہین کہ اون سے صفائی اور وضاحت کے ساتھ کوئی بات معلوم نہین ہوتی۔ اون کی عبارتین پیچیدہ اور مبہم ہین اون کے مضامین ایک دوسرے سے مختلف ہین غرضکہ یہ بات جانکر کہ مذہب کا صحیح علم کسی طرح حاصل نہین ہوسکتا اور عام لوگ جو کچھ مذہب کے نسبت بیان کرتے ہین وہ واہیات اور حقایق اور عقل و وجدان کے برخلاف ہی طالبعلم کو مذہب اسلام سے قطعی نفرت ہوجاتی ہی اور وہ یا تو کسی غیر مذہب کیطرف رُخ کرتا ہی یا لامذہبی کو مذہب پر ترجیح دیتا ہی اسی بنا پر اکثر طلبا یقین کرتی ہین کہ مذہب ایک غیر مفہوم اور مہمل چیز ہی اور ایسی لغویات اور خرافات مین (معاذ اللہ) اپنا قیمتی وقت ہرگز ضایع نکرنا چاہیے۔ مجبوراً یہ طلبا صرف ملازمت حاصل کرنے کے درپے رہتے ہین اور دنیا مین عزت کی تلاش کو دین کی تلاش سی افضل جانتی ہین اگر موجودہ تقلید اور جمود کی یہ حالت نہوتی اور ایسی مذہبی کتابین اون طلبا کے سامنے رکھی جاتین جنمین مذہب اسلام کی اصلی اور صحیح تصویر کھینچی گئی ہو اور جن مین تمام مذہبی اصول و مسایل نہایت واضح اور مدلل طریقہ سی بیان کئے گئے ہون تو اون کے دل اپنے مذہب کی طرف سے مطمئن اور اون کے دماغ روحانی روشنی سے منور ہوجاتے اور علم کے ساتھ مذہب کو نہایت آسانی سے قبول کرتے اور اوسپر عمل کرتے اور اس صورت مین قوم کے لئے اون کا وجود خیر و برکت کا باعث ہوتا۔

یہ بیماری قابل علاج ہے

اب مین یہ بات بیان کرنی چاہتا ہون کہ جمود اور تقلید کی جو بیماری مسلمانونکے دلون اور روحون مین سرایت کرگئی ہی وہ ایک عارضی بیماری ہی اور اس لائق ہی کہ اگر اسکا علاج کیا جائے تو بالکل دور ہوجائے۔

صاف ظاہر ہی کہ مذہب اسلام کی جو حقیقت مین نے بیان کی ہی اور اوسکی

جن امور کی مین نے تشریح کی ہی اون مین کوئی بات ایسی نہین ہی جنہین موجودہ جمود اور تقلید کے پیدا کرنے کی قابلیت ہو۔ قرآن مجید مین بہت سی آیتین ہین جنہین بغیر سوچے سمجھے باپ دادا کی تقلید کرنے سے نفرت دلائی گئی ہو اور یہان اون آیتون کے دوبارہ نقل کرنے کی ضرورت نہین ہی نیز مین نے اون اسباب کی تفصیل بیان کی ہی جس سی جمود اور تقلید کی یہ حالت پیدا ہوئی ہی۔ مین کہہ چکا ہون کہ اسکا باعث یا تو وہ لوگ تھی جو مسلمانون کے دشمن تھی اور اون کی آزادی اور ترقی کے مخالف تہی اور چاہتی تہی کہ وہ ہمیشہ غلامی کی حالت مین رہین۔ یا وہ لوگ تہی جو مسلمانون کے دوست تھی۔ مگر مذہب سے جاہل تہی اور اچھی باتون کو برا اور بری باتون کو اچھا جانتے تھے۔ یہ دوسرا گروہ گمراہ کرنے مین پہلے گروہ سے سبقت لے گیا تہا۔ ان امور پر خیال کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ یہ ہماری جو آجکل مسلمانون مین عالمگیر ہی عارضی وبا پائی جاتی ہی اور اگر اسکا کوئی مناسب علاج کیا جائے تو وہ دور ہو سکتی ہی اور مسلمان پہر اپنی اصلی حالت کی طرف رجوع کر سکتے ہین اور اون کی آئندہ ترقی کی پیشین گوئی کی جا سکتی ہی۔

قرآن مجید مین خدا نے وعدہ کیا ہی کہ ہم اس کتاب کی حفاظت کرینگے۔ خدا نے اس وعدہ کو پورا کیا ہی۔ اسکی پاک کتاب آج بھی اوسیطرح صحیح و سالم موجود ہی جیسی اول مین تھی نہ کوئی دشمن اسکو نقصان پہونچا سکا ہی نہ جاہل دوست۔ تفسیرین ہزارون ہوئین اور اون مین بیشمار اختلافات پائی جاتے ہین مگر قرآن مجید بدستور موجود ہی اسمین کوئی اختلاف داخل ہونے نہین پایا۔ گمراہیون اور نادانیون کے طوفان کے وقت صرف یہی کتاب ہی جو ہدایت اور یقین کی روشنی ہی۔ لوگون کے دل و دماغ پر ڈال سکتی ہی۔ یہ تو ہم تو پردے جو تقلید اور جمود نے مسلمانون کی آنکھون پر ڈال رکھی ہین اس تیز روشنی کے سامنے بغیر چاک ہوئے نہین رہ سکتی جن لوگون کی بصیرت کی آنکھین کھلی ہوئی تہین وہ اس روشنی سی ہمیشہ فائدہ اوٹھاتے اور دنیا و دین مین کامیاب ہوتے رہے ہین

مگر جنکی عقلین مسخ ہوچکی ہین اور جنکے دل زنگ آلود ہوچکے ہین وہ اس روشنی
کی طرف آنکھ اوٹھاکر نہین دیکھتے۔ وہ اس روحانی آواز کو سننا نہین چاہتے اونکی
آنکھین موجود ہین مگر وہ دیکھنے سے معذور ہین اون کے کان بھی ہین مگر وہ بہرے
ہوچکے ہین وہ جو کچھہ کہتے اور جو کچھہ کرتے ہین اوسی کو عین اسلام اور کمال ایمان
خیال کرتے ہین۔ حالانکہ اسلام اور ایمان سے اون کے خیالات واوہام کو کوئی
تعلق نہین ہے افسوس اور ہزار افسوس کہ اسوقت مسلمانون کے جم غفیر کا یہی
حال ہے وہ اپنے کو مسلمان کہتے ہین۔ مگر مسلمان نہین ہین ان کا وجود اسلام کیلئے
موجب ننگ وعار ہے وہ اپنی بدکرداریون سے دشمنان اسلام کو موقع دیتے
ہین کہ وہ مذہب اسلام کی ہنسی اڑائین۔ قرآن مجید مین زمانہ قدیم کی اون قومونکی
داستانین بیان ہوئی ہین جنہون نے خدا کے احکام سے انحراف کیا تھا اور
خدا کے کلام کو پس پشت ڈالدیا تھا خدا نے اونکو ذلت ورسوائی اور مصیبت
اور تباہی مین مبتلا کیا اور اون کے ملکون پر دوسری قومون کو مسلط کردیا
مسلمان بھی بدقسمتی سے اونہی قومون کے نقش قدم پر چلے اور وہ بھی ویسی ہی
گمراہیون اور نادانیون مین مبتلا ہوگئے۔ اب کیا وہ چاہتے ہین کہ خدا اونپر وہ
عذاب نازل کرے جو اوسنے اون قومون پر نازل کیا تھا؟ حالانکہ خدا کی
سنت نہین بدلتی اور اوسکے قوانین مین کوئی ردوبدل نہین ہوسکتا وہ لوگ
جو اپنے تئین مسلمان کہتے ہین اونپر خدا کی طرف سے آئے دن مصیبتین اور تباہیان
نازل ہوتی رہین گی جب تک کہ وہ بیدار نہون اور نجات کی طلب نہ کرین اور
بدعتون کی زنگ کو اپنے دلون سے نہ دہوڈالین اگر وہ ایسا کرینگے تو خدا کی
پاک کتاب جو اونکی انتظار مین ہے اونکا ہاتھہ پکڑ کر گمراہی کے تاریک غار سے اونکو
نکال لائیگی اور علم کے سرچشمے پر جا کھڑا کرے گی۔ اس چشمہ کا پانی پینے سے اونکی
اندرونی آنکھین کھل جائین گی وہ اس روحانی قوت کو دیکھہ پائین گے جو خدا نے
اون کے اندر پوشیدہ کر رکھی ہے پھر وہ سب ایک دوسرے کا ہاتھہ پکڑین گے

اور ترقی کے میدان میں دوڑینگے اور رفتہ رفتہ غیر قوموں سے بازی لیجاوینگی اسلام تمدن کے راستہ مین کبھی حائل نہوگا - بلکہ اوس کو اون نقصانون اور خرابیون سے پاک و صاف کرویگا جو آجکل اوسمین پائی جاتی ہین - جب تمدن مذہب اسلام سے اور اہل اسلام تمدن سے روشناس ہون گے تو اسلام اور تمدن دونون ایک دوسرے کے حامی و مددگار ہونگے اور یہ جمود اور تقلید جو آجکل مسلمانون مین پہیلی ہوئی ہی دور ہوجائیگی - اس بیماری کے دور ہونیکی قوی دلیل یہ ہی کہ قرآن مجید اسکی مذمت کرتا ہی اور بتاتا ہی کہ جو لوگ اس کتاب کے احکام پر عمل کرتے ہین اون کے دلون اور روحون سے یہ بیماری دور ہوجاتی ہے اس کتاب مجید نے دنیا کے مشرق و مغرب مین جسطرف رخ کیا علم اوس کے پیچھے پیچھے جاتا تھا ضرور ہی کہ اوسکی روشنی پھر نمایان ہو اور موجودہ گمراہیون کے پردے کو چاک کرے اور علم پھر اپنے اصلی وطن یعنی مسلمانون کے دلون کیطرف رجوع کرے - کیونکہ اسلام علم کا دوست ہی - دنیا بھر مین بس ایک دوست پر بھروسا کرتا ہی اور اسی سے زیادہ مانوس ہی - آجکل کے بعض افسردہ دل مسلمان کہتے ہین کہ زمانہ ختم ہوچکا ہی اور قیامت قریب آگئی ہی مسلمانون کی قوم مین جو خرابیان پائی جاتی ہین وہ اس بات کی علامت ہی کہ یہ قوم بوڑھی ہوگئی ہی اور اوسپر بڑھاپا چھا گیا ہی - ہماری قوم ہلاکت اور عدم کے نشیب مین جارہی ہی اسلیے ہمارے کل کامون کا نتیجہ ہلاکت اور تباہی کے سوا اور کچھہ نہین ہوسکتا - مجھکو ان مسلمان نما لوگون کے اس قول پر رونا آتا ہی - مین یقین کرتا ہون کہ یہ لوگ جہالت اور مایوسی کے فرزند ہین - وہ زمانے کی نسبت کہان سے علم رکھتے ہین جسکے اختتام کی پیشنگوئی وہ ایسی دلیری سے کرتے ہین ہماری اور اسلام کے درمیان صرف ایک ہزار تین سو بیس برس (اب چھبیس برس) گذری ہین اور یہ سارا زمانہ خدا کے نزدیک ایک دن یا ایک دن سے بھی کم وقت کے برابر ہی - اگرچہ دنیا کو پیدا ہوے اسوقت

لاکھون برس کا زمانہ گزر چکا ہی مگر خدا کی قدرت کی جولنشانیان اس کائنات
مین نمایان ہین وہ بلند آواز سے پکارتی ہین کہ ابھی اس قدر عرصہ دراز ہے
کہ اسکا انداز انسان نہین کرسکتا - اگر ایک شخص کی اوسط عمر ۵۰ سال کی
قرار دیجائے تو ظہور اسلام سے اسوقت تک صرف ۲۶ پشتین گزری ہین
کیا اس قدر قلیل مدت ایک ایسے مذہب کے لیے جیساکہ اسلام ہی اور جو دنیا
کے تمام باشندون کو ہدایت کرنے کا دعوےٰ کرتا ہی کافی ہی - یہ کیونکر ہوسکتا ہے
کہ مذہب اسلام بغیر اسکے کہ وہ اپنے دعوے کو پورا کرے اور دنیا کے تمام مصنوعی
مذہبون پر غالب آکر سب لوگون کو ہدایت کے راستے پر چلائے بے نیل مرام
دنیا سے رخصت ہو جائے خدا نے وعدہ کیا ہی کہ وہ اپنی روشنی کو کامل طور پہ
پھیلائے گا اور اپنے دین کو تمام دینون پر غالب کرے گا یہ وعدہ ابھی کہان
پورا ہوا ہی ابھی تو یہی حالت دیکھنے مین آتی ہی کہ خود مسلمان چند روز اپنے
مذہب پر عمل کرکے اس سے منحرف ہو گئے ہین - ہم کو تو کامل یقین ہی کہ دنیا
کبھی فنا نہین ہوگی اور قیامت نہین آئیگی جب تک کہ خدا کا یہ وعدہ پورا نہو
جب خدا کے اس وعدہ کے پورا ہونیکا وقت آجائیگا تو مذہب علم کا ہاتھ پکڑیگا
اور دونون ایک دوسرے کے مونس وہمدم ہوکر عقل اور وجدان کی اصلاح
مین مشغول ہونگے - رفتہ رفتہ عقل انسان اپنے کمال پر پہونچیگی اور اپنی طاقت
کی انتہائی حدون کو معلوم کرلے گی اور خدا کی قدرت کے اسرار کو حل کرتے کرتے
جب وہ بارگاہ الٰہی کے قریب پہنچیگی تو ادب اور عاجزی سے جھک جائیگی
پھر وہ الٹے پاؤن واپس آئے گی اور وجدان سے جسکو مذہب نے روشن
کیا ہوگا بغلگیر ہوگی - بعض لوگ خیال کرتے ہین کہ عقل اور وجدان مین بڑا فرق ہی
اور دونون کا رخ مختلف سمتون مین ہے مگر اون کا خیال صحیح نہین ہی عقل
وہ قوت ہی جس سے ہم اندرونی کیفیتون کا احساس کرتے ہین یہ دونون
قوتین روح کی دو آنکھین ہین روح کو آنکھون کی ضرورت ہی وہ ایک قوت ہے

پورا فائدہ نہیں اُٹھا سکتی جب تک کہ دوسری قوت سے کام نہ لے۔ صحیح
علم وہی ہی جس مین عقل اور وجدان دونون سے کام لیا جائے اور کامل مذہب
وہی ہی جس کی بنیاد عقل اور وجدان دونون پر ہو۔ اگر ان مین سے ایک
قوت بیکار کردی جائے تو نہ صحیح علم حاصل ہو سکتا ہی نہ سچے مذہب سے انسان
مستفید ہو سکتا ہی۔ اس تمام تقریر کا نتیجہ یہ ہی کہ دنیا کے ختم ہونے سے
پہلے یہ بات ضرور ہو کر رہیگی کہ مذہب اور علم دونون باہم دوست ہونگے
اور ایک دوسرے کو مدد دینگے اور اہل مذہب کیطرح اہل علم کی زبان پر
بھی یہ حدیث جاری ہوگی کہ خدا کی مخلوقات پر غور کرو مگر خدا کی ذات پر ہرگز
غور نہ کرو۔ یہ وہ وقت ہوگا جبکہ خدا اپنی روشنی کو کامل کریگا تاکہ مخالف
اس بات کو سُنکر برا مانین۔ مین جسوقت کی پیشینگوئی کر رہا ہون اوس کے
آنے مین ابھی ایک مدت باقی ہی اور یہ مدت غافلون کو تنبیہہ کرنے اور جاہلونکو
تعلیم دینے کے لیئے ناگزیر ہی اس کائنات مین خدا کی یہی سنت جاری ہے کہ
وہ ناقص چیزون کو آہستہ آہستہ کمال پر پہونچاوے۔ خدا کی سنت
کبھی نہین بدل سکتی اور اوسمین کوئی ہیر پھیر نہین ہو سکتا لوگ اس زمانہ کو
بہت دور جانتے ہین مگر خدا کے نزدیک وہ بہت قریب ہی۔ خدا فرماتا ہی کہ اے
مسلمانو! اگر تم میری سنت کی حمایت کروگے تو مین تمہاری حمایت کرونگا اور
دنیا کی سطح پر تمہارے قدم جماؤنگا۔

یورپ کی موجودہ آزادی

اب مجھے چوتھی امر تنقیح طلب پر بحث کرنی باقی ہی جیساکہ مین نے شروع مضمون
مین لکھا ہی اور وہ یہ ہی کہ یورپ کا موجودہ تمدن مذہب عیسوی کی رواداری
کا نتیجہ ہی۔ مین اس موقع پر سوال کرتا ہون کہ آیا غالب اور طاقتور کے سامنے
عاجزی کا اظہار کرنا رواداری کی دلیل ہی؟ آیا اس خوف سے کہ غالب اور
طاقتور کوئی نقصان اور تکلیف نہ پہونچائے اس کے مقابلہ کے لیئے ہاتھ پاؤن

نہ ہلانا تحمل کی علامت ہی؟ ایا اٹلی کے پوپ اور اٹلی کے فرمانروا کا ایک ہی
شہر روم مین رہنا پوپ کی طرف سے فرمانروا کے ساتھ رواداری کا یقین دلا
تا ہی؟ کیا اس موقع پر یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ بادشاہ اٹلی پوپ کیساتھ
رواداری کے ساتھ پیش آتا ہی کیونکہ بادشاہ اٹلی سلطنت اور خزانے اور
فوج کا مالک ہو اور اس مین یہ قدرت ہی کہ وہ اگر چاہے تو پوپ کی موجودہ طاقت
پامال کردے۔ برخلاف اسکے بادشاہ کے مقابلہ مین پوپ کچھہ نہین کرسکتا یہی
حال یورپ مین مذہب عیسوی اور علم کا سمجھنا چاہئے۔ یہ دعوی کرنا کسی طرح
موزون نہین ہی کہ مذہب عیسوی علم کے ساتھہ رواداری سے پیش آیا ہے بلکہ
یہ کہنا زیادہ صحیح ہی کہ علم نے مذہب عیسوی کے ساتھہ تحمل اور رواداری کا برتاؤ
کیا ہی کیونکہ علم نے بہت سی کشمکش کے بعد مذہب عیسوی پر غلبہ پایا ہی اور
مذہب عیسوی نے مجبور ہوکر اس بات پر قناعت کی ہی کہ وہ یورپ مین علم کے
سامنے مغلوب اور مطیع ہوکر رہے۔

یورپ کا تمدن اسلام سے ماخوذ ہے

علمی انجمنین یورپ مین علم اور مذہب کے درمیان مدت دراز تک جنگ ہوتی
رہی اور اس زمانہ مین علم کی حمایت کے لیے خفیہ اور علانیہ انجمنین قائم ہوئین۔
ایک عرصہ تک علم کو مذہب کے مقابلہ مین شکست رہی کیونکہ علم کے حامی تعداد مین کم تھے
اور مذہب کے حامی کثرت سے تھے۔ یکایک اندلس کے افق سے مسلمانون کے
علم و ادب کا آفتاب چمکا اور اوس نے اپنی روشنی یورپ کے ملکون مین پہونچائی
یورپ کے باشندون نے جو پادریون کا خیر مقدم کیا اور اوسکو اپنی نجات
کا باعث سمجھا اونھون نے نہایت خوشی سے مسلمانون کی شاگردی اختیار کی
اور علم و تمدن مین اون سے فیضیاب ہونا شروع کیا مگر اس سے پادریون کا
غصہ اور زیادہ بھڑک اوٹھا۔ اونھون نے اہل علم کو قید کرنے جلا وطن کرنے
اور آگ مین جلانے پر کمر باندھی وہ نہایت وحشیانہ طور سے اونپر ظلم و ستم

کرنے لگے وہ ادنی ادنی باتون مین آزاد خیالون کی مخالفت کرنے لگے یہانتک کہ جب فرانس کے دارالسلطنت پیرس مین قرطبہ کے نمونے پر سڑکون اور گزرگاہون پر فرش بچھایا جانے لگا اور اس بات کی تاکید کی گئی کہ پادریون کے سوٴران سڑکون پر گزرنے نہ پائین تو پادری نہایت غضبناک ہوے اور انہون نے غل مچایا کہ پادریون کے سوٴر برابر انہی رستون سے گزرینگے اور اون کی آزادی مین خلل ڈالنے کا حکومت کو کوئی اختیار نہین ہے۔ پادریون کے غل شور مچانے سے عوام نے اسقدر شورش برپا کی کہ بادشاہ فرانس کو مجبوراً یہ حکم دینا پڑا کہ پادریون کی سوٴر پیرس کی سڑکون سے گزرنے پائین۔ مگر ہر ایک سوٴر کے گلے مین ایک گھنٹی باندھ دیجائے کہا جاتا ہے کہ فلپ شاہ فرانس کا ایک گھوڑا اسی قسم کی گھنٹی کی آواز سنکر بھڑکا اور اوس نے شاہ کو اپنی پشت سے گرا دیا جو اسکی موت کا باعث ہوا۔ ایک عیسائی اس موقع پر کہہ سکتا ہے کہ پادری سوٴرون کے گلے مین گھنٹی باندھنے کی حکم سے سرتابی کرسکتے تھے مگر انہون نے ایسا نہین کیا اس سے صاف طور پر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اونہون نے یہ رواداری کا برتاو کیا مگر ایسی ایسی رواداریون سے یورپ کا موجودہ شاندار تمدن قایم نہین ہوسکتا۔

مذہبی دباو

پادریون کے مذہبی جنون نے طالبان علم کے دلون مین غیرت اور حمیت کی آگ مشتعل کردی اور وہ علم کی حمایت مین برابر سرگرمیان دکھاتے رہے انہون نے رفتہ رفتہ بہت سے علمی حقایق دریافت کرلیے جن سے عام لوگون کو بہت فائدہ پہونچا اور اون کے دلون مین بھی علم سے فیضیاب ہونے کا شوق بڑھتا گیا۔ اہل علم اور اہل مذہب مین برابر جنگ ہوتی رہی یہانتک کہ مذہبی اصلاح کے داعی یعنی پروٹسٹنٹ کھڑے ہوے اہل علم نے خیال کیا کہ وہ علم کی حمایت مین اون کا ساتھ دینگے اسلیے وہ اس گروہ

ساتھ شامل ہوگئی مگر جب پروٹسٹنڈون کو قدیم مذہب رومن کیتھولک کے ماننے والے پر غلبہ ہوا تو انہون نے بھی اپنی مخالفون پر ظلم وستم کرنے شروع کردیئے جو شخص پروٹسٹنٹون کے خیالات اور مسلمات سے ذرا بھی انکار کرتا تہا اوس کو اسکے موت وسیجا تی تھی یہ دیکھکر اہل علم نے انکا ساتھ چھوڑ دیا اور اون کو اس گروہ کی طرف سے بھی مایوسی ہوگئی۔ رفتہ رفتہ پروٹسٹنٹون مین بھی نیئے نیئے گروہ ظاہر ہوگئے اور اون مین باہم نزاعین ہونے لگین ایک گروہ دوسرے گروہ کی خون کا پیاسا ہو کہائی دیتا تہا ذرا ذرا سے اختلافات پر خون کی ندیان بہائی جاتی تھین یورپ کا ایک مورخ لکھتا ہی کہ ان دو مذہبی گروہون کی باہمی خونریزیون سے رفتہ رفتہ لوگون کے دلون مین یہ خیال نمایان ہوا کہ ہر گروہ دوسرے گروہ کی آزادی کو تسلیم کرے۔ کیونکہ بغیر اسکے کوئی گروہ اپنے وجود کو قایم نہین رکھ سکتا۔ اس اثنا رمین علم برابر ترقی کرتا رہا اور اہل علم نئی نئی باتین نکالتے اور لوگون کے خیالات پر روشنی ڈالتے رہی باہمی خونریزیون کے نقصان علم نے اور بھی بین طور پر ثابت کردیئے اور یہ امر لوگون کی نظرون مین نمایان ہوگیا کہ ایک گروہ کا دوسرے گروہ کی آزادی پر حملہ کرنیکا کوئی حق نہین ہی۔ غرضکہ اسطرح رواداری کا خیال یورپکے باشندون کو دل ودماغ مین پیدا ہوا:۔

فرانسیسی انقلاب

فرانسیسی انقلاب نے مذہب اور اہل مذہب پر جو قیامت برپا کی اوسکا حال دنیا سے پوشیدہ نہین ہی اس انقلاب سے بھی یہ بات صاف طور پر ثابت ہوتی ہی کہ مذہب عیسوی نے یورپ مین علم کو رواداری اور فیاضی کیساتھ جگہہ نہین دی بلکہ اہل علم نے نہایت زور دار کشمکش کے بعد اہل مذہب کو اسبات پر مجبور کردیا کہ وہ ان کے ماتحت ہوکے رہین اگر اہل مذہب اہل علم کو پامال کرنا چاہتے تو اون کو یہ قدرت کہان تھی۔

ترک عیسائیت

عیسائی مذہب کے پادری اپنے مذہب کی حمایت مین اسقدر سرگرم مین کہ دنیا کی کسی اور مذہب کے علمار مین اسکی نظیر ملنا مشکل ہی وہ اپنے مذہب کی تائید اور تقویت کیلئے

کوشش اور محنت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کرتے اور جون جون علم ترقی کرتا جاتا ہی وہ اپنی مذہب کی ترقی مین زیادہ سرگرم ہوتے جاتے ہین اور اپنی مذہب پر علمی حملونکا جواب دینے اور اوسکو لوگون کی نظر مین بے عیب دکہانے مین ذرا کوتاہی اور غفلت نہین کرتے تاہم جو لوگ علم اور تمدن کے حامی ہین وہ مذہب کے دائرے سے نکلتے جاتے ہین اور عام لوگ بھی مذہب سے بے پروائی دیتے ہین۔ فرانس جو کسی زمانہ مین مذہب عیسوی کا گہوارہ کہلاتا تہا آج اس مذہب پر یادر یو پر سخت احکام نافذ کرتا ہی غرضکہ یورپ کے تمام ملکون مین ترک عیسائیت کی وبا پھیلتی جاتی ہی ۱۹۱۰ء مین ایک پروٹسٹنٹ عالم نے فرانس کے ایک عظیم الشان جلسہ مین یہ الفاظ کہے تہے کہ اگر مذہب عیسوی سے کیتھولک مذہب مراد ہی تو اصلاح کا محتاج ہی یا پروٹسٹنٹ مذہب مراد ہی جس مین کچھہ اصلاح ہوگئی ہی اور اوس کے سوا مذہب عیسوی سے اور کوئی مراد نہین ہی تو مین یقین کرتا ہون کہ یورپ بیسوین صدی مین عیسائی نہوگا۔ اس عالم نے اپنی تقریر مین کچھہ باتین ایسی بھی بتائی ہین جنکو وہ مذہب عیسوی کے معنون مین شامل کرنا چاہتا ہی اور وہ باتین ایسی ہین جو مسلمانون کی عقائد سے بالکل مطابق ہین۔ اگر وہ باتین یورپ مین عام طور پر تسلیم کرلی جائین تو پھر عیسائیت اور اسلام مین کوئی نزاع اور مخالفت باقی نہین رہیگی اور نہ مذہب اور علم کے درمیان پھر کوئی جنگ برپا ہوسکیگی:۔

اسلامی رواداری کی تصویر

اب مین ناظرین کا ہاتھہ پکڑ کر اسلام کی گزشتہ تاریخ کے میدان مین لئے جاتا ہون اور اسلام کی رواداری اور فیاضی کا شاندار منظر دکہانا چاہتا ہون۔ ناظرین تاریخ اسلام کے اون اوراق پر نظر دوڑائین جن مین بنی امیہ اور بنی عباس حکمران نظر آتے ہین دیکھئے خلفاء کے گرد فقہا۔ متکلمین۔ محدثین۔ ادبا۔ مورخین اطبا علم ہئیت کے علماء ریاضی کی علماء جغرافیہ دان اور طبعیات کے علماء موجود ہین اور ہر شخص اپنی فن کی تحقیقات مین سرگرمی سی مشغول ہی۔ ہر فن کے علماء مین باہم دوستی اور محبت ہی فقیہ متکلم سے اور محدث طبیب سے اور ریاضی دان مفسر سے نہایت خوشی سے مصافحہ کرتا ہی اور ایک شخص دوسرے کی

علمی ترقی مین مدد دیتا ہی۔ دیکھو یہ ایک علمی درسگاہ ہی جسمین ہرفن کے لوگ موجود ہین۔
اور آپسمین علمی بحثین نہایت آزادی اور تحمل سے کر رہے ہین۔ امام بخاری عمران خارجی
کے سامنے حدیث کا فن سیکھنے کے لیے دست بستہ اور مودب بیٹھے ہوے ہین اہل اعتزال
پیشوا عمرو بن عبید اہل سنت کے پیشوا حسن بصری سے تحصیل علم مین مشغول ہین
ایک شخص حسن بصری سے عمرو بن عبید کی نسبت سوال کرتا ہی اور وہ جواب مین کہتے
ہین کہ یہ تو وہ شخص ہی کہ جسکی تربیت انسانون نے نہین بلکہ فرشتون نے کی ہے
اوس نے گویا انبیا کی گود مین پرورش پائی ہی وہ شرع کے احکام کا پورا پابند ہی
اوسکا ظاہر اور باطن ایک ہی ہی وہ دیکھو امام ابو حنیفہ شیعون کے فرقہ زیدیہ کے
پیشوا امام زید بن علی کے سامنے عقائد اور فقہ کی تعلیم پا رہے ہین۔ اگر کسی مسئلہ مین دونون
کے درمیان رای کا اختلاف ہوتا ہی تو مخالفت تک نوبت نہین پہونچتی۔ طالبعلمون کی
اون تمام صفون ہی جو نظر آتی ہین برابر گذرتے جائیے سب کا مقصد ایک ہی ہی یعنی علم کا
حاصل کرنا۔ اور سب کی زبان پر یہ حدیث جاری ہی کہ ایک گھنٹہ غور کرنا ساٹھ برس کی عبادت
سے بہتر ہی خلفا رخود مذہب مین اجتہاد کا مرتبہ رکھتے ہین ان کے ہاتھ مین فوجی قوت ہی
فقہا محدثین اور متکلمین اہل مذہب کی رہنمائی مین مشغول ہین اسوقت مذہب اپنے عروج
پر ہی ہر علم اور فن کے لوگ نہایت آزادی اور امن و امان سے زندگی بسر کرتے ہین۔
مسلمانون اور غیر مذہب والون کے حقوق مین کوئی فرق نہین ہی یا ایک انصاف پرست
آدمی اس منظر کو دیکھکر بے اختیار بول اوٹھیگا کہ علم کے ساتھ رواداری اس کا نام ہی
یہی وہ جگہ ہی جہان مذہب فیاض اور متحمل نظر آتا ہی یہی وہ موقع ہی جہان تمدن اور
مذہب دونون ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے نظر آتے ہین۔ یہی وہ علم اور فلسفی ہین جنسے
لوگ آزادی اور رواداری کا سبق سیکھ سکتے ہین۔ اور یہی وہ مجالس ہین جنمین عقل
اور وجدان کی قوتین باہم مصافحہ کرتی ہین یہان علم اور مذہب مین کوئی مخالفت اور
جنگ و جدل برپا نہین ہی۔ اہل علم اور اہل مذہب کے درمیان کبھی کبھی رای کا اختلاف
ہوتا ہی مگر یہ اختلاف ویسا ہی ہی جیساکہ آزاد خیال لوگون مین ہوا کرتا ہی نہ ان مین ایک

شخص دوسرے پر طنز کرتا ہی نہ ایک دوسرے کی تکفیر۔ اگر اتفاقاً کوئی شخص دوسرے کی آزادی اور آبرو مین خلل انداز ہوتا ہی تو وہ قوم کے دائرے سے خارج کر دیا جاتا

مسلمانون مین تعصب کا دور

اسکے بعد بدقسمتی سے وہ زمانہ آتا ہی جبکہ ایک مسلمان دوسرے کو کافر یا فاسق یا بدعتی کہنے لگا مین اس بیماری کے اسباب پہلے بیان کر چکا ہون اس بیماری کا ظہور مسلمانون مین اسوقت ہوا جبکہ اون کے دین مین ضعف آگیا تہا اور جو لوگ دین مین کامل طور پر ماہر تھے وہ جنگجو اور خونریزیون مین ناپید ہوگئے تہے اور دین کی رہنمائی کا کام ایسے لوگون کے ہاتہہ مین آگیا تہا جنمین مذہبی روح نہین تہی اور گروہ ہیش کے عیسائی وغیرہ قومون سے مسلمانون مین یہ خیال پہیل گیا تہا کہ دین کی عظمت قایم کرنے کیلئے دین مین نئی نئی باتون کا داخل کرنا کچھہ برا نہین ہی۔ اس زمانہ مین مسلمان رفتہ رفتہ اپنے دین کی گزشتہ تاریخ اور دین کے متعلق اپنے اختلافات کے اقوال کو بالکل بہولگئے وہ اپنے موجودہ عالم رہنماؤن کے اقوال ہی کو قابل تقلید خیال کرنے لگے۔ حالانکہ یہ لوگ دین سے مطلق جاہل اور بیخبر تھے۔ نمایشی دینداری کے لئے یہانتک بڑہی کہ وہ ادنے ادنی اختلاف پر ایک دوسرے کو لامذہب کہنے لگے۔ عقل سے کام لینا اور غور و فکر کرنا جسکی تاکید مذہب اسلام نے کی تہی اوسکو مصنوعی مذہب کی رو سے ممنوع قرار دیا گیا۔ اس بات کی قومون سے جن کے مذہب مین ہر طرح کا تشدد تہا مسلمانون مین ہی تکفیر کا مرض پہیل گیا اور یہ مرض نہایت سرعت سے پہیلا کیونکہ مسلمانون کا مذہبی مزاج کمزور تھا۔ اور کمزور مزاج ہر مرض کے قبول کرنے کے لئے آمادہ رہتا ہی ان تمام باتون سے صاف طور پر یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہی کہ جب تک مسلمان اپنے دین کے عالم تہے وہ دنیا کے بہی پیشوا خیال کئے جاتے تہے جب وہ دین سے بیخبری کی بیماری مین مبتلا ہوگئے تو دنیا بہی اون کے ہاتہہ سے نکل گئی دیہی جہالت نے مسلمانون کو صرف اسی بات پر قانع نہین رہنے دیا کہ جو لوگ دینی باتون مین اون سے اختلاف رکہتے ہون یا فلسفہ کے قایل ہون وہ اونپر تکفیر کا فتوی جاری کرین۔ بلکہ نوبت یہانتک پہونچ گئی کہ یہ لوگ دین سے

پیشوا اور حدیث اور قرآن کے سچے علم بردار تھے اون کے ساتھ ہی انہون نے دشمنی اور حقارت کا برتاؤ کیا۔ امام غزالی کی کتابین جب غرناطہ مین پہونچین اور اندلس کے مسلمانون نے اون سے مستفید ہونا شروع کیا تو اس شہر کے جاہلون نے بڑی شورش بپا کی اور بڑی عالم نما لوگون نے امام کی نسبت گمراہ اور کافر ہونے کا فتویٰ دیا اور اون کی سب کتابین خاصکر احیاء العلوم کے نسخے جمع کئے گئے اور گزرگاہ عام مین ان کتابون مین آگ لگا دی گئی۔ علامہ ابن تیمیہ اسلام کے بڑے پیشوا اور حامی گزری ہین۔ مگر بہت سے مسلمان نما مولویون نے اُن کی نسبت بھی گمراہ ہونے کا الزام لگایا اور اون کے معتقد تو علامہ ممدوح کو مونہ بھر کر گالیان دیتے رہے اس مین کچھ شبہ نہین کہ یہ گناہ قیامت تک اون کی گردن پر رہے گا۔

اسلاف کی یادگار و نسے بے پروائی

مسلمان دینی علوم سے بالکل بے پروا ہوگئے اور انہون نے اسلاف اول کے کلام پر نظر ڈالنی چھوڑ دی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اگر آج کوئی شخص ابوالحسن اشعری یا ابو منصور ماتریدی کی کوئی کتاب تلاش کرنا چاہے تو ہرگز نہین ملیگی نہ ابو بکر باقلانی یا ابو اسحق اسفرائینی کی کوئی کتاب تصنیف دستیاب ہو گی آجکل مسلمانون کے کتب خانہ مین کیسی ہی جستجو کیجائے کوئی کتاب بزرگان سلف کی نہین مل سکتی۔ تیسری صدی ہجری سے چھٹی صدی ہجری تک تفسیر پر بہت سی کتابین لکھی گئی ہین۔ مثلاً تفسیر طبری۔ تفسیر ابو مسلم اصفہانی۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر جصاص۔ تفسیر غزالی۔ تفسیر ابن عربی۔ وغیرہ اور ان تفسیرون مین پیشوایان مذہب کی رائین اور قرآن مجید سے مذہبی احکام نکالنے کے ایسے اصول بیان کئے گئے ہین جن سے علم دین کا کوئی طالب علم مستغنی نہین ہوسکتا مگر ان جلیل القدر کتابون کا کوئی صحیح نسخہ عام طور پر اس زمانہ مین نہین ملسکتا۔ حسن اتفاق سے اگر کوئی نسخہ کہین ملجائے تو یہ دوسری بات ہے مسلمانون کی قوم دیندار ہونے کا اور اس بات کا دعویٰ کرتی ہے کہ اوسکی اسلاف قابل فخر تھے مگر اوسنے اپنی اسلاف کی یادگارونکو قایم نہین رکھا اور اون کی کتابون کو بوسیدہ اور کرم خوردہ بلکہ فنا

ہوجانے دیا بڑی شرم اور ندامت کی بات نہین ہی. کیا عیسائی پادریون نے کسی
زمانے مین بھی اپنے مذہب کے ساتھ اور اپنے بزرگان سلف کے ساتھ ایسی بے پروائی کا
ثبوت دیا ہی؟ دینیات کے مسلمان طلبا کی حالت بھی ہر اسلامی ملک مین قابل رحم ہی
وہ علم کلام کی چند مختصر کتابین جو متاخرین نے لکھی ہین پڑھ لیتے ہین. اون کی بڑی
لیاقت یہی خیال کیجاتی ہی کہ وہ ان کتابون کی عبارتین پڑھ کر ختم کر دین مگر اون کو یہ
لیاقت کبھی حاصل نہین ہوتی کہ ان کتابون مین جو دلائل لکھی ہین ان کو وہ نکتہ چینی
کی نظر سے دیکھہ سکین اور اون مین صحت اور غلطی کی تمیز کر سکین وہ ان کتابون
کو اسطرح پڑھتے ہین کہ گویا اون مین خدا کا کلام یا پیغمبر کا کلام درج ہی اور اوسکو
تسلیم کر لینے کے سوا اور کوئی چارہ نہین ہی. اگر کوئی شخص ان کتابون کے کسی مسئلہ پر
ان سے بحث کر بیٹھے اور اوس مسئلے کی کتابی دلائل کی تردید کر دی تو بس وہ اتنی
بات کہکر رہجاتے ہین کہ علمانے تو ایسا ہی لکھا ہی. حالانکہ ممکن ہی کہ کتاب زیر بحث
کے مصنف کا قول ایسا نہو جسپر تمام علما نے اتفاق کیا ہی اور ممکن ہی کہ وہ ایسا
قول ہو جسکو اوس کتاب کے مصنف کے سوا اور کسی عالم نے بیان نہ کیا ہو نیز یہ بھی ممکن ہے
کہ کتاب زیر بحث کا مصنف علمی درجہ کے لحاظ سے ایسا ہو کہ اگر وہ زمانہ سلف مین ہوتا تو
کوئی شخص شاگرد بنکر اوس سے علم حاصل کرنا پسند نہ کرتا دینی علوم کی اسوقت یہ حالت ہی
کہ ملک شام حجاز تونس اور الجزائر سے دینیات کی تعلیم تقریباً ناپید ہو نیکو ہی اور
"بعید مغرب" (مراکو) مین بھی دینی علوم کا درس بہت کم جاری ہی صحرای افریقہ کے
بعض مقامات مین البتہ اس تعلیم کا چرچا پایا جاتا ہی دینی علوم کی تعلیم پر جو عالمگیر زوال
آیا ہی اس کے بہت سے اسباب ہوسکتے ہین منجملہ اون کے ایک سبب یہ ہی کہ طریقہ تعلیم نہایت
مشکل ہی اور اسکے لیے ایک زمانہ دراز درکار ہی اور زندگی کی ضرورتین لوگون کو مجبور
کرتی ہین کہ وہ محض اس کام مین اپنی عمر کو فنا نہ کرین ایک سبب یہ ہی کہ آج کے
مسلمانون کا عام میلان اسبات کی طرف ہی کہ وہ اپنی لڑکون کو یورپ کے جدید طریقہ
تعلیم کے بموجب ایسی مدارس مین تعلیم دلائین جنمین یا تو مذہبی تعلیم بالکل نہین ہی یا

اگر ہی تو برائے نام ہی ایک سبب یہ ہی کہ تقلید اور جمود نے لوگون کی ہمتین پست کر دی
ہین اور اس سبب سے وہ اپنے دین سے بالکل جاہل ہین اور اون مین طرح طرح کی بدعتین
پھیل گئی ہین اور اون کے اور بزرگان سلف کے درمیان کوئی رشتہ باقی نہین رہا
یہانتک کہ مسلمانون کے گروہ کثیر کے سامنے اگر وہ احکام پیش کیے جائین جنپر سلف کے
مسلمان متفق تھے تو وہ اون کو دین مین رخنہ اندازی کا باعث خیال کرینگے ایران کے
مشہور شاعر عمر خیام نے اپنے خیال مین آنحضرت کو مخاطب کرکے لکھا ہو کہ "حضور انور"
ان لوگون نے جو آپ کے مبارک زمانہ کے بعد پیدا ہوے آپکے دین پر ایسا ملمع چڑہایا ہی
کہ اگر آپ اسکو دیکھین تو پہچان نہ سکین۔ آجکل کے مسلمانو ن پر یہ مقولہ بالکل صادق آتا ہی
کہ انہون نے دین حق کو پس پشت ڈال دیا ہی۔ جو لوگ اس دین کے سچے علم بردار تھے اونکو
وہ نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین اور انہون نے ایسے لوگون کو اپنا مذہبی پیشوا
مانا ہی کہ جنکو بزرگان سلف معتبر نہین سمجھتے تھے اور جنکی تقلید کی اجازت اسلام نے ہرگز
نہین دی۔ یہ ظاہر ہی کہ اگر ایسے مسلمان نما لوگون کے ہاتھ سے علم اور اہل علم کو کوئی نقصان
پہونچے تو مذہب اسلام اسکا جواب دہ نہین ہوسکتا۔

اسلام اور علم کا تلازم ؟

مین حق بات کہتا ہون اور واقعات اس حق بات کی تصدیق کرتے ہین کہ جس روز سے
مسلمانون نے اپنے مذہب سے انحراف کیا اوسی روز سے علم نے اون سے انحراف کرنا شروع کیا
جون جون وہ علم دین سے دور ہوتے گئے علم دنیا بھی اون سے دور رہتا گیا تاریخ علوم دینی
مین اول اول وہ جسقدر سرگرمیونکا اظہار کرتے تھے علوم دنیوی بھی اون کے سایہ کے
ساتھ دوڑتے تھے اور وہ دنیا مین عزت اور ناموری مین ترقی کرتے جاتے تھے برخلاف
اسکے یورپ کے باشندے جون جون اپنے مذہب سے قریب ہوتے گئے علم اون سے دور رہتا گیا تاریخ
پھر جون جون وہ مذہب سے دور ہوتے گئے علم اون کے قریب آتا گیا۔ یہی وجہ اہل یورپ
کے اس قول کی ہی کہ "علم عقل کے نتایج مین سے ہی اور وجدان کو اسمین کچھہ دخل نہین ہی
مذہب کا مدار صرف وجدان پر ہی اور عقل اس مین مداخلت نہین کرسکتی عقل اور

وجدان کی قسمین جُدا جُدا ہین۔ دونون کے باہم جمع ہونے کی کوئی صورت نہین ہے؟ یہ کیا خوب رواداری ہی جو عیسائیون کے مذہب نے علم کیساتھ کی ہے۔ حالانکہ اس قول سے انہون نے بآواز بلند کہدیا ہی کہ مذہب اور علم دونون باہم دشمن ہین اور ان مین صلح و آشتی کسی صورت سے نہین ہو سکتی۔ اسمین شک نہین ہی کہ مسلمانون نے نہ کبھی اہل علم کو پھانسی پر چڑھایا نہ قید مین ڈالا نہ آگ مین جلایا نہ جلاوطن کیا جیسا کہ عیسائیون نے کیا ہی گو اہل علم کی نسبت نالائم الفاظ ان کی زبان سے ضرور نکلے ہین اور وہ ان کی تذلیل و تحقیر کے درپے ضرور رہے ہین اور اسکا سبب جیسا کہ مین نے بیان کیا ہی اسکے سوا اور کچھ نہین تہا کہ وہ اپنی مذہب سے جاہل اور بے خبر ہوگئی تہی مذہب سے باخبر ہونے کے زمانہ مین ایسی سخیف حرکتین ان سے کبھی صادر نہین ہوئی تہین اس بناء پر اس بیماری کا علاج جو آجکل مسلمانون پر طاری ہی یہ ہی کہ ان کو ان کے مذہب سے کامل طور پر آگاہی دیجائے وہ مذہب ہی تہا جس نے بیچ مین واسطہ بنکر مسلمانون کو علم سے روشناس کرایا تہا جب وہ واسطہ درمیان سے اٹھ گیا تو علم سے اون کی جان پہچان کیونکر ہو سکتی ہی۔

داعیان اسلام

سوال یہ ہی کہ آیا کبھی ایسا ہوا ہی کہ مسلمانون مین علم یا مذہب کے بہت سے داعی اکٹھے ہوکر اور کمر باندہ کر کھڑے ہوئے ہون اور اونکی دعوت کو مسلمانون نے قبول نہ کیا ہو اور اونکی ہدایتین کان لگا کر سننے سے انہون نے انکار کیا ہو آیا مسلمانون کے ملکون مین ایسے داعی کبھی اس کثرت سے پہیلے ہین جیسے کہ سترہوین صدی کے وسط مین عیسائی داعی اطراف یورپ مین پہیلے ہوئے تہے نہین کبھی نہین مختلف زمانون مین البتہ بعض بعض جا بجا بیان مذہب پیدا ہوئی ہین۔ مگر ایک زمانہ مین ایسے لوگ چار چار سے زیادہ کبھی جمع نہین ہوئے۔ ایسے لوگون نے جب کبھی کچھ کرنا کچھ کہنا شروع کیا تو عام لوگون نے اون کے خیالات

کی جھلک پاکر شور و غل مچانا شروع کر دیا اور حکومت نے مداخلت کرکے اون کی زبانین بند کر دین مگر اس مداخلت کا باعث پولیٹکل مصلحت ہوئی ہی نہ مذہبی حمایت اس لیے یہ واقعات اون واقعات کے سلسلہ مین داخل نہین ہوسکتی جن مین اہل مذہب نے اہل علم کو اپنی قہر و غضب اور ظلم و ستم کا نشانہ بنایا ہے۔

اہل تقلید

اس موقع پر ایک معترض کہہ سکتا ہی کہ اگر مسلمانون نے دنیا و آخرت اور عقل و مذہب کے ایک دوسرے سے جُدا سمجھنے کا خیال آس پاس کی قومون سے لیا ہی تو اسکی کیا وجہ ہی کہ انہون نے اس بات مین عیسائیون کی تقلید نہین کی کہ وہ ان کی طرح اپنے مذہب کے پھیلانے مین سرگرم ہون اور ایک خاص گروہ کو مذہب کے پھیلانے اور مذہبی کامون مین مشغول رہنے کے لیے مخصوص کر دین۔ اور ایک گروہ کو دنیا کے کامون مین لگا دین۔ بلکہ وہ اپنے اور پہلے گروہ کے لئے معاش کا اور پہلے گروہ کی مدافعت اور حفاظت کا ذریعہ ہون؟ کیا وجہ ہی کہ مسلمان عام طور پر افسردہ اور پژمردہ ہین اور اون پر مُردنی چھائی ہوئی ہی اور جسطرح وہ دین کے علوم مین مشغول ہونے سے جی چراتے ہین اسیطرح دنیا کی دولت کمانے مین بھی ہیٹے ہین اور دنیوی ترقی اور عزت حاصل کرنے کی امنگ بھی اون کے دلون مین موجزن نہین ہوتی۔ انہون نے اپنے تئین تقدیر کی رو مین ڈالدیا ہی کہ وہ جسطرف چاہی اونکو بہالیجائے غرضکہ اس بات کی کیا وجہ ہی کہ ان مین نہ دینی کام کا ولولہ ہی نہ دنیوی کام کا جوش پایا جاتا ہی؟ اس کا جواب یہ ہی کہ مقلد جس شخص کی تقلید کرتا ہی اوس کے ظاہری کامون پر اسکی نظر رہتی ہی وہ نہ اس بنیاد کو سمجھتا ہی جسپر ان کامون کا مدار ہی اور نہ اون کے اسرار کو سمجھنے کی قابلیت رکھتا ہی اس بنا پر وہ کام کرتا ہی مگر بے قاعدہ اس کے کامون مین کوئی ترتیب اور کوئی نظام نہین ہوتا۔ اسیوجہ سے مسلمانونکی حالت بہ نسبت اون قومون کے جن کی انہون نے تقلید کی بہت زیادہ پست ہوگئی خاصکر اسوجہ سے کہ انہون نے اپنے دین مین ایسی باتین ملا دین جو کسی طرح اسمین

نہین مل سکتی تہین اب مسلمانون کی قوم کا حال مثل اس شخص کے ہو گیا ہی جسکو کئی طاقتور آدمی مختلف سمتون مین کھینچکر لے جانا چاہین اور وہ ہر ایک کے ساتھ تہوڑی دور چلکر پہر واپس آئے اور تہک کر چور ہو جائے۔ پہر دم بہر آرام کرنے کے لئے زمین پر لیٹ جائے۔ اس کے بعد وہ یا تو ٹھیک سمت مین چلنے کے لئے کمر باندھکر تیار ہو۔ یا اسی کشمکش مین دم توڑ دے جس زمانے مین مسلمان مسلمان تھے ان کی دو آنکھین تہین ایک آنکھ سے وہ دنیا پر نظر ڈالتے تھے اور ایک آنکھ سے دین پر مگر جب تقلید اور جمود کا زمانہ آیا تو انہون نے ایک آنکھ کو تو بالکل بند کر لیا اور دوسری آنکھ مین خس وخاشاک بہر لیا اب نہ وہ دنیا پر نظر ڈالتے ہین نہ دین پر۔ ان کو دونون مطلب فوت ہو گئے ہین دنیا اور دین کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی بند آنکھ کو کہولین اور دوسری خس وخاشاک سے صاف کرین۔ بغیر اسکے نہ ان کو دنیا حاصل ہو گی نہ دین۔

اہل اصلاح

ایک نکتہ چین کہہ سکتا ہی کہ تم کیونکر اس بات کا دعوی کرتے ہو کہ علم اور مذہب کے داعیون کا شمار مسلمانون مین بہت کم ہی حالانکہ بلاد عثمانیہ مصر و شام وغیرہ مین اسلامی ترقی قومی ہمدردی مذہبی حمایت اور علمی سرگرمی کی آوازین برابر سنی مین آتی ہین۔ ان آوازون سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ علم اور مذہب کے داعی مسلمانون مین بہت کثرت سے ہین مگر باوجود اس کے یہ دیکھا جاتا ہی کہ مسلمان ان آوازون پر کان نہین رکہتے اور خواب غفلت سے بیدار نہین ہوتے۔ اسکا جواب یہ ہی کہ ان لوگون مین جنکی زبان اور قلم سے یہ آوازین پیدا ہوتی ہین بہت کم ایسے ہین جنکی نیت خالص ہو اور جو فی الحقیقت مسلمانون کی دینی اور دنیوی ترقی کے خواستگار ہون۔ ان مین سے اکثر ایسے لوگ ہین جنکا مقصد اس جوش وخروش سے کچھہ پیسے کما لینے کے سوا اور کچھہ نہین ہی وہ ان لفظون کو ایک دوسرے کی زبان اور قلم سے سیکھتے ہین اور ان کی اصلیت اور حقیقت سے خبردار نہین ہین۔ یہی لوگ [illegible]

رکھنے والے اہل اصلاح بہت کم ہین اور جو ہین ان کی ہدایتون اور نصیحتون پر بعض مسلمانون نے توجہ کرنی شروع کر دی ہی۔ خاصکر ہندوستان اور روس مین مگر اصلاح کا کام ہتھیلی پر سرسون جمانے کا کام نہین ہی اس کے لیے ایک عرصہ دراز درکار ہی ممکن ہی کہ کوئی شخص اس موقع پر یہ سوال کرے کہ ایسے لوگون کی تعداد مسلمانون مین کیون نہین بڑھتی اور کیون وہ اطراف عالم مین پھیل نہین جاتے تاکہ وہ مسلمانون کو خواب غفلت سے بیدار کرین اور اصلاح کی تدبیرین اون کے سامنے کھلم کھلا بیان کرین۔ اسکا جواب یہ ہی کہ عیسائیون نے ایک ہزار سال سے زیادہ پستی اور تنزل کی زندگی بسر کی ہی اور اس طویل عرصہ کے بعد اون مین بیداری کی حالت پیدا ہوئی ہی جبکہ وہ مصیبتون پر مصیبتین اور تباہیون پر تباہیان جھیل چکی تھی برخلاف اسکے اس زمانہ سے جبکہ مسلمانون مین بدعتون اور گمراہیون نے راہ پائی اب تک آٹھ سو سال سے کم زمانہ گزرا ہی اور یہ زمانہ ایک بڑی قوم کی بیداری کے لئے کافی نہین ہی تاہم میرا خیال ہی کہ اسقدر دراز عرصہ نہین گزریگا کہ وہ دینی اور دنیوی ترقی کے کامون مین سرگرم نظر آئینگی

مذہبی تعصب

مسلمانون کی حالت کچھہ ہی کیون نہو، عیسائیون کے مقابلہ مین اونپر مذہبی تعصب کا الزام لگانا انصافاً محض بیجا ہی۔ واقعات شہادت دیتی ہین کہ مسلمانون کا تعصب الفاظ ہی مین ختم ہو جاتا ہی مگر عیسائیونکا تعصب عملی ہی اگر کسی شخص کو اس بات سے انکار ہو تو اسکو ہالینڈ کی مشرقی نوآبادیون ثم السوال۔ نیتال اور روس کی بیس سال قبل کی حالت پر غور کرنا چاہیے پھر تونس اور الجزائر کے حالات کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ ان ملکون کے حالات اور واقعات سے آگاہی حاصل کرنے کے بعد معلوم ہو جائیگا کہ عیسائی قومین غیر عیسائی قومون کے ساتھہ نہایت سخت متعصبانہ برتاؤ کرتی ہین۔

اور یہ امر بھی واضح ہو جائے گا کہ اون کا تعصب اس درجہ تک پہونچ جاتا ہی

کہ انسانیت اور شائستگی اور سکو جھکو شرافت ہی فرانسیسی مدبرون کی تحریرون کو دیکھ کر وہ مسلمانون کے معاملہ مین کسقدر حیران ہین وہ چاہتے ہین کہ ان اسلامی ملکون مین جنپر ان کی حکومت ہی ان کو پورا اطمینان نصیب ہو مگر حکومت کا اصول یہ قرار دی رکھا ہی کہ خاص مسلمان کے ساتھ سخت برتاؤ کیا جاتا ہے۔ فرانسیسی اہل قلم اس اصول کے ساتھ حکومت مین اطمینان حاصل ہونیکے خواستگار ہین اور اس موضوع پہ آئے دن مضامین لکھے جاتے ہین مگر سچ یہ ہی کہ یہ دونون باتین ایک دوسرے کی ضد ہین اور اون کا ایک جگہ جمع ہونا ناممکن ہی:-

موسیو ہانوتو کی اخیر رائے

موسیو ہانوتو نے کئی سال ہوئے اسی موضوع پر بحث کی تھی اور اوس نے بھی ان دونون باتون کو جمع کرنا چاہا تھا مگر تین سال کے بعد اسکو معلوم ہوا کہ مسلمانون پر اسکی تحریرون کا نہایت برا اثر ہوا اور یہ مسئلہ اس طریقے سے حل نہین ہوسکا جس طریقے سے کہ اوسنے حل کرنا چاہا تھا۔ اتنی مدت کے غور و فکر کے بعد اوسنے اپنی رائے بدل دی اور اپنے خیالات کو ایک نئے سانچے مین ڈھالا۔

مارچ سنہ ۱۹۰۲ء مین فرانس کی جغرافی انجمن کے سامنے جو تقریر اوس نے اس باب مین کی ہی اوس کا ایک حصہ یہان نقل کیا جاتا ہی اوس نے کہا کہ وہ جدید قاعدے جنپر افریقہ مین فرانسیسی حکومت کو عمل کرنا چاہیے اون پرانے قاعدون کے بالکل برخلاف ہین جنپر ابتک ہماری افریقی نوآبادیون پر عمل ہوتا رہا ہی۔ اسکے بعد اوس نے جدید قاعدے بیان کئے ہین پھر اوس نے کہا کہ ہم جسطرح مذہبی رواداری مین مسلمانون کے شرمندۂ احسان ہین اسیطرح الفانٹ کے طریقون مین بھی ہم نے اون سے سبق حاصل کیا ہی بر عظم تمام شمالی افریقہ مین یورپ کے تمدن کا مقابلہ ایک عظیم الشان مذہب سے ہوتا ہی جس سے میری مراد مذہب اسلام ہی یہ مذہب افریقہ کے شمال مین بہ نسبت اوس کے دیگر اطراف کے

زیادہ بیدار ہی وہ اپنی پیروں کو ایک خدا کے ماننے پر آمادہ کر لی ہی اور اس عقیدہ کو اون کی تمام شخصی اور تمدنی خوبیون کا سرچشمہ قرار دینا ہی اس مذہب کا اثر اوسکی ماننے والون پر استقدر گہرا ہوتا ہی کہ وہ اس سے کبھی روگردانی نہین کر سکتے۔ ہم فرانسیسیون پر لازم ہی کہ مذہب کے معاملہ مین اون کے ساتھہ رواداری سے پیش آئین ہمارے لئے یہی امر کافی نہین ہی۔ بلکہ ہمیں یہ بھی لازم ہی کہ ہم اس مذہب کا بغور مطالعہ کرین اور اس کے اصول و مسائل کے سمجھنے مین محنت اور کوشش سے کام لین ہم کو مسلمانون کے اس شعار کو کہ "دین مین کسی پر کوئی جبر نہین ہی" اپنا شعار بنا لینا چاہئے اور اوسکی حدود سے ایک قدم باہر جانا نہین چاہئے ہمارا فرض ہی کہ مذہب اسلام کی عزت کرین اور حادثات اور خطرات سے اسکی حفاظت کرتے رہین۔

اس موقع پر مین امیر عبدالقادر الجزایری کا یہ قول بھی نقل کرنا پسند کرتا ہون کہ تینون مذہبون کے ماننے والے یعنی مسلمان عیسائی یہودی آپس مین بھائی بھائی ہین جنکی مائین جدا جدا ہین اور باپ ایک ہی۔ دیکھئے موسیو ہانو نے آخر کار انصاف اور رواداری کے وہی طریقے اختیار کرنے پر فرانسیسیون کو آمادہ کیا جنپر مسلمانون کا عمل تھا مگر اس بات مین کسی قدر شبہہ ہی کہ فرانسیسی موسیو ہانو کی اس رائے پر عمل کرینگے یا نہین۔

انگریزون کی رواداری

بلاشبہہ ہم اس بات سے انکار نہین کر سکتے کہ یورپ کی تمام قومون مین ایک ایسی قوم بھی ہی جو غیر مذہب والون پر حکومت کرنے کے اصول کو اچھی طرح سمجھہ سکتی ہی وہ اپنی رعایا کے عقاید کو عزت کی نظر سے دیکھتی ہی وہ اون کے رسم و رواج مین کوئی مداخلت نہین کرتی اس قوم سے میری مراد انگریزون کی قوم ہی بس یہی ایک عیسائی قوم ہی جو رواداری کا پورا حق ادا کرتی ہی مگر اس کا باعث

یہ ہو کہ انگلستان کے بہت سے امرا اور فوجی سردار صلیبی لڑائیون
مین شامل ہوئے تہے اور مسلمانون کے بادشاہ اور اون کے فوجی سردارونسے
ملنے جلنے کا موقع اون کو بہت زیادہ ملا تہا۔ اس تاریک زمانہ مین انگریز ہی
تہے جنہون نے مسلمانون کے مذہبی خیالات اور اون کی عادات کا مطالعہ
کیا اور جو اپنے ملک مین اون کی داستان اپنے ساتہہ لے گئے۔ حق کی روشنی
کو انہون نے بے تعصبی کی عینک لگاکر دیکہا اور اس کا اثر سر والٹر اسکاٹ
وغیرہ انگریزون کی تصنیفات مین پایا جاتا ہے۔ یورپ کی دیگر قومون نے
مسلمانون کے حالات لکہنے پر انگریزون سے بہت دنون بعد اپنی توجہ مائل کی
اب مین آخر مین اس بات کے کہنے مین کچہہ باک نہین کرتا کہ غیر مذہب والون کی
ساتہہ روا داری کا اصول غیر مسلمان قومون نے مسلمانون ہی سے سیکہا ہے
انگریزون نے خصوصیت کے ساتہہ یہ شریف خصلت اوس اسلام سے حاصل
کی ہے جو زمانہ حال کی بدعتون سے پاک تہا اسی سبب سے ان کا نظام حکومت
اس زمانے کے مسلمانون کے نظام حکومت سے مشابہ ہے۔ انگریز اپنی رعایا
سے صرف اس بات کی خواستگار ہین کہ وہ قانون کی پابندی کرین۔ اور
حکومت نے جو محصول یا لگان اون کے ذمہ لگایا ہے اسکو ادا کرتے رہین۔
اس کے عیوض مین وہ اون کے ساتہہ عدل و انصاف کا برتاؤ کرتے ہین
اور اس برتاؤ مین وہ اپنے مذہب والون کی طرفداری یا غیر مذہب والونکی
دل آزاری نہین کرتے۔ زمانہ سلف مین بہی مسلمانون کی حکومت کا یہی اصول
تہا اگرچہ اس اصول کی بنیاد بہت زیادہ نیک دلی اور مہربانی پر ہے:۔

یہانتک مفتی محمد عبدہ مرحوم مفتی مصر کے مضمون کا بقیہ ختم ہو گیا۔ ہم اسپر
اپنی طرف سے ایک لفظ کا اضافہ نہین کرنا چاہتے البتہ تمام اون معترضین و
خود اون ناواقف اور نوجوان مسلمانون کو جو حقیقت اسلام سے ناواقف
ہونے کی وجہ سے کہہ دیا کرتے ہین کہ اسلام تمدن کی حمایت سے عاری ہے،

یا اسلامی تمدن نامکمل ہو یا یہ کہ اسلام میں رواداری اور بے تعصبی نسبتاً کم ہو یا یہ کہ اسلام علوم کا مخالف ہو دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا اب بھی نفس اسلام پر کوئی ایسا اعتراض آ سکتا ہو۔ کیا خیال آپ کے دماغ کو مدت سے پریشان کئے ہوئے تھا۔

ہم اس موقع پر موجودہ علمائے اسلام کو بھی بلا اس امر کی جانب متوجہ کئے ہوئے ہیں کہ بہ استمداد الٰہی موجودین آپ لوگ بجز کچھ ہوئے ہیں ذرا دوسری گہرائی سے نکل کر سطح پر آئیے اور رسم پرستی اور موجودہ بد مذاقی کو چھوڑ کر اسلام کی اصلی اور صحیح تعلیم کو بغور ملاحظہ فرمائیے اور اس کے بعد اپنی موجودہ حالت اور ہم عصران سلف کے اخلاق اور فراخدلی سے سبق لیکر اسلام کو ان موجودہ بدنامیوں سے بچائیے۔

خدایا تو سب کو توفیق خیر رفیق عطا فرما کہ اسلام کی مقدس اور پاک تعلیم کو صحیح طور پہ سمجھ کر اس پر کاربند ہوں۔ آمین ثم آمین۔ فقط۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

قابل دید کتابین

مذہبی جنگیں (از مولوی محمد علی) یہ وہ زبردست محققانہ مضمون ہی جس نے عیسائی اور اسلامی مذہبی جنگون کے متعلق نہایت صحیح تاریخی رو سے ثابت کردیا ہی کہ اسلام کے متعلق جو بزور شمشیر پھیلائے جانے کا الزام لگایا جاتا ہی وہ بالکل غلط ہی بلکہ حقیقت مین عیسویت شمشیر کے زور سے پھیلائی گئی ہی قیمت ۸؍

ذکر جمیل (مولفہ مولانا حبیب الرحمن خانصاحب شروانی) قوم کی بد مذاقی نے جو موجودہ طریقہ مولودخوانی کا اختیار کیا ہی اوسکو گروہ اہل علم اس وجہ سے پسند نہین کرتا کہ ضعیف و موضوع احادیث اور مہمل اشعار نے اس ذکر پاک کو اپنی اصلی حالت سے دور پہنچا دیا ہی اس کمی کو محسوس کر کے یہ رسالہ لکھا گیا ہی جسمین صحیح واقعات مختصر طور سے درج کئے گئے ہین قیمت ۲؍

حکم النبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسالہ ہذا روس کے نامور فلاسفر "کونٹ ٹالسٹائی" نے حقانیت اسلام کے متعلق روسی زبان مین لکھا تھا اور اوسکا ترجمہ معہ حواشی مصر کے نامور ادیب "سلیم قبعین" نے عربی مین شایع کیا تھا اب اوس کا یہ اردو ترجمہ طبع کیا گیا ہی قیمت ۵؍

روزہ کی فلاسفی یہ وہ معرکۃ الآرا تالیف ہی جس کی مقابل اس وقت تک کوئی دوسری تصنیف نہین پیش کی گئی۔ اس نادر رسالہ مین دیگر اقوام اور اسلامی عبادت کا فرق روزہ کی تاریخ اقوام غیر اور اسلامی روزہ کا فرق۔ اسلامی روزہ کی صحیح تعریف انسان کی حقیقت۔ اسلامی روزہ کی روحانی اخلاقی مادی فوائد کے تحت مین عجیب عجیب فلسفیانہ اور محققانہ نکات و رموز کا حل کیا گیا ہی۔ اور آخر مین تمام احکام و مسایل روزہ نہایت تشریح کے ساتھ درج کئے گئے ہین غرضیکہ یہ رسالہ بحیثیت مجموعی ہر مسلمان کے کتب خانہ مین ہونا نہایت ضروری ہی باوجود ان تمام خوبیون کے قیمت صرف ۲؍

ملنے کا پتہ۔ منیجر افضل المطابع مراد آباد مفتی ٹولہ

قابل دید کتابین

ردِ تناسخ جلسہ موتمر الانصار میرٹھ مین جو بیمثیل تقریر جناب مولانا سید مرتضی حسن صاحب دیوبندی نے فرمائی تھی اور بوجہ قلت وقت پوری نہ سُنائی جاسکی تھی اب کتابی صورت مین طبع ہوگئی ہے۔ اس تقریر مین قابل و فاضل مقرر نے ایسے زبردست دلایل سے مسئلہ تناسخ کا رد کیا ہے کہ مخالفین کو یارائے دم زدن نہین قیمت ۴ر

الاسلام مصنفہ فضایل مآب جناب مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی کی وہ نادر تقریر جس کو اول اجلاس جمعیتہ الانصار منعقدہ مراد آباد مین ہزارہا سامعین کے سامنے سنا کر خراج تحسین وصول کیا گیا۔ انہین فاضل صاحب مضمون نے اسلام اور دیگر مذاہب عالم کی توحید و رسالت سے نہایت فلسفیانہ عقلی اور عقلی دلایل سے محاکمہ کیا ہے اور عقلاً و نقلاً ثابت کیا ہے کہ دنیا مین صرف مذہب اسلام ہی سرچشمہ نجات ہے باوجود ان تمام خوبیون کے قیمت صرف ۳ر

اسلامی صداقت ویدی بطالت (از قاضی محمد فضل الدین صاحب) اس کتاب مین وید کی ناکمل و ناقص تعلیم کا فوٹو نہایت متین لہجہ مین کھینچ کر اس کا مقابلہ قرآن کریم کی پاک تعلیم سے کیا گیا ہے ہر ایک مسلمان کے قابل ملاحظہ کتاب ہے قیمت فی جلد ۶ر

مواعظ حسنہ حکیم الامتہ مولانا مولوی حافظ حاجی قاری شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ العالی کے ان چار مواعظ کا مجموعہ جو آپ نے موتمر الانصار میرٹھ اور شاہی مسجد مراد آباد مین فرمائی تھی عجیب و غریب نکات کا مجموعہ ہے قیمت ۸ر

نجات (از مولوی احمد اللہ صاحب) یہ ایک قابل دید مضمون ہے جس مین آریون کی نجات عیسائیون کی نجات اور مسلمانون کی نجات کا دلچسپ مقابلہ کیا گیا ہے۔ قیمت ۱ر

ٹریکٹ نمبر (۲)

خدا غیر مجسم ہی

از

عالیجناب مولانا آغا رفیق صاحب بلندشہری مصنف صمصام اسلام

برگردن دیونا فرجام صدائے اعجاز بجواب افشائے راز۔ جوابات معقول

کلام اللہ قدیم ہی۔ قرآن مجید اختلافات سے پاک ہی وغیرہ وغیرہ

جسکو

ابو الافضال محمد فضل حسین بسمل مالک و ایڈیٹر رسالہ ضیاء الاسلام مرادآباد نے

اپنے

فضل المطابع مرادآباد محلہ مفتی ٹولہ مین چھاپا اور شائع کیا

تمہید

معززناظرین ! آریون کے پھکڑ اخبار "مسافر آگرہ" نے "اسلام کا خدا مجسم ہے" کے عنوان سے ایک کمزور مضمون لکھا ہے جسمین خدانخواستہ یہ ثابت کیے جانیکی خواہ مخواہ کوشش کیگئی ہے کہ "اسلام کا خدا مجسم ہے" مضمون کی حیثیت کا اندازہ "مسافر آگرہ" کی ہمہ دانی اور پھکڑ بازی سے کیا جاسکتا ہے مناسب تو یہ تھا کہ اسکا جواب "ہنٹر" جیسا کوئی صاف گو اخبار لکھتا لیکن چونکہ اُس نے اپنی تازہ اشاعت مین "ضیاء الاسلام" کو بھی مخاطب کیا ہے اسلیے خیال ہوا کہ اُسکی کوششونکی کچھ داد ضرور دیجائے اور اُسکے اُس محل کو جو اُس نے اپنی کمزور واقفیت کی کانچ سے تعمیر کیا ہے وزن دار دلائل سے ٹکرا کر چکنا چور کردیا جائے تاکہ آیندہ کسی عامی کو ایسی اہم جرأت کی ہمت نہو۔

آغا رفیق بلند شہری - ۲۵ - جون سنہ ۱۹۱۱ع

خدا غیر مجسم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"مسافر آگرہ" لکھتا ہی (مذہب کے لیے سب سے بڑا سوال) مذہب کے لیے سب سے پہلا اور بڑا فرض یہ ہی کہ وہ "انسان کو خدا کی ہستی کے متعلق صحیح و مکمل علم کرائے" کیونکہ دراصل خدا کی ذات و صفات کا علم کرانا ہی مذہب کا بنیادی پتھر ہی۔ مسافر آگرہ ۱۹ مئی ۱۹۱۱ء

جواب۔ خدا کی ہستی سے متعلق آج جسقدر صحیح و مکمل علم اسلام کے پاس موجود ہی ہم دعوے کے ساتھ کہتے ہین کہ اُسقدر دیگر مذاہب عالم مین کسی کے پاس نہین صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہی جو خدا کی سچی ہستی کا علم رکھتا اور بتلاتا ہے۔

اسلام کا خدا اُن تمام عیوب سے پاک ہی جو مادّی چیزون مین پائے جاتے ہین اُس مین کوئی ایسی کمزوری نہین جو مادّی نظرون مین محسوس ہوتی ہی بلکہ وہ ایک ایسی پاکیزہ ذات ہے جسکی قدرت بے مثل جس کے اوصاف بے نظیر جسکی حکمتین بے عدیل ہین جسمیت جوہریت اور عرضیت سے اُسکو قطعی لگاؤ نہین بلکہ تمام چیزین اُسکی محکوم اور اُسکی صنعت کا ادنےٰ نمونہ ہین وہ خالق ذوالجلال یکتا ہی اُسکی ہمسری توبہ توبہ کوئی نہین کرسکتا اُس کے قوانین ایسے مستحکم و پاکیزہ ہین کہ اُن مین کلام نہین کیا جاسکتا۔ مہاشہ جی سنیے!

اسلام کا عقیدہ خدا سے متعلق حسب ذیل ہی۔

(۱) اس دنیا کا کوئی بنانے والا ہی اُس کو خدا کہتے ہین وہ سب سے اول (قدیم) ہی اور تمام اشیاء کا خالق ہی۔

(۲) خدا ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ رہیگا سب سے بڑا اور معزز ہی اُسکا معدوم ہونا محال ہی۔

(۳) خدا کی صفات کمال خواہ ذاتی ہون یا فعلی خدا مین موجود ہین جیسے صفات۔ علم۔ حیات

سمع۔ قدرت۔ بصر۔ ارادہ۔ تکوین۔ کلام وغیرہ

(۴) اوصاف نقص سے پاک و مبرّا ہی جیسے عجز۔ جہل۔ کذب۔ ظلم۔ موت وغیرہ حدوث و امکان سے اُسے کوئی تعلق نہین ہی۔

(۵) خدا تمام ممکنات پر قادر ہی کوئی ممکن چیز اُسکی قدرت کاملہ سے باہر نہین اُس کے کمال قدرت کا اثر ظہور مقدورات مین وقت تعلق قدرت کے ہوتا ہے۔

(۶) تمام کائنات اُس کے ارادہ سے وجود پذیر ہوئی ہی تمام حادثات کا وہی ایک مدبّر ہے کوئی چیز دنیا مین ایسی نہین ہی جو اُس کے ارادہ سے نہ ہوئی ہو جس چیز کا اُس نے ارادہ کیا وہ ہوئی اور جس کا ارادہ نہ کیا وہ نہ ہوئی ما شاء اللّٰہ کان وما لم یشاء لم یکن جو اُس نے چاہا ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا۔

(۷) آواز۔ حروف۔ کلمات کو سنتا ہی۔ اشکال والون کو دیکھتا ہی۔ یہ صفات اُسکی لیے قدیمی ہین کوئی چیز خواہ وہ کتنی ہی مخفی ہو اُسکی سماعت و بصارت سے نہین بچ سکتی لیکن یہ سماعت و بصارت مادی سماعت و بصارت کی طرح نہین ہی جسپر جسمیت کا گمان کیا جاسکے کیونکہ جسمی سماعت و بصارت دوسری قسم کی ہین اور خدا کی صفات علیحدہ قسم کے جنمین مادّہ کا شائبہ نہین تفصیل کسی دوسرے موقعہ پر لکھی جاویگی۔

(۸) کوئی چیز اُسکے مشابہ و مماثل نہین۔ نہ ذات مین نہ صفات مین لیس کمثلہ شئ

(۹) خدا کا کوئی مقابل و مخالف یا ضد نہین جو اُس سے کسی بات مین معارضہ کرے۔

(۱۰) وجوب وجود۔ خلق۔ تدبیر۔ استحقاق عبادت۔ ان امور مین کوئی اُس کا شریک نہین۔ ان صفات مین سے خلق کی تین صورتین ہین جنکا بیان ضروری ہے۔

(ابداع) یعنی پیدا کرنا کسی چیز کا بغیر کسی مادہ کے (ایجاد) یعنی پیدا کرنا کسی چیز کا کسی چیز سے (تدبیر) یعنی انتظام اشیاء جیسے ابر سے پانی برسانا۔ زمین سے غلہ پیدا کرنا۔ ضرورت کے وقت انبیا و رسل کا بھیجنا وغیرہ

[illegible handwritten notes]

(۱۱) خدا کے سوا کوئی کسی بیمار کو شفا نہین دے سکتا اور نہ کوئی کسی کو اُسکے بجز رزق دے سکتا ہی نہ کوئی کسی کی بلا ٹال اور مراد کو پورا کر سکتا ہی۔
(۱۲) خدا کا کوئی مددگار وزیر نہین بلکہ وہ اکیلا و یکتا ہی کسی کا کسی کام مین محتاج نہین
(۱۳) وہ نہ عرض ہی نہ جوہر ہی اور نہ جسم ہی اور نہ اُسکے لیے مکان ہی وہ ان تمام باتون سے پاک ہی (۱۴) شکل و صورت سے مبرا ہی (۱۵) نہ اُسپر زمانہ گذرتا ہی نہ وہ بوڑھا ہی نہ جوان ہے
(۱۶) کوئی چیز خدا مین داخل نہین ہو سکتی ہی اور نہ وہ کسی چیز مین حلول (دخول) کر سکتا ہی
(۱۷) خدا کی ذات و صفات مین فنا و تغیر نہین (۱۸) نہ وہ کسی کی اولاد ہی نہ اُسکی کوئی اولاد ہے (۱۹) کوئی چیز خدا پر واجب ضروری نہین (۲۰) اُسکے حکم کو کوئی نہین بدل سکتا۔
غرض یہ کہ خدا نہ جوہر ہی نہ عرض بس وہ اُن حواس مادی سے جو مخصوص جواہر و اعراض کے دریافت کے واسطے ہین محسوس نہین ہو سکتا۔ کیونکہ جب ہم یہ دیکھتے ہین کہ بہت سے مادی چیزین نہایت لطیف ہونے کے سبب سے محسوس نہین ہو سکتین جیسا کہ ہوائی لطیف کا

ادراک نہین ہوتا تو غیر مادی اشیاء کی نسبت جو کہ خالص لطیف ہین کیا کہا جا سکتا ہے۔
پس خدا ان حواس ظاہری سے محسوس نہین ہو سکتا اور جب وہ جوہر و عرض اور جسم ہونے
سے مبرا ہے تو حیز و مکان سے بھی جو مخصوص اجسام کے لیے ہین پاک ہے اور کسی جسم و مکان کا
محتاج نہین وہ ایک ہے اور کوئی اُس کا شریک نہین ہے۔ ۵

وفی کل شئی لہ شاہد یدل علی انہ واحد

یعنی ہر چیز اس بات کی شہادت و دلیل دیتی ہے کہ وہ اکیلا و یکتا ہے ھو الاول
والاخر یعنی حقیقی طور پر ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا ھو الحی القیوم زندہ اور ہر چیز کا
قایم و برقرار رکھنے والا ہے یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید جو اُس کا جی چاہتا ہے
کرتا ہے اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہے پورا کرتا ہے ان اللہ بکل شئی علیم ہر چیز کا علم
رکھتا ہے جو کچھ ہو رہا ہے۔ ہوا ہے۔ اور ہوگا اُسکو سب معلوم ہے ان اللہ سمیع علیم سننے والا
اور خبردار ہے اللہ بکل شئی بصیر ہر چیز کو دیکھتا ہے کوئی چیز اُسکی نظر سے پوشیدہ نہین ہے
وکلم اللہ موسیٰ تکلیما اُس کو صفت کلام حاصل ہے انما امرہ اذا اراد شیئا
ان یقول لہ کن فیکون اُسکو پیدا کرنیکی قدرت حاصل ہے واللہ ھو الغنی وہ کسی کا
کسی چیز مین محتاج نہین۔ خدا جسمیت سے پاک ہے کیونکہ جسمیت کے لیے طول عرض عمق
اور ساتھ ہی اجزاء کا ہونا ضروری ہے خواہ وہ اجزاء کسی قسم کے ہون پس خدا اجزاء کی طرف

حاشیہ تتمہ صفحہ ۵ ...
لان فیہ ابطال الصفات ...

نزول وغیرہ تمام صفات کمال ہماری صفات سے متمایز ہین فقط
ہمین سمجھانے کے لیے ہماری صفات کے ساتھ خدا کی صفات
کمال کا لفظی اشتراک کر دیا گیا ہے ۱۲
اُف یہ کہ خدا کا ہاتھ خدا کا سننا خدا کا دیکھنا خدا کا
کیفیت کا ادراک ہم نہین کر سکتے
ورنہ حقیقت مین اونکی
کر دیا گیا ہے

آغا رفیق عفی عنہ

محتاج ہوگا اور احتیاج شانِ خدا سے بعید ہی دوسرے یہ کہ جسم مرکب ہوتا ہی اور ترکیب ہی
محتاج ہوتی ہی ترکیب دینے والے کی اور یہ احتیاج بھی شایانِ خدا نہین علاوہ ازین ہر مرکب
حادث ہوتا ہی اسلیے خدا کا حدوث بھی لازم آویگا اور یہ ناممکن ہی پس کسی طرح خدا کے لیے
جسمیت ثابت نہین۔ یہ ہین وہ امور جو اسلام نے خدا سے متعلق قرار دیے ہین اور دنیا کے
کسی مذہب کو میسر نہین۔ اب ہم مناسب سمجھتے ہین کہ اسلام کے خدا کے مقابلہ مین ویدک
ایشور کے کچھ حالات بھی لکھین تاکہ مسافر آگرہ کو اسلام کے خدا کے مقابلہ مین اپنی خدا کی ہستی
اور کیفیت کا بھی علم ہو جاوے کیونکہ بقول اُسکے ہر مذہب کا بڑا فرض خدا کی ہستی کے متعلق
صحیح و مکمل علم حاصل کرنا ہی۔ ہماری ذیل کی تحریر سے مسافر آگرہ کو اس امر کے اندازہ کرنے کا
خوب موقع مل گیا کہ حقیقت مین خدا کیسا ہونا چاہیے اور ویدک ایشور کیا چیز ہی اور اسلام کا
خدا کیسی بے مثل و یکتا ذات ہی۔

ویدک ایشور کی حقیقت

(۱) **ویدک ایشور کا حلیہ**۔ پنڈت دیانند جی نے رگویدادی بھاشی بھومکا ایڈیشن اول
صفحہ ۱۳۵ مین (سرشٹی بدیا بشی) مضمون کے عنوان مین لکھا ہے۔

دن اور رانتری (رات) یہ دونون بغل کے سمان ہین (گویا ویدک ایشور کی ایک بغل
گوری اور ایک کالی ہی) سورج اور چاند بھی بغلون کی مانند ہین۔ سورج اور چاند ہی
ویدک ایشور کی آنکھین ہین۔ سورج کی دھوپ اور بجلی کی چمک دونون ایشور کے ہونٹ
ہین جیسے کہ کھلے مونھ مین ہوتے ہین اور زمین اور سورج کے درمیان جو پول ہی ویسا ایشور کا مونھ ہے

(۲) **ویدک ایشور کی چار حصے**۔ آریہ مسنیجر مورخہ ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۰۴ع صفحہ ۸ پر لکھا ہے کہ۔

اس ویدک ایشور کی ایسی عظمت ہی وہ اس سے بھی بڑا ہی یہ کائنات صرف اُسکے ایک حصہ
کو ظاہر کرتا ہی ایشور کی باقی کے تین ۳ حصے اس کائنات سے اوپر ہین اور صرف ایک حصہ نیچے
ظاہر ہوا ہی اور یہ ایک حصہ تمام جاندار اور بیجان مخلوق مین پھیل گیا ہی۔ (آریہ سماج کا

(۳) **ویدک ایشور کا سفر**۔ پروفیسر گوکل چند صاحب ایم۔ اے کی بیان کے بموجب ویدک ایشور نے
اپنے ایک سفر کا بیان رگوید مین اسطرح سے کیا ہی کہ۔

مین زمین اور آسمان مین گھس گیا۔ از رسالہ آریہ مسینجر ۱۵ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۳
(آریہ سماج کا ویدک الیشور صفحہ ۶)

(۴) ویدک الیشور کی سکونت۔ پروفیسر مذکور رسالہ آریہ مسینجر مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۱ مین لکھتے ہین کہ رگوید مین لکھا ہی کہ الیشور نے خود بتایا ہی کہ۔

میرے رہنے کا استھان سمندر کی پانیون مین ہی۔ (آریہ سماج کا ویدک الیشور صفحہ ۵)

(۵) ویدک الیشور کا پھیلاو۔ رسالہ مذکور کی صفحات مذکورہ بالا مین پروفیسر صاحب رگوید کے حوالہ سے لکھتے ہین کہ ویدک الیشور بتلاتا ہی کہ

مین وہان سے (سمندر کی پانیون سی) نکلکر سب دنیاؤن مین پھیل جاتا ہون اور آسمان کو میری پیشانی جا لگتی ہی۔۔۔۔

(۶) ویدک الیشور کا نظارہ۔ آریہ مسینجر ۱۴ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۸ پہلا کالم مین لکھا ہی کہ۔

یوگ کی منزل پر پہنچکر آدمی اپنے اندر چاند کی سی روشنی کیساتھ چمکتا ہی اور تب وہ اپنے آتما کی مدد سے الیشور کی شناکشنات یا روبرو درشن کرتا ہی۔

مذکورہ بالا بیانات بتاتی ہین کہ ویدک الیشور کوئی مادی یعنی جسم رکھنے والی چیز ہی نہ کہ کوئی روحانی چیز۔۔۔۔

ویدک الیشور کے کارنامے

(۱) آریہ مسینجر ۱۵ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۳ پر لکھا ہی کہ رگوید مین الیشور نے اپنا ایک کارنامہ بیان کیا ہی کہ مین اس کائنات کی چوٹی پر آسمان پیدا کرتا ہون۔ (آریہ سماج کا ویدک الیشور صفحہ ۱۰)

(۲) آریہ مسینجر ۲۵ دسمبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۴ دوسرے کالم مین لکھا ہی کہ۔

چاند (ویدک) الیشور کی دماغ سے نکلا ہی۔ سورج آنکھون سے نکلا ہی۔ ہوا اور پران یکت الیو اسکے کان سے نکلی ہین اور آگ اسکی موںہ سے نکلی ہی۔ (آریہ سماج کا ویدک الیشور صفحہ ۱۰)

(۳) ویدک الیشور قاتل ہی۔ رگوید اشٹک ۵ ادھیائے ۸ ورگ ۳۵ کی دوسرے منتر کی تشریح کرتے ہوئے دیانند جی اپنی کتاب آریہ بھی ونے کے چھٹے ایڈیشن صفحہ ۸۶ مین فرماتے ہین کہ

دشمنون کو سمو ہونکو آپ ہی گھاتک ہو۔ یعنی دشمنون کی گروہونکو آپ ہی قاتل ہین۔۔۔

(۴) ویدک الیشور چوری کرتا ہی۔ رگوید کی ساتوین اشٹک کی انتیسوین ادھیائے کی آٹھوین منتر کی تشریح کرتے ہوئے آریہ بھی ونے کے چھٹے ایڈیشن کی صفحہ ۱۴۷ مین دیانند جی فرماتے ہین کہ۔

ہمارے پر یا بھوگون کو مت چورا اور مت چوروا وے۔ یعنی ای الیشور ہمارے عمدہ سامانونکی چوری مت کرو اور مت کراؤ (آریہ سماج کا ویدک الیشور صفحہ ۱۶-۱۷)

(۵) ویدک الیشور فریب سے قتل کرتا ہی۔ ای اندر (برہم) تونے سوشنا کو فریب سے قتل کیا۔۔۔۔

(۶) ای پانچ جیسے ہین (برہم) راکھشون کی گلے کاٹتا ہون تم بھی کاٹو (یجروید باب ۶ منتر ایک)

ویدک الیشور کی کیفیت اور کارنامی کا مختصر سا نمونہ دکھلایا گیا ہی اگر مہاشی جی کو زیادہ ضرورت ہوگی تو ہم بہت کچھ اس سے متعلق لکھ سکتے ہین اور آپکی خدمت مین پیش کرنیکے واسطے موجود ہین۔

مسافر آگرہ۔ (معیار صداقت) انسانی و ربانی مذاہب مین بڑا فرق ہی۔ ربانی مذہب انسان کو صحیح و کمل علم بتلاتا ہی اور انسانی مذہب پروردگار کے متعلق بعید از قیاس باتین گھڑ کر دکھلاتا ہی پس ہماری رائے مین کسی مذہب کی صداقت جانچنے کیلیے آسان طریقہ یہ ہی کہ ہم اس امر کی تحقیقات کرین کہ وہ مذہب خدا کے متعلق کیا بتلاتا ہی۔

جواب۔ اس امر کے جانچنے کے لیے ہم نے اوپر کے مفصل مضمون مین اس بات کو دکھایا ہی کہ اسلام اپنے بزرگ و برتر خدا کی نسبت کیسا صحیح و کمل علم رکھتا ہی اور خدا کی ہستی سے متعلق اسلام نے کتنی گہری نظر ڈالکر اس بات کی تحقیقات کو معراج کے اخیر درجہ پر پہنچا دیا ہی کہ خدا کیسا ہونا چاہیے اور وہ اپنی یکتا ذات و صفات مین کیسا ہے اور ساتھ ہی آریہ گروہ کی خداشناسی اور اُنکے ایشور کی حقیقت اور پرمیشر کے گیان کا پورا نمونہ دیدیا ہی جس سے کافی اندازہ ہوسکے گا کہ اسلام کی خداشناسی اور ویدک ایشور کی کیا حقیقت ہی اور انسانی و ربانی مذاہب مین خداشناسی سے متعلق جو امتیاز ہونا چاہیے وہ اسلام اور آریہ دھرم مین کیا ہی اگر مہاشے جی انصاف کو بہترین چیز سمجھتے ہین اور حقیقت مین بھی انصاف اُنکے نزدیک کوئی عمدہ چیز ہی تو ہماری مذکورہ بالا تحریر دیکھکر وہ ضرور یہ فیصلہ کردینگے کہ اسلام مین خدا کا علم صحیح و کمل علم ہے اور وہی ماننے کے قابل ہی اور ویدک ایشور کی حقیقت ایک انسان سے بڑھکر نہین اور یہی وہ امتیاز ہی جو انسانی و ربانی مذاہب مین ہوسکتا ہی۔ امید ہے کہ پنڈت بھوجدت جی غور سے ملاحظہ فرمائینگے۔

مسافر آگرہ۔ (اسلام کا دعوی اور امتحان) اسلام کا دعوی ہی کہ اُس کے پاس خدا کی بھیجی ہوئی کتاب ہی اور اسلام خدائی مذہب ہی بجز اسلام کے دنیا مین کوئی مذہب قابل پذیرائی نہین مگر چونکہ قریب قریب ہر مذہب کا یہی دعوی ہی۔ اسلیے ہم آج اسلام کو محک امتحان پر لاکر دکھلاتے ہین کہ اسلام کا دعوی کہان تک سچا ہی ہم اس مضمون مین صرف اسلام کے خدا سے متعلق یہ بحث لکھینگے کہ اسلام کے پاس خدا کے متعلق کیا علم ہے۔

جواب - اسلام کا دعوی بالکل سچا ہی اور یہ دعوی دیانندی ڈھکوسلونکی طرح نیا نہین بلکہ تیرہ سو ۱۳ برس اُدھر سے برابر ابتک کیا جاتا اور کیا جا رہا ہی لیکن آجتک کسی مذہب کو یہ ہمت نہین ہوئی کہ مقابلہ مین آکر دم خم دکھلاوے - بیشک دنیا مین اسلام سے بڑھکر کوئی پاکیزہ اور قابل پذیرائی مذہب نہین اور اسلام ہی کو یہ شرف حاصل ہی کہ اُسکے افراد روز بروز بڑھتے جاتے ہین اور آئے دن دوسرے مذاہب کے لوگ اپنے باطل مذہبون کو ترک کر کے اسلام مین داخل ہو رہے ہین - چنانچہ ابتک لاکھون ہندو - آریہ - عیسائی وغیرہ مذاہب کے لوگ اسلام قبول کر چکے ہین - کیا آج کسی دوسرے مذہب کو اپنی صداقت کی کشش مین اتنا اثر دکھلانے کا دعوی ہو سکتا ہی جتنا کہ اسلام کو ہے - نہین ہرگز نہین - اسلام اور اُسکے خدا سے متعلق آپ جو کچھ لکھین گے اُس کا کافی جواب دیدیا جاویگا -

مسافر آگرہ - **(اسلام خدا کو مجسم بتلاتا ھے)** خدا کے متعلق اسلام کا مبلغ علم صرف یہی ہی کہ وہ خدا کو مثل انسان جسم والا مانتے ہین - دیانند سے پہلے مسلمانون کا یہی عقیدہ تھا لیکن آج مسلمانون کا عقیدہ خدا کے متعلق بدل گیا ہی اور آریہ سماج کی بدولت غیر مجسم ماننے پر مجبور ہوئے ہین ایسی زبردست تبدیلی اُس عظیم الشان فتح کا ایک نشان ہے جو دیانند کو اسلام پر حاصل ہوئی ہی -

جواب - خدا کے مجسم ہونے کا خیال مذہبًا اسلام کی طرف منسوب کرنا مہاشہ جی کی عقلمندی پر دال ہی اسلام نے کبھی خدا کو مجسم نہین مانا اسلام ہمیشہ سے خدا کو غیر مجسم مانتا چلا آتا ہی اور اس خصوص مین وہ مضبوط دلائل رکھتا ہی جنپر کسی طرح ردّ و قدح نہین کیجا سکتی البتہ ویدک ایشور جو اپنے دونون ساتھیون سروح و مادہ کا محتاج ہی ضرور دیانندیون کے لفظ خیال سے مجسم ہی جیسا کہ ہم ثابت کر چکے ہین -

جن اقوال احادیث سے مہاشے جی کو اسلام کے خدا سے متعلق دھوکہ ہوا ہی اُنکی تشریح تو ہم حسب موقع کرینگے لیکن اتنا بتلا دینا اس موقع پر ضروری سمجھا جاتا ہی کہ بیچارے دیانند کو اسلام پر کیا فتح ہو سکتی تھی جبکہ وہ خود اسلام کی روز افزون ترقی اور حسد یم

آریہ ورت کی تنزل دیکھکر ہندوؤن کو تاریکی کے گہرے غار سے نکالتی اور اپنی شہرت چاہنے کے لیے روزمرہ نئی نئی تبدیلیان اختیار کرتے رہتے تھو اور اسلام سے مفید باتون کے اقتباس کو اپنی ترقی کا راز سمجھ رہتی تھو کبھی وہ تنتیس ۳۳ کروڑ دیوتا کرواتے تھے اور کبھی لنگ کی پوجا کرتے ہوئے اُس سے بھی بدعقیدہ ہوکر پھر جاتی تھے کبھی اپنی ذاتِ خاص کو خدا سمجھنے لگتی تھو اور کبھی شنکر اچاریہ کی معتقد نظر آتی تھے کبھی شدہ چیتن کا لقب اختیار کرتے ہوئے سنیاسیون کا رکن بنتے تھے غرض انھون نے اسی طرح سے سیکڑون جنم اختیار کیے اور کسی مین پورا نہ ڈالا۔ افسوس ہی کہ مہاشے جی کو اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا اور دوسرون کے تنکے پر نظر پہنچ جاتی ہی۔ اسلام ہمیشہ سے خدا کی ہستی سے متعلق جیسا صحیح و کمل علم رکھتا ہی ہم دعوی سے کہہ سکتے ہین کہ ایسا علم آجتک مذاہب عالم مین سے کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ خود دیانند نے اپنی تصانیف مین خدا سے متعلق اسلام سے علم حاصل کیا ہے۔

مسافر آگرہ۔ (خدا کو مجسم ماننے مین کیا نقص ہے) جو مذہب خدا کو مجسم بتلاتا ہی وہ خدا کو خدا ہی نہیں مانتا کیونکہ جسم کی ترکیب عنصر سے ہوتی ہی اور ترکیب حادث ہوتی ہی اور جو حادث ہی وہ ازلی نہیں پس خدا ایکدن ایک روز مرجائیگا دوسرے لازم آتا ہی کہ خدا کی ترکیب دینے والا کوئی اور خدا ہی تیسرے خدا کا محدود ہونا لازم آتا ہی

جواب ع برین عقل و دانش بباید گریست + ہم اپنے ابتدائی مضمون مین بتلا چکے ہین کہ خدا کے بعض اوصاف و افعال کا ذکر ہمارے سمجھانے کے لیے ہمارے اوصاف و افعال کے طریقہ پر کیا گیا ہی ورنہ حقیقت مین ہمارے اوصاف و افعال کو خدا کے قایم بالذات اوصاف و افعال سے کیا ہمسری توبہ! توبہ!! چونکہ خدا غیر مادی ہی اسلیے ضرورت تھی کہ ہمارے سمجھانے کے لیے مادی اشیاء سے اُسکو تشبیہ دیکر بتلایا جاوے پس جس جگہ ایسے اوصاف و افعال کا ذکر ہی وہان خدا کی جسمیت ماننا اور اُسپر احکام جسمیت لگانا نقص فہم پر دال ہی۔ مہاشے جی نے جسم کی

ترکیب اور حدوث وغیرہ کا الزام اسلام پر لگایا ہی جو بالکل غلط ہی اسوجہ سے کہ یہ احکام

مادی اجسام کے ہین اور جو چیز غیر مادّی ہی اور پھر واجب الوجود اُسمین یہ احکام جاری نہین ہو سکتے اگر اختلاف و اقسام اجسام کا علم مہاشے جی کو ہوتا اور وہ یہ جانتے ہوتے کہ سیکڑون اجسام ایسے ہین جنکی ترکیبُ ساخت یا وجود مین عنصر کا لگاؤ بھی نہین ہے تو کبھی ایسے لایعنی دھوکہ مین پڑکر اپنی علمی لیاقت کا راز طشت از بام نہ فرماتے۔

البتہ وہ کمزوریان جو اسلام کے خدا سے متعلق ثابت کیے جانے کے فضول کوشش کی گئی ہی ویدک ایشور مین مجموعی طور پر موجود ہین مثلاً ایشور کا حمل مین رہنا۔ ایشور کا پانیون مین رہنا۔ لوہار۔ بڑھئی کے سے آلات فراہم کرکے کائنات کا کام انجام دینا وغیرہ وغیرہ۔ پس جب بدک نقطۂ خیال سے ویدک ایشور حمل مین رہتا ہی تو وہ ضرور موت کے چنگل مین پھنسکر ایکا ایک ایک دن آریون کو اسی مصیبت مین چھوڑ کر مرجاویگا اور پھر خدا جانے اُن کو کیسا خدا میسر آوے۔

امید ہی کہ مہاشے جی مسافر کے کارخانہ مین بیٹھکر ویدک منزل کی تعمیر مین مزید ترمیم و تنسیخ فرماکر قابل اطمینان حالت کو پہنچا دین گے ورنہ یہ غیر مضبوط بنیاد عنقریب اسلام کے حملون سے چکنا چور ہوکر رہ جاویگی اور ویدک ایشور جو ہمیشہ آلات و ذرائع کا محتاج رہتا ہی پھر کچھ نہ کرسکے گا۔

مسافر آگرہ۔ (خدا کو آنکھ سے دیکھو گے) بخاری و مشکوۃ مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ تحقیق تم دیکھو گے اپنے رب کو ظاہری آنکھ سے۔ ظاہری آنکھ سے وہی دیکھا جاسکتا ہی جو مادّی ہو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت محمد صلعم خدا کو جسم والا مانتے تھے۔

جواب۔ عیاناً کے معنی ظاہری آنکھ لکھنا اور پھر ظاہری آنکھ سے جسمی و مادّی آنکھ سمجھنا سخت غلطی اور دھوکہ دہی ہے۔

مشکوٰۃ کی یہ حدیث مشتمل ہی رویت و دیدار آلہی پر جو برگزیدہ انسانون کو جنت مین حاصل ہوگا۔ حدیث کا صحیح مفہوم و منشاء یہ ہی کہ قریب ہی تم لوگ دیکھو گے جنت مین دیدار آلہی کو صاف طور پر بغیر کسی حجاب کے یعنی خدا کا دیدار جنت مین کھلے طور پر ہوگا

جسمین کسی قسم کا شک و شبہ نہ رہیگا۔
یہ بات اظہرمن الشمس ہی کہ جنت مین مادّی تعلقات ہرگز نہ ہونگے بلکہ روحانی تعلقات ہونگے اور روح چونکہ مادیات سے نہین ہی اسلیے روحانی طریقہ پر دیدار خداوندی کا ہونا کسی طرح بھی قابل اعتراض نہین۔ معلوم نہین خوش فہم مضمون نگار نے عیاناً کے معنی مادی آنکھ کس طرح سمجھا اور یہ غلط فہمی اُسے کیونکر ہوئی کہ خدا کا دیدار انہین آنکھون سے ہوگا جن سے ہم دنیا اور دنیا کی چیزون کو دیکھتے ہین۔
مسافر آگرہ۔ (روحانی آنکھ) حدیث مذکورہ بالا مین روحانی آنکھ کا ذکر نہین ہے اسلیے روحانی آنکھ سے تاویل کرنا ہرگز صحیح نہین ہی۔
جواب۔ یہ بات معلوم نہین ہوتی کہ جب لالہ بھوجدت خود سمجھنے کی کوشش نہین کرتے تو دوسرون پر اس کا الزام کیون رکھتے ہین۔ میان لالہ چونکہ یہ واقعہ جنت کا ہے اور وہان مادّی تعلقات نہ ہونگے اسوجہ سے روحانی آنکھ سے تعبیر کرنا ہی حدیث کا صحیح مفہوم ہی اگر مزید تشریح کی ضرورت ہو تو ترمذی شریف دیکھو جسمین عیاناً کے معنی بغیر حجاب مراد ہین۔
مسافر آگرہ۔ (عمدہ مثال) اس حدیث کا اگلا حصہ یہ ہی کہ تم دیکھوگے اپنے پروردگار کو جیسے کہ دیکھتے ہو چودھوین رات کے چاند کو اس سے معلوم ہوا کہ خدا کو ظاہری طور پر دیکھوگے پس روحانی آنکھ ماننا ہرگز صحیح نہین۔
جواب۔ مہاشے جی مثال ہرگز آپ کے کمزور خیال کی مؤید نہین بلکہ صاف الفاظ مین اس بات کا ثبوت ہی کہ جس طرح چاند کو بغیر اوٹ اور حجاب کے تم اسوقت دیکھ رہے ہو اُسی طرح خدا کا دیدار بغیر حجاب کے تم کو حاصل ہوگا اور اُسکی رویت مین کسی قسم کا شک و شبہ نہ رہیگا۔ لالہ صاحب سمجھنے کی کوشش کیجیے۔ ظاہری آنکھ سے رویت و دیدار الٰہی کسی طرح بھی ممکن نہین۔ مولوی قطب الدین صاحب مرحوم کا ترجمہ بھی آپکی سمجھ مین نہ آیا جو بالکل ہماری تائید مین ہی اور حدیث کا صحیح مطلب و ترجمہ ہے۔
مسافر آگرہ۔ (تائید مزید) ترمذی مین ہی کہ آپ نے (صلعم) چودھوین رات کے

چاند کی طرف دیکھکر فرمایا کہ بیشک تم اپنے رب کو ایسا دیکھو گے جیسا کہ اب تم اس چاند کو دیکھ رہے ہو یعنی دیکھنے مین کچھ شک نہ کرو گے۔

جواب۔ جس طرح چودھوین رات کا چاند صاف و منور دکھلائی دیتا ہی اُسیطرح جنت مین دیدار الٰہی ہوگا اور خدا چاند کی طرح صاف نظر آویگا یعنی جنّتی لوگ خدا کے دیکھنے مین کسی قسم کی تکلیف یا دقت نہ اُٹھاوینگے۔ حدیث کا مطلب یہی ہی اور یہی اسلام کا عقیدہ ہی۔ مہاشے جی فضول کاغذ کالا نہ کیجیے بلکہ سمجھنے کی کوشش فرمایئے اور بیکار خامہ فرسائی کرکے اپنی خوش فہمی کا ثبوت نہ دیجیے۔ ترمذی مین عیانگ کے جسقدر صاف معنی ہین وہ ایک عقلمند اور پڑھے لکھے انسان کے واسطے کافی ہین۔

مسافر آگرہ۔ (خدا پردہ مین) ترمذی مشکوۃ اور مسلم مین حدیث ہی کہ اُٹھایا جاویگا پردہ اور دیکھین گے جنّتی پروردگار کو بہشت مین۔

اب سوال یہ ہی کہ کیا کسی غیر مجسم شئی کو بھی پردے کی ضرورت ہوتی ہی اور کیا اُس کو انسان نظر سے دیکھ سکتا ہی یہ دونون باتین ناممکن ہین انسان صرف مجسم چیز ہی کو نظر سے دیکھ سکتا ہی۔ لہذا یہ حدیث بھی بتلا رہی ہی کہ اسلام کا علم خدا کو مجسم بتلاتا ہے۔

جواب۔ پردے کے اُٹھائے جانے کا مطلب یہ ہی کہ جب لوگ جنت مین جاوینگے تو اُنکی نظرون سے وہ پردہ جو دیدار الٰہی کے منافی تھا (یعنی مادّی نظرون کا پردہ) اُٹھا دیا جاویگا اور وہ روحانی طریقہ پر خدا کا دیدار حاصل کرین گے۔

مہاشے جی! آپکی دُور بین عقل نے جو مطلب سمجھا ہی یعنی یہ کہ خدانخواستہ اسلام کا خدا وید کے ایشور کی طرح پاپیون کے پردے مین گھسا ہوا ہی۔ حدیث کا یہ مفہوم نہین بلکہ مطلب یہ ہی کہ انسان کی وہ مادّی نظرین جو دیدار خداوندی کے لیے بمنزلہ ایک پردے کے تھین وہ اُٹھا دیجاوینگی مہاشے جی آپ اردو تراجم دیکھکر غلط فہمی مین پڑ جاتے ہین اور سمجھنے کی کوشش نہین کرتے۔

مسافر آگرہ۔ (خدا کا مونھ بھی ہے) صبح و شام اللہ تعالیٰ کے مونھ کی طرف جنّتی لوگ دیکھین گے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ خدا مجسم ہی ہم آریہ پرشوتی

پر اتھناکرتے ہین کہ وہ سب سے پہلے مسلمانون سے اس مضمون پر بات چیت کرین کیونکہ اس مسئلہ کا حل اسلام کے مستقبل پر بڑا زبردست پڑیگا۔

جواب۔ اول تو آپنے اصل حدیث کے الفاظ نہین لکھے اور پھر ترجمہ غلط کیا یہ دو دھوکہ دیکر آپ اپنا عنوان درست کرتے ہین۔ کیا انسانی شرافت اس امر کی مقتضی ہی کہ دھوکہ سے کام نکالا جائے۔ لالہ صاحب وجہ سے مراد ذات ہی یعنی ذات اقدس کی طرف نظر اُٹھاکر خلقتی دیدار آلہی کرین گے۔ محاورات اور عام بول چال مین جسم کے جزء اعظم کو ذات سے تعبیر کردیتے ہین اسی طرح ہمارے سمجھانیکے لیے اس خدا کی ذات کو جو صورت وجہت اور مکانیت سے پاک ہی وجہ سے تعبیر کرکے ذات مخصوص مراد لیا ہی۔ ہمارا ارادہ تھا کہ اس موقع پر مسئلہ کی زیادہ تشریح و تنقیح کردی جاوے لیکن چونکہ طوالت اس مختصر رسالہ کی مناسب نہین اسلیے ہم اسکے لیے ایک علیحدہ ٹریکٹ لکھکر آپکی تسکین کردین گے مطمئن رہیے۔

مسافر آگرہ۔ (خدا خلوت مین) ابو رزین نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا کہ کیا ہم اپنے پروردگار کو بلا مزاحمت غیرے دیکھ سکتے ہین فرمایا ہان جس طرح چودھوین رات کے چاند کو دیکھتے ہو۔ اسی طرح بلا مزاحمت غیرے خدا کو بھی دیکھوگے اس حدیث سے ثابت ہی کہ خدا مجسم ہے۔

جواب۔ تعجب اور افسوس ہی آپکی حالت پر۔ ہم مکرر آپ کو سمجھا چکے ہین کہ دیدار آلہی چونکہ بغیر حجاب کے ہوگا اسلیے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو شبہ ہوا کہ کیا بندون پر خدا کا ایسا انعام ہوسکتا ہی کہ وہ بغیر حجاب کے اپنا دیدار دکھادے۔ اسوجہ سے انھون نے مکرر دریافت فرمایا اور جب معلوم ہوگیا کہ خدا کا دیدار اسطرح صاف وعیان ہوگا جس طرح ہمکو چودھوین رات کا چاند نظر آتا ہے۔

اس حدیث مین اس امر کی صاف تشریح ہی کہ دیدار آلہی اور رویت چاند مین تشبیہ لفظی ہی اور اشتراک ظاہری ورنہ چاند ایک مخلوق چیز ہی اور خدا نور و غیر مادی جن کا مقابلہ نہین ہوسکتا لیکن محض اسلیے سمجھانیکے لیے ایسا کیا گیا ہی۔ مہربان من

فضول خامہ فرسائی چھوڑ دیجیے۔
ان تمام احادیث کا مطلب وہی ہی جو ہم اوپر بیان کر چکے ہین یعنی رویت آلہی روحانی قوت سے ہوگی مادیات سے ناممکن ہی پس اعتراضات کی وہ مختلف صورتین جو آپنے پیدا کی ہین ایک لغو اور فضول حرکت ہی۔

مسافر آگرہ۔ (خدا کو آنکھ سے دیکھا) ابن عباس سے روایت ہی کہ دیکھا آنحضرت صلعم نے پروردگار کو ایکبار۔ دوسری جگہ لکھا ہی کہ دوبار انہین آنکھون سے کیون حق پسند مسلمانون اس روایت کی موجودگی مین کوئی انکار کر سکتا ہی کہ خدا جسم والا نہین ہے۔

جواب ۔ یہ حدیث شب معراج کا واقعہ ہی اور اسکی صورت جو اکابر محدثین سے منقول ہی یہ ہی کہ حضور صلعم نے دیدار آلہی دل کی آنکھون سے کیا یعنی اُس باطنی قوت سے جو عام انسانون مین معمولی اور برگزیدہ افراد مین بیحد بڑھی ہوئی تھی ہے اور جس کو ہم لفظی اشتراک کے طور پر تصور روح سے تعبیر کر سکتے ہین یا یہ کہ دلی یعنی وہی روحانی و باطنی قوت جو ریاضت سے کمال کے درجہ پر پہنچتی ہی آنکھون مین آگئی ہو اور اُسکے ذریعہ سے دیدار آلہی کا نظارہ کیا ہو۔ غرض یہ کہ رویت آلہی ثابت اور معتقدات اسلام مین سے ہی لیکن اس قسم کی رویت سے جسمیت کا ثبوت پنڈت جی کے صحیح العقل ہونے کا پتہ دیتا ہے۔

مہربان من۔ جس طرح خداوند تعالی غیر مادی وغیر مجسم ہی اُسی طرح اُسکی رویت کا حال ہی۔ رویت مخلوقات سے اُسکی تمثیل محض لفظی تشبیہ ہی ورنہ مخلوقات کی رویت اور خدا کی رویت مین بیحد فرق ہی قرآن شریف مین فرمایا ہی لاتدرکہ الابصار۔ یعنی بصارت ظاہری خدا کا ادراک نہین کر سکتی۔ اس صحیح آیت کی موجودگی مین کونسا عقلمند ہی جو خدا کی رویت ظاہری کا عقیدہ رکھ سکتا ہی۔ البتہ خدا مین یہ قدرت ضرور ہی اور وہ ہر وقت اس بات پر قادر ہی کہ اپنی قدرت سے نظر مین ایسی قوت پیدا کر دے جس سے اُس مین دیدار آلہی کی قدرت حاصل ہو۔

اور یہ ناممکن نہین۔

مسافر آگرہ۔ (خدا کا دیکھنا دنیا مین بھی ممکن ھے) ابن عباس نے کعب سے پوچھا کہ رویت آلہی حضرت محمد صلعم کو ہوئی کعب نے کہا کہ تقسیم کیا اللہ نے کلام اور رویت کو درمیان موسیٰ اور حضرت محمد صلعم کے پس کلام کیا موسیٰ نے اور دیکھا حضرت محمد صلعم نے۔

جواب۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہین کہ خدا اس بات پر قادر ہی کہ کوئی خاص قوت کسی کو عطا فرما کر غیر ممکن امور اُسکے واسطے ممکن کر دے چنانچہ ایسا ہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسی علیہ السلام کے ساتھ ہوا اسمین کوئی استحالہ نہین صرف آپکی سمجھ کی غلطی ہی۔ دوسرے بقول حضرت عائشہ مراد رویت سے رویت بصارت نہین ہی بلکہ رویت بصیرت مراد ہی غرض یہ کہ رویت بصارت ہر طرح ناممکن ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار آلہی کرنا روحانی قوت یا بصیرت باطنی سے متعلق تھا اور یہ وہی واقعہ معراج ہی جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔

مسافر آگرہ۔ (خدا کو کون دیکھے گا) مالک بن انس سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا الی ربھا ناظرہ۔ پس کہا کہ معتزلہ نے جو مراد رویت سے ثواب لیا ہے نہ ذات یہ غلط ہی مسلمان قیامت کے دن خدا کو آنکھون سے دیکھین گے۔

جواب۔ یہان اور تمام ایسے ہی موقعون پر رویت سے مراد رویت روحانی ہے جنکی تشریح اگلی آیت سے معلوم ہوتی ہی یعنی یہ کہ وہ لوگ جو دیدار آلہی کے منکر ہین قیامت کے دن دیدار سے منع کر دیے جاوین گے کیونکہ آخرت مین رویت آلہی معتبر طریقہ سے ثابت ہی مگر اُسی روحانی طریقہ پر کیونکہ رویت ظاہری ناممکن ہی۔ معلوم نہین ہوتا کہ جب معتبر ذرائع سے یہ بات ثابت ہی کہ ان آنکھون سے رویت ناممکن ہی اور جسمیت باری تعالی کا ثبوت بقول مہاشے اسی پر موقوف تھا تو اب فضول کیون کاغذ سیاہ کیا جاتا ہی جس کا کوئی نتیجہ نہین نکلتا۔

مسافر آگرہ۔ (خدا سلام بھی کریگا) جس وقت بہشتی لوگ ناز و نعمتون مین

مشغول ہونگے ایک نور ناگہان نکلے گا اور بلند ہو جائیگا پس وہ لوگ دیکھین گے کہ خدا نے اُنپر تجلی کی ہے اور فرمائیگا اللہ کہ سلام ہو تمپر اے بہشتیو۔ دیکھا خدا بہشتیون کو سلام بھی کریگا جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ خدا کے متعلق اسلام کا علم کیا ہے۔

جسقدر احادیث ہم نے لکھی ہین اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا مجسم ہے۔

جواب۔ ہم نے اپنے ٹریکٹ "کلام اللہ قدیم ہے" مین ثابت کر دیا ہے جسطرح خدا کی دوسری صفات قدیم و ازلی ہین اُسی طرح کلام بھی قدیم ہے پس کون عقلمند ہے جو اُسکی صفات مین جسمیت کا ثبوت دے سکتا ہے خدا کے سلام کرنے کا مسئلہ مہاشے جی کی عقل نے جس خوبی سے سمجھا ہے وہ اُنکی سمجھ کی عمدگی کا اعلیٰ سارٹیفکیٹ ہے لالہ صاحب سلام سے مراد وہ دعا ہے جو بزرگ و برتر ذات کی طرف سے اُسکے برگزیدہ بندون کے واسطے قابل فخر نعمت ہوتی ہے نہ کہ یہ سلام جو دنیا مین ایک رسم و طریقہ ہو گیا ہے اور مذہب سے قطعی مغائرت رکھتا ہے۔ بات اصل یہ ہے کہ اسلام کا سلام حقیقت مین ایک دعا ہے اور یہ دعا بہشتیون کو خدا کی طرف سے مبارکباد کے طور پر ہو گی جسکی خوبی کا لطف کچھ بندگانِ خاص سے پوچھا چاہیے آپ بیچارے ان لطائف و نکات غریبہ کو کیا جانین۔

مسافر آگرہ۔ (خدا پنڈلی کھولکر دکھلائیگا) دیکھیے قرآن کس طرح کھلے الفاظ مین خدا کی جسمیت کا اقرار کر رہا ہے یوم یکشف عن ساقٍ ویدعون الی السجود الخ کیا اس آیت سے بڑھکر کوئی صاف ثبوت خدا کی جسمیت کا ہو سکتا ہے

جواب۔ مہربان من پنڈت جی آپ اپنی ہمہ دانی کا زیادہ اظہار نہ کیجیے اور اس کو آریہ زندگی کے لیے نہ کر رکھیے خدانخواستہ کہین آپکی عقل شریف کو نظر نہ لگ جائے اور پھر اس دل و دماغ کے آدمی آریہ سماج کو میسر نہ آسکین۔

لالہ صاحب جب آپ کسی چیز کا صحیح مفہوم نہین سمجھ سکتے تو اُسپر اعتراض کرنیکے لیے کیونکر تیار ہو جاتے ہین آپکی علمی لیاقت جس وسیع پیمانہ کی ہے اُس کا اندازہ آیت کے اُس ترجمہ سے کیا جا سکتا ہے جو آپ نے لکھا ہے پنڈت جی آیت مسلمانون اور

کافرون کے درجات کی تفریق کے بیان مین ہی۔ مطلب اسکا یہ ہی کہ خداوند تعالے
فرماتا ہی کہ جو لوگ مسلمانون اور کافرون کو برابر سمجھتے ہین اُن کا اندازہ اسطرح سے
ہوسکے گا کہ جس روز خدا اپنا دیدار دکھاویگا اور لوگون کو سجدہ کرنیکے لیے بلاویگا
پس جو لوگ مشرک تھے وہ سجدہ کرنے کی قدرت نہ پاسکین گے اور اُن کی
آنکھین نیچی ہوجاوین گی اور مسلمان سجدہ مین گرپڑین گے۔
کشف ساق سے مراد پردے کا اُٹھادینا ہی جیسا کہ عرب کا ایک مشہور شاعر
حاتم بن عبداللہ کہتا ہے۔ ؎

اِنْ عَضَّتْ بِہِ الحَرْبُ عَضَّہا — وَاِنْ شَمَّرَتْ عَنْ ساقِہا الحَربُ شَمَّرا

اس شعر مین ساق حرب سے مراد رفع حجاب ہے۔
یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ سے مراد رویت بلا حجاب ہی اسطرح پر کہ شی
صاف طور پر معلوم ہوجائے جس طرح سے کہ عام محاورۂ عرب مین ساق شجر
بولکر درخت کا ظاہری حصہ مراد لیتے ہین۔ غرض یہ کہ آیت مذکورہ بالا مین کشف
ساق سے مراد ذات الٰہی یا ہولناک و سخت امور کا ظہور ہی اور وہ لفظی معنی کسی طرح
صحیح نہین جو پنڈت جی نے دھوکہ دینے کی غرض سے لکھے ہین کاش پنڈت
جی محاورۂ عرب ہی پر نظر ڈالکر اعتراضی صورت پیدا کرتے مگر اس لیاقت کے
آدمی آریہ سماج مین کہان۔
فرمائیے لالہ صاحب کہان ہی آپکی وہ پنڈلی اور کدھر گئی وہ جسمیت جسکو آپ لیکر
بڑے دعوے سے میدان تحقیق مین کودے تھے۔
مسافر آگرہ۔ (خدا کو آٹھ فرشتے کندھون پر اُٹھا کر لائین گے)
قرآن کہتا ہی کہ جسدن قیامت ہوگی تو خدا کے تخت کو آٹھ فرشتے اٹھا کر میدان
قیامت مین لاوین گے۔
جواب۔ ابتدائے رسالہ مین ہم نے صاف طور پر لکھدیا ہی کہ خدا کے کام
اور حرکات و سکنات کا صحیح ادراک چونکہ ہم نہین کرسکتے اسلیے باری تعالیٰ

تمثیلاً ہمارے کامون کی طرح یوم قیامت کا حال بیان فرمایا تاکہ ہماری سمجھ مین آجاوے قیامت کا دن چونکہ حساب و کتاب کا دن ہوگا اسلیے ضرورت تھی کہ باری تعالی ایک شہنشاہ کی طرح جلوہ گر ہوکر حساب و کتاب جانچے اسلیے تخت اور فرشتون کی آٹھ صفون کا ذکر فرمایا جو تخت کے اطراف مین ہونگے کہ ایک شہنشاہ کے حساب و کتاب یا دربار کی یہی شان ہوتی ہی تعجب ہی آپکی عقل پر کہ جب آپ یہ بات دیکھ رہے ہین کہ دنیا کے بادشاہ معمولی دربارون مین بڑے بڑے سامان کرتے ہین تو کیا باری تعالی کی اتنی شان بھی نہین ہی کہ وہ حساب و کتاب کے دن رعب و عظمت کے ساتھ جلوہ گر ہو امید ہی کہ آپ اس مسئلہ کو یاد رکھین گے۔

مسافر آگرہ۔ (فرشتون کی آنکھین) جس خدا کو ایسے لیسے لمبے لمبے فرشتے جنکی صرف آنکھ اتنی بڑی ہوگی کہ ایک طرف سے دوسری طرف کی مسافت سئو سال کی راہ ہو اُٹھا کر لاوین گے اُسکے جسم کا کتنا وزن ہوگا۔

جواب۔ اس قسم کی احادیث چونکہ معتقدات سے نہین ہین اسلیے تاوقتیکہ اُنکی صحت کا اندازہ نہ کیا جاوے قابلِ اعتبار نہین اسوجہ سے آپ کو لازم تھا کہ حدیث کا صحیح حوالہ دیتے تاکہ جانچنے کا موقع ملتا اور کافی جواب دیا جاتا تخت پر اُٹھانے اور میدان قیامت مین لانے کا جواب اوپر لکھا جاچکا ہی۔ ملاحظہ فرمائیے۔

مسافر آگرہ۔ (خدا آسمان پر چڑھگیا) قرآن مین ہی ثمّ استوی الی السّماء الخ ان آیات کی موجودگی مین کوئی مسلمان خدا کی جسمیت سے انکار کرسکتا ہی کیونکہ چڑھنا اُترنا آنا جانا یہ سب فعل ایک محدود جسم کی ہستی کے ہین۔

جواب۔ یہان بھی آپ نے اُسی طرح دھوکہ دیا ہی جس طرح پہلے تراجم مین آپ دے چکے ہین۔ لالہ صاحب استوی کے معنی چڑھنا نہین ہین بلکہ استوی کے معنی حکم کرنا۔ احاطہ کرلینا۔ اور ارادہ و قصد کے ہین ملاحظہ ہو۔

قد استوی بشر علی العراق ۔۔۔ من غیر سیف ودم مہراق

یعنی بشر بن مروان نے عراق پر غلبہ پالیا اور اُسکو اپنے احاطہ مین کرلیا بغیر اس

بات کہے کہ وہ تلوار چلائیے یا خون بہائیے آیت کے صحیح معنی یہ ہین کہ آسمان بنانیکی طرف قصد کیا اور اُس کا احاطہ کرلیا۔

آپ کو شاید یہ معلوم نہین ہی کہ کائنات کی پیدائش بر ہمانے کس طرح کی ہی بس اسی پر قیاس کرلیجیے اور اپنے گھر کی طرف بھی ذرا توجہ کیجیے۔

مسافر آگرہ۔ (خدا کا تخت پانی پر) خدانے فرمایا ہی کہ وھو الذی خلق السموٰت والارض فی ستة ایام وکان عرشه علی الماء کرسی۔چارپائی۔ اور مونڈھون کی ضرورت غیر مجسم کے واسطے نہین ہو سکتی اسلیے اسلام کا خدا مجسم ہے۔

جواب۔ سب سے پہلے خدانے ایک ایسا جوہر پیدا کیا جس سے پانی کا وجود ہوا چونکہ پانی کی پیدائش سے پہلے کائنات کا وجود نہ تھا اسلیے خدا کا وجود کسی ایسی کائنات سے متعلق نہ تھا جسکی نسبت یہ کہا جاسکے کہ خدا یہان موجود ہی اور وہان نہین بلکہ جس طرح اس کائنات مین اُس کا وجود ہر جگہ پایا جاتا ہی اُسی طرح پانی کی موجودگی مین تھا کیونکہ جب کائنات ہی نہ تھی تو یہان اور وہان کا تعلق کیسا۔ اسلیے کائنات کے وجود سے پہلے خدا کا تعلق ہستی صرف پانی سے تھا یعنی خدا کا فعل خدا کی قدرت اور خدا کا حکم سب چیزین پانی کی ایسی ہستی سے ظاہر ہوتی تھین جس طرح کہ اب کائنات مین خدا کا مظہر ہر جگہ نظر آتا ہی عرشه علی الماء سے مراد تعلق ہی نہ کہ تمکن و استقرار جس طرح اب کائنات مین سب جگہ خدا کا وجود مانا جاتا ہی اُسی طرح کائنات سے پہلے پانی پر ہر جگہ خدا کا مظہر تھا۔ فرمائیے اب بھی سمجھ مین آیا یا نہین۔ خدا کرے آپ سمجھدار بن جائین۔

مسافر آگرہ۔ (عرش پر چڑھکر چاند و سورج کو کام پر لگایا) قرآن مین ہی۔ اللہ الذی رفع السموٰت بغیر عمد ترونها ثم استوی علی العرش وسخر الشمس والقمر۔ جو خدا بغیر عرش پر چڑھے چاند و سورج کو کام پر نہ لگا سکا وہ غیر مجسم ہے۔

جواب - ہم بیان کر چکے ہین کہ استویٰ کے معنی حکم ـ قصد اور احاطہ کے ہین پس آیت کے صاف و صحیح معنی یہ ہین کہ خدا نے آسمان کو بغیر ستونون کے پیدا کیا اور پھر عرش کی طرف توجہ و ارادہ کر کے سورج و چاند سے اپنے حکم کے موافق کام لیا۔

لالہ صاحب ذرا عقل سے بھی کام لیا کیجیے گا۔ کیا آپ نے اپنی عقل کو اپنے پرمیشور کی طرح محتاجِ غیر سمجھکر بیکار خیال کر لیا ہی اگر یہ بات ہی تو آریہ سماج کا خدا حافظ۔

مسافر آگرہ ـ (خدا کا حلیہ) قرآن مین خدا کا حلیہ بھی لکھا ہی قل انکم لتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین وتجعلون له انداداً الم

جواب - اس آیت مین سب کائنات کی پیدائش کا حال ہی خدا کی صورت کا ذکر اس آیت مین کہین بھی نہین دخان مین سے مراد پانی کے وہ بخارات ہین جو قبل از پیدائش آسمان پانی کے اوپر پائے جاتے تھے معلوم نہین ہوتا اس آیت سے خدا کی جسمیت کہان سے ثابت ہوتی ہی استویٰ کے معنی ہم پہلے بیان کر چکے ہین کہ توجہ ـ قصد اور حکم استویٰ کے معنی ہین۔

لالہ صاحب آپ اسلام کے خدا کا حلیہ تو کیا بیان کر سکتے تھے مگر آپکی خاطر سے ہم آپکے ویدک ایشور کا حلیہ بیان کرتے ہین۔ ملاحظہ ہو۔

> دن اور رات یہ دونون نعل کے سمان ہین اور چاند بھی نیلون کی مانند ہین سورج اور چاند ہی ویدک ایشور کی آنکھین ہین سورج کی دھوپ اور بجلی کی چمک دونون ایشور کے ہونٹ ہین جیسے کہ کھلے موتھ مین ہوتے ہین اور زمین و سورج کے درمیان جو پول ہے ویسا ایشور کا موتھ ہے۔ (رگویدادی بھاشیہ بھومکا ایڈیشن اول صفحہ ۱۳۸)

فرمائیے ویدک ایشور کا کیسا اچھا حلیہ رہا ذرا ہماری محنت کی داد دیجیے کہ ہم نے آپ کو دنیا ہی مین آپ کے ایشور کے درشن کرا دیے۔

مسافر آگرہ ـ (اللہ کی باتین) وکلم اللہ موسیٰ تکلیماً جو خدا بات چیت

کرتا ہی کیا وہ غیر مجسم ہے۔

جواب۔ کلام موسی کی حقیقت کی نسبت ہم پہلے لکھ چکے ہین وہان ملاحظہ فرمائیگا۔

مسافر آگرہ۔ (خدا پردہ کے پیچھے) وما کان بشر ان یکلمہ اللہ الخ یہ مزید لطف ہے۔

جواب۔ پردے سے مراد واسطہ ہی خواہ وحی الٰہی ہو یا کوئی دوسری چیز جس کو ہم الہام سے تعبیر کر سکتے ہین پس آیت کا مطلب صاف وصحیح ہی یعنی یہ کہ بشر کو یہ بات ناممکن ہی کہ وہ خدا سے بغیر وحی یا الہام وغیرہ کے بات چیت کر سکے۔ حجاب سے مراد آپکی شرم وحیا کا حجاب مراد نہین ہی جو آپ کو مسلمانون کے مقابلہ مین باہر نکلنے کی اجازت نہین دیتا اور پردہ ہی پردہ مین گالیان دے رہے ہو۔

مسافر آگرہ۔ (اقبال) مسافر کے ایک خریدار لکھتے ہین کہ ایک مولوی صاحب سے اس مضمون کو دکھا کر رائے دریافت کی گئی تو وہ بولے کہ اسلام کا خدا ہی تو مجسم مگر اسکی مشابہت ہم کسی چیز کے ساتھ نہین دے سکتے۔

جواب۔ وہ شخصی رائے جو قرآن وحدیث کے خلاف ہو اسلام مین معتبر نہین ممکن ہی کسی فرضی مولوی صاحب کی طرف سے یہ رائے حاصل کی گئی ہو جسطرح کہ اور تمام آریہ اخبارات کا شیوہ ہی بالخصوص اخبار ہندوستان لاہور کا اسلیے اس کا جواب فضول ہی نہ ہم اس قسم کی فضول کارروائیون کا جواب دین گے اور نہ کوئی عقلمند ان کو قابل جواب سمجھ سکتا ہی۔

مسافر آگرہ۔ (پہلی زبردست شہادت) مولوی وحید الزمان لکھتے ہین

ولہ توصیفات و دت فی الشرع فنصفہ جمیع تلک الصفات لا تاول ولا نتکر ولا نتشبہ وھی علی نوعین صفات ذاتیۃ قدیمۃ ازلیۃ کالحیوۃ والعلم وغیرہ وصفات فعلیۃ حادثۃ وقیل قدیمۃ النعوت واختار الشیخ ولی اللہ۔ اسلامی خدا کے

مجسم ہونے مین اب اس سے بڑھکر اور کیا شہادت ہو سکتی ہے۔

جواب۔ لالہ صاحب افسوس ہی کہ آپ کلام کا مطلب سمجھتے نہین اور اعتراض خواہ مخواہ کرنے کو موجود ہو جاتے ہین مولوی وحید الزمان کی عبارت کا مطلب نہایت صاف ہی اور اُس سے خدا کی جسمیت کسی طرح ثابت نہین ہوتی۔ سنیے عبارت کا مطلب یہ ہی کہ خدا کے اوصاف شرع مین بہت سے وارد ہوئے ہین ہم اُن اوصاف کو خدا کی ذات سے وابستہ مانتے ہین اور کسی قسم کی تاویل و تشبیہ یا انکار ہم نہین کرتے۔ خدا کی صفات دو قسم کی ہین ایک صفات ذاتی قدیمی ازلی جیسے حیات علم اور قدرت و ارادہ وغیرہ۔ دوسری صفات فعلی جنکی نسبت بعض کا خیال ہی کہ وہ حادث ہین لیکن نہ حدث مخلوق کی طرح بلکہ محض صدور کی حیثیت سے اور بعض کہتے ہین کہ قدیم ہین اور شاہ ولی اللہ صاحب نے اسی کو اختیار کیا ہی۔ لالہ صاحب کیا سمجھے۔ صفات خداوندی ہر قسم کی ذاتی ہین لیکن صفات فعلی کا تعلق محض حادث ہی لیکن یہ حدوث بھی حدث مخلوق کی طرح نہین بلکہ محض صدور و تعلق کی حد تک۔ امید ہی کہ آپ غور سے ملاحظہ فرمائین گے۔ تعجب ہی کہ آپنے مولوی وحید الزمان خان کی عبارت کو پورا نقل نہین کیا جسمین صفات فعلی کی تشریح صاف ہی کہ وہ مثل حدث مخلوق کے نہین بلکہ اُن کا حدوث محض تعلق کی طرح ہی ورنہ وہ صفات بھی قدیم ہین۔ لالہ صاحب ایسا دھوکہ مناسب نہین ہی مسافر آگرہ۔ (خدا بات چیت کرتا ہے) ھو یتکلم متی شیئ ای لسان بصوت وحروف الخ۔

جواب۔ ہم ابتدائے مضمون مین لکھ چکے ہین کہ خدا کے جسقدر افعال اور حرکات و سکنات ہین وہ سب ایسے ہین جنکی کیفیت ہم بیان نہین کر سکتے۔ لیکن ظاہر مین ہمارے سمجھانیکے لیے الفاظ سے تعبیر کر دیا جاتا ہی۔ پس خدا کا کلام خدا کی آواز خدا کے حروف سب صحیح ہین لیکن ہم اُنکی کیفیت بیان نہین کر سکتے پس اُنکی کیفیت مادی چیزون کی طرح اندازہ کر کے جسمیت کا اعتراض کرنا

آپ جیسے فہیم و ذکی اور سمجھ دار رکن کا کام ہی کسی عالم و فاضل شخص کا نہین۔

مسافر آگرہ (خدا آدمی ہی) ہو سبحانہ قدیم لا ابتدا لوجودہ ولا انتہا و شئی لا کالاشیا الخ

جواب ۔ مولوی صاحب نے صاف الفاظ مین تشریح کردی ہو کہ خدا کی شخصیت ہماری شخصیت کی طرح نہین ہی اور اسیطرح اُسکی دوسری صفات ہماری صفات کی طرح نہین ہین بلکہ ہماری صفات اور خدا کی صفات مین محض لفظی اشتراک ہی ورنہ خدا کے اوصاف کی حقیقت صحیح طور پر معلوم نہین پس آپکا اعتراض جاہمہ سے زیادہ نہین۔ لالہ صاحب خدا کا شخص عین ذات ہی اور جو چیز عین ذات ہوتی ہی اُسکی کیفیت کا ادراک ناممکن ہو لا تدرکہ الابصار۔

مسافر آگرہ ۔ (خدا خوبصورت ہی) اللہ تعالی صورۃ ھی احسن الصورۃ الخ وخلق آدم علی صورتہ الخ

جواب ۔ خدا کے شایان جیسی صورت ہونی چاہیے وہ اُسکے لیے ہی اور وہ بہترین صورت ہی لیکن اُسکی کیفیت ہمکو معلوم نہین۔ آدم کو اپنی صورت پر پیدا کرنے کا مطلب یہ ہی کہ اپنی طبیعت و خواہش کے مطابق جیساکہ وہ پیدا کرنا چاہتا تھا آدم کو پیدا کیا پس اعتراض محض دھوکہ ہی خدا کے اعضا کی نسبت مفصل بحث لکھی جا چکی ہی۔

مسافر آگرہ ۔ (خدا بیٹھتا ہی) خدا خالق ہی ہر چیز کا بذات خاص نہ کہ بواسطہ استوا و جلوس استقرار ٹھہرنا عرش پر کیونکہ خدا بیٹھا عرش پر۔

جواب ۔ لالہ صاحب عرش کے معنی عظمت و جبروت خداوندی کے ہین پس وہ اپنی عظمت و جبروت کے مناسب جیسا بیٹھنا اُسکے شایان ہی اور جو اُسکی ذات سے متعلق ہو سکتا ہی بیٹھتا ہی ہماری آپکی طرح اُسکا بیٹھنا نہین دوسرے یہ کہ جسطرح خداوند کی مخلوقات مین روح کوئی جسمانی چیز نہین ہی اسیطرح عرش بھی کوئی جسمانی چیز نہین ہی اور نہ محدود ہے بلکہ غیر مجسم اور غیر محدود ہی مگر مخلوق ہی عرش کا قیام بھی خدا کی ذات سے قائم اور اُسی کے قبضہ مین ہی اور صفات قیام وغیرہ بھی اُسکے لیے عین ذات پس آپکا خیال قابل اعتبار نہین

مسافر آگرہ ۔ (خدا حرکت کرتا ہی) خدا پر حرکت و سکون جائز ہی جیساکہ فرمایا ہی جاء ربک وھل ینظرون اس سے معلوم ہوتا ہی خدا حرکت کرتا ہی۔

جواب ۔ ایک طرف تو مولوی وحید الزمان کی یہ عبارت درج کی گئی ہی کہ خدا کی صفات فعلیہ حادثہ حدوث مخلوق کے مشابہ نہین جیساکہ ہم بیان کر چکے ہین اور دوسری طرف آپ خدا کی حرکت دکھلاتے ہین کیا آپ کو یہ خیال نہین رہا کہ خدا کی یہ حرکت حدوث مخلوق کی طرح نہین ہی ذرا اپنے پیشوا سے ڈریے اور سفسطہ پردازی سے باز آیے اتنی بلند پرواز مناسب نہین۔

مسافر آگرہ ۔ (عرش خالی) جب خدا نیچے اُترتا ہی تو عرش خالی رہتا ہی۔

جواب ۔ خدا کی تجلی اور قبضہ و قدرت اور تصرفات تو ہر وقت ہر جگہ موجود رہتے ہین۔

لیکن یہ ممکن ہی کہ وہ ذات الٰہی جو نور محض ہی کسی وقت کسی خاص جگہ جلوہ گر ہو جسکی بنا پر یہ کہا جاسکے کہ جلال و جبروت اور عظمت خداوندی کا وہ پاکیزہ جوہر جو ایک شہنشاہ دو عالم کے لیے موزون ہی کسی حیثیت سے مخفی رکھا جائے اور مقصود محض نورانی جلوہ گری ہو جسکی حکمتین خود خالق اکبر جانتا اور مظہر دکھلانا ہی بس انتقال کی یہ صورت خلوئی عرش سے تعبیر کی جاتی ہی ورنہ درحقیقت اُسکے تصرفات اور قبضہ و قدرت سے کوئی جگہ کسی وقت خالی نہین رہ سکتی۔

مسافر آگرہ۔ (ڈبل عرش) خدا جب نیچے اُتر آتا ہی تو عرش اُس سے بالکل خالی نہین ہوتا اور تجلی و ظہور دو مختلف مکان ہین۔

جواب۔ خدا کا ظہور ہر جگہ ہی اور یہی معتقدات اسلام مین سے ہی لیکن اُسکی تجلی کی مختلف صورتین ہین اُس تجلی کو جو مختلف مقامات مین مختلف حیثیات سے ہوتی ہی انتقال کہتے ہین اور اسمین کوئی خرابی نہین مسئلہ کی صورت نہایت صاف ہی جسمیت کا نشان بھی نہین۔

مسافر آگرہ۔ (خدا صورت دار ہی) علامہ شہرستانی لکھتے ہین کہ بعض اہل سنت کا خیال ہی کہ اُن کا معبود صورت اور اعضاء والا ہی۔

جواب۔ اگر اسکا یہ مطلب ہی کہ خدا کے اعضاء اور خدا کی صورت اجسام مادیات کی طرح ہی تو قابل اعتبار نہین ہی اور اسی وجہ سے وہ جماعت کثیر اہل سنت کسے جداگانہ ہین اور اگر مطلب یہ ہی کہ خدا کے اعضاء و صورت ایسے ہین جنکا ادراک ناممکن ہی اور اُسکی صفات فعلیہ حادثہ مثل حدث مخلوق نہین ہی تو اسکے ہم بھی قائل ہین اور اسمین کوئی نقصان نہین جیساکہ بیان کیا جاچکا ہی۔

مسافر آگرہ۔ (خدا سے مصافحہ) مضر وغیرہ فرقہ یہ بات جائز رکھتا ہی کہ خدا کو ہاتھ سے چھو سکتے ہین مصافحہ اور معانقہ کرسکتے ہین۔

جواب۔ اگر اس چھونے مصافحہ اور معانقہ کرنیکا یہی مطلب ہی کہ جس طرح مادیات جسمانیات کا لمس و مصافحہ ہوتا ہی تو ہم اسکو تسلیم نہین کرتے اور اگر روحانی طریقہ پر مانا گیا ہی تو کوئی حرج نہین کیونکہ یہ تمثیل محض ہمارے سمجھانے کے لیے ہی لمس و مصافحہ کی اصل کیفیت کا ادراک نہین کیا جاسکتا۔

مسافر آگرہ۔ (خدا کی زیارت) بعض لوگون کا خیال ہی کہ اسی دنیا مین خدا کی زیارت ممکن ہی

جواب۔ روحانی زیارت کا طریقہ قابل اعتبار ہی زیارت جسمانی ناممکن ہی علاوہ ازین اُن بعض لوگون کا نام نہین لکھا گیا تاکہ معلوم ہوتا کہ وہ کون ہین اور اُن کا اصل خیال کیا ہی۔

مسافر آگرہ۔ (عجیب شہادت) خدا کے تمام اعضاء ہین مگر اُسکا جسم مثل اور جسمون کے نہین

گوشت اور خون انسان کے مشابہ ہی۔
جواب۔ لالہ صاحب کیا سمجھے خدا کا جسم مثل اور جسمون کے نہین محض تمثیلاً انسان سے مشابہ بتلایا گیا ہی ورنہ درحقیقت وہ ذات پاک ہر قسم کے عیوب سے پاک اور جسمیت سے مبرّا ہی۔
مسافر آگرہ۔ (غضب خدا کا) علّامہ شہرستانی لکھتے ہین کہ قرآن اور احادیث مین جو الفاظ اس قسم کے ہین سب کے اصلی معنی مراد ہین لیکن احادیث مین جھوٹی حدیثین بہت مل گئی ہین۔
جواب۔ شہرستانی کا یہ قول بالکل صحیح ہی قرآن اور احادیث مین جو الفاظ آئے ہین وہ سب صحیح ہین لیکن اُنکی کیفیت ہمین معلوم نہین اور چونکہ اس خصوص مین وضعی اور جھوٹی احادیث کا حصہ زیادہ ہی اسلیے فطرت سلیمہ صحیحہ خلاف قانون فطرت امور کو صحیح نہین مان سکتی۔
مسافر آگرہ۔ (گونگے کا گڑ) زمانہ سلف کے تمام علمار کا تو یہی عقیدہ ہی کہ خدا مجسم ہی لیکن زمانحال کے مسلمان خدا کو مجسم ماننا ہتک سمجھتے ہین ہم اسلام اور اہل اسلام کو غور کرتے ہین کہ وہ اس سوال پر اپنے خیالات کا اظہار فرماکر دفتر مسافر مین بھیجدین۔
جواب۔ نہ علمار سلف کا یہ عقیدہ ہی اور نہ حال کے مسلمان خدا کو مجسم مانتے ہین یہ سب آپکی فہم کا قصور ہی اسلام کا خدا غیر مجسم ہی ایک دفعہ نہین دُو دفعہ نہین ہزار بار ہم کہہ چکے کہ خدا غیر مجسم ہی پس دھوکہ دینے سے فائدہ۔ لیجیے لگے ہاتھون دیانندجی کی بھی سنیے۔

"بذاتہ متجلّی ہونیکے باعث اگنی پرمیشور کا نام ہی۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۲"

رگوید مین اسی اگنی کی نسبت جسکو دیانندجی نے پرمیشور بتایا ہی اسطرح ارشاد ہی۔

ای اگنی کالو تجھے بلاتی ہین۔ ای اگنی معہ دیوتاؤن کے آ۔ اور نذر پیش کر۔ ای اگنی دیوتا اپنی چالاک اور طاقتور گھوڑیان اپنے رتھ مین جوت اور اُنکے وسیلہ سے یہان دیوتاؤن کو لا۔ رگوید مترجمہ رادھاکرشن صفحہ ۶۰-۶۱

جو پرمیشور بلانے سے آتا جاتا ہو۔ نذر پیش کرتا ہو رتھ مین گھوڑیون کو جوڑتا ہو کیا وہ غیر مجسم ہے فرمائیے لالہ صاحب ۶ مین الزام اُنکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا۔ تمام علما اسلام کا عقیدہ خدا کی نسبت وہی ہی جو ہم شروع مضمون مین بیان کرچکے ہین آپ اسکو نوٹ کرلین اور اپنے پرمیشور سے مطابق کرلین لیکن ذرا انصاف شرط ہی۔
مسافر آگرہ۔ (خدا کو مجسم مانتے تھے) شرح عقائد مین ملّا دوانی نے لکھا ہی کہ خدا کی جسمیت کے قائل وہ لوگ ہین جو ظاہر کتاب وسنت کے پیرو ہین۔
جواب۔ لالہ صاحب اتنی ناانصافی مناسب نہین آپ مضمون لکھتے ہین یا وقت ضائع کرتے ہین محقق دوانی نے یہ دکھلایا ہی کہ اسلام اور اسلام کی جماعت کثیر کا صحیح عقیدہ یہ ہی کہ خدا غیر مجسم ہے لیکن چند نفر ایسے بھی ہین جو خدا کو ظاہری حالت پر مانتے ہین۔ لیکن ہمین اُنسے کوئی تعلق نہین دنیا مین ہر قسم کے لوگ ہوتے ہین آج آریہ سماج مین سیکڑون انسان ایسے ہین جو خدا کی جسمیت کیا خدا کو ہی تسلیم نہین کرتے اور مذہب کو ڈھکوسلہ بتلاتے ہین فرمائیے انکا کیا علاج ہی

مسافر آگرہ۔ (علماء محدثین جسمیت خدا کے قائل تھے) ابن جوزی تلبیس ابلیس مین رقمطراز ہین کہ ان عموم المحدثین حملوا ظاہر مانقلوہ من صفات الباری تعالی الی مقتضی الحس فشبہوا الخ۔

جواب۔ لالہ صاحب آپ کچھ سمجھے بھی یا نہین کسی کا قول نقل کردینا بہت آسان کام ہی لیکن اُسکا سمجھنا بہت مشکل ہی۔ ابن جوزی کی عبارت کا مطلب یہ ہی کہ بعض لوگون نے صفات باریتعالی کو ظاہری طریقہ پر مانا ہی اور جسمیات سے تسلیم کیا ہی لیکن یہ صحیح نہین اور اسی وجہ سے وہ لوگ مشکوک و مشتبہ ہوگئے فرمائیے کیا ثابت ہوا ابن جوزی کا قول کس کے موافق ہی۔

مسافر آگرہ۔ (خدا کا دیدار دنیا مین بھی ممکن ہی) مولانا قطب الدین رقمطراز ہین کہ خدا تعالے قادر ہی کہ قوۃ البصیرۃ بصر مین رکھدے اور خدا کا دیدار نصیب ہوجے۔

جواب۔ اس سے متعلق ہم پچھلے جوابات مین کافی تشریح کرچکے ہین خدا ہر طرح پر قادر ہی اسلیے مزید خامہ فرسائی فضول ہی۔

مسافر آگرہ۔ (خدا آسمان کے نیچے) امام بیہقی لکھتے ہین کہ بڑے بڑے شیوخ کو یہان لغزش ہوئی ہی جب نزول خدا کو راویون نے نقل کیا تو انھین شبہہ ہوا کہ وہ کسطرح اترتا ہے اور حرکت کرتا ہی یا نہین پس انھون نے اپنے خیال کا جواب دے لیا کہ جس طرح چاہے اُترے حرکت کرے یا نہ کرے اُسے اختیار و قدرت حاصل ہی۔

جواب۔ کیا اس صاف و صریح عبارت کا یہ مطلب ہی کہ خدا مجسم ہی افسوس آپ تو خواہ مخواہ کاغذ سیاہ کرتے ہین جو ہرگز آپ کے مطلب سے متعلق نہین مہربان! اگر آپ عربی جانتے ہین تو بیہقی کی اس عبارت کو ملاحظہ فرمائیے۔ وکلاھما رای النزول والحرکۃ والسکون اعراض الحدث واوصاف المخلوقین واللہ تبارک وتعالی متعال عنہما لیس کمثلہ شئی۔ یعنی حرکت و سکون اور نزول وغیرہ شان حدوث سے ہی اور مخلوقات کے اوصاف ہین باریتعالی ان سے موصوف نہین ہوسکتا وہ یکتا ذات ہی اور ایسے اوصاف سے پاک و صاف ہی۔ فرمائیے اب کیا شبہہ ہی اور امام بیہقی کا قول کسکی تائید مین ہی۔

مسافر آگرہ۔ (کنفیوژ ناخدا خدا کرسکے) اہل فرقہ مسلمانون نے ابتک خدا سے متعلق کوئی فیصلہ نہین کیا اہل حدیث اور احمدی جماعت جو خدا کی غیر مجسم ہونے کے قائل ہین عام مسلمان ان دونون فرقون کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین اسلیے انکی رائے عام مسلمانون کی نہین ہوسکتی۔

جواب۔ لالہ صاحب عام اہل اسلام کا عقیدہ خدا سے متعلق وہی ہی جو ہم اوپر بیان کرچکے ہین کسی گروہ و فرقہ کا عقیدہ اپنے معبود سے متعلق اس خصوص مین مخالف نہین بلکہ اسلام کے تمام فرقے خدا کو غیر مجسم مانتے چلے آتے ہین اور مان رہے ہین اور یہی مذہب صحیح و قابل تسلیم ہی۔

مسافر آگرہ۔ (الاسلام کی بودی منطق) اس (الاسلام) کیلیے الہ ... پیچھے کہ خدا ... کہدینے سے مسافر کے چند زبردست مضامین کی کسطرح سے تردید ہوگئی اور خدا غیر مجسم

کسطرح سے ثابت ہوگیا اور جبکہ قرآن میں ساق والی آیت موجود ہی۔

جواب - لالہ صاحب ہم بارہا لکھ چکے ہین کہ یہ تمام الجھاؤ آپکی قصور فہم کا نتیجہ ہی قرآن پاک کا سمجھنا نہایت دشوار اور مشکل تر ہی اسلیے آپکو خواہ مخواہ کی غلط فہمیان ہو رہی ہین لیس کمثلہ شئی بقول اخبار الاسلام لاہور حقیقت مین آپ کے تمام طومار کا جواب ہی جسکی بقدر مناسب تفصیل حسب ذیل ہی خدا کی ذات وصفات اور خدا کے تمام افعال وغیرہ کا جسقدر متعلقات ہین وہ بیمثل ہین یعنی جنکی مثل دنیا مین کوئی ذات اور کسی قسم کی صفات وافعال نہین پس اُسکی طرف بعض ایسے افعال وصفات کی نسبت جیسے جسمیت کا اندیشہ وشبہہ ہوتا ہی وہ بھی اُسکے بیمثل ہونے کی وجہ سے اُسکی ذات کی طرح بیمثل ہین جنکی نظیر نہین پائی جاتی اور نہ پائی جاسکتی ہی دوسرے یہ کہ تم کو صفات وافعال کا وجود مخلوقات کی طرح ہی کیونکہ مخلوقات جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین کیا افعال و صفات کی مثل کا وجود ممکن ہی اور تجربتاً پایا جاتا ہی پس لیس کمثلہ شئی سے خدا کے تمام اُن افعال وصفات کا جنمین جسمیت کا اندیشہ پیدا ہو سکتا تھا رفع ہوگیا اور اُسکے تمام افعال وصفات بے مثل ہونیکے سبب کسی مادّی وجود اور ممکن افراد کے اُن افعال وصفات کی طرح نہین ہو سکتے جنکا وجود ومثل ممکن ہی امید ہی کہ لالہ صاحب اس مسئلہ کو غور سے ملاحظہ فرما کر سمجھنے کی کوشش کرینگے اور خواہ مخواہ کی بیکار لفاظی سے ان عالی قدر مضامین کو تلمث نہ کرینگے۔ ساق والی آیت کا جواب لکھا جا چکا ہی۔

مسافر آگرہ - (مسلمان کا ہذیان) مسلمان نے بجائے ہمارے جوابات کے گالی گلوچ سے کام لیا ہی اور تعجب یہ ہی کہ وہ اس بات کا عادی ہو کر کہ قرآن شریف یا مسلم و بخاری سے ثبوت لاؤ آج ہمارے ثبوت ملنے پر تمام احادیث وقرآن کو چھوڑ کر شرح عقائد کو اسلام کی ڈوبتی کشتی کا ناخدا قرار دے رہا ہی اور پھر لطف یہ کہ شرح عقائد مین ایک جگہ لکھا ہی کہ واکثر المجسمۃ ھم الظاھریۃ۔

جواب - ایک طرف تو آپ مسلمانون کی تہذیب پر طعن کر رہے ہین اور دوسری طرف اپنی تہذیب وشائستگی کا رنگ دکھاتے ہوئے مسلمان اخبار کی تحریر کو ہذیان سے تعبیر کرتے ہین بھلا یہ تناقض کیسا لالہ صاحب مسلمان ہرگز گالی گلوچ کے عادی نہین بلکہ آج تمام دنیا مین اس خصوص کا بانی مسافر سمجھا جاتا ہی۔ مسلمان اخبار اگر اس قسم کا ثبوت طلب کیا کرتا ہی تو بالکل حق بجانب ہی اور مسلمانون کا دین وایمان قرآن ہی ہی۔ رہا یہ کہ اس قسم کا دعوی کرتے ہوئے مسلمان نے شرح عقائد سے ثبوت بیان دیا۔ یہ آپکے فہم مبارک کا قصور ہی لالہ صاحب جس علم کا مسئلہ ہوتا ہی وہ اُسی خصوص کی کتب سے پیش کیا جاتا ہی چونکہ جسمیت خدا کا مسئلہ عقائد اسلام سے متعلق تھا اسلیے شرح عقائد کو ثبوت مین پیش کیا گیا اور یہ پیش کرنا بالکل صحیح ہے - البتہ یہ ضرور ہی کہ آپ شرح عقائد کے قول کی شہادت قرآن مجید اور

احادیث سے طلب کرتے تب آپ کو جواب دیدیا جاتا۔

سنیے قرآن مجید اور احادیث سے خدا کے غیر مجسم ہونے کا ثبوت ابتدائی مضمون مین ہم مفصل لکھ چکے ہین وہان دیکھیے اور اپنے اعتراض کی وقعت معلوم کیجیے۔

شرح عقائد کا جو قول آپ نے اپنی تائید مین پیش کیا ہے وہ آپکی عقلمندی پر دال ہے کیا آپکو یہ معلوم نہین ہے کہ شرح عقائد کا مؤلف صحیح مذہب کو بیان کر کے بعض ظواہر کا خیال پیش کرتا ہے اور اسکی تردید کرتا ہے اور صحیح مذہب کی واقفیت دکھلاتا ہے افسوس آپ بھی عجیب قسم کے آدمی ہین مصنفین کتب کے مطالب اور عقائد اسلام کے سمجھنے کی کوشش نہین کرتے اور بیکار باتون مین وقت ضائع کرتے ہین آپکو اپنی عقلمندی پر افسوس کرنا چاہیے۔

لالہ صاحب آپ کے طومار کا جواب ہو چکا آیندہ اگر آپ کچھ لکھین گے یا ہماری تحریر کا جواب دینگے اور اُسمین کوئی معقول بات ہوگی تو آپ کے لیے قلم اُٹھایا جاویگا ورنہ لاطائل تحریرات اور خلاف تہذیب و شایستگی جوابات کا جواب فضول اور لغو حرکت ہے

وما علینا الا البلاغ

آغا رفیق بلند شہری سب ایڈیٹر ضیاء الاسلام

کلام اللہ قدیم ہے یہ ایک مختصر ٹریکٹ ہے جسمین مرتد غلام حیدر آریہ کی افترا پردازی کی قلعی کھولکر ثابت کیا گیا ہے کہ کلام اللہ حادث نہین ہے بلکہ قدیم ہے قیمت ۱؎

قرآن مجید اختلافات سے پاک ہے

پہر مرتد مذکور کے جواب مین دوسرا ٹریکٹ قابل دید ہے مرتد مذکور نے اپنی بدبختی سے کلام اللہ کی مختلف مقامات کی آیات کو مقابلہ مین لیکر اپنی نادانی سے یہ ثابت کرنا چاہا تھا کہ قرآن مجید کی آیتون مین سخت اختلاف ہے جسکا اُنہین آیتون کی تشریح و تفصیل سے دندان شکن جواب دیا گیا ہے قیمت ۱؎

پنڈتان آریہ سماج سے چند سوال

اس ٹریکٹ مین نہایت زبردست اور معقول بینتالیس سوالات کیے گئے ہین قیمت

روح روح اور اسکی حقیقت و ماہیت کے متعلق بالکل فلسفیانہ انداز مین ایک بے نظیر رسالہ ہے قیمت ۱؎

آستک سمیکشک عبد الغفور نو آریہ دھرم پال کی کتاب ترک اسلام کے جواب مین یہ رسالہ بنا سے اسلام لکھا گیا ہے قیمت ۲؎

المشتہر مہتمم افضل المطابع پریس مراد آباد

فلا عدوان الا علی الظلمین

مذہبی جنگیں

از

عالیجناب مولوی محمد علی صاحب ایم - اے

یہ وہ زبردست محققانہ مضمون ہی جس نے عیسائی اور اسلامی مذہبی جنگوں متعلق نہایت صحیح تاریخی مدد سے ثابت کر دیا ہی کہ اسلام کے متعلق بزور شمشیر پھیلائے جانے کا جو الزام لگایا جاتا ہی وہ بالکل غلط ہی بلکہ اسکی برعکس عیسویت شمشیر کے زور اور ناروا مظالم سے پھیلائی گئی ہے۔

خاکسار ابو الافضال محمد فضل حسین مالک و اڈیٹر رسالہ ضیاء الاسلام

و اخبار المشیر مراد آباد نے اپنے مطبع

فضل المطابع پریس مراد آباد میں چھاپا اور شایع کیا

طبع دوم ۔۔۔ ۵۰۰ جلد ۔۔۔ قیمت فی جلد (۶ر)

مواعظ حسنہ } حکیم الامتہ مولانا مولوی حافظ حاجی قاری شاہ محمد اشرف علی صاحب تہانوی مدظلہ العالی کے ان

چار مواعظ کا مجموعہ جو آپ نے موتمر الانصار میرٹھ اور شاہی مسجد مراد آباد مین فرمای ہین عجیب و غریب نکات کا مجموعہ ہی قیمت صرف چھہ آنے ۶؍

نفس انسانی پر حکومت } (مصنفہ قاضی حمید الدین حمید سیالکوٹی) اس رسالہ مین نفس انسانی کی کیفیتون

کی بے نظیر فلاسفی بیان کی گئی ہی اور لایق دید تشریح کی گئی ہی قابل ملاحظہ ہی اس کتاب کی بہت کم جلدین باقی ہین فوراً طلب فرمائے. قیمت ۸؍

بشارات احمدیہ } حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد اور مبعوث بہ رسالت ہونے کے متعلق جس قدر

پیشنگوئیان اور خوشخبریان کتب عہد عتیق یعنی تورات - زبور انجیل و نیز دوسرے انبیاء علیہم السلام کے صحائف مین مذکور ہین وہ سب جمع کردئے گئے ہین اکثر مواقع پر خوشخبری کو اصلی زبان و حروف یعنی یونانی - لاطینی و عبرانی وغیرہ مین درج کیا گیا ہی اور اون تمام اعتراضات کے بہی جواب دیے گئے ہین جو بعض ناعاقبت اندیش عیسائی ان بشارتون پر کرتے ہین قیمت فی جلد ۸؍

ذکر جمیل } قوم کی بد مذاقی نے جو موجودہ طریقہ مولود خوانی کا اختیار کیا ہی اوسکو گروہ اہل علم اسوجہ سے پسند نہین کرتا کہ

ضعیف و موضوع احادیث اور مہمل اشعار نے اس ذکر پاک کو اصل حالت سے دور پہنچادیا ہی اس کمی کو محسوس کرکے یہ رسالہ لکھا گیا ہی جسمین صحیح واقعات مختصر طور سے درج کئے گئے ہین قیمت صرف تین آنے ۳؍

شیخ سنوسی فرقہ سنوسیہ اور اون کے شیوخ کے جامع و مکمل حالات درج ہین قیمت صرف ایک آنہ ۱؍ (تمام کتب کا محصولڈاک ذمہ خریدار)

المشتہر - مینجر ضیاء الاسلام مراد آباد مفتی ٹولہ

اسلامی اور عیسائی مذہبی جنگ

ایک مدت دراز سے یہ امر باب النزاع چلا آرہا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا ہے اور اس الزام کے عائد کرنے والے اصل میں عیسائی ہیں جنھوں نے المرء یقیس علی نفسہ پر کاربند ہوکر اپنے طریقہ اشاعت عیسائیت کو مسلمانوں کیجانب منسوب کردیا ہے اس لئے کہ محض زبانی باتیں بنانیکی بجائے جب ہم تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو عیسویت کے شرمناک واقعات صاف طور پر بتلا دیتے ہیں کہ دنیا میں جسقدر قتل و غارت کشت وخون عیسائیوں نے اپنے مذہب کی ترویج و اشاعت کی غرض سے کیا ہے اوسکی نظیر دوسرے مذاہب عالم میں نہیں پائی جاتی ہے اور آج ہم دنیا کو دکھلانا چاہتے ہیں کہ ان عیسائیوں کا یہ الزام ہمپر صحیح ثابت ہوتا ہے یا خود عیسائیت ہی مورد الزام قرار پاتی ہے اور نفس الامر میں مسلمانوں اور عیسائیوں میں وہ کونسی قوم ہے جو خلق خدا کا خون کرنے کی مرتکب ہے اور کس نے بنی نوع انسان کو بیدریغ تہ تیغ کرنے سے ظلم کا بیڑا اوٹھایا ہے یہ ایک ایسا مسلم امر ہے کہ جسکے ماننے میں کوئی شک نہیں ہوسکتا کہ اوائل میں مسلمان ایک بے ضرر اور ناتواں قوم تھی اور وہ نہایت امن صلح حکمت اور موعظت سے اپنے دین کی اشاعت میں لگے ہوئے تھے۔

لیکن سخت ظالم اور بداندیش دشمنوں نے انہیں ناحق طرح طرح کی عقوبتون
مین ڈالنے کی سبقت کی اور دردناک دُکھوں اور اذیتوں سے ایسا ستایا
کہ مصایب صبر اور برداشت کی انتہا سے تجاوز کر گئے۔ آخر جانون
کا بچانا ضروری ہوا۔ مسلمانوں نے یوں مجبور ہوکر اوس کمزوری اور غربت
کی حالت مین ایک خونخوار اور جنگجو دشمن کے مقابلہ مین آخر تلوار اوٹھائی۔
اودھر عیسائیوں کو دیکھو کہ اونھوں نے جب مذہب کے لئے تلوار ہاتھ مین لی تو
اوسوقت وہ روم جیسی بڑی بھاری سلطنت کے مالک ہوکر دنیاوی اقتدار
اور طاقت حاصل کر چکے تھے اور ایک عالم پر اپنے رعب و حکومت کا سکہ
جما چکے تھے۔ پھر مسلمان تو اونہیں لوگوں سے لڑے جنھوں سے اونکو دُکھ دیئے
اور اونکے امن کو چھینا اور اونپر مظالم سے ہاتھ صاف کئے لیکن عیسائی بہاں
اپنی ہی بامن اور صُلح جو غیر عیسائی رعایا کو یسوع مسیح کی خدائی منوانے کے
لئے تہِ تیغ بیدریغ کرتے رہے اور مسلمان تو مذہبی عقوبتوں کے انسداد کیلئے
لڑتے رہے۔ پر عیسائیوں نے اپنے مذہب کے لئے زور بازو دکھاکر مذہبی
عقوبت اور ایذارسانی کا اصول قایم کیا۔ یہی ایک بڑا نمایاں فرق عیسائی
اور اسلامی مذہبی جنگوں کے درمیاں ہے۔

یہ صحیح بات ہے کہ پولوس نے عیسوی مذہب مین داخل ہونے کے لئے
بہت ہی آسانیان ایجاد کر دی تھین لیکن باوجود ان آسانیوں کے حضرت
مسیح سے تین سو برس بعد تک یہ مذہب کوئی بڑی نمایان ترقی نہ کر سکا۔
اس سارے زمانہ مین صرف روم مین ہی عیسائی مذہب کا بڑا زور اور
چرچا رہا مگر تین سو برس تک عیسائیونکی تعداد اس سلطنت مین نہایت قلیل
تھی یہانتک کہ جب بادشاہ قسطنطین اس مذہب میں داخل ہوا تو اوسوقت
بڑی مشکل سے بیس۲۰ مین ایک شخص عیسائی نظر آتا تھا چنانچہ اسی کی تاکید
مین گبن نے جلد ۲ فصل ۱۵ مین تحریر کیا ہے کہ آریجن کی معتبر شہادت سے

معلوم ہوتا ہے کہ غیر عیسائیوں کی کثرت کے سامنے عیسائیوں کی تعداد کی نسبت بہت ہی کم تھی - اس تعداد کے حق مین جو اندازہ انطاکیہ اور رومہ کی مثالوں سے سمجھہ مین آتا ہے وہ بھی ہمین اس بات پر قیاس کرنے کی اجازت نہیں دیتا کہ اس سلطنت کی رعایا کے بیسویں حصہ سے زیادہ لوگون نے قسطنطین کے عیسائی ہونے سے پہلے اپنے آپ کو علم صلیب کے نیچے منسلک کیا ہو :

قسطنطین کا عیسائی دین قبول کرنا کیا تھا اسکی کایا پلٹ دینا تھا - پہلے تو ترغیب و تحریص سے عیسائی بنانیکی کوشش کی گئی - مگر اس طریق کو ناکافی سمجھکر بعد میں جبر اور زور وظلم سے عیسائیوں کی تعداد کا بڑھانا شروع ہوا وہ عیسائی جو پہلے کسی زمانہ مین رومیوں کے ظلموں کے شاکی تھے کہ محض عیسائی مذہب کیخاطر اونپر ظلم روا رکھا جاتا ہے اب خود اس بات کو روا رکھنے لگے کہ غیر عیسائیونکو محض اونکے مذہب کیوجہ سے دکھہ دینا جائز ہے - ظاہری طاقت اور سلطنت ہاتھ مین آتے ہی عیسائیون نے اس بات کو اپنا فرض سمجھ لیا کہ بت پرستی کو بیخ و بنیاد سے نیست ونابود کرنا چاہیئے - چنانچہ گبن لکھتا ہے کہ زمانہ تھیوڈوسیس مین جسطرح بت پرستی کو برباد کیا گیا وہ تمام دنیا مین کسی قدیم اور مشہور وہم پرستی کو صفحۂ ہستی سے قطعی طور پر مٹا دینے کی ایک ہی مثال ہے اور اس لیئے یہ حق ہے کہ انسانی دل کی تواریخ مین اسکو ایک بے نظیر واقعہ تسلیم کیا جاوے - عیسائی اور خصوصاً کلیسیا کے عہدہ دار اور پادری بڑی بے صبری سے قسطنطین کا اس توقف مین ساتھہ دے رہے تھے جو اسکی طرف سے عیسائی دین کے بجبر پھیلانے مین ظہور مین آرہا تھا اور اسی طرح بے صبری کے ساتھ انہوں نے بڑے ولیعہدون کے زمانہ مین انتظار کیا جب مذہب کی خاطر کسی کو دکھہ دیا جاتا تھا - کیونکہ وہ اپنی فتوحات کو دوسوقت تک مکمل اور پائدار نہ سمجھتے تھے جب تک کہ اونکے

حریف زندہ چھوڑے جاتے۔ امبروس اور اوسکے بہائیوں نے جو آخر گریشین پر اسکی نوجوانی کی وجہ سے اور تھیوڈوسیس پر اسکی پاکبازی کیوجہ سے حاصل کرلیا تہا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ان بادشاہوں کے دلوں میں مذہب کیخاطر لوگوں کو دُکھ اور تکلیفین پہنچانے کے اصول نے مضبوط جگہ پکڑ لی"۔ ایسا ہی مشہور مورخ لیکی اپنی تاریخ اخلاق یورپ مین بیان کرتا ہے کہ "دینی اخلاق کا بہت بڑا حصہ ان تحریرون سے اخذ کیا گیا جن مین لکھا گیا تہا کہ مذہب کیخاطر قتل عام کرنا خدا کا خاص اور تاکیدی حکم ہے اور قتل بھی ایسا جس سے زیادہ بے رحمانہ اور خون آشام قتل کا تاریخ سے پتہ نہین ملتا اور ایسا ہی ان تحریرون پر بنائے اخلاق رکھی گئی جن مین اخلاقی امور سے بڑہکر بت پرستی کو دنیا سے جبراً مٹانے کو خاص فوقیت اور ترجیح دی گئی تھی اور جنمین مذہب کیخاطر ایذا رسانی کی روح کو بڑے فصیح اور پُرجوش کلام کے پیرائے پہنائے گئے تھے۔ اس مذہب کے برخلاف جس کا نشان مٹایا جارہا تہا یہ نیا مذہب یعنی عیسائی مذہب اس بات کا مدعی تہا کہ اسے لوگوں کے افعال اور اونکی آزادی کو روکنے اور انمین دخل دینے اور انہیں اپنے منشاء کے مطابق چلانے کا حق ہے اور اس کے معلم مذہبی معاملات مین ایسی آزادانہ رائے دینے کو جو انکی رائے سے کچھہ اختلاف رکھتی ہو نہایت خطرناک اور سیاہ جرم قرار دیتے تھے"۔

ڈریپر لکھتا ہے کہ "مذہبی لوگون مین عام رائے یہی تھی کہ لوگون کو اون باتون پر ایمان رکھنے کے لئے مجبور کرنا جائز ہے جنپر گروہ کثیرہ ایمان لاچکا تہا اور اگر کوئی انکار کرے تو اوسے سزا دینا بھی درست ہی"۔ چنانچہ مشہور و معروف عیسائی پادری سینٹ اگسٹائین کے بارے مین لیکی نے تحریر کیا کیا کہ "کچھہ عرصہ کے لئے اوس نے مذہبی ایذا رسانی سے پہلو تہی کی بلکہ اسکی مذمت بھی کرتا رہا۔ لیکن تھوڑے عرصہ مین اوسکو معلوم ہوگیا کہ جن

اصول مذہب کو وہ قبول کر چکا ہی انکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ مذہب کیخاطر
ایذا رسانی کے اصل کو تسلیم کیا جائے۔ چنانچہ آخر مذمت کرنے سے
رجوع کر کے اس نے اپنی ساری ذہانت اسی بات کے ثابت کرنے مین
صرف کی اور بار بار اوسپر زور دیا اور مذہب کیخاطر ایذا رسانی کے مسئلے
کا وہ خود واضع اور حامی و وکیل بنگیا؛ جن دلائل کی بنا پر آگسٹائین
ایذا رسانی کی حمایت کرتا تھا اکثر اونمین وہی تھے جو مین نے ابھی بیان
کئے ہین۔ بعض کا ماخذ تو یہ عقیدہ تھا کہ سوائے عیسائی مذہب کے نجات
کہیں نہیں مل سکتی اور بعض عہدنامہ عتیق کے واقعات سے ماخوذ تھے وہ کہا
کرتا تھا کہ کفار کو سزا دینا خواہ وہ سزائے موت ہی کیوں نہو۔ در اصل
اونپر رحم ہے کیونکہ اس سے وہ اور دوسرے غیر عیسائی اوس ابدی
عذاب سے نجات پاجاتے ہین جسکے وہ مستوجب ہین۔ کتب مقدسہ مین لکھا
ہوا تھا کہ الحاد زناکاری کے مساوی ہی۔ اور خطرناک اور بدترین قسم کا
قتل ہے۔ کیونکہ اس سے روح قتل ہو جاتی ہے یہ کفر کی ایک شکل ہی
اور یہ تمام دلائل ایسے ہین کہ انکی بناء پر اونکو سزا دینا جائز اور حق ہے
اور عہدنامہ جدید مین جو ثابت نہیں ہوتا کہ حواریون نے کہین جبر اور
زور سے کام لیا ہو تو اسکی وجہ یہی ہے کہ اونکے زمانہ مین کسی فاضل
پیشوائے مذہب نے یہ دین قبول نہین کیا تھا لیکن کیا الیاس نے
اپنے ہاتھون سے بعل کے کاہنون کو ہلاک نہ کیا؟ اور کیا حزقیاہ اور
جوسیا۔ شاہ نینوا اور بخت نصر نے نیا دین قبول کرنے کے بعد اپنی سلطنتون
مین سے جبر آبت پرستی کو تباہ نہین کیا؟ اور کیا اونکے کھلے طور پر اس
نیک عمل کے لئے تحسین اور تعریف نہین کی گئی؟ یہ سینٹ آگسٹائین
ہی تھا کہ جس نے مذہبی ایذا رسانی کے خیال کو ادا کرنے کے لئے یہ جملہ ایجاد
کیا کہ انہین مذہب مین داخل ہونے کے لئے مجبور کرنا چاہئے۔

غرض اسطرح جونہی کہ عیسائی مذہب کو دنیاوی سلطنت ہاتھ لگ گئی اوسنے وحشت سے اپنی ہی رعایا کو جنکے ہاتھ سے انکو کچھہ بھی گزند نہ پہنچا تھا اور نہ کسی قسم کا خطرہ تھا سخت بے رحمی سے مذہبی عقوبتون کا تختہ مشق بنایا۔ یہ ایسے ظالمانہ کام تھے کہ جو بڑے ظالم بادشاہ بھی گذرے ہین اونسے بھی ایسے ظلم ظہور مین نہیں آئے اگرچہ ممکن ہے کہ کسی مسلمان بادشاہ نے ملک گیری کیواسطے بہت کشت وخون کیا ہو اور بعض وقت ناحق بھی خون گرایا ہو لیکن یہ کہین سے ثابت نہیں ہوتا کہ اونھون نے کبھی ایسے مکروہ فعل کا ارتکاب کیا ہو کہ جو لوگ اونکے ماتحت امن کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہون اونہیں ایذائیں پہنچائی ہون اور تہ تیغ کیا ہو۔ صرف اسوجہ سے کہ اونھون نے انکا دین قبول نہ کیا ہو۔ ایک عیسائی مضمون نویس لکھتا ہی کہ "مسلمانوں میں جو روح دوسرے مذاہب کے خلاف پھونکی گیی تھی اسکی کافی شہادت اس بات سے ملتی ہی کہ جب کبھی کسی ملک کو وہ فتح کر لیتے تو اوسکے مندرون اور گرجون کو مسجدین بنالیتے مگر جس حال مین کہ مسلمانوں کے مفتوحہ ممالک مین ہزارون پرانے مندر اور گرجے آجتک قایم کھڑے ہین تو ایک یا دو واقعات کی بناء پر کسی امر کو عام طور پر قیاس کر لینا سخت غلطی ہے۔ جس مذہبی تعصب بادر جوش مین آکر عیسائی پیشواؤن اور بادشاہون نے قدیم رومیون کے دیوتاؤں کے مندر کو (جو یونانی فن تعمیر کی نہایت عمدہ اور بلند شان یادگارین تھیں) تباہ کیا اوس کی مثال دنیا کی وحشی ترین قومون کی تواریخ مین بھی کہیں پائی نہیں جاتی۔ اور جب ہم ساتھ ہی یہ بھی دیکھتے ہین کہ ایسے ظلم عیسائیون نے جنگون کے وقت مین نہین کیئے کہ جب کسی حریف کو پورے طور پر مغلوب کرنے کے جوش کی وجہ سے وہ کسی حد تک معذور سمجھے جائین بلکہ عیسائی سلاطین کے مظالم با امن زمانہ مین اپنی ہی صلح جو رعایا پر دیدہ و دانستہ محض اونکے عیسائی مذہب کو قبول نہ کرنے کی وجہ سے کیے گئے تو اوسوقت انکی درشتی اور مکروہیت

اور بھی دو بالا ہو جاتی ہے۔

ہم ذیل مین گبن کی ایک عبارت کا اقتباس کرتے ہین جس سے ناظرین کو پتہ لگ جائیگا کہ عیسائیوں مین تعصب اور مذہبی جوش مین آکر ایذا رسانی کی روح کس حد تک بڑہی ہوئی تھی۔ وہ لکھتا ہے کہ، سائی نے جیس کو جو مشرقی علاقہ کا حکمران تہا۔ اور ازان بعد الون جونیس اور گنڈ نیشس کو جو مغربی ممالک کے دو نامور اور مشہور و معروف حاکم ہے خاص حکمنامہ عطا کیا گیا تھا جسکی رو سے اونکو حکم دیا گیا تھا کہ تمام مندرون کو بند کر دین اور تمام آلات بت پرستی کو جبراً ضبط کر کے ضائع کر دین اور تمام تبرکات اور جائداد کو ضبط کر کے بادشاہ یا گرجا یا فوج کے فائدہ کے لئے تصرف مین لاوین۔ چاہئے تہا کہ یہ غارتگری یہین روک دیجاتی اور وہ عریان عمارات جنمین اب بتون کی عبادت بند ہو گئی تھی اس مذہبی جوش کے تباہ کن حملون سے بچائی جاتین۔ بہت سے مندرون میں یونانی فن تعمیر کے بہت عالیشان اور خوبصورت یادگاریں تہیں۔ اور بادشاہ کا اسمین اپنا فائدہ تہا کہ اپنے شہرونکی عظمت اور شان کو یون تباہ نہ ہونے دیتا اور اپنے مقبوضات کی قدر و قیمت مین نقصان واقع نہ ہونے دیتا۔ لازم تھا کہ ان شاہانہ عمارات کو بحال رہنے دیا جاتا کہ یہ یسوع مسیح کی فتوحات کی مستقل یادگارین رہ جاتین۔ فنون اور علوم کے تنزل کے زمانون مین (جو عیسائی مذہب کے ساتھ شروع ہو گئے تھے) بہت کام آنیوالی تہین۔ انمین میگزین بن سکتے۔ کارخانے جاری ہو سکتے تھے اور مجالس اور مجمعون کے کام آسکتے تھے اور شاید ایسا بھی ہو سکتا تھا کہ جب ان مندرون کی دیوارین عیسائی رسوم کے ذریعہ سے پورے طور پر پاک اور صاف کر دیجائین تو انمین خدا کی پرستش کرنے سے پرانی بت پرستی کے گناہ دور ہو کر پاک ہو جاتے۔ بادشاہون کے قوانین سے تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ انمین کسی قدر رفق اور نرمی کے آثار موجود تھے لیکن اونکی

کوششیں کچھ ایسی سر دمہری سے لبریز اور ڈھیلی اور بیجان ہوتی تھیں جو کلیسیا کے بڑے بڑے مقدس بزرگوں اور پیشواؤں کے مذہبی جوش اور جبر و غضب کی موج کو روکنے کے لئے کافی نہ تھیں۔ ملک فرانس میں مقدس مارٹن بشپ طورس اپنے درویشوں کو ہی لیکر اپنے وسیع علاقہ کے بتوں اور مندروں اور مقدس درختوں کو تباہ کرنے کے لئے نکل پڑا۔"

وہ واقعہ بھی ہمارے سامنے ہے کہ کس طرح مارسلس نے جو ملک شام کا ایک بشپ تھا اپنے ملک کے مشتری دیوتا کے مندر کو تباہ کرنے کا عزم کیا۔ مگر اوسکی عمارت ایسی مضبوط اور پائدار تھی کہ بڑے بڑے مضبوط آلات بھی کچھ کام نہ دیسکے پھر اپنے دل کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے اس جوشیلے بشپ نے اُس مندر کی بنیادوں میں سرنگیں لگائیں۔

کار تھیج کا وہ عظیم الشان زہرہ کا مندر جو دو میلوں میں محیط تھا اور روم کا وہ شاہی گنبد جس کو کل دیوتاؤں کے مندر کے نام سے منسوب کرتے تھے جہیں گرجے بنائے گئے اور جن پادری صاحبان کو مسلمانوں کی جنگ جو اور خونریز قوم ہونے پر یہ ایک قطعی دلیل معلوم ہوتی ہے کہ قسطنطنیہ کی سینٹ صوفیا کے گرجے کی مسجد بنالی گئی تھی اونہیں چاہیے کہ وہ اپنے دین عیسوی کی ان مثالوں کو یاد کریں کہ جن میں بےشمار مندر گرجے بنائے گئے۔ لیکن اگر عیسائی صاحبان نے کل کے کل مندروں کو چھوٹے چھوٹے بتوں کی پرستش دور کرکے اور اونکی بجائے ایک بڑے بت کی پرستش کو قایم کرکے) گرجوں میں تبدیل نہیں کیا تو یہ کوئی خوبی کی بات یا تقابل...

تحسین امر نہیں۔ کیونکہ خود گبن نے لکھا ہے کہ مذہبی دیوانوں کی بیترتیب بے قاعدہ اور بے اختیار افواج رومی دنیا کے ہر صوبہ و علاقہ مین امن سے بسی ہوئی رعایا پر حملے کرتی رہتی ہیں اور قدیم زمانہ کی نہایت اعلٰے درجہ کی عمارات کے کہنڈرات اسوقت تک بھی ان وحشیوں کے حملوں کو یاد دلاتے ہین جنکی طبائع خاص طور پر ایسی خطرناک تباہیوں کے لئے استعداد اور میلان رکہتی ہتین اور جنہوں نے بڑی محنت سے ان کھنڈروں کے بنانے مین اپنا وقت صرف کیا"۔ پس اگر مندرون کے گرجا بنانے مین ظلم کے ساتھ کسی قدر انسانیت بھی تھی تو ان مندرون کے ویران کرنے مین پوری پوری وحشیانہ حرکات نظر آتی ہین کہا جاسکتا ہے کہ اگرچہ عیسائیون نے بت پرستی کے مندرون کو تباہ کیا اور بت پرستی کا مذہب مٹایا اور بت پرستون کو ایذائین پہنچائین لیکن نیا مذہب بجبر منوانے کے لئے انہون نے بہت خونریزی نہین کی اور نہ ہی کسی رومی عیسائی بادشاہ نے اپنی رعیت کے لئے کبھی یہ اعلان کیا کہ یا تو عیسائی مذہب قبول کر و اور یا موت قبول کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ لیکن اسکی وجہ صرف یہ ہی کہ چونکہ وہ بت پرست لوگ عیسائیوں کی رعیت تھے اور غلامون کی طرح اونکے مطیع اور فرمانبردار تھے اس لئے اونہین اپنے مالکونکی بات ماننے کے لئے چندان سختی کی ضرورت نہ تھی۔ چنانچہ گبن نے لکھا ہے کہ "اگر ان بت پرست لوگوں مین اپنے مذہب کے لئے اوسی جوش اور جرات کی روح منفوذ ہوتی جو ان عیسائیوں کے دلوں میں بھری ہوئی تھی تو عیسوی مذہب کی یہ فتوحات خونریزی کے رنگ سے رنگی ہوتیں۔ اور جوپیٹر اور اپولو (رومن کے دیوتاؤن) کے شہید و نکو اپنے معبودوں کے قدمون پر اپنی جانون اور مالوں کو قربان کرنے کا فخر حاصل کرنے کا موقع نصیب ہوتا۔ لیکن بت پرستون کی بے قید اور غافل طبائع کے ساتھ ایسے جوش اور استقلال کو مناسبت نہین تھی۔ متعصب عیسائی بادشاہون کے سخت اور متواتر حملون کے بالمقابل

ایک ایسا نرم اور قبول کرنیوالا مادہ تھا جسکی وجہ سے ان حملوں کا زور خود بخود
ٹوٹ جاتا تھا۔ اور بیچارے بت پرست قانون تھیوڈوسیس کی سزاؤن اور
دُکھوں سے اسی طرح بچتے رہے کہ وہ ہر بات مین اطاعت اختیار کر لیتے اور
ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے۔ بجائے اسکے کہ وہ یہ کہتے کہ ہمارے دیوتاؤن
کا حکم شہنشاہ کے حکم سے بڑھ کر قابل تسلیم ہے وہ ایک دلسوز اور غم آلود بڑبڑاہٹ
کے ساتھ اپنی تسکین والون کو اپنے آپ تک ہی محدود رکھ کر اپنی اُن پاک آبائی رسوم
سے باز آجاتے جو اُنکے بادشاہ اونکو ترک کرنیکا حکم کرتا۔ اگر کسی وقت اونکے دلون میں
کچھ جوش بت پرستی کا پیدا بھی ہوتا یا یہ خیال اونکے دلون مین آتا کہ شاید اُنکے راز کا
افشا ہوگا اور اس بنا پر کبھی وہ اپنی توہم پرستی کی طرف رجوع کرتے۔ تو پھر نہایت
عاجزی سے تائب ہو کر عیسائی مجسٹریٹون کی درشتی کے پنجہ سے بچ جاتے۔ اور
شاذ و نادر ہی ایسا ہوا ہوگا کہ جب کبھی اُنہوں نے بت پرستی کے رسوم کو ادا کرنے کی گستاخی
کی ہو تو بعد مین اپنی اس گستاخی کا کفارہ اسطرح پر نہ دیا ہو کہ کراہیت اور نفرت کو دلمین
چھپا کر ظاہری طور پر انجیل کے جوئے کو اپنی گردن پر قبول کر لیا ہو۔ ایسے نالائق نو
مریدون کے روزافزون گروہوں سے گرجے پُر ہو رہے تھے جو محض نفسانی اور
دنیاوی اغراض حاصل کرنیکے لئے اپنے بادشاہ کے مذہب کو اختیار کر رہے تھے اونکی
اصلی حالت یہ تھی کہ ظاہراً جب وہ تمام حرکات مذہبی کو بڑے ذوق سے ادا کرتے
نظر آتے تھے اور عیسائیون کی دعائیں پڑھتے تھے تو اوس وقت بھی دلوں کے اندر وہ
سچے اخلاص کیساتھ اپنے قدیم دیوتاؤں سے آگے دعائیں کرنے سے دلوں کو تسلی
دے لیتے تھے جہاں ان بت پرستوں میں مذہب کے لحاظ تکالیف اوٹھانے کیلئے صبر اور استقلال
نہ تھا ساتھ ہی اونمیں اپنے جابر حکام کا مقابلہ کرنیکی روح اور جرأت نہ تھی۔ اور لاکھوں
انسان جو اپنے مندروں کی بربادی کے شاکی تھے وہ بھی اپنے دشمنوں کے
بغیر کسی مقابلہ کے مطیع ہو گئے۔ شام کے کسانوں اور سکندریہ کے عام لوگوں نے
جو تمام عیسائی مذہبی جوش کی مخالفت کا اظہار کیا وہ صرف بادشاہ کے نام اور

اسکی حکومت کے رعب سے فرو کردیا گیا تھا۔

کوئی سمجھدار انسان اس عذر کو قبول نہیں کرسکتا کہ عیسائیوں نے جو یہ دست تطاول دراز کیا تھا اور بت پرستوں کو ناحق کی عقوبتوں اور ایذاؤں کا تختہ مشق بنا رکھا تھا۔ ان سختیوں کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ اونھیں توہم پرستی اور بت پرستی کی ناپاک رسموں سے سخت نفرت تھی بلکہ اونکی غرض تو صرف یہی تھی کہ بدی کی بیخکنی ہو۔ سچی بات تو یہ ہی کہ انہوں نے آپ ہی بت پرستی کی خرابیوں کو اختیار کرلیا تھا چنانچہ مسئلہ تثلیث بت پرستوں ہی سے لیا گیا تھا۔ علاوہ ازین انھوں نے یہودیوں کو جو خدائے واحد کے پرستار تھے اس سے بھی زیادہ جوش وجنوں سے ایذائیں پہونچائیں۔ اور اگرچہ بت پرستوں کو بپتسمہ نہ لینے کی صورت میں صریح طور پر سزائے قتل کا مستحق نہ قرار دیا گیا ہو۔ لیکن اسبات سے انکار نہیں ہوسکتا کہ خدا کو واحد ماننے والے یہودیوں پر محض اس لئے کہ اونھوں نے یسوع مسیح کو ماننے سے انکار کیا نہایت سخت بے رحمی سے یہ مسئلہ عمل میں لایا گیا۔ یعنی لاکھوں یہودیوں کو بغیر کسی اور قصور کے اور محض اسوجہ پر کہ اُنھوں نے عیسائی مذہب کو قبول نہ کیا طرح طرح کی ایذارسانیوں کے ساتھ قتل کیا گیا۔ عیسائیوں نے جیسے خطرناک اور سخت مظالم یہودیوں پر کئے ہیں وہ ایسے ہیں کہ دنیا بھر کی بے رحمیوں کی تواریخ میں اونکی نظیر نہیں ملتی جب عیسائیوں کو دنیاوی اقتدار اور سلطنت حاصل ہوئی اوسوقت سے لیکر ایک عرصہ دراز تک اور بعض ممالک میں زمانہ حال تک ہر ایک عیسائی ملک میں ہر ایک عیسائی سلطنت کے ماتحت یہودیوں پر نہایت بیرحمانہ مظالم برابر کئے جاتے رہے ہیں یہ ممکن نہیں کہ چند سطروں میں ان وحشت انگیز مقدس عیسائی ظلموں کو بیان کیا جاسکے چنانچہ اسی کی تائید میں پادری جارٹن[۵] نے لکھا ہی کہ "ان یہودیوں کے دردانگیز حالات جن کے اموال واملاک تاخت وتاراج کرلئے گئے اور اونھیں برہنہ کرکے ملک بدر

---

[۵] ان مظالم کے واقعات درا قتباس کتاب کرائمنر آف کرسچینیٹی یعنی جرائم عیسائیت سے لئے گئے ہین کہ جو عیسائی آزادخیالوں کی ایک کتاب ہی۔ منہ

کیا گیا اور فاقون سے مارے گئے اور طرح طرح سے دُکھ دیے گئے اور قید خانون میں ہلاک کئے گئے اور پھانسی دیئے گئے اور عیسائیوں کے ہاتھوں سے جلا کر راکھ کر دیئے گئے اگر لکھے جائیں تو کئی جلدیں بھر جائینگی (جلد ۲ صفحہ ۳۲۷)

قسطنطین کا عیسائی ہونا یہودیون کے سخت اور دراز عقوبتوں کے مصائب کے سلسلے کا پیش خیمہ تھا۔ لکھا ہے کہ جو یہودی یروشلم کی مرمت کرنیکے لئے جمع ہوئے تھے قسطنطین نے اونکے کان کاٹ ڈالے اور یوٹیکیس اسپر یہ زیادہ کرتا ہے کہ اس بادشاہ نے ان سب کو بپتسمہ لینے اور الیسٹر (عیسائیوں کی عید) کے موقع پر سور کا گوشت کھانے پر مجبور کیا۔ پھر اسی قسطنطین نے فلسطین کے علاقہ میں جتنے شہر یہودیوں کے تھے سب جلا دیے اور جو یہودی ملا اوسے قتل کرا دیا نہ عورتوں پر رحم کیا اور نہ بچوں کو ہی چھوڑا۔ عیسائی سلطنت میں جیسے جیسے طاقت اور زور بڑھتا گیا ویسے ہی یہودیوں پر دُکھوں کی صعوبت اور اونکی ایذا رسانی زیادہ ہوتی گئی۔ گبن نے تحریر کیا ہے کہ منارکا میں "صرف سینٹ سٹیفن کے تبرکات نے آٹھ دن کے اندر اندر پانچسو چالیس یہودیون کو عیسائی مذہب میں لانیکا کام دیا ہاں ان تبرکات کے ساتھ کچھہ مدد ایسی ایسی خوشگوار ایذا رسانیوں کی بھی تھی جیسے انکے معبدون کو جلا دینا اور جو کافر عیسائی مذہب کو قبول نہ کرتے تھے اور مقابلہ کرتے تھے اونکو پہاڑوں میں بھگا کر بھوک ہی مار ڈالنا۔ وغیرہ۔"

سکندریہ میں یہودی شہر بدر کئے گئے اونکے گھر لوٹ لئے گئے اور اونکے معبد چھین کر گرجے بنائے گئے۔ جسٹینین اور بھی بڑھ گیا۔ گبن نے لکھا ہے کہ "جسٹینین کے اعتقاد میں عیسائیونکا مار دینا جرم قتل کی تعریف میں نہیں آتا تھا۔ اور وہ بادلی کے ساتھ عیسائی مذہب کی اشاعت تلوار اور آگ سے کرتا رہا۔" سپینیون نے بھی سخت ظالمانہ افعال سے یہودیون کو عیسائی بنانیکی کوششیں کیں۔ ساتوین صدی کے شروع میں نوے ۹۰ ہزار یہودیون کو مجبور کیا گیا وہ بپتسمہ حاصل کرین جنہون نے انکار کیا اونکے اموال ضبط کر لئے گئے اور اونکو سخت اذیتیں

پہونچائی گئین ورا سمین شک معلوم ہوتا ہی کہ آیا اونہین اپنا وطن چھوڑنے کی اجازت بھی دی یا نہین،،۔ (گبن، ۳۳۳ء مین کونسل طالیڈو نے یہ حکم نافذ کیا کہ یہودیوں کے تمام بچے اونکے والدین سے چھین لئے جائیں اور اونکو عیسائی کلیسوں مین بھیجدیا جائے یا مذہبی لوگوں کے حوالے کئے جائین کہ وہ اونہین عیسائی دین کی تعلیم دین (دیکھو فلیوری کی تاریخ کلیسیا فصل ۸) اسی مجلس نے یہ حکم بھی نافذ کیا کہ اگر کوئی نو عیسائی کسی یہودی سے باتین کرتا ہوا پایا جاوے تو اوسکو غلام سمجھا جائے اور جس یہودی سے باتین کرے اوسکو پبلک کے سامنے کوڑے لگائے جائین ۶۹۴ء مین طالیدو کی چودہوین مجلس نے یہودیون کے بچون کو چھین لینے کا پھر حکم دیا بعض حالات مین یہودیوں کے بچوں کو کنیسون مین محبوس رکھنے کا حکم دیا گیا تھا کہ عیسوی مذہب مین نجات پاکر وہ ہمیشہ کی لعنت سے بچ جاوین۔

۱۲۱۵ء مین ملک فرانس میں پیرس کی کونسل نے قانون نافذ کیا کہ کوئی یہودی کسی عیسائی پر کوئی مقدمہ نہیں کرسکے کہ وہ سبب سے بپتسمہ کا فضل نہ پائے ۱۶۳۳ء میں کثیر التعداد یہودیون کو مجبور ہوکر اس ملک سے بدر ہونا پڑا کیونکہ یہ قانون بنایا گیا تھا کہ تمام لوگ جو یسوع مسیح پر ایمان نہیں رکھتے وہ اس سلطنت سے باہر چلے جاوین۔

صلیبی جنگوں مین یہودیوں پر خاص طور سے خطرناک ظلموں کی بوچھار ہوئی تھی چنانچہ گبن نے لکھا ہے "وردن۔ طریوز۔ سپائرز۔ ورمس مین ہزارون بدنصیب یہودی لوٹ لئے گئے اور تہ تیغ کردیئے گئے۔ یہ ایسے سخت مصائب کا زمانہ تھا کہ ہیڈرین کے حادثہ کے ..... بعد یہودیون نے کبھی ایسا خونریز صدمہ نہ دیکھا تھا۔ کچھ جو بچ گئے وہ بشپون کی ہمت سے بچے کیونکہ اونہوں نے منافقانہ طور پر دین عیسوی قبول کرلیا تھا۔ لیکن جو یہودی اپنے مذہب پر اڑے تھے اونہوں نے پورے مذہبی جوش سے عیسائیون کے مذہبی جوش کا مقابلہ کیا اور اپنے

گھرون کو مضبوط طور پر محفوظ کر کے اپنے بیوی بچون اور مال و دولت کو دریاؤن مین پھینکدیا - اور آپ بھی دریاؤن مین کود کر اپنے دشمنون کے عناد اور بغض یا اگر بطور تنزل کہا جائے تو اونکے لالچ کو مایوس کر دیا - جوکسی طرح سے تشفی ہوتی ہی نہ تھی اسی طرح ملمین نے لکھا ہی - اس قوم (یہودیون) کے خوفناک قتل جو جرمنی کے آباد شہرون اور دریائے رائین کے کنارون پر صلیب کے سپاہیون کے ہاتھ سے وقوع مین آتے رہے وہ بائبل کے بعید تر دشمنون کو مطیع بنانے سے کم کار ثواب نہ سمجھے جاتے تھے - بیسینج کا بیان ہی کہ " درقر مین یہودی لوگ بشپ کے محل مین پناہ گزین ہوئے ہیں - اونہین مجبور کیا گیا کہ دو باتون مین سے کوئی اختیار کر لو خواہ دین عیسوی قبول کرو .... یا اپنے سر تلوار سے قلم کراؤ بعض نے عیسائی دین قبول کر لیا - لیکن جنہون نے قبول نکیا وہ خودکشی پر مجبور ہوے تریویز مین جب عیسائی غازیونکو حملہ کی نیت سے اوس طرف آتے سنا تو یہودی ماؤن نے اپنی لڑکیون کے گلے گھونٹ کر مار ڈالا -

بوہیریا مین بارہ ہزار یہودی بے رحمی سے قتل کر دیئے گئے - جہان کہین عیسائی مجاہد جاتے رہان یہودی بیچارونکی قسمت تلوار یا بپتسمہ ہی ہوتا - انگلستان مین بھی اونکو ایسی ہی بدنصیبیون کا سامنا ہوتا رہا اور وہ نہایت بیرحمی اور بیدردی سے قتل کئے گئے اور لوٹ لئے گئے - ہیکر لکھتا ہے کہ ہر کروہ نے اسبات کی حلف اوٹھائی کہ آگ اور تلوار سے یہودیوں کی بیخکنی کر دینگے اور اونکے محافظوں کے پنجوں سے اونہین چھین لینگے - ان محافظون کی تعداد اتنی تھوڑی تھی کہ سارے ملک جرمنی مین بہت تھوڑی جگہین ایسی شمار مین آسکتی تھیں جہان وہ باغی شمار ہو کر قتل نہ کئے گئے ہون یا جلائے نہ گئے ہون -

بسل ہیں یہودیوں کے جلانے کے لئے ایک چوبی مکان طیار کیا گیا اور جتنے یہودی وہان تھے جنکی تعداد بہت بڑی تھی اُس مکان مین اکٹھے بلائے گئے اور صرف تمام لوگون کے شور مچانیکی وجہ سے بغیر تحقیقات اور کسی عدالت کے اوس مکان کے

دروازے بند کر کے اوسکو آگ لگادی گئی اور سب کے سب یہودیوں کو وہیں جلا کر راکھ کر دیا گیا۔ اس مین شک نہیں کہ اگر کوئی عدالتی تحقیقات بھی ہوتی تو اونکو اوس سے بھی کوئی فائدہ ہوتا ؟

اس سے تہوڑے عرصہ بعد فرے برگ مین ایسا ہی واقعہ ہوا اور پھر سپرز مین یہودیوں سے ایسے ظلم کئے گئے کہ وہ جان سے تنگ آگئے اور اپنے مکانوں میں داخل ہو کر اونہیں آگ لگادی اور خود اونمیں اپنے بال بچوں سمیت جل کر کباب ہو گئے چند آدمی جو اونمین سے بچ رہے اونکو مجبوراً بپتسمہ دیا گیا مردون کی لاشون کو شراب کے خالی پیپوں مین بند کر کے دریائے رائین مین اس لئے پھینکدیا گیا کہ اونسے کہیں ہوا خراب نہ ہو جائے۔

سٹراسبرگ مین یہودیوں کے قبرستان مین ایک بڑا تختہ بنا کر دو ہزار زندہ یہودیوں کو جلا دیا گیا۔ تھوڑے سے آدمیوں نے بپتسمہ لینے کا وعدہ کرلیا تو وہ نہین اور اونکے بال بچوں کو اُتار لیا گیا۔ بعض عورتوں کی جوانی اور حسن دیکھکر ترس غالب ہوا اور اونکی مرضی کے خلاف اونکو موت سے بچا لیا گیا بعضے جو زور سے بھاگ نکلے تھے اونکا پیچھا کر کے بازارون مین مار ڈالا گیا"۔

ملک ہسپانیہ مین فرڈینیڈ اور ازابیلا کی تخت نشینی کے موقع پر عیسائیوں نے یہودیوں اور مسلمانوں پر برابر ناگفتہ بہ ظلم کئے۔ ۳۰ مارچ سنہ ۱۴۹۲ء کو ان عیسائی بادشاہوں نے یہ اعلان کیا کہ تمام غیر عیسائی لوگ جنہوں نے بپتسمہ حاصل نہیں کیا آخیر جولائی تک اس سلطنت کی حدود سے باہر نکلجائیں۔ اس حکم مین یہ بھی لکھا تھا کہ کسی ایسے شخص کو چاندی یا سونا ساتھ لیجانیکی اجازت نہین۔ انکی اس مصیبت کو للڈو اس طرح بیان کرتا ہے کہ " ان خانمان بدر تباہ حال بدقسمت لوگوں نے جو مصیبتین جھیلنی پڑین وہ احاطہ بیان مین نہین آسکتین۔ بعض کشتیوں کو ہی آگ لگ گئی اور وہ بیچارے یا تو آگ میں بھونے گئے اور یا غرق ہو گئے اور جو اس بلا سے بچے وہ چونکہ بہت کوٹ کوٹ کر لادے گئے تھے اس لئے وہ بھی ڈوب ہی مرے

اکثروں کی برگشتگی قسمت نے کشتیوں کو توڑ کر اونہیں کسی بنجر کنارے پر جا ڈالا
جہاں بھوک اور پیاس نے ہی پیغام اجل سنایا۔ اور جو یہاں سے بھی جانبر ہو گئے
اونکی زندگی اونکے لئے اور قسم کی تباہیوں اور مصیبتوں سے لبریز ثابت ہوئی کیونکہ
ناخداؤں نے شرارت کیوجہ سے عمداً بحری سفر کو لمبا کر دیا تاکہ ان بدبخت مظلوموں کا
رہا سہا مال واسباب پانی اور خوراک خریدنے پر صرف کرا کر اور یہیں تو اونہیں
قلاش اور بے نوا ہی کر دیا جاوے۔
ان بے گھر اور بے در مفلوک الحال بدنصیبوں مین سے بعض ساحل جنیوا پر جا لگے
وہاں بھی اونکے لئے وہ تباہی طیار تھی۔ لیکن بعض بڑے رحمدل علیسائیوں نے
وہاں انکے حال پر ترس کہا کر انکی مدد کی۔ اور وہ مدد بھی یہی تھی کہ اگر جان اور کہانا
سامان چاہتے ہو تو صلیب پر ایمان لے آؤ ورنہ کچھ نہ ملے گا۔ ایسی حالت مین اب
انکو سوائے تسلیم کے چارہ ہی کیا ہو سکتا تھا۔ ایسا ہی پرتگال مین ان مغضوب علیہم
لوگوں کے لئے وہی سختیاں تقدیر مین لکھی تہین۔ وہان کے رئیس ڈان عمانوئیل کو
فرڈی ننڈ اور ازابیلا نے اپنی لڑکی کا بیاہ اس شرط پر دیا کہ وہ مسلمانون اور یہودیون
کو اپنے ملک سے نکالدیوے۔ چنانچہ ماہ دسمبر سنہ ۱۴۹۶ء مین یہ حکم نافذ کیا گیا تھا کہ تمام
یہودی جنہوں نے عیسائی دین قبول نہین کیا وہ دو مہینے کے عرصہ مین ملک پرتگال
کے حدود سے باہر چلے جاوین۔ اسکے تھوڑے عرصہ بعد پھر یہ حکم جاری کیا گیا کہ یہودیون
کے تمام بچے جو چودہ سال سے کم عمر کے تھے والدین سے جبراً چھین لئے جاوین
اور عیسوی دین مین اونکی تربیت کیجائے۔ ان پاکیزگی کے مدعی علیسائیون نے اس
وحشیانہ فرمان کی بڑی دلچسپی سے تعمیل کی اور اس دردانگیز اور وحشت خیز نظارہ کو لنڈو
اس طرح بیان کرتا ہے کہ "آہ وہ کیسا وحشت انگیز اور دردناک نظارہ تہا کہ
جب ان بیکس اور مصیبت اور مامتا کی ماری ماؤں کی گودوں اور چھاتیون سے
اونکے پیارے ننھے بچے سختی اور زور سے چھین لئے گئے اور بیچارے مقہور
ومظلوم باپ جو معصومون کو شفقت پدری کی گودون مین لئے ہوئے تھے

اونہیں ۔۔۔ تان کر اونسے اونکے بچے لے لئے گئے اوسوقت کے آہ و نالے اور فغاں پر شہنشاہی سالتیں اور عورتوں کی چیخیں اور رونے کے نعرے جن سے کرہ ہوا پر ہو گیا تہا نہایت دردانگیز تھے۔ ان ظلموں سے تنگ آکر بعض لوگوں پر ایسی حالت طاری ہو گئی تھی کہ انہوں نے اپنے بچوں کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر دینے کو بہتر سمجھا۔ بعض بیچارے جانوں سے ہی ایسے ہاتھ دہو بیٹھے کہ خودکشی کر لینا ہی اوسوقت پسند کیا۔ لیکن اونکی مصیبتیں ابھی یہیں تک ختم نہ ہوئیں بلکہ ایک اور تازہ قانون بنایا گیا کہ جن یہودی بچوں کی عمر چودہ اور بیس سال کے اندر ہو اونکو بھی جبراً والدین سے چھین کر بپتسمہ دیا جائے اس طرح بیشمار بچوں کو گروہ در گروہ بالوں اور بازوؤں سے پکڑ کر کھینچتے ہوئے گرجوں میں لاتے اور ۔۔۔ اور سختی سے بپتسمہ کا پانی اور نئے نام قبول کراتے۔ اور یہ بچے کیتھلک سلسلہ کے معلموں کے حوالے کر دیئے جاتے پھر اونکے والدین کو بھی گرفتار کر کے یہ طمع دیجاتی کہ اگر تم عیسائی دین قبول کر لو تو تمہیں تمہاری اولاد دیدیجائیگی خدانخواستہ اگر اونمیں سے کوئی انکار کر بیٹھتا تو تین دن متواتر بے آب و دانہ زندان میں محبوس رکھے جاتے۔ اسمیں شک نہیں کہ یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ ایسے شیطانی اور دہشت انگیز قانون کے برخلاف کوئی فانی انسان استقلال دکھا سکے۔ لیکن یہودی لوگ باوجود ان تمام ایذاؤں کے متزلزل نہوئے جو قوم یہود کے لئے باعث فخر امر ہے۔ مگر اونکے استقلال دکھانے پر اونکو چھوڑا نہیں جا سکتا۔ چنانچہ آخرکار یہ حکم جاری کیا گیا کہ جس طرح نوجوان بچوں کو بپتسمہ دیا گیا ہے اسی طرح باقی لوگوں کو بھی دیا جائے۔ چنانچہ ہر طبقہ کے مرد اور عورتیں کیا جوان اور کیا بوڑھے کشاں کشاں گرجوں میں لائے گئے اور وہاں اونکو زندگی کا بپتسمہ دیا گیا اور عیسائی ہجوم فرط جوش میں تماشا دیکھکر خوش ہوتے اور قہقہے لگاتے تھے۔" (ملکتا)

عیسوی دین نے اپنی اشاعت کے لئے جس جس طرح خلق خدا کا خون بہایا اوسکی

بہت تھوڑی مثالیں اس جگہ لکھی گئی ہین ۔ جس طرح اس دین کے
لئے ان مشہور خونریز افعال کا شارمین مرتکب ہوا جس نے مذہب کو بزور
شمشیر پھیلایا اور جس طرح بیگناہ مسلمانون کو ٹھنڈی چھری سے مُلک ہسپانیہ
مین ذبح کیا گیا یہ دو اور قابل الذکر ہونے ہین جنسے صاف عیاں ہورہا ہے
کہ مذہب پھیلانے کے لئے مدت دراز تک ۔ جبر اور عقوبت کے اصول پر یہ دین قایم
رہا ۔ اس مین کلام نہیں کہ ان اصول کی حمایت اور پاسداری وہی لوگ کرتے تھے
جو مذہبی عہدہ دار ہوتے تھے ۔ اونہین ان ناہنجار اصول کے ساتھ کچھہ ایسی
مناسبت تھی کہ جہان کہین کبھی کسی بادشاہ کے دل مین مظلومون کی رحم انگیز آہ
و فریاد پہونچ بھی جاتا اور وہ ان بیچارون کو رحم کی وجہ سے منظور کرنے کی طرف وہ
رغبت بھی کرتا تو یہ پادری صاحبان اپنے رسوخ اور دباؤ سے انکو اس انسانی
طریق سے باز رکھتے ۔ لکھا ہے کہ جب فرڈی نند اور ازابیلا کا یہ حکم شائع ہوا
کہ جو کوئی یہودی تثلیث اور صلیب کے مذہب پر ایمان نہین لاوے گا وہ حدود
ہسپانیہ سے باہر نکلجاوے تو اوسوقت ایک بڑا باحیثیت اور رسوخ والا یہودی
بادشاہ کی حضور مین پہونچکر اوسکے پاؤن پر گر پڑا اور اس حکم کو منسوخ کرنے کے
عوض مین بہت بڑی رقم پیشکش کرنے کی درخواست کی ۔ اسپر بادشاہ اور
اوسکی رانی کا دل پگھل گیا اور وہ اس درخواست کے قبول کرنے پر کچھہ آمادہ بھی
ہوگئے ۔ لیکن پادری صاحبان انجیلی تعلیم کے مطابق ہمیشہ سے دشمنون سے ایسی
محبت کرتے چلے آئے ہین کہ وہ اس بات کو گوارا ہی نہین کر سکتے تھے کہ عیسائی
ملک مین وہ لوگ زندہ رہنے پائین ۔

پلین لکھتاہی کہ محکمہ انکوئزیشن کے افسر یہودی کی اس درخواست پر ڈر گئے
(کہ مبادا بادشاہ لالچ مین آکر یہ منظور کرلے) بادشاہ اور اسکی ملکہ کا دل انسانیت
کے خیالات اور انصاف کے برخلاف لوہے کی طرح سخت بنادیا گیا تہا مگر
اندیشہ یہ تہا کہ رقم کے پیش کرنے سے جو مفاد نظر آتا تہا وہ اپنا اثر نہ کرجائے

اسی وقت طامس یسوع مسیح کا ایک بت جو صلیب پہ لگا ہوا تھا لیکر بادشاہ کے آگے بڑہا اور بت کی طرف اشارہ کرکے عرض کیا کہ یہ وہ ہی جسے یہودانے تیس درم نقرئی کے عوض بیچڈالا تہا اب اگر آپ اوسے بہت بہاری معاوضہ پہ بیچدینگے تو خدا کے سامنے اسبات کی جوابدہی کرنی ہوگی۔

سنگدل پادری کی اس بات سے بادشاہ کانپ اوٹھے اور بیچارے یہودیون کو سوائے اسکے کوئی چارہ نہ تہا کہ وہ یا تو عیسائی دین قبول کرین اور یا ملک چھوڑ بہاگین،،

یہ ہے عیسائی دین کے مذہبی جنگون کا کچا چٹھا اور یہ نہ صرف عیسائی بادشاہون کی بلکہ زیادہ تر ان لوگون کی کرتوتین ہین جنکو روح القدس نے یسوع مسیح کی خوشخبری اور اوسکا دین پھیلانے کے لیئے الہام کیئے۔ پھر عجیب بات یہ ہے کہ جب ہر ایک عیسائی آنکھین بندکرکے اندہا دہند لوگون کو جبراً عیسائی بنانے کے کام مین لگا ہوا تہا تو ان سخت ظالمانہ اور وحشیانہ فعلون کو دیکھکر ایک بھی آواز نہ دیتا کہ یہ اشاعت دین عیسوی نہیں بلکہ سراسر ظلم اور ناحق کی خونریزی ہی۔ سیکڑون برسون تک ساری عیسائی دنیا مذہب پھیلانے کے لیئے اس قسم کی ناگفتہ بہ ظالمانہ کارروائیون کو اپنے مذہب کا ایک نہایت ضروری مسئلہ سمجھتی رہی۔ اسمین شک نہین کہ اگر یہ تیرہ تار، جابرانہ اور بیرحمانہ ذہنین شاذ و نادر ہوتین یا اونکے مرتکب کبھی کوئی ظالم مزاج۔ سفاک طبع بادشاہ ہی کہین کہین ہوتے اور عام طور پہ عیسائی اور اونکے پیشوا پادری لوگ انکی ساعی کو ان شیطانی افعال کی انسداد کرنے اور بیگناہون کی جانون کو ناحق کے خون سے بچانے مین لگاتے تو اوس حال مین عیسائی مذہب جن الزامون کا مرتکب ثابت ہی اوسنے کسی حد تک بری رکھا جا سکتا تہا۔ لیکن جن حالات اور واقعات کے نیچے یہ دردانگیز اور خطرناک ظلم کیئے گئے اونسے ان سیہ کاریون کی تصویر اور بھی تاریک ہوجاتی ہے۔ کیونکہ یہ ظلم اُن لوگون پہ کیئے گئے اور یا ند ائین

اُن بندگان خدا کو پہنچائی گئین جو نہیں کہ بطور حریف میدان مقابلہ میں کھڑے تھے بلکہ بحیثیت رعایا اونکے ظل حکومت مین بستے تھے اور انہین عیسائیون کو اپنا ملجا و ماوا سمجھتے تھے۔ کسقدر درد انگیز نظارہ ہی کہ انھون نے اپنی بیکس رعایا پر زور بازو دکھایا جو مقابلہ کرنا ہی نہ چاہتے تھے اور اگر چاہتے تو کرہی نہ سکتے تھے پس یہ خونریزی کی ایک نہایت خطرناک تصویر ہی۔ جسکی نظیر دنیا کی تاریخ مین کہیں ڈھونڈھنے سے بھی نہیں ملتی۔

عیسائیوں کے مذہبی جنگوں کا مختصر الفاظ میں ذکر کرنے اور اونکے اپنے ہی گواہونکی شہادتین پیش کرنے کے بعد اب مین اسلامی غزوات کا کچھ بیان کرنا چاہتا ہون۔ جن کے بارے میں پادری صاحبان نے شور مچا رکھا ہی جنپر یہی مثل صادق آتی ہی کہ وہ اپنی آنکھ کا شہتیر تو نہیں دیکھتے پر دوسرے کی آنکھ کا تنکا اونکو نظر آجاتا ہی۔ پہلے اسبات کا بیان تو ہو چکا ہے کہ مسلمانوں کے جابر اور طاقتور دشمنوں نے محض اونکے اسلام قبول کرنے پر اونہیں ایسی ایسی اذیتیں پہونچائیں کہ جنسے بڑھکر کوئی عقوبت نہیں ہوسکتی تھی اور اسطرح مظلوم مسلمانون کو مجبور ہو کر آخر تلوار ہاتھ مین لیکر اپنی جانوں کو بچانا پڑا۔ جو جو دُکھ اور مصیبتیں مسلمانو کو دشمنون نے پہونچائین اور جس جس طرح اونکی ذلت کی اوسکی نظیر ان مصائب مین بھی نہیں ملتی جو عیسائیون کے ہاتھ سے یہودیونکو پہونچین۔ مسلمانون کی تعداد بھی تھوڑی ہی تھی۔ لیکن کمبخت دشمنون نے اونہین سخت دُکھ اور ذلتین پہونچائین اور ہر روز زیادہ تکلیفین دینے پر تلے رہے۔ یہ حال دیکھکر اکثروں نے اپنے وطن مالوف اور گھر بار کو چھوڑ پردیس مین جا ٹھکانہ کیا دو دفعہ تو حبش کے ملک مین جا کر پناہ گزین ہوئے۔ قریش نے وہان بھی اونکا تعاقب کیا۔ لیکن ناکام لوٹے۔ ان ظالمون کے ظلم اتنے بڑھ گئے کہ آخر خود آنحضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور سارے مسلمانوں کو بھاگ کر مدینہ مین پناہ لینی پڑی۔ قریش کی یہ حالت ہو رہی تھی کہ وہ عرب مین اسلام کی اشاعت

ہوتی نہ دیکھ سکتے اور نہ سن سکتے تھے۔ جب حبش تک اونہوں نے مسلمانوں کا
پیچھا نہ چھوڑا تو مدینہ مین کیوں امن سے بیٹھنے دیتے۔ بلکہ اب تو اونہوں نے
اپنی طاقتوں کو جمع کرکے یہی ارادہ کرلیا کہ مسلمانوں پر ایک زبردست حملہ کرکے اونکو
یکبارگی تباہ کر دیا جاوے اور اسلام کی بیخ ہی اوکھاڑ دیجاوے۔ مسلمانوں کی
مصیبتوں اور دکھوں مین یہ پہلا موقع تھا کہ جب اونہیں ان سفاک ظالم حملہ آوروں
کے ہاتھ سے اپنے آپ کو بچانے کی اجازت ہوئی کیونکہ سوائے اسکے راضی
نہوتے تھے کہ مسلمان دین اسلام سے مرتد ہوکر اونکے دین مین ہی شامل ہین
اس امر کے متعلق قرآن مجید سے بہت شہادت ملتی ہی جس کے معتبر اور صحیح ہونے
پر کوئی سوال نہین ہوسکتا۔ اس شہادت مین سے اس جگہ بھی چند آیات
لکھدیجاتی ہین سورۂ بقر کی آیت ۲۱۴ اسطرح پر ہے ولا یزالون یقاتلو
نکم حتی یردکم عن دینکم ان استطاعوا جسکا ترجمہ ہی اور یہ کفار
سدا تمسے لڑتے ہی رہین گے یہانتک کہ انکا بس چلے تو تمہین تمہارے دین
(اسلام) سے برگشتہ کر دین۔ اس آیتہ سے یہ بات صاف طور سے عیان
ہورہی ہی کہ کفار نے مسلمانوں کو ستانے اور گزند و اذیت پہونچانے اور اونکو
اسلام چھوڑ کر بت پرستی کی طرف رجوع کرلینے کے ارادہ سے تلوار اوٹھائی تھی
دشمنونکی تعداد کے مقابلہ مین مسلمانوں کی تعداد بہت ہی تھوڑی تھی لیکن
آسمانی تائیدوں سے اونہوں نے کئی میدانون مین دشمنوں کی کثیر التعداد
افواج کو پسپا کیا۔ اسپر قریش کا غصہ زیادہ زیادہ بھڑکتا گیا۔ اور وہ اس بات
پر تل پڑے کہ سب کے سب مسلمانوں کو تلوار سے صاف کر دیا جاوے بعض
مسلمانوں کو اپنی قلت تعداد دیکھکر کچھ خوف بھی تھا اور اسی بات کا
آیت مذکورہ سے پہلی آیت مین مذکور ہے جسمین لکھا ہی کتب علیکم القتال
وھو کرہ لکم۔ وعسیٰ ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم۔ وعسیٰ
ان تحبوا شیئا وھو شر لکم۔ واللہ یعلم وانتم لا تعلمون

یعنی تمہارے لیئے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا اور تم کو ناگوار بھی گذرے گا اور عجب نہین کہ ایک چیز تم کو بری لگے اور وہ تمہارے حق مین بہتر ہو اور عجب نہین کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ تمہارے حق مین بری ہو۔ اور جانتا ہے اور تم نہین جانتے۔

اسی طرح مسلمانون کو جنگ کرنے کے لیئے جو ضرورت پیش آئی اوس کا ذکر اس آیت مین بھی ہے ویسئلونک عن الشهر الحرام قتال فيه۔ قل قتال فيه كبير وصد عن سبيل الله وكفر به والمسجد الحرام واخراج اهله منه اكبر عند الله یعنی (اے پیغمبر مسلمان تم سے) ادب والے مہینوں کی نسبت یعنی اون مین لڑائی کرنے کی نسبت دریافت کرتے ہین (کہ کیا حکم ہے) تو (انکو) سمجہا دو کہ ادب والے مہینوں مین لڑنا بڑا گناہ ہے۔ مگر اللہ کی راہ سے روکنا اور خدا کو (جیسا کہ اوسکے ماننے کا حق ہے) نہ ماننا اور ادب والی مسجد (یعنی خانہ کعبہ) نہ جانے دینا۔ اور (ان لوگون کو جو) اُس (مسجد مین رہنے اور اس مین عبادت کرنے) کے اہل (ہین یعنی مسلمانون) کو اس مین سے نکال دینا (کہ خانۂ خدا مین خدا کی عبادت نہ کر سکین) اللہ کے نزدیک (اس سے بھی) بڑھ کر (گناہ) ہے۔"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ کفار نے محض مسلمانوں کو اپنے مذہبی فرائض اور خدا کی راہ سے روکنے کے لئے ہی تلوار اوٹھائی۔ اور مسلمانون کو اپنے حقوق اور جانون کی حفاظت کے لئے جنگ سے ہی جواب دینا ضروری ہوا ایک عقلمند اور سمجھدار انسان اس بات کو خوب سمجھ سکتا ہے کہ جو صورت پیش آگئی تھی اس مین اس طرح جنگ کیلئے حکم دینا نہ صرف جائز اور برحق بلکہ نہایت ضروری ہو گیا تھا۔ مسلمانوں نے اس لئے تلوار نہین اوٹھائی کہ کافرون کو جبراً مسلمان بنائین جیسا کہ پادری صاحبان کے اجداد کے کارناموں سے ظاہر ہے اونکا لڑنا صرف اس لئے تھا کہ وہ اپنی آپکے

اسلام چھوڑ کر بت پرستی اختیار کرنے کی لعنت سے بچائیں

قرآن شریف میں بہت سی ایسی آیات ہیں کہ جن سے صاف عیاں ہے کہ کفار ہمہ تن ہو کر اسی بات کے لئے کوشش کرتے تھے کہ کسی طرح مسلمان لوگ اسلام کو چھوڑ دیں اور بت پرست بن جائیں اور اسی غرض کے لئے وہ انہیں طرح طرح سے ستاتے اور شرمناک ذیعوں سے اپنے نامۂ اعمال سیاہ کرتے جیسے سورۃ النساء رکوع ۱۲ میں ودوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون سواءً ہے جسکا ترجمہ یہ ہے" انکی خواہش یہ ہی کہ جسطرح خود کافر ہیں اسیطرح تم بھی کفر کرنے لگو (اور وہ) اور تم (سب) ایک ہی طرح کے ہو جاؤ۔"

پھر سورہ ممتحنہ کی دوسری آیت ہے ان یثقفوکم یکونوا لکم اعداءً و یبسطوا الیکم ایدیھم والسنتھم بالسوء وودوا لو تکفرون۔

ترجمہ (یہ کافر) اگر (تمہیں) کہیں پا جائیں تو کھلا تمہارے دشمن ہو جائیں۔ اور ہاتھ اور زبان دونوں سے تمہارے ساتھ برائی کرنے میں کوتاہی نکریں اور انکی اصلی تمنا یہ ہی کہ کاش تم (بھی ان ہی کیطرح) کافر ہو جاؤ۔ الخ آیۃ مندرجہ سورۃ النساء رکوع ۱۲ میں ہی وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا۔ ترجمہ۔ اور (مسلمانو!) تمکو کیا ہو گیا ہی کہ اللہ کی راہ میں اور ان بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کے لئے (دشمنوں) سے نہیں لڑتے (جو عاجز آکر خدا سے) دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو اس بستی (یعنی مکے) سے کہیں نجات دے جہاں کے رہنے والے (ہم پر) ظلم کر رہے ہیں اور (خود ہی) اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا اور (خود ہی) اپنی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار بنا۔

ایسے ہی سورۃ النساء کے ذیل کی آیات پر بھی غور کرو کہ کتنے لوگ جو اسلام کی صداقت کو دل سے ملنتے تھے کفر کیحالت مین رہنے کے لئے مجبور کئے گئے

ان الذین توفہم الملئکۃ ظالمی انفسہم قالوا فیم کنتم قالوا کنا مستضعفین فی الارض ط قالوا الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتہاجروا فیہا۔ ترجمہ۔ جو لوگ (مشرکین مین پڑے رہنے اور اپنے دین کی خرابی سے) اپنے اوپر ظلم کر رہے ہین فرشتے اونکی جان قبض کئے پیچھے اونسے پوچھتے ہین کہ تم کس حالت مین رہے تو وہ جواب دیتے ہین کہ ہم تو وہان جبے بس تھے (اس پر فرشتے اون سے) کہتے ہین کہ کیا اللہ کی (اتنی بڑی چوڑی) زمین (اسقدر) گنجایش نہین رکھتی تھی کہ تم اوسمین (کسی طرف کو) ہجرت کر کے چلے جاتے۔

الا المستضعفین من الرجال والنساء والولدان لا یستطیعون حیلۃ ولا یہتدون سبیلا۔ ترجمہ۔ مگر (ہان) جو مرد اور عورتین اور بچے اسقدر بے بس ہین کہ اونسے کوئی حیلہ کرتے نہین بن پڑتا اور نہ اونکو (باہر نکل جانے کا) کوئی راستہ سوجھ پڑتا ہے۔

ومن یہاجر فی سبیل اللہ یجد فی الارض مراغما کثیرا وسعۃ ترجمہ۔ اور جو شخص خدا کی راہ مین (یعنی خدا کے لیئے) اپنا وطن چھوڑ دے گا تو (روئے) زمین مین اسکو (رہنے سہنے کے لئے) وافر جگہ اور (ہر طرح کی) کشایش ملے گی۔

ان مندرجہ بالا آیات پر غور کرنے سے ناظرین کی اچھی طرح سمجھ مین آ جائیگا۔ کہ مسلمانون کو کن حالات کے ماتحت جنگ کے لئے ہاتھ اوٹھانا پڑا۔ اسلام کی دینی جنگون اور مسیحی مذہبی جنگون کی طرف جب غور کیا جاتا ہی تو صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ ان دونون کے محرکات اور اغراض بالکل ایک دوسرے کے برعکس تھے۔ مسیح کے پرستارون نے تو اس لئے تلوار اوٹھائی کہ بے بس اور ضعیف بت پرستون

اور یہودیون کو بزور اپنے مذہب مین شامل کرین۔ اور برخلاف اسکے مسلمانون
نے صرف اس سلئے شمشیر کو اس سلئے میان سے نکالا جبکہ اُنہون نے دیکھ لیا
کہ اب دین اسلام مین ہمارا رہنا بغیر اسکے محال اور ناممکن ہے۔ ایسا ہی مسیحی
لوگون نے اوسوقت لڑائی کرنا اختیار کیا جب وہ سلطنت دنیا حاصل کر چکے
تھے اور مسلمانون کو ابتدائی ضعف اور بے بسی کی حالت مین زبردست اور خونخوار
دشمنون کا مقابلہ کرنا پڑا۔ یہ ایسے صریح امور ہین کہ کوئی پادری صاحبان سے انکار
نہیں کرسکتے اور ان کو مان کر اعتراض اسلام پر نہیں رہتا۔ بلکہ عیسائیت پر جا پڑتا
ہے۔ اسکے ماسوا قرآن شریف کی تعلیم ہے کہ مسلمانون کو صرف اوس وقت تک
لڑنے کی اجازت ہی کہ جب تک کفار کا فتنہ جاری رہے اور جب اونکی شرارتین
ختم ہو جائیں، تو پھر جنگ کا حکم موقوف ہے۔ چنانچہ قرآن شریف کی آیتہ ذیل پر غور کرو
وقاتلوھم حتیٰ لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ فان انتھوا فلا
عدوان الا علی الظلمین۔ ترجمہ۔ اور وہانتک اونسے لڑو کہ (ملک مین
فساد باقی) نہ رہے اور دین کا اختیار کرنا خدا کے سلئے ہو جائے پھر اگر کافر
(فساد سے) باز آجائیں تو (تم بھی لڑنا چھوڑ دو) عداوت ظالموں کے سوا کسی
پر جائز نہیں۔ چونکہ اس آیتہ شریف کے الفاظ کے غلط معنی بیان کرکے مخالفین
نادان لوگوں کو دہوکہ دیتے ہین۔ اس لئے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ اس جگہ اس آیتہ
کے معنی ذرا کھول کر بیان کردین۔

لفظ فتنۃ۔ جو اس آیتہ مین آیا ہی اسکے اصلی معنی آگ سے جلانے کے ہین
اس لئے اصطلاحی طور پر مصیبت ابتلا یا خانہ جنگی یا قتل یا دین حق سے برگشتہ
کرنے کے معنوں میں مستعمل ہوتا ہی۔ اس آیتہ مین اسکے یہ آخری معنی ہی مراد ہین
یعنی دین حق سے برگشتہ کرنا۔ چنانچہ راڈول جس نے قرآن شریف کا انگریزی
ترجمہ کیا ہے اوس نے بھی اس جگہ دین حق سے برگشتہ کرنے کے معنی لئے
ہین۔ اور اسی صفحہ پر حاشیہ مین دوسرے معنی خانہ جنگی بیان کئے ہیں

اور اس لفظ کی دوسری تشریح یوں کی ہی کہ فتنہ سے مراد خانہ جنگی ہے یعنی کفار کا مسلمانوں کو مکہ سے نکالنا۔ ان مترادف معنوں مین کوئی سا ایک اختیار کیا جائے اس لئے اس آیتہ کے معنی یہی قرار پاتے ہین کہ مسلمانوں کو اسوقت تک کفار سے جنگ کرنے کی اجازت ہی جبتک کفار انکے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے اونکو ستاتے اور دکھ دیتے ہین۔ اصل مین عبارت سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہی معنی صحیح ہین۔ لیکن جملہ ویکون الدین للہ کے متعلق اس سے بھی زیادہ غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے۔ اسکے عام طور پر لوگ یہ معنی کرتے دیکھے مین آجایا کرتے ہین کہ "اور پرستش صرف خدا کی ہو"، یا "خدا کا دین (اسلام) ہی دنیا پر جاری ہو"۔ یہ دونوں معنی اصل منشاء قرآن شریف اور سیاق و سباق کے مخالف ہیں کیونکہ اسی آیتہ کے ان الفاظ کی ان سے تردید ہوتی ہے جنمین لکھاہے کہ "جب وہ فساد سے باز آجائین تو ان سے کوئی عداوت نہ کی جائے۔ کیونکہ دشمنی صرف ظالمون سے رکھنی ہی جائز ہے"۔ اب اگر اس کا یہی مطلب ہوتا کہ مسلمانوں کو اوسوقت تک لڑائی نہین چھوڑنی چاہیے جب تک کہ تمام کفار اسلام مین داخل نہ ہوجاوین۔ تو الفاظ فان انتھوا یعنی "اگر وہ فساد سے باز آجائین"، غیر ضروری اور باطل ٹھہرتے ہین اور انکو یہاں لانے کی ضرورت نہ تھی۔ اس آیتہ مین بھی مسلمانوں کو اس حکم کا صاف طور پر پابند کر دیا گیا ہے کہ جب کفار اون پر ظلم کرنا اور اونھین دکھ دینا چھوڑ دین تو تمام عداوتون کو مسلمان ترک کر دین۔ اس لئے جملہ یکون الدین للہ کی یہ معنی نہین ہو سکتے کہ صرف اسلام ہی تمام دنیا کا مذہب ہو جانا چاہیے۔ جب اس آیتہ کا ماقبل اور مابعد دیکھا جاتا ہے اور اسکے صحیح معنوں کیطرف توجہ کیجاتی ہی تو یہ بات صاف عیاں ہوتی ہے کہ اس سے مراد صرف یہ ہی کہ اسلام قبول کرنے اور فرائض و شعائر دین اسلام کے ادا کرنے مین کوئی دقت اور رکاوٹ نہ ہی اس لئے قرآن شریف بھی تاکید فرماتا ہی کہ جنگ صرف اوسوقت تک

ہی جاری رہی جسوقت تک مسلمانون کے دشمن انکو دُکھ دیتے ہین۔ اور جب انکے مظالم سے کامل آزادی قایم ہو جائے تو پھر دینی جہاد کرنے کے لئے کوئی جائز اور شرعی وجہ باقی نہیں رہتی لہذا قطعی دلائل سے یہ بات ثابت ہی کہ مسلمانون نے سوائے اس ایک بنیاد کے کہ کفّار کے ظلموں سے اپنے آپ کو بچایا جائے اور مذہبی آزادی قایم کیجائے دینی جہاد نہین کیا۔

اس آیت کے جو معنے ہمنے کئے ہین وہ از خود تراشیدہ نہیں بلکہ صحیح لغتاً اور سیاق وسباق کی بناء پر کئے گئے ہیں۔ اور تواریخ اسلام ہمارے معنوں کی زور سے تائید کرتی ہے۔ یہ کیسی ظاہر بات ہی کہ اگر قرآن کریم مین یہ حکم ہوتا کہ اوسوقت تک جنگ جاری رکھی جائے جبتک کہ کفّار مسلمان نہ ہو جاءین تو اس منشاء کو پورا کرنے کے لیے سب سے پہلے خود آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم ہتھیار اوٹھاتے۔ اب یہ مسلم بات ہی کہ یہ آیتین ابتدائی اسلامی جنگوں کے متعلق نازل ہوئین اختلاف صرف اتنا ہی ہے کہ آیا یہ جنگ بدر کے متعلق ہیں یا جنگ احد کے متعلق لیکن ان دونوں جنگوں کے بعد کہیں اسبات کا پتہ نہین ملتا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کہین کفّار پر ابتدائی حملہ کیا ہو۔

جہانتک تاریخ کو تحقیق کی نظر سے دیکھا جاتا ہی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ مسلمان ہمیشہ کفّار کے حملوں سے اپنے بچاؤ کے لئے جنگ کرتے رہے۔ مثلاً مشہور ومعروف جنگ احزاب ہی لے لو جسمین عرب کے بُت پرستوں کے خطرناک اور زبردست حملے سے بچنے کے لئے ہی ایک ذریعہ سمجھا گیا۔ کہ شہر مدینہ کے گرد خندق کھود دیجائے چنانچہ اسی لحاظ سے اس لڑائی کو جنگ خندق بھی کہتے ہین۔ اس کے بعد جب اس آیتہ کو نازل ہوئے کئی سال گذر چکے تھے۔ اور جنگ احد کو بھی دو سال گذر چکے تھے تو آنحضرت صلعم سولہ سو اصحاب کی جماعت کے ساتھ حج ادا کرنے کے ارادہ سے مکّہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ حرمت کے مہینے تھے اور عربون مین قدیم الایام سے یہ رسم چلی آتی تھی کہ ان مہینوں مین تمام عداوتین

چھوڑ دیجاتیں اور جنگ معطل کردیجاتی اور اس رسم کی تمام اہل عرب میں اتنی عزت وحرمت تھی کہ کسی کو اسکے توڑنے کی جراءت نہوسکتی تھی۔ لیکن مسلمانوں کو ستانے کے لئے قریش نے اپنے اس آبائی طوق کی بھی عزت چھوڑدی اور جونہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں پہونچے قریش نے انہیں آگے بڑھنے سے روک دیا اور مکہ معظمہ کی زیارت کرنے سے مانع ہوئے اس موقع پر ایک عارضی صلحنامہ فریقین کے درمیان اس غرض کے لئے تحریر ہوا کہ کچھ برسوں کے لئے دونوں فریق تمام عداوتیں چھوڑ دینگے۔ یہ عارضی صلح قرآن شریف کے اس حکم کے ماتحت کی گئی جو آیت زیربحث سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہی کیونکہ مسلمانوں کو صرف یہی حکم ہے کہ وہ کفار کے ساتھ اسی حالت میں لڑائی کریں جبتک وہ ان سے جنگ کرتے رہیں اور اذیتیں پہونچاتے رہیں لیکن یہاں انہوں نے جب عداوتوں کے چھوڑنے اور مسلمانوں کو دکھ دینے سے باز رہنے کا وعدہ کرلیا تو مسلمان بھی اوسوقت تک اون سے لڑائی معطل کرنے کے لئے پابند ہوگئے اگر آیتہ زیربحث کے معنی یہ کئے جاویں کہ آنحضرت صلعم کو اور مسلمانوں کو اسوقت تک جنگ کرنی چاہیئے جبتک دین اسلام تمام دنیا میں پھیل جائے اور ایک بھی کافر باقی نہ رہے۔ تو چاہیئے تو یہ تھا کہ کفار سے لڑائی جاری رکھی جاتی پس صلح حدیبیہ اس حکم الٰہی کے منشاء کے برخلاف ہوئی جسکا منشاء یہ تھا کہ جبتک سارا عرب یا ساری دنیا مسلمان نہ ہوجائے اوسوقت تک لڑائی کو نہ روکا جائے ان تمام حالات سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس آیت کے کبھی وہ معنی خیال نہیں کئے جو نکتہ چین اور حرف گیر دشمن الفاظ کو موڑ کر کرنا چاہتے ہیں پس اس آیتہ کے صرف یہی معنی ہیں کہ مسلمان صرف اسوقت تک جنگ جاری رکھیں جبتک کہ کفار کے ہاتھوں سے دکھ او ٹھانے سے محفوظ ہوجائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی جنگ پہلے زمانہ کی جنگوں سے کسی حال

میں مختلف نہیں اور آپ نے کبھی ایک بھی ایسی جنگ نہیں کی کہ جسمیں کسی قوم یا قبیلہ پر اسلام قبول کرانے کے لئے جبر کیا گیا ہو۔ نکتہ چین دشمنوں نے اسلام کے برخلاف یہ بھی شیوہ اختیار کر رکھا ہے کہ وہ جنگ کے متعلقہ پہلی قرآنی احکام کو پچھلے احکام سے مختلف بیان کرتے ہیں۔ اور اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ابتدائی جنگ صرف دفاعی تھی اور ایسے ہی احکام انکے متعلق ہیں۔ لیکن پچھلے احکام جو جنگوں کے لئے نازل ہوئے۔ ان میں کفار کو جبراً اسلام قبول کرانے کے اصول درج ہیں لیکن اگر واقعہ میں ایسا اختلاف پہلے اور پچھلے احکام قرآنی میں موجود ہوتا تو اسی قسم کا اختلاف آنحضرت صلعم کی ابتدائی اور آخری جنگوں کے موقعوں پر عملی طور پر بھی ثابت ہوتا۔ کیونکہ اس میں ذرا بھی شک نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت صلعم کا سب سے بڑا فرض یہ تھا کہ ان احکام کی پورے طور پر تعمیل کرتے۔ بلکہ قرآن کریم سے تو یہ پتہ ملتا ہے کہ کفار کے ساتھ لڑنے کے لئے صرف آپکی ذات مبارک ہی حکماً مجبور تھی جیسا کہ سورۃ النساء کی آیت (۸۶) فقاتل فی سبیل اللہ لا تکلف الا نفسک وحرض المؤمنین عسی اللہ ان یکف بأس الذین کفروا سے ظاہر ہے جسکا ترجمہ یہ ہے (اے پیغمبر) تم اللہ کی راہ میں (دشمنوں سے) لڑو۔ نہیں حکم کیا گیا مگر تیری ذات کو اور (ہاں) مسلمانوں کو (بھی لڑائی کے لئے) ابھار دو قریب ہے کہ اللہ کافروں کے مقابلہ کو روک دے۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جنگ کے لئے جتنے احکام تھے ان سب کے سب سے پہلے مخاطب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور اگر آپ کی پہلی اور پچھلی لڑائیوں میں ہم کوئی ایسا فرق بیان نہ کر سکیں جس سے معلوم ہو کہ ایک تو دفاعی تھے اور دوسری بجبر مسلمان کرنے کے لئے تو اس کا نتیجہ بلا تامل یہی ہوگا کہ ابتدائی احکام کیطرح دوسرے احکام جنگ بھی صرف مسلمانوں کی حفاظت اور کفار کی اذیتیں دفع کرنیکیلئے تھے اب اس بات کا فیصلہ کرنے کے لئے کہ آنحضرت صلعم کی جنگوں میں کوئی ایسا فرق

واقعی موجود نہ تہا۔ ہم اس جگہ آپکی آخری جنگ کی کچھہ کیفیت لکھے دیتے ہین جو ہجرت
کے نوین سال مین واقع ہوا اس جنگ کا نام جنگ تبوک ہی اور سورہ توبہ کا
بہت بڑا حصہ حضو ۳۸ آیت سے لیکر آخیر سورۃ تک ساری سورۃ اسی جنگ
کے لئے بیان سی بھری پڑی ہی۔ یہی وہ غزوہ ہی کہ جسمین اُن لوگون کو جو کفار کے
برخلاف جہاد مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جہنڈے کے نیچے نہین ہو پہنچے
تھے منافق کہا گیا ہی اور جن کے برخلاف آنحضرت صلعم کو حکم تہا کہ یا ایہا النبی
جاہد الکفار والمنفقین واغلظ علیہم یعنی اے پیغمبر کافرون اور منافقون
دونون سے جہاد کرو اور اونپر سختی کرو۔ اور جس کا پہلے مضمون مین ذکر آچکا ہے
چونکہ یہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے آخری غزوہ تہا اس لئے اگر کوئی جنگ
بجبر مسلمان کرنے کے لئے لگی ہو تو ضرور ہی کہ یہ جنگ اس غرض سے گئی ہو اسلئے ہمین
یہ بات دیکھنی ضروری ہی کہ آیا اس غزوہ سے کسی قوم کو بجبر مسلمان بنانا مقصود تہا
اور یا کسی دشمن کے حملہ سے بچنے کے لئے اس جنگ کو لگی تھی۔ ہم اس بات کے
ثبوت کے لئے اپنے ناظرین کو تواریخی کتب سے لمبی لمبی عبارتین نقل کر کے تھکانا
پسند نہین کرتے۔ کیونکہ ذیل کے دو نوٹ جو میور نے اپنی تصنیف کی حاشیون
پر لکھے ہین کافی طور پر تسلی کر دیتے ہین جنمین سے ایک کا عنوان "رومی باجگذارون
کا شام کی سرحد پر جمع ہونا" اور دوسرے کا عنوان "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
مقابلہ کے لئے مہم کی تجویز کرتے ہین۔ موسم بہار ہجری سنہ ۹" ہے۔ یہی غزوہ تبوک تہا
غرض اسی طرح صاف ثابت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کوئی جنگ
کسی قوم کو بجبر اسلام مین داخل کرنے کے لئے نہین کی۔ ہان سورۃ توبہ مین یہ
وارد ہے۔ فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ فاخوانکم فی الدین
ترجمہ۔ پھر (اے مسلمانو!) "اگر یہ لوگ (کفر و شرک سے) توبہ کرین اور نماز پڑہین
اور زکوٰۃ دین تو تمہارے دینی بھائی ہین" ایسے لوگون کو چھیڑنا نہین۔
یہی وہ آیت ہی کہ جس سے مخالف لوگ یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ مسلمانون کو حکم ہے

کہ ہر ایک کافر کو جو اسلام پر ایمان نہین لاتا قتل کر دیا جائے۔ ناظرین خود ہی انصاف کر سکتے ہیں کہ اس آیۃ کا ایسا نتیجہ کیسا خلاف وضع اور سیاق ہی۔ لیکن چونکہ کوتہ اندیش دشمنانِ اسلام ان الفاظ کے غلط معنی سمجھتے اور بیان کرتے ہین اس لئے ہم ضروری سمجھتے ہین کہ ان آیات کو ذرا تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا جائے اور اس غرض کے لئے سورہ توبہ کی چند ابتدائی آیات پہلے لکھی جاتی ہین جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس سورۃ مین کوئی بھی ایسی آیت نہین جس سے یہ نتیجہ نکل سکے کہ مسلمانون کو عام طور پر جنگ کرنے کا حکم دیا گیا تھا کہ تمام کفار کو بزور شمشیر مسلمان بنایا جائے۔

(۱) براءۃ من اللہ ورسولہ الی الذین عاھدتم من المشرکین ط (۲) فسیحوا فی الارض اربعۃ اشھر واعلموا انکم غیر معجزی اللہ وان اللہ مخزی الکفرین ٥ (۳) واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللہ برئ من المشرکین لا ورسولہ ط فان تبتم فھو خیر لکم ج وان تولیتم فاعلموا انکم غیر معجزی اللہ و بشر الذین کفروا بعذاب الیم لا (۴) الا الذین عاھدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم شیئا ولم یظاھروا علیکم احدا فاتموا الیھم عھدھم الی مدتھم ط ان اللہ یحب المتقین ٥ (۵) فاذا انسلخ الاشھر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم وخذوھم واحصروھم واقعدوا لھم کل مرصد ج فان تابوا واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ فخلوا سبیلھم ط ان اللہ غفور رحیم ٥ (۶) وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلم اللہ ثم ابلغہ مامنہ ط ذلک بانھم قوم لا یعلمون ٥ (۷) کیف یکون للمشرکین عھد عند اللہ وعند رسولہ الا الذین عاھدتم عند المسجد الحرام ج فما استقاموا لکم فاستقیموا لھم

ان اللہ یحب المتقین ۵ (۸) کیف وان یظہروا علیکم لا یرقبوا فیکم الا و لا ذمۃ یرضونکم بافواہہم وتابی قلوبہم واکثرہم فسقون ۵ (۹) اشتروا بآیت اللہ ثمنا قلیلا فصدوا عن سبیلہ انہم ساء ما کانوا یعملون (۱۰) لا یرقبون فی مؤمن الا و لا ذمۃ واولئک ہم المعتدون ۵ (۱۱) فان تابوا واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ فاخوانکم فی الدین ط ونفصل الایات لقوم یعلمون ۵ (۱۲) وان نکثوا ایمانہم من بعد عہدہم وطعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمۃ الکفر لا انہم لا ایمان لہم لعلہم ینتہون ۵ (۱۳) الا تقاتلون قوما نکثوا ایمانہم وہموا باخراج الرسول وہم بدءوکم اول مرۃ ط اتخشونہم فاللہ احق ان تخشوہ ان کنتم مؤمنین

ترجمہ (۱) جن مشرکون کے ساتھ تمنے (صلح کا) عہد و پیمان کر رکھا تھا اب اللہ اور اوسکے رسول کی طرف سے اونکو صاف جواب ہے (۲) تو اے مشرکو! آئندہ کے چار مہینے (ذیقعد ذی الحجہ۔ محرم۔ رجب) ملک مین چلو اور چلتے رہو کہ تم اللہ کو (کسی طرح بھی) عاجز نہین کر سکوگے اور آخر کار اللہ کافرون کو (مسلمانون کے ہاتھ سے دنیا مین) رسوا کرنے والا ہے (۳) اور حج اکبر کے دن اللہ اور اوسکے رسول سے لوگون کو (آگاہ کرنے کے لئے عام) منادی کیجاتی ہے کہ اللہ اور اوسکا رسول ان مشرکوں سے دست بردار ہین پس (اے مشرکو!) اگر تم توبہ کرو۔ تو یہ تمہارے حق مین بہتر ہے۔ اور اگر (اب بھی خدا اور اوسکے رسول سے) پھرے رہو۔ تو جان رکھو کہ تم اللہ کو کسی طرح بھی ہرا نہین سکوگے۔ اور کافرون کو عذاب دردناک کی خوشخبری سناؤ۔ (۴) ہان مشرکین سے جنکے ساتھ تمنے (صلح کا) عہد کیا تھا۔ پھر اونہون نے (ایفائے عہد مین) تمہارے ساتھ کسی قسم کی کمی نہین کی اور نہ تمہارے مقابلہ مین کسی کی مدد کی (وہ لوگ مستثنیٰ ہین) تو ان کے ساتھ جو عہد و پیمان ہے

اسسے اس مدت تک جو اسنے ٹھیرا رکھا ہی پورا کرو کیونکہ اللہ ان لوگون کو (جو
بدعہدی سے) بچتے ہین دوست رکھتا ہے (۵) پھر جب امن کے ماہ نکلجائین
تو مشرکین کو جہان پاؤ قتل کرو۔ اور انکو گرفتار کرو اور انکا محاصرہ کرو اور ہر
گھات کی جگہ انکی تاک مین بیٹھو پھر اگر وہ لوگ توبہ کرین اور نماز پڑہین اور زکواۃ دین
تو انکا راستہ چھوڑ دو (یعنی انسے کسی طرح کا تعرض نہ کرو کیونکہ اللہ بخشنے والا مہربان
ہے۔ (۶) اور مشرکین مین سے اگر کوئی شخص تم سے پناہ کا خواستگار ہو تو اوسکو
پناہ دو یہانتک کہ وہ اطمینان سے) کلام خدا کو سن لے۔ پھر اسکو اسکے امن کیجگہ
واپس پہنچا دو یہ (رعایت ان لوگوں کے حق مین) اسوجہ سے ہے کہ یہ لوگ
(اسلام کی حقیقت سے) واقف نہین (۷) اللہ کے نزدیک اور اس کے
رسول کے نزدیک مشرکوں کا عہد کیونکر (معتبر) ہو (کہ اونہون نے عہد شکنی کرکے
اپنی بے اعتباری کرلی) مگر جن لوگوں کے ساتھ تمنے مسجد حرام کے قریب (صلح
کا عہد) کیا تہا اور انہون نے ابتک اسکو نہین توڑا تو جبتک وہ تم سے سیدہے
رہین تم بھی سیدہے رہو۔ کیونکہ اللہ ان لوگون کو جو (بدعہدی سے) بچتے ہیں
دوست رکھتا ہے (۸) کیسے (معتبر ہوسکتا ہی مشرکین کا عہد) انکا حال یہ ہی
کہ اگر یہ لوگ تم پر غلبہ پا جائین تو تمہارے بارے مین نہ قرابت کا پاس ملحوظ
رکھین گے اور نہ عہد و پیمان کا۔ زبانی باتون سے تم کو راضی کرنا چاہتے ہین
اور انکے دل انکار کرتے ہین۔ اور انمین اکثر ایسے ہیں جو عہد کو توڑتے ہین۔
(۹) یہ لوگ (دنیا کے لالچ مین آکر) خدا کی آیتوں کے بدلے مین تہوڑا سا فائدہ
حاصل کرکے لوگوں کو خدا کے راستہ سے روکنے لگے۔ کیا ہی بری حرکتین ہین جو یہ
لوگ کرتے ہین (۱۰) کسی مسلمان کے بارہ مین نہ تو قرابت کا پاس ملحوظ رکھتے ہین نہ عہد و پیمان
کا اور یہی لوگ برسر زیادتی ہین (۱۱) پھر (اے مسلمانو!) اگر یہ لوگ توبہ کرین اور
نماز پڑہین اور زکواۃ دین۔ تو تمہارے دینی بہائی ہین اور جو لوگ سمجھدار ہین انکی
لئے ہم اپنی آیتون کو تفصیل کے ساتھ بیان فرماتے ہین (۱۲) اور اگر

یہ لوگ (عہد کے بعد) اپنی قسمون کو توڑ ڈالین۔ اور تمہارے دین مین طعنہ زنی
کرین تو کفر کے پیشواؤن کی قسمین کچھ بھی اعتبار کے قابل نہین۔ ان سے
خوب لڑو۔ تاکہ یہ لوگ (اپنی شرارتون سے باز آجائین) (۱۳) (اے
مسلمانو!) تم ان لوگون سے (دل کھول کر) کیون نہ لڑو جنھون نے اپنی
قسمون کو توڑ ڈالا اور رسول کے نکالنے کا ارادہ کیا اور تمھارے ساتھ جنگ
کرنے مین ابتدا بھی انھون نے ہی کی۔ کیا تم ان لوگون سے ڈرتے ہو۔ بس اگر تم
ایمان رکھتے ہو تو ان سے کہیں بڑھکر خدا حق رکھتا ہے کہ تم اس سے ڈرو۔
ان آیات کے صحیح مفہوم اور معانی سمجھنے کے لیے ان کی شان نزول کو یاد
رکھنا ضروری ہے۔ مسلمانون کو دُکھ دینے اور اسلام کی ترقی کو روکنے کے جرمون
کا ارتکاب صرف اہل مکہ ہی نے کیا تھا بلکہ تمام عرب کے بُت پرست اسمیں متفق
ہو کر شریک تھے۔ شروع شروع مین حضور سرور کائنات صلعم ان لوگون
کو اسلام کی تبلیغ فرماتے تھے جو مکہ کے حج کے لئے عرب کے تمام اطراف سے
جمع ہوتے تھے۔ اس ذریعہ سے عرب کی تمام قومون کو اسلام کی خبر تو ہو گئی
لیکن اونکے دلون مین بت پرستی نے ایسا گھر کر لیا تھا کہ بجائے اس کے
کہ وہ اسلام کی طرف کچھ توجہ کرتے انھون نے اسلام کے ساتھ نہایت سخت
دشمنی کا پہلو اختیار کر لیا۔ قریش کے ہاتھ مین کعبہ کی حفاظت اور انتظام تھا
وہ آتے جاتے لوگون کو دین اسلام کے برخلاف جوش دلاتے تھے انکا رسوخ
اتنا بڑھا ہوا تھا کہ انکی دشمنی کے ڈر کے مارے کوئی قوم اسلام کی مدد کرنا تو
ایک طرف رہا مخالفت کرنے سے بھی خاموش نہ رہ سکتی تھی۔ اس لئے اگر
کسی قوم مین سے کسی شخص کے دل مین اسلام کی صداقت پر ایمان بھی پیدا
ہو جاتا تو بھی کھلے طور پر اظہار کرنا نہایت مشکل تھا۔ اور اگر کوئی اپنے
اسلام لانے کا علانیہ طور پر اظہار کر بھی دیتا تو اسپر وہی بلائین نازل ہوتین
جو مسلمانان مکہ پر نازل ہو رہی تھین۔ بس اس طرح عرب کی تمام بت پرست

تو میں جو ہر سال مکہ میں جمع ہوا کرتی تھیں لازمی طور پر اسلام کی دشمن ہو گئیں جب اسلام کی طاقت بڑھنی شروع ہوئی اور قریش شکست پر شکست کھاکر پستے گئے۔ تو عرب کی بت پرست قوموں میں سے ادنکے ہمدرد اور معاون نکل نکل کر مسلمانوں کے ساتھ صلح کے معاہدے کرتے رہے یہ معاہدے اکثر معین اوقات کے لئے ہوتے تھے لیکن کفار کچھ ایسے اندھے ہو گئے تھے کہ اپنے ان صلحناموں کی کچھ بھی پروا نکر کے جہاں کہیں موقع پاتے مسلمانوں کو ستانے سے باز نہ آتے۔ چنانچہ جنگ تبوک میں جب آنحضرت صلعم کو تمام اصحاب کی جماعت لیکر جانا پڑا تھا تو اسوقت بھی کفار نے مسلمانوں سے عہد شکنی کر کے اونکو دکھ دیئے۔ چنانچہ قرآن شریف میں کفار کی اس بار بار کی عہد شکنی کو صاف الفاظ میں بیان کیا گیا ہے جیسے سورۂ انفال آیت نمبر ۵۸ میں ان بت پرست قومون کا حال بیان ہوا ہے اور وہ یہ ہے الذین عھدت منھم ثم ینقضون عھدھم فی کل مرۃ وھم لا یتقون۔ ترجمہ اے پیغمبر وہ لوگ جن سے تم نے (صلح کا) عہد و پیمان کیا پھر اپنے عہد کو ہر بار توڑتے ہین اور وہ (بدعہدی سے) نہین ڈرتے۔ اور واما تخافن من قوم خیانۃ فانبذ الیھم علی سواء۔ ان اللہ لا یحب الخائنین۔ ترجمہ۔ اگر تم کوکسی قوم کی طرف سے دغا کا اندیشہ ہو تو مساوات کو ملحوظ نظر رکھکر (ان کے عہد کو اوٹھا) ان ہی کی طرف پھینک مارو۔ کیونکہ اللہ دغا بازون کو دوست نہین رکھتا۔ لیکن آنحضرت صلعم کو واضح طور پر حکم دیا گیا کہ اگر کفار مسلمانون سے صلح کے خواستگار ہون اور اسپر قایم رہنے کا وعدہ کرین تو صلح کرلین چنانچہ آیات ذیل اس بات کی شاہد ہیں۔ وان جنحوا للسلم فاجنح لھا۔ وتوکل علی اللہ انہ ھو السمیع العلیم ۵ وان یریدوا ان یخدعوک فان حسبک اللہ

ترجمہ۔ لیکن (اے پیغمبر) اگر (کافر) صلح کی طرف جھکین تو تم بھی اوسی طرف جھکو اور اللہ پر بھروسہ رکھو کیونکہ وہی سب کی سنتا اور سب کچھ جانتا ہے اور اگر اونکا ارادہ تم سے دغا کرنے کا بھی ہوگا تاہم کچھ پروا نہ کرو کیونکہ اللہ تمکو کافی ہی۔ (انفال آیت ۶۳ و ۶۴) اور اسی امر پر پہلی آیتون مین بھی تاکید درج ہے چنانچہ ان تستفتحوا فقد جاءکم الفتح و ان تنتھوا فھو خیر لکم و ان تعودوا نعد ولن تغنی عنکم فئتکم شیئا ولو کثرت و ان اللہ مع المؤمنین۔ ترجمہ (اے اہل مکہ) تم جو فیصلہ مانگتے تھے (کہ جو برسر حق ہی اوسکی فتح ہو) تو (لو) فیصلہ بھی تمہارے سامنے آموجود ہوا اور اگر آیندہ کے لئے باز رہوگے تو یہ تمھارے حق میں بہتر ہوگا۔ اور اگر تم پھر جنگ شروع کردوگے تو پھر ہم بھی رجوع کرائینگے۔ اور تمہارا جتھا کتنا ہی بہت کیون نہو کچھ بھی تمہارے کام نہ آوے گا۔ کیونکہ خدا مومنون کے ساتھ ہی (انفال ۱۹) جو حالات اوپر مذکور ہوئے ہین وہی سورہ توبہ کی شان نزول ہی۔ یہ لوگ جو آئے دن عہد و پیمان قایم کرتے اور توڑتے اور مسلمانون کو ستانے اور دُکھ دینے سے باز نہ آتے تھے اونکے لئے آخری فیصلہ یہی تہا کہ براءۃ کا اعلان کردیا جائے جب کفار اور بت پرست اقوام عرب حج کو جو مکہ کی زیارت کے لئے جمع ہوئے تھے اس سورہ کی پہلی آیات (جیساکہ احادیث مین درج ہے) سنائی گئین تو ان لوگون نے حضور سرور کائنات ؐ کے رسولون اور ایلچیون کو کہا کہ اُن (آنحضرت صلعم) کو کہدو کہ ہمنے جو عہد و پیمان تم سے کئے تھے اونکو توڑدیا اور اب نیزون اور تلوارون کے سوا کوئی معاہدہ ہمارے اور تمہارے درمیان نہین رہا۔

اسکے بعد اب ہر ایک آیت کو علیحدہ علیحدہ لیکر یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ اس سورہ شریف مین قرآن مجید نے دین اسلام پہنلانے کے لئے لوگون کو

دُکھ اور گزند پہونچانا۔ اور جبر کرنا نہین جائز نہین رکھا۔ پہلی آیت کے الفاظ سے صریح طور پر پایا جاتا ہے کہ براءۃ ادھین مشرک لوگون سے ہوئی ہے جو مسلمانون سے عہد و پیمان صلح کا کرچکے تھے اس لیئے جو احکام اس کے بعد کی آیتون مین ہین وہ اسکے تابع ہین اور اونہیں بت پرستوں کے بارے مین ہین جنکے ساتھ براءۃ کا اعلان کیا گیا۔ ساری دنیا تو درکنار انکے سوا جو دوسرے بت پرست تھے وہ بھی ان احکام مین شامل نہین کیئے گئے۔ دوسری آیت مین بت پرستون کو کہا گیا ہے کہ "تم خدا کو ہرا نہین سکوگے"۔ اس سے صاف ظاہر ہورہا ہے کہ کفّار کا منشاء کیا تھا۔ وہ مسلمانون سے کوئی دُکھ اوٹھا کر اونکے مظالم کو روکنے کے لیئے جنگ نہین کرتے تھے بلکہ لڑنے سے اونکی غرض یہ تھی کہ مسلمانون کی طاقت کو کمزور اور تباہ کردین۔ اور اونہین مغلوب کرکے اپنا مطیع اور منقاد بنالین تاکہ اسلام کی ترقی رُک جائے تیسری آیت دو مدعاؤن پر دلالت کرتی ہے۔ ایک تو یہ امر اس سے ثابت ہے کہ یہ اعلان تمام کفّار دنیا کے لیئے نہین تھا بلکہ صرف اونہین لوگون کے لیئے تھا جو اس حج اکبر کے دن پر مکہ مین جمع ہوئے تھے۔ یعنی صرف اونہین عربی بت پرستوں کے بارے مین یہ اعلان تھا کہ جو مسلمانون سے دشمنی رکھتے تھے۔ اور دوسرا امر جو اس تیسری آیت سے ثابت ہوتا ہے یہ ہے کہ اس جنگ مین جو ان کفّار کے ساتھ ہوا تھا حملہ آوری کی ابتدا کے الزام سے آنحضرت صلعم بری ہین۔ کیونکہ اسمین لکھا ہے کہ اللہ اور اوسکا رسول مشرکین سے بری ہین۔ یعنی انکا کوئی الزام آپ پر قایم نہین ہوسکتا۔ کیونکہ پہل آپکی طرف سے نہین۔ چوتھی آیت شریفہ اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ جنگ کا اعلان تمام عہد کرنیوالے بت پرستوں کے ساتھ بھی نہین کیا گیا۔ بلکہ وہ قومین جو لڑائیون اور عداوتوں کے بعد مسلمانون سے صلح کا عہد و پیمان کرکے اوسپر قایم تھین اس اعلان کے اثر سے بالکل علیحدہ تھین۔ جنگ تو صرف

ان قوموں کے ساتھ مقصود تھی جو مسلمانون سے عہد وپیمان کرکے اوس کو توڑتے رہتے یا ان لوگوں کے ساتھ جو خفیہ طور پر انکو مسلمانو نپر حملہ کرنے کے لئے امداد کرتے رہتے تھے۔ پانچوین آیت یہ بات عیان کرتی ہی کہ اگر یہ کفار اسلام قبول کرلین تو انکی سب ظلم وزیادتیان معاف کردی جائین۔ ان کافر قومون نے مسلمانو ن ظلمون اور تعدیون کا اندھیر مچا رکھا تھا۔ لیکن باوجود اسکے مسلمانون کو یہی حکم دیا جاتا کہ اگر وہ مسلمان ہوجائین تو انپر رحم کرین اور انہین معاف کردین عیسائیوں کی طرح لوگوں کو عیسائی بنانے کے لئے اذیتین پہونچانے کا حکم نہ تھا بلکہ یہان تو مذہب کے لئے عفو اور رفق اور تالیف کا حکم ہے۔ سخت دشمنون اور سخت ترین دشمنون کو معاف کرنے کا اصول بھی دنیا مین اسلام نے ہی جاری کیا ہے۔ اسلامی وحدت ایک سلسلۂ اخوت قایم کرتی ہی اور جب ایک دوسرے کا بھائی ہوجاتا ہے تو پھر عداوت اور بغض سب قدرتاً معاف ہوجاتے ہین۔ چنانچہ اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے جسکا منشا یہ ہی کہ تم بھی تخلق باخلاق اللہ کرو۔ یعنے جیسے وہ بخشنے والا اور مہربان ہی ایسے ہی اگر یہ کافر تمام شرارتوں سے توبہ کرین اور دین اسلام اختیار کرین جس سے انکی آیندہ شرارتون کا خطرہ بکلی مفقود ہوجاے تو تمہین بھی انکی پہلی شرارتون کا بدلہ لینا جائز نہین ہی۔ کیونکہ جیسے خدا تعالیٰ ایک بڑے گنہگار کو جب وہ سچے دل سے توبہ کرے بخشدیتا ہے اور اسکے تمام گناہ معاف کردیتا ہے اسی طرح تم بھی کافرون کو جب وہ تمہارے دینی بھائی ہوجائین معاف کردو۔ چھٹی آیت پہلے سے بھی زیادہ صراحت کے ساتھ اس خیال باطل کا قلع قمع کرتی ہے کہ مسلمان کافرون کے ساتھ اس لئے جنگ کررہے تھے کہ بجبر انکو دین اسلام مین داخل کرین۔ اس آیۃ شریفہ مین یہ مذکور ہی کہ جب کوئی مشرک ان لوگوں مین سے جنکے ساتھ تمہاری جنگ ہورہی ہی تم سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دیدو اور دین اسلام کی اسے تبلیغ کرو۔ پھر جب اسے

دین اسلام کی خوبیاں سمجھا دیجا دیں تو اسپر کسی قسم کا جبر مت کرو بلکہ اسکو اسکی
امن کی جگہ میں پہونچا دو۔ اب اگر اسلام میں یہ حکم ہوتا جو اسکے دشمن اسپر
جھوٹا الزام لگاتے ہیں کہ جو مشرک اسلام قبول نہ کرے اسے قتل کر دیا جائے
تو اس موقع پر یہ حکم ہونا چاہئے تھا کہ اگر کوئی مشرک تم سے پناہ مانگے تو اسے کہو
کہ دین اسلام قبول کرو اور اگر وہ قبول نکرے تو اسے اسی وقت قتل کر ڈالو
کیا یہ عجیب بات نہیں کہ اس آخر زمانہ کی وحی میں بھی وہی حکم ہے جو ابتدائی
زمانہ کی وحی میں تھا کہ دین اسلام میں کسی قسم کا جبر نہیں بلکہ ہدایت اور گمراہی کی
راہیں الگ الگ ہو گئی ہیں۔ یہاں بھی یہی کہا کہ دین اسلام کی تبلیغ کے
بعد مشرک کو اپنی جائے امن میں پہونچا دو۔ قرآن شریف کے حکم اور آنحضرت
صلعم کے عمل سے صاف طور پر یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ لا اکراہ فی الدین
(یعنی دین میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں) کے اصول کی تبلیغ ہر زمانہ میں اسلام
میں ہوتی رہی اور یہ تعلیم کبھی منسوخ نہیں ہوئی جو وحی آخری زمانہ میں ہوئی
وہ بھی اسی کی تصدیق اور تائید کر کے اسکو مستند کرتی ہے

ساتویں آیت میں یہ بیان ہے کہ کفار کا مسلمانوں کے ساتھ عہد و پیمان
صلح کا کرنا اب ممکن ہی نہیں۔ اور اسکے وجوہ آٹھویں آیت میں درج ہیں
جنمیں اوسی سوال کا اعادہ کیا گیا ہے۔ جو پہلی آیت میں لکھا گیا ہے۔ کفار
مسلمانوں کے ساتھ صلح کا عہد و پیمان کر کے مسلمانوں سے کسی قصور کے
باعث اوس سے انحراف نہیں کرتے تھے بلکہ اسکی وجہ یہ ہوتی تھی کہ جب
وہ مسلمانوں سے عداوت پر اتر آتے تو اوسوقت خون اور عہد کے تعلقات کو
بالائے طاق رکھدیتے۔ وہ تو مسلمانوں کے ساتھ مخلصانہ طور پر عہد کرنے کے
دلی طور پر مخالف تھے۔ اونکی منشا یہ ہوتی تھی کہ مسلمانوں کو باتیں کر کے غافل
کر چھوڑیں۔ یہی وجہ تھی کہ بار بار وہ عہد کرتے اور بار بار اپنے عہدوں کو توڑ
رہتے تھے۔ جب کبھی اونکی شرارتوں کی سزا دینے کے لئے مسلمان آمادہ ہوتے

تو وہ اگر صلح کا پیمان کر لیتے۔ اور جب وہ دیکھتے کہ مسلمان اب کسی اور طرف متوجہ ہین تو وہ اپنے عہد و پیمان اور تعلقات خون سے بالکل بے لحاظ ہو کر مسلمانوں کو ستانا شروع کر دیتے۔ نوین آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہی کہ کفار صرف اتنی بات مین ہی راضی نہ تھے کہ وہ اپنے ہی دین کی رسوم کو آزادی سے ادا کر سکین۔ بلکہ اونکی خوشی اسمین تھی کہ مسلمانون کو اسلام ترک کرنے پر مجبور کرین۔ وہ اس لئے نہیں لڑتے تھے کہ مسلمانوں کیطرف سے اونپر اسلام قبول کرنے کے لئے کوئی کسی طرح کا جبر ہوتا تھا بلکہ وہ اس لئے لڑتے تھے کہ مسلمانون کو اسلام ترک کرنے پر مجبور کرنا چاہتے تھے۔ نہ اس لئے کہ بُت پرستی سے انہیں کوئی جبراً روکتا تھا بلکہ اس لئے کہ وہ اس بات کو گوارا نہیں کرتی تھی کہ دوسرے لوگ بُت پرستی کو چھوڑ دین جیسا کہ آیت شریفہ سے پایا جاتا ہے اونکی اصلی غرض یہ تھی کہ لوگوں کو اسلام قبول کرنے سے روکین۔ دسوین آیت اسی بات کو دوبارہ بیان کرتی ہو کہ جب کوئی مسلمان کفار کے ہاتھ آجاتا ہے تو وہ اسکی ساتھ بہت بدسلوکی کرتے ہیں اور صلحناموں اور خون کے تعلقات کی کوئی پروا نہیں کرتے۔ گیارہوین آیتہ میں مسلمانوں کو دوبارہ اس بات کا تاکیدی حکم ہے کہ جو لوگ مسلمان ہو جائین وہ تمھارے دینی بھائی ہیں اونسے لڑائی بند کر دو اور اونکی گزشتہ غلطیوں کو معاف کر دو بارہوین آیتہ میں اس بات کی تصریح ہی کہ اگر کوئی قوم عہد صلح کرنے کے بعد پھر عہد شکنی کرے تو انکے پیشواؤں سے لڑائی کرو۔ تیرہوین آیتہ میں مشرکین عرب کے ان تین خاص جرموں کا ذکر ہے جن کے لئے مسلمانوں کو لڑنے کا حکم دیا گیا۔ وہ تین جرائم یہ ہیں۔

(۱) رسول خدا اور اونکے اصحاب کو ملک سے نکالنے کے منصوبے بنانا۔

(۲) مسلمانوں پر حملہ کرنے مین ابتدا کرنا (۳) جو معاہدہ صلح وہ قایم کر چکے ہیں اوسکی خلاف ورزی کرنا اور مسلمانوں کو از سر نو دُکھ دینا شروع کر دینا:

متذکرہ بالا امور سے یہ بات اچھی طرح عیان ہو رہی ہی کہ قرآن کریم مین

کہیں یہ حکم نہیں کہ غیر مسلمان اقوام کو مذہب کی خاطر دکھ دیں۔ نہ اسکی کہیں تاکید ہے اور نہ جواز ہے۔

چونکہ عرب کے بت پرستوں نے محض اس لئے کہ مسلمانوں کو بالکل تباہ کر دیں اور انکا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دیں اونہنے جنگ شروع کی۔ اسلئے یہ ایک صحیح اور قدرتی امر تھا کہ اونھیں تلوار سے ہی سزا دیجاتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی میں ایک بھی ایسا واقعہ نہیں ثابت ہوتا جس سے یہ پایا جائے کہ آپنے اسلام پھیلانے کے لئے کسی وقت تلوار اوٹھائی اور جبر جائز رکہا ہو اور قرآن شریف میں کہیں بھی ایسا حکم صراحت یا کنایت سے موجود نہیں کہ جسمیں یہ لکھا ہو کہ اسلام پھیلانے کے لئے جبر اور تلوار سے کام لو۔ کوئی متنفس دنیا میں یہ بات کہہ نہیں سکتا کہ آنحضرت صلعم نے کبھی کسی قوم پر بجبر اسلام منوانے کے لئے چڑھائی کی ہو۔ ہمیں اسبات کا پتہ ملتا ہے کہ ہجرت مقدسہ سے چھ سال بعد آپنے مختلف سلاطین کے نام خط لکھے۔ لیکن ایک بھی ایسا خط نظر نہیں آتا جسمیں کسی بادشاہ کو اسبات کی دھمکی ہی دی ہو کہ اگر اسلام قبول نہیں کروگے تو تم پر فوجکشی کیجائے گی ان خطوط کو دیکھنے سے قطعی فیصلہ اس امر کا ہو جاتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے کفار بادشاہوں کو صرف اسلام پیش کیا تھا۔ نہ اسلام یا بصورت انکار تلوار۔ معتبر اور صحیح روایات سے ثابت ہے کہ اسی مضمون کی مراسلات دوسرے بادشاہوں کو لکھے گئے تھے۔ پادری لوگوں نے دنیا کو دہوکہ میں ڈالنے کے لئے بڑا شور مچایا ہے کہ سورۃ توبہ کی پہلی ۹ آیتوں میں مسلمانوں کو بہت سخت تاکیدی حکم ہے کہ ہمیشہ اسلام پھیلانے کے لئے تعدی اور جبر کرتے رہیں لیکن یہ کیسی مضبوط اور زبردست بات ہے اور عیسائی نکتہ چینوں کے لئے نہایت شرم کا موجب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیات کے نزول کے بعد کوئی جنگ کی ہی نہیں۔ جتنی جنگیں ہوئیں وہ ان سے پہلے

گذری نہیں۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سورۃ کی کسی آیت کے یہ معنی سمجھتے کہ اوس میں خدا نے حکم کیا ہے کہ کفار کو جبراً مسلمان بنانے کے لئے اونسے جنگ کرنا چاہئے تو اونسے بڑھکر اسلام کی اشاعت کا چاہنے والا اور ذمہ دار کون ہوسکتا ہے وہ تو یہ حکم سنتے ہی اپنی افواج کو تمام اطراف میں لوگوں کو مسلمان بنانے کے لئے بھیجدیتے۔ لیکن باوجودیکہ آپ سورۂ توبہ کے نزول اور اسکے موقع حج پر اعلان کے بعد سال بھر سے زیادہ عرصہ تک زندہ رہے لیکن ایک بھی لڑائی آپنے نہ کی۔ کیا اس سے اس امر کا کافی ثبوت نہیں ملتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ان آیات کے کیا معنی سمجھتے تھے جو معنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عملی زندگی سے ثابت ہیں اونسے کفار کو جبراً مسلمان کرنے کے کسی نوع سے بھی جواز ثابت نہیں۔

پھر زمانہ نبوت کے بعد حضرات خلفائے راشدین کی سوانح پر جب ہم غور کرتے ہیں تو کہیں بھی ثابت نہیں ہوتا کہ انہوں نے کسی قوم کو مجبوراً مسلمان کرنے کے لئے فوجکشی کی ہو اور نہ یہ بات ہی ثابت ہوتی ہے کہ کسی قوم کو کسی حال میں تبدیل مذہب پر مجبور کیا ہو جو لڑائیاں انہوں نے کسی قوم کی کیں مجبوراً کیں رومیوں اور ایرانیوں کے حملوں نے انکی ضرورت پیدا کی تھی۔ ان حملوں کی وجہ یہ تھی کہ رومی اور ایرانی سلطنتوں کے گردونواح کے لوگوں نے دین اسلام قبول کرلیا تھا اور یہ بات ان سلطنتوں میں رہنے والوں کو ناگوار گذرتی تھی اسطرح جھنجلاکر یہ لوگ اسلام کی ترقی کو روکنے اور مسلمانوں کو دُکھ دینے کی نیت سے حملے کرتے تھے اور مسلمانوں کو اپنی حفاظت کی ضرورت آخر جنگوں پر مجبور کرتی۔ اگر مسلمانوں کا ان ممالک کو فتح کرنا اس نیت سے ہوتا کہ ان لوگوں کو بجبر مسلمان کیا جائے تو کامل فتح کرلینے کے بعد غیر مسلم قوموں کو پوری مذہبی آزادی دینے کا کیا مطلب ہوسکتا تھا۔ اور یہ بات مسلّم ہے کہ جن جن ملکوں کو مسلمانوں نے فتح کرکے اپنے قبضہ میں کیا وہاں انھوں نے

ایک مفتوح قوم کو کامل مذہبی آزادی عطا کر رکھی تھی اور یہ مسلم حقیقت ہے کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے مذہبی آزادی کا وہ اصول جسکی برکتوں سے آج دنیا مالامال ہورہی ہے مروج کیا جس طرز اور اصول پر اور جن اغراض کو مدنظر رکھکر مسلمانوں نے ان سلطنتوں کو فتح کیا تھا۔ وہ ذیل کی عبارت سے بہت اچھی طرح سمجھ میں آسکتے ہیں جو ایک آزاد خیال ہسٹری نے امیر المومنین حضرت عمر رض خلیفہ ثانی کے ۶۳۷ء میں یروشلم کی فتح کے ذکر میں لکھا ہے کہ :-

"خلیفہ والاشان شہر یروشلم میں نہایت امن کے ساتھ بغیر کسی قسم کی خونریزی کے داخل ہوا۔ اور جب وہ اس شہر سے قسیس اعظم کو ہمرکاب لیکر شہر میں سے آثار قدیمہ کو دیکھتا ہوا گذرا تو وہ اسکے ساتھ نہایت لطف و اکرام سے گفتگو کرتا تھا۔ اس نے عیسائیوں کو اونکے گرجوں میں پوری آزادی کے ساتھ اپنی مذہبی رسوم کو ادا کرنے کی اجازت دی۔ اور مذہبی آزادی کھلے طور پر عطا کر دی۔ اسکا مختصر فیصلہ اس قابل ہی کہ اسکی بڑی عزت کے ساتھ حفاظت کیجائے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از جانب عمر رض ابن الخطاب بطرف باشندگان ایلیا۔ واضح ہو کہ ہم تمہاری حفاظت کرینگے اور تمہارے مال و جان کی نگہبانی کریں گے اور تمہارا کوئی گرجا اور معبد گرایا نہیں جائیگا اور سوائے تم لوگوں کے تمہارے معبدوں میں کسی دوسرے کو دخل نہوگا نہ کوئی تمہارے بغیر انکو استعمال کرسکے گا۔

یہ منصف مزاج مصنف آگے چل کر لکھتا ہی کہ "عمر رض کی جوانمردانہ وجاہت اور انسانیت اور صلاح الدین کی کریمانہ شجاعت اور مروت (جسنے گزشتہ زمانہ میں عیسائیوں کو یروشلم کے لینے کے مضمونوں میں کہا تھا) خونخوار عیسائی بادشاہوں کی درندگی اور وحشیانہ پن کے ساتھ ایک نمایاں اور زندہ مقابلہ رکھتی ہی" دیکھو کرائمز آف کرسچینیٹی یعنی عیسائیت کے جرائم)

عیسائیوں کی تواریخ جن مکروہ اور دردانگیز کشت وخون کے واقعات سے لبریز ہیں وہ ایسے ہیں کہ پچھلے مسلمان بادشاہوں میں بھی کوئی انکا مرتکب ثابت نہیں ہوتا ممکن ہے کہ بعض مسلمان بادشاہوں نے اپنی سلطنت کو وسیع کرنے کی غرض سے ملکوں پر حملے کئے ہوں اور انکو فتح کرکے اپنے ماتحت کیا ہو۔ لیکن جب فتح کے بعد ملک میں امن قایم ہوجاتا اور لوگ انکے ماتحت صلح وامن سے رہنے لگتے تو مذہب کیخاطر بادشاہ اپنی رعیت پر کبھی بھی سختی نکرتے اور نہ کبھی انکے معابد گراتے۔ اور نہ کبھی انکے مذہبی امور میں دخل دینا پسند کرتے۔ کوئی ملک مسلمان بادشاہوں کے قبضہ میں ایسا نہیں تھا کہ جس میں دوسرے مذہب کے لوگ آباد نہ تھے۔ لیکن وہ کبھی اونپر مذہب کیخاطر ظلم نکرتے۔ بلکہ اپنی رعیت کو مذہبی رسوم ادا کرنے کے لئے کامل آزادی عطا کرتے تھے۔ اگر ہم اسلام اور عیسوی مذہب کی حقیقت اور اصلیت کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلمانوں اور عیسائیوں کی مذہبی جنگوں کا مقابلہ کرنا چاہیں تو صلیبی لڑائیوں سے حقیقت حال اچھی طرح منکشف ہوسکتی ہے اس جگہ ہم یورپین مصنفوں کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین کا کچھہ اقتباس درج کرتے ہیں جو اس پہلو میں عیسائی مذہب کے برخلاف قطعی طور پر فیصلہ کن شہادت ہے۔ عیسائیوں کی مذہبی لڑائیوں کو مقدس جنگ کہتے تھے اور انکا محرک مذہبی خبط ہوتا تھا لیکن دراصل یہ ایسی ناپاک اور خبیث لڑائیاں تھیں کہ دنیا کو ایسی لڑائیوں کا دیکھنا ہی کبھی نصیب نہوا تھا۔ گبن نے لکھا ہے کہ "صلیبی جنگ کرنے والے ضرورت کے موقع پر اپنے گرفتار کردہ لوگوں کے بچوں اور جوانوں کے گوشت بھون بھون کر کھاتے تھے۔ یسوع کے ان حلیم اور رحمدل سپاہیوں کے لئے مردم خواری کوئی بڑی بات نہ تھی۔ اور نہ ہی وہ مقدس جنگسان لوگوں کی عصمت محفوظ رکھ سکے ہم اس جگہ ایک ہی فقرہ میکاڈ کا لکھ دیتے ہیں جو اس بات کے ثبوت کے لئے کافی ہے کہ کس حد تک بدچلنی اور بدکاری ان لوگوں میں پھیلی ہوئی تھی۔ عیسائی مؤرخ

لکھتا ہے کہ "اگر اس زمانہ کی تاریخ کا اعتبار کر سکتے ہیں تو یہ بات ماننی پڑتی ہے کہ مسیحیوں کی خلاصی کے مجاہدین میں بابل کی خرابیوں میں سے کوئی بھی کم نہ تھی نہایت تعجب انگیز اور ناشدنی نظارہ صلیبی جنگیوں کے خیموں کے نیچے قحط اور بالا نوشی وحشت خیز طور پر باہم پیوستہ تھے۔ ناپاک محبت اور عشقبازی اور لہو ولعب کے لئے بیحد جوش اور حد و نہایت سے گزری ہوئی عیاشی موت کی تصویریں کے ساتھ ملے ہوئے تھے"۔ انکی کشت و خون کے نظارے بہت خوفناک تھے۔ جب انطاکیہ فتح کیا تو اوس وقت بھی انسانیت اور رحم کے جامے اوتار کر بیدریغ ہو کر مسلمانوں میں ایسا قتل عام کیا گیا کہ خون کے دریا چلا دیئے اور لاشوں کے خرمن جمع کر دیئے۔

"لاطینی وحشی درندوں کی طرح امڈ پڑے بوڑھوں کی عزت و اکرام جوانوں کی بیکسی اور بے بسی نازنینوں کے حسن ان درندوں پر کچھ بھی اثر نکرتے تھے مسلمانوں کے گھروں میں گھس گھس کر انکو تباہ کرتے اور اگر کہیں مسجد نظر آ جاتی تو پھر اونکی وحشت اور بھی زیادہ جوش میں آتی"۔ (ملز)

مقام مارا میں ایسی وحشیانہ قتل عام کے علاوہ مردم خوری کی وحشیانہ حرکت بھی کیگئی۔ آخر کار جب یروشلم پر قبضہ ہو گیا اور مقصود ہاتھ آ گیا تو انکے کشت و خون بھی حد نہایت تک پہونچ گئے۔ اس نظارہ کو گین الفاظ ذیل میں بیان کرتا ہے۔

"عیسائی خدا کے غلط کار پرستاروں نے ایک خونخوار قربانی اپنے خدا کی نذر کی۔ مقابلہ سے اونکا جوش و خروش زیادہ بڑھتا۔ اور انکے بے رحم غضب و غیظ کے جوش کو نہ کوئی عمر اور نہ کوئی جنس ہلکا اور فرو کر سکتی ہے۔ متواتر تین دن تک اسی طرح قتل عام میں لگے رہے کہ جو کچھ سامنے آیا بلا تمیز اوسکو تہ تیغ کیا اور لاشوں کے اتنے ڈھیر لگ گئے کہ اونکی بدبو سے وبا شروع ہو گئی۔ ستر ہزار مسلمانوں کو بے رحمی سے قتل کرنے اور بیشمار یہودیوں کو اونکے معبد میں ہی جلا دینے کے بعد بھی اونکے قبضہ میں بہت سے قیدی تھے جنہیں اپنے فائدہ کی خاطر یا تنگی کی وجہ سے

اُنھوں نے قتل سے بچا رکھا"۔ جلد ۶ صہ ۴۵۹

جب میدان جنگ کا جوش وخروش ختم ہوگیا اور شہر فتح ہوگیا تو اُسوقت کا جو نظارہ تھا اسکو میکاڈ بہت خوبی کے ساتھ مندرجہ ذیل الفاظ مین بیان کرتا ہی۔

"جن اسیران جنگ کو خواہ انسانیت کے سبب اور خواہ اپنی بے استطاعتی کے باعث سے قتل نہ کیا تہا۔ یا جنکی جانین بہت سارے معاوضہ کی اُمید مین بچا رکھی تھین وہ سب بے دریغ تہ تیغ کر دیئے گئے۔ مسلمانون کو مجبور کیا گیا کہ وہ اپنے مکانوں اور مینارون کے اوپر سے کود کر مرین۔ ہزارہا بیگناہ مسلمان گرفتار کرکے زندہ جلا دیئے گئے۔ جو بیچارے خوف کے مارے تہ خانوں مین جا چھپے تھے وہان سے بھی اونکو کھینچ کھینچ کر نکالا گیا اور عام پبلک مقامات مین لاکر اونھین اذیتیں پہنچائی گئیں اور مُردہ لاشوں کے ڈہیر وان پر ڈہیر جمع کئے جاتے رہے۔ ظالم اور جلاّد صلیب پرستوں کے دل ایسے پتھر ہوگئے تھے کہ نہ تو عورتوں کے آنسو اور نہ بچوں کی چیخیں اور نہ اُس مقام کا نظارہ ہی اونکے جوش غضب کو نرم کر سکتا کہ جہان اونکے خداوند یسوع مسیح نے اپنے دُکھ دینے والوں کو معاف کیا تھا"۔

اس وحشیانہ نظارے کا حال بیان کرتے ملز نے یوں لکھا ہے۔

"مفتوح لوگوں کو پبلک مقامات پر کھینچ کھینچ کر لاتے اور مظلوموں کی طرح قتل کرتے عورتین اپنے ننھے شیر خوار بچون کو چھاتیوں سے لگائے ہوئے اور لڑکے اور لڑکیان وغیرہ تہ تیغ کئے گئے۔ یروشلم کے چوک اور بازار تو درکنار جہان پہلے کوئی آدمی بھی نہ رہتا تھا وہان بھی مردوں اور عورتوں کی لاشیں اور بچوں کے کچلے ہوئے اعضا بھرے پڑے تھے۔ اُن کثیر التعداد ظالم جلادوں مین سے ایک بھی ایسا نہ نکلا کہ جسکا دل رحم سے پگلا ہو یا لطف سے پھسلا ہو"۔

یروشلم کے فتح کرتے ہی جو نظارہ انکے مظالم سے پیدا ہوا تھا اوسکو مورخین اسطرح

بیان کرتے ہیں۔ "ایک مسجد عمر میں ہی اس قدر مخلوق قتل کی گئی تھی کہ خون کی نہروں میں صحن مسجد کے اندر لاشیں تیرتی پھرتی تھیں کٹے ہوئے بازوں اور ہاتھوں کو خون کی موجوں نے بہا بہا کر ان لاشوں پر پہنچا دیا تھا کہ جن سے انکا تعلق نہ تھا۔ اس ایک مقدس مقام میں دس ہزار جانوں کا خون بہایا گیا۔ اس موقع پر نہ صرف مقتولوں کی بے سر لاشوں کو دیکھ کر ہی وحشت کا نظارہ پیدا ہوتا تھا بلکہ خود قاتل خون سے ایسے لتھڑے اور رنگے ہوئے تھے کہ اونکی شکلیں ایک مہیب منظر آنکھوں کے سامنے لاتی تھیں مغلوب لوگوں کے لئے کوئی پناہ نہ رہی جلاد جابروں کا جوش وجنوں ایسا بے تمیز اور حد و نہایت سے تجاوز کر رہا تھا کہ نہ تو مقابلہ ہی سے ٹھنڈا ہوتا اور نہ منت وزاری ہی سے کچھہ افاقہ ہوتا۔ ہزاروں کی گردنیں تیغ و تبر سے جدا کیں اور ہزاروں کو گرجوں اور کنیسوں کی چھتوں سے گرا کر مار ڈالا۔"

اس خونخواری کے بعد تھوڑا عرصہ ہی گذرا تھا کہ مسلمانوں کو خدا تعالیٰ نے سلطان صلاح الدین کی سرپرستی میں یروشلم کو خونخوار عیسائیوں کے پنجہ سے واپس لینے کی توفیق عطا فرمائی۔ اب ایک طرف عیسائی لوگوں کے وہ ظلم جو چند روز فتح کے عرصہ میں مسلمانوں پر کئے گئے اور دوسری طرف مسلمان جوانمردوں کا فتح یروشلم کے بعد مردانہ شعار اور انسانیت کا برتاؤ دونوں قوموں کا مقابلہ اور موازنہ کرنے کے لئے زندہ مثال ہے۔ ایک آزاد خیال یورپین عیسائی نژاد نے جو کچھہ لکھا ہے وہ منصف مزاج لوگوں کو اس امر پر یقین دلانے کے لئے کافی ہے کہ عیسائی دین کے مقابلہ پر حلم اور رفق اور رحم اور لطف میں اسلام بدرجہا بڑھا ہوا ہے۔ ذیل میں ہم اوسکے الفاظ کا ترجمہ کر دیتے ہیں۔

مصنف جرائم مسیحیت (کرائمز آف کرسچینٹی) لکھتا ہے: "۱۱۸۷ء میں سلطان صلاح الدین عیسائیوں کو طبریہ پر شکست فاش دیکر یروشلم کی طرف بڑھا وہ اس بات کو دل سے چاہتا تھا کہ اس مقدس

شہر کی زمین پر خون کا رنگ نہ چڑھے۔ اس خیال سے سب سے پہلے اوس نے
لوگوں میں عام طور پر اعلان کرادیا کہ اگر وہ بغیر لڑائی کے اطاعت قبول کرلینگے
تو اونھیں شام میں ہی رہنے کے لئے جگہ اور روپیہ دیا جائیگا۔ لیکن عیسائیوں
نے اس بات کو قبول نہ کیا۔ لڑنے پر آمادہ ہوگئے۔ کئی دن لڑکر پھر
سلطان کے رحم کے خواستگار ہوئے"۔ اسپرگین نے لکھا ہے کہ "سلطان
صلاح الدین نے شہر کا قبضہ لینا اور اونکی جانوں کو قتل سے بچانا
منظور کرلیا۔ یونانی اور ایشیائی عیسائیوں کو اوس ملک میں آباد رہنے
کی اجازت دی گئی۔ لیکن یہ شرط لگادی کہ چالیس دن کے اندر رومی
اور فرنگی عیسائی اوس ملک کو خالی کردین اور اونکو بحفاظت تمام مصر
اور شام کی بندرگاہوں تک پہونچانے کا خود ذمہ لیا اور انتظام کردیا۔ اور
یہ بھی حکم دیا کہ ہر مرد کے لئے دس اور ہر عورت کے لئے پانچ اور ہر بچے
کے لئے ایک طلائی مہر ادا کیجائے اور جو لوگ اپنی آزادی خریدنے کی
بالکل استطاعت نہیں رکھتے اونکو غلامی میں ہی رہنے دیا جائے"۔
پھر آگے چلکر یہ مصنف لکھتا ہے کہ ہزارہا غریبوں کا معاوضہ صلاح الدین
نے اپنی گرہ سے ادا کیا۔ پھر ملک عادل نے سلطان کی مثال کی اتباع
کرکے دو ہزار غلاموں کی آزادی کے لئے اپنے خزانہ سے معاوضہ دیا۔ اسطرح
قریب ½ حصہ آبادی باقی رہگئی جسکا معاوضہ ادا نہ ہوسکا اور اکثروں نے
اپنی مرضی سے اسلام قبول کرلیا۔ وحشی اور خونخوار عیسائی مجاہد تو ہر جگہ
بلا تمیز زن و مرد اور بچوں کو قتل عام کرتے۔ لیکن اونکی روش کے برخلاف
سلطان صلاح الدین کی حضور میں جو عیسائی عورت اپنے اسیر خاوند
اور بچے اپنے باپ اور بھائی کو چھڑانے کی درخواست کرتی اوس کے
حال زار پر سلطانی رحم جوش میں آتا اور اُن کی آہ وزاری پر اوسکا
دل پگھل جاتا اور اونکے خاوندوں باپوں اور بھائیوں کو نہ صرف

رہا ہی کرنے کا حکم دیتا بلکہ اون کو انعام واکرام سے مالامال کرکے رخصت کرتا
میکاڈ اس بلند ہمت اور جوانمرد غیر عیسائی سلطان کی تعریف کرتا اور اس
احسان کی گرمجوشی سے شکر گزاری کرتا ہی کہ " اوس نے ماؤں کو اون کے بچے
اور عورتوں کو اونکے خاوند جو قیدیوں میں آگئے تھے واپس دیدئے۔ بعض
عیسائیوں نے اپنے قیمتی مال واسباب وہیں چھوڑے اور اپنے ماں باپ
کو جو ضعیف تھے کندھوں پر اوٹھاکر لے چلے اور جنکے رشتہ دار بیمار ناتوان
تھے وہ اونکو سر پر لئے ہوئے جارہے تھے۔ صلاح الدین یہ حال دیکھ کر
بہت موثر ہوا اور اپنے دشمنوں کو اس نیکی اور خوبی کا اسموقع پر قابل تعریف
فیاضی دکھاکر معاوضہ دیا۔ مصیبت زدہ لوگوں کے حال پر ترس کھاکر اوس نے
ہسپتالوں کے نائٹوں یعنی خبر گیروں کو یہ اجازت دی کہ وہ شہر میں ہی رہیں
اور جو لوگ بوجہ ضعف نا قابل ہوگئے ہوں اور ایسا ہی اون لوگوں کو بھی
جو بوجہ سخت بیماریوں کے سفر کے ناقابل تھے یروشلم میں رہنے کی اجازت دی "
گبس نے بہت خوب لکھا ہی کہ " سلطان صلاح الدین کے ان رحم اور شفقت
کے عملوں نے اپنی خاص تعریف اور محبت کا ہمپر حق دیدیا ہی۔ صلاح الدین
کی انسانیت اور قریب قریب کے عیسائی بادشاہونکی شیطنت میں عجیب
اور پُراثر مقابلہ ہے "

ملز کہتا ہی کہ " یروشلم سے نکلکر اکثر عیسائی انطاکیہ کی طرف چلے گئے
لیکن بوہیمند عیسائی بادشاہ نے پناہ دینے سے انکار کیا اور اونھیں خوب
لٹواکر نکالا جہاں کہیں مسلمانوں کے ملکوں میں وہ چلتے پھرتے تو وہاں اونکی
اچھی طرح خاطر اور مدارات ہوتی "

یہ حوالجات امر زیر بحث کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں اور ہمیں اب جوابوں
کے اقتباس کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ یہ بات بہت اچھی طرح اور واضح
طور پر پایۂ ثبوت کو پہونچگئی ہے کہ عیسائیوں اور مسلمانونکی مذہبی لڑائیوں کا

اور عیسائی لوگوں کی مسلمان کی تعریف

باہم مقابلہ کرنے سے نہ صرف اسی بات کا فیصلہ ہو جاتا ہے کہ اسلام اور
مسلمان بادشاہوں کے برخلاف جو اعتراض لوگ نادانی سے کر رہے ہیں
وہ بے بنیاد اور غلط ہیں بلکہ اس بات کا بھی یقینی ثبوت ملتا ہے کہ مذہب
کیخاطر نوع انسان کا خون ناحق اور بیدریغ کرنے کا الزام سنگین مذہب عیسوی
کے برخلاف صریح طور پر قایم ہے۔ کسی مسلمان بادشاہ نے کبھی کوئی ایک عیسائی
بھی بجبر اسلام منوانے کی خاطر نہیں مارا۔ حالانکہ ہسپانیہ اور دیگر ممالک میں
ہزاروں بلکہ لاکھوں بیگناہ مسلمانوں کو عیسائیوں نے محض اس لئے قتل
کر ڈالا کہ اونہوں نے صلیب پرستی کرنے سے انکار کیا تھا سیکڑوں مسجدیں
گرا کر عیسائیوں نے گرجا بنا لئے لیکن کوئی شاذ و نادر ہی ایسا واقعہ ہوا ہوگا
جسمیں مسلمانوں نے کسی گرجا کو مسجد بنا لیا ہو۔ اسلام اور عیسائیت کی حقیقت
ظاہر کرنے کے لئے در اصل ذیل کا ایک ہی واقعہ بیان کر دینا کافی ہو سکتا ہے
جب امیر المومنین خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یروشلم کو فتح کر لیا
تو آپ نے اتنا ہی نہ کیا کہ عیسائیوں کے گرجا کی مسجد نہ بنائی بلکہ بطریق اعظم
نے کہا کہ آپ ہمارے گرجا میں اپنی نماز پڑھ لیں تو آپ نے اس بات کو منظور
نہ کیا اور کہا کہ اگر میں تمہاری درخواست منظور کر لوں تو آیندہ زمانہ میں مسلمانوں
کو میرے اس فعل کی تتبع کے لباس میں عہد توڑنے کی گنجایش نکل سکیگی،، لیکن
جب وہی شہر تھوڑے عرصہ کے لئے عیسائیوں کے ہاتھ آگیا تو اونہوں نے
مسجد کو بدل کر گرجا بنا لیا اب آخیر میں ہمیں اس بات کی ضرورت محسوس ہوتی
ہے کہ مصنف (جرایم عیسائیت) کرائمز آف کرسچینیٹی کی منصفانہ رائے
کا اس جگہ کچھ اقتباس کر دیا جائے۔ وہ لکھتا ہے کہ "نہ خود سرور کائنات محمد
(مصطفے صلعم) نے ہی کسی عیسائی پر جو اونکے ساتھ امن سے رہنا
چاہتا تھا کچھ زیادتی نہ کی بلکہ بقول گبن آپ نے انکی حفاظت اور تجارت کی
آزادی۔ جائداد کی ملکیت اور مذہبی عبادات کے ادا کرنے کے پورے حقوق

بے تامل کھلے دل سے عطا کئے۔ اسلامی سلطنتوں میں عیسائی گرجونکی اجازت تھی حالانکہ یہ صاف ظاہر ہے کہ کوئی عیسائی سلطنت ہرگز یہ گوارا نہ کرتی کہ اوسمیں کوئی اسلامی مسجد بھی ہوتی۔ ہندوستان میں بھی شاہان اسلام نے ہندوؤں کے بُت خانوں کا باقی رہنا برداشت کیا۔ عرب کی خلفاء نے اپنے عہد میں تمام ایشیائی لوگونکی مذہبی آزادی بحال رکھی۔ بطریق بشپ اور پادری خانگی امور میں سول مجسٹریٹونکی محافظت میں تھے۔ لائق عیسائی وزیر اور حکیم بنائے جاتے مالگذاری کی تحصیلات کے عہدوں پر ممتاز کئے جاتے اور بعض دفعہ شہروں اور صوبوں کے حاکم بھی بنائے جاتے۔ جب صلاح الدین نے یروشلم کو عیسائیوں کے ہاتھوں سے چھڑالیا تو لاطینی اور یونانی اور مشرقی عیسائیوں میں تمیز مقرر کردی جسکی رو سے اول الذکر یعنی لاطینی عیسائی تو اسیران جنگ شمار کئے جاتے۔ لیکن دوسرے یعنی یونانی اور مشرقی عیسائیوں کو بدستور سلطانی رعیت کے حقوق عطا کئے گئے اور اونہیں عام طور پر اپنے دیوتاؤں کو اپنے طرز مذہب پر پرستش کرنے کی اجازت تھی اونکے مذہب میں کوئی دست اندازی نہ کیجاتی تھی۔ اس تحمل آمیز رعایت کا آجتک اوسی طرح رواج ہی اور کسی نے اوسکی خلاف ورزی نہیں کی۔ ترکی حکومت کے ماتحت آجتک یہودی اور عیسائی اوسی آزادی خیالات کے حقوق کے مزے اڑا رہے ہیں جو اونکے اجداد کو خلفاء نے عطا فرمائی تھی۔ بہت سارے مظلوم جنکو عیسائیوں کے تعصب کے ظلم نے ملک چھوڑکر بھاگنے پر مجبور کیا اُن کو ان مسلمانوں ہی کے زیر حکومت پناہ ملتی رہی ہے جن کو نادان معترض "دُکھ دینے والے مسلمان" کہکے پکارتے ہیں"۔

اسی مصنف نے عیسائیونکی صلیبی جنگوں کے نتائج کا خلاصہ اسطرح بیان کیا ہے "غیر عیسائیوں کو لڑکر ملک سے بدر کردینے کے سبب سے مذہبی دیوانگی کا جوش اور بھی بڑھا۔ اور اپنے وطن میں ملحدین کے برخلاف تلوار زیادہ تیز کی گئی۔

چارٹن لکھتا ہے کہ خدا کے لئے پھانسی دینے اور زندوں کو جلا دینے کا عالمگیر رواج تیرھویں صدی کو دیکھنا نصیب ہوا۔" ملیں نے یہ بھی لکھا ہے کہ " اس مقدس جنگ سے یہ مسئلہ بھی مضبوط ہو گیا کہ عیسائی مذہب پر ایمان نہ لانے والے مسیح کے ذاتی دشمن ہیں اگر وہ مسیح پر ایمان نہ لائیں تو اونہیں سزا دیجاوے اور پاکبازی کی تلوار سے قتل کر کے اونکا خاتمہ کر دیا جائے۔ ان بیشمار خرابیوں کے علاوہ جو صلیبی جنگوں کے سبب سے ظہور میں آئیں یہ اونکا ہی نتیجہ تھا کہ شمالی بت پرستوں پر قتل عام کی تلوار چلائی گئی اور بہت سی دوسری عالمگیر سخت گیریوں اور ظلموں کی بنیاد ڈالدی جنکے ذریعہ سے بعد میں پادریوں نے یورپ کو تباہ کر دیا"

ہمنے اس مضمون میں صرف واقعات کا ذکر کر دیا ہے اور یہ بات ناظرین پر چھوڑ دی ہے کہ وہ خود انصاف سے نتیجہ نکال لیں کہ آیا اہل اسلام نے لوگوں کو بجبر اپنا دین منوانے کے لئے ظلم کرنیکے اصول پر عمل کیا یا عیسائیوں نے۔ اور آیا اسلام نے نہایت وحشیانہ بیرحمی سے مخلوق خدا کا خون ناحق بہایا یا عیسائی مذہب نے۔

سچی بات تو یہ ہے کہ عیسائیوں کے عملی نمونہ سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ بردباری اور تحمل اس مذہب میں موجود ہی نہیں۔ جب دنیا میں اسلام آیا تو اس نے تحمل اور بردباری کے اصول دنیا کو تعلیم کئے۔ پھر عیسائیوں نے بھی بردباری اور تحمل کو اسلام سے سیکھا۔ لیکن وہ ایسے محسن کش اور ناشکر گزار ہیں کہ اسلام ہی کو ناحق ایسے جرایم کا مرتکب قرار دے رہے ہیں۔ فقط۔

روزہ کی فلاسفی } اڈیٹر صاحب المشیر وضیاء الاسلام کی وہ معرکۃ الآرا تالیف جس کے مقابل اسوقت تک کوئی دوسری تصنیف نہین پیش کی گئی اس نادر رسالہ مین دیگر اقوام اور اسلامی عبادت کا فرق روزہ کی تاریخ اقوام غیر اور اسلامی روزہ کا فرق اسلامی روزہ کی صحیح تعریف النسان کی حقیقت اسلامی روزہ کی روحانی۔ اخلاقی مادی فوائد کے تحت مین عجیب عجیب فلسفانہ اور محققانہ نکات اور رموز کا حل کیا گیا ہی اور آخر مین تمام احکام ومسایل روزہ نہایت تشریح کے ساتھ درج کیئے گئے ہین۔ غرضیکہ یہ رسالہ بحیثیت مجموعی ہر مسلمان کے کتب خانہ مین ہونا نہایت ضروری ہی قیمت فی جلد ۴؍

الاسلام } فضایل مآب جناب مولانا شبیر احمد صاحب دیوبندی کی وہ نادر تقریر جسکو اول اجلاس جمعیتہ الانصار منعقدہ مرادآباد مین ہزارہا سامعین کے سامنے سنا کر خراج تحسین وصول کیا گیا۔ اسمین فاضل صاحب مضمون نے اسلام اور دیگر مذاہب عالم کی توحید اور رسالت سے نہایت فلسفیانہ اور عقلی دلایل سے محاکمہ کیا گیا ہی اور عقلاً نقلاً ثابت کر دیا ہی کہ اگر دنیا مین کوئی مذہب سر چشمہ نجات اور روحانیت کا منبع ہی تو وہ صرف اسلام ہی ہی قیمت صرف ۴؍

النسا فی الاسلام } اہل مغرب کا یہ ایک بیہودہ اعتراض اسلام پر ہمیشہ ہوا کرتا ہی کہ اسلام نے عورتون کے حقوق کو پایمال کرکے اون کو بیحد بیکس ومجبور بنا دیا ہی یہ اعتراض جسقدر غیر وقیع ہی اوس سے زیادہ مہمل بھی ہی اور اس بحث پر یہ جامع رسالہ ہمارے کرم دوست خان بہادر مرزا سلطان احمد خان صاحب ممبر کونسل بہاولپور کی اپنی طرز مین ایک لاجواب تالیف ہی جسمین مرزا صاحب ممدوح نے نہایت زور کے ساتھ تعلیمات قرآنی سے ثابت کیا ہی کہ طبقہ نسوانی کے معاشرتی زندگی کو جسقدر سہل اور عمدہ بنانے مین اسلام نے مدد دی ہی اوسکی نظیر دنیا کا کوئی مذہب نہین پیش کر سکتا عجیب قسم کا فلسفیانہ اور زبردست مضمون ہی قیمت فی جلد ۹؍

التماس

اہل یورپ مسلمانون پر یہ الزام رکہتے چلے آئے ہین کہ اسلام تلوار کے زور سے پہیلایا گیا ہی مگر اصل واقعہ یہ ہی کہ چونکہ عیسویت کی توسیع واشاعت مین تلوار سے بہت کچہہ مدد لی گئی ہی۔ اسلیے جب اپنی مذہب کی اشاعت مین تلوار کا ہاتہہ دیکہتے ہین تو المرء یقیس علی نفسہ کے اصول پر اون کو اسلام کی بزور شمشیر پہیلائے جانے کا خیال پیدا ہوجاتا ہے اور اسی وجہ سے وہ اسلام کے سر بزور شمشیر پہیلنے کا الزام رکہا کرتے ہین۔

مولوی محمد علیصاحب ایم۔اے اڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کی علمی تحقیقات سے زمانہ واقف ہے ممدوح نے اپنی دماغی قابلیت صرف فرماکر سنہ ۱۹۰۶ء مین اس عنوان پر ایک نہایت ہی عالمانہ تبصرہ کیا تہا کہ آیا اسلام بزور شمشیر پہیلا ہی یا عیسایت۔ اس مضمون کو ہمنے اسوقت ضیاء الاسلام کی پرچون مین شایع کیا تہا اور چونکہ ہمارا مقصد یہ تہا کہ مضمون ہذا کثرت سے اشاعت پائے۔اسکی کچہہ زیادہ کاپیان ہی اسوقت چہاپ لی گئی تہین مقام شکر ہی کہ مضمون مذکور ہر دلعزیزی کی نگاہون سے دیکہا گیا اور اون زیادہ کاپیون کے ختم ہوجانے پر بہی مانگ باقی رہی۔ اسلیے مکرر کسیقدر احتیاط کے ساتہہ اوس رسالہ کو چہاپکر ہدیہ شائقین کیا جاتا ہی امید ہی کہ مسلم پبلک کا وہ حصہ جو مخالفین کی تحریرات کو پڑہنے کا عادی ہی اس رسالہ کی دل سے قدر کرے گا اور مولوی محمد علیصاحب کی ہمراہ اس ناچیز کو بہی دعاء خیر سے یاد کیا جائے گا۔

خاکسار فیصل حسین اڈیٹر المشیر

۲۰ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

الحق من ربك فلا تكونن من الممترين

اسلامی صداقت

اور

ویدی بطالت

مولفہ

عالیجناب مولوی قاضی محمد فضل اللہ صاحب مدرس اول مدرسہ ضلع گورداسپور

جسکو

منیجر ضیاء الاسلام مراد آباد نے

مطبع افضل المطابع مراد آباد میں چھپوا کر

شایع کیا

طبع اول

علاوہ محصول ڈاک قیمت فی جلد ۶؎

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

سب حمد وتعریف خاص اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کی شایان شان ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کہ نہ تو کوئی
اُسکی ذات میں شریک ہے نہ صفات میں۔ اور نہ کوئی سوائے اُسکے عبادت کے
لائق ہے۔ اگر وہ اپنی ذات میں یکتا و بےمثل ہے تو صفات میں بھی کامل و اکمل ہے
جیساکہ وہ ہر چیز دنیا و مافیہا (خواہ روح و مادہ ہی کیوں نہ ہو) کا رازق وخالق
ہے۔ ویساہی عبادت کے بھی وہی لائق ہے۔ اگر عقل سلیم اور طبع فہیم کی مدد سے ہر چیز
کو ملاحظہ کیا جاوے تو ایک ایک ذرہ اور ایک ایک پتہ زبان حال سے اُسکی
وحدت اور یکتائی کی شہادت دیتا معلوم ہوتا ہے۔ ۵

ہر گیاہے کہ از زمیں روید		وحدہ لاشریک لہ گوید

اور درود لا معدود اُس سرور کائنات فخر الانبیا جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر
کہ جنکے دنیا میں مبعوث ہونے سے انسان آتش پرستی۔ بت پرستی۔ اور ستارہ پرستی
اور توہم پرستی کو یک لخت چھوڑ کر سچے اور خالص موحد بن گئے اور اس بات کو
ہم ہی نہیں کہتے بلکہ مخالف متعصبین کے قلم اور زبان سے برابر اسکی شہادت
بین اور روشن طور پر ظاہر ہو رہی ہے اور اصل خوبی بھی یہی ہے کہ جس کی
دشمن بھی تصدیق کرے۔ ۵

حسن آں باشد کہ سر دلبراں۔	گفتہ آید در حدیث دیگراں

یہانتک کہ سر ولیم میور جیسا دیندار عیسائی اسلام کی تعلیم کے فیوضات کو

اسطرح بیان کرتا ہی۔ کتاب لائف آف محمدؐ میں ۹ ہم بلا تامل اس بات کو
تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اس نے (مذہب اسلام نے) ہمیشہ کیواسطے اکثر توہمات
باطلہ کو جنکی تاریکی مدتوں سے عرب کے جزیرہ نما پر چھا رہی تھی۔ کالعدم کر دیا۔
اسلام کی صدائے جنگ (نہیں بلکہ صدائے توحید) کے روبرو بت پرستی موقوف
ہو گئی۔ اور خدا کی وحدانیت اور غیر محدود کمالات اور ایک خاص اور ایک جگہہ
احاطہ کی ہوئی قدرت کا مسئلہ حضرت محمد صلعم کے معتقدوں کے دلوں اور جانوں
میں ایسا زندہ اصول ہو گیا۔ جیسا کہ خاص حضرت محمد صلعم کے دل میں تھا۔ مذہب
اسلام میں سب سے پہلی بات جو خاص اسلام کے معنی میں یہ ہی۔ کہ خدا کی مرضی پر
توکل مطلق کرنا چاہیے۔ بلحاظ معاشرت کے بھی مذہب اسلام میں کچھہ کم خوبیاں
نہیں ہیں۔ چنانچہ مذہب اسلام میں یہ ہدایت ہی کہ سب مسلمان آپس میں ایک
دوسرے کے ساتھ برادرانہ محبت رکھیں یتیموں کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہیے
غلاموں کے ساتھ نہایت شفقت برتنی چاہیے۔ نشہ کی چیزوں کی ممانعت ہی
مذہب اسلام میں اس بات پر فخر ہی کہ اسمیں پرہیزگاری کا ایک درجہ موجود ہی
جو کسی اور مذہب میں نہیں پایا جاتا ۹
اس عبارت میں صاحب موصوف نے بجائے صدائے توحید کے صدائے جنگ کا
لفظ تحریر کیا ہی۔ جو کہ بالکل غلط ہی۔ اصل صدائے توحید چاہیے جسکی تصدیق
ہم ایک اور انگریز کی شہادت سے کرتے ہیں۔

مسٹر جان ڈیون پورٹ نے اپنی کتاب مسمیٰ اپالوجی فار دی محمد اینڈ قران"
میں یہ رائے لکھی ہی۔ کہ اس بات کا خیال کرنا جیسا کہ بعضوں نے کیا ہی۔ بہت بڑی
غلطی ہی۔ کہ قرآن میں جس عقیدہ کی تلقین کی گئی ہی۔ اسکی اشاعت صرف بزور شمشیر
ہوئی تھی۔ کیونکہ جن لوگوں کی طبیعتیں تعصب سے مبرا ہیں وہ سب بلا تامل ہی بات

تسلیم کریں گے۔ کہ حضرت محمد صلعم کا دین (جسکے ذریعہ سے) انسانوں کی خون یعنی قربانی کے بدلے نماز اور خیرات جاری ہوئی۔ اور جس نے عداوت اور دائمی جھگڑوں کی جگہہ فیاضی اور حسن معاشرت کی ایک روح لوگوں میں پھونکدی۔ اور جسکا اسیوجہ سے بہت بڑا اثر شائستگی پر ہوا ہوگا۔ مشرقی دنیا کے لیے ایک حقیقی برکت تھی۔ اور اسوجہ سے خاصکر اُسکو اُن خونریز تدبیروں کی حاجت نہ پڑی ہوگی۔ جنکا استعمال بلا استثناء اور بلا امتیاز کے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بت پرستی کے نیست و نابود کرنیکو کیا تھا۔ پس ایسے اعلیٰ وسیلہ کی نسبت جسکو قدرت نے بنی نوع انسان کے خیالات اور مسائل پر مدت دراز تک اثر ڈالنے کو پیدا کیا ہی۔ گستاخانہ پیش آنا اور جاہلانہ مذمت کرنا کیسی لغو اور بیہودہ بات ہی واقعی صاحب موصوف کی رائے کے مطابق آں سرور کائنات پر جاہلانہ اور لغویات کا اتہام لگانیوالے وہی ہیں جنکی نسبت خداوند کریم نے فرمادیا ہی۔

لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ۵

اُنکے واسطے دل ہیں جو اُسنے نہیں سمجھتے اور واسطے اُنکے آنکھیں ہیں مگر اُنکے ساتھ (روشن دلیلوں کو) نہیں دیکھتے اور اُنکی واسطے کان ہیں مگر نہیں سُنتے (نصیحت کی باتیں) وہ بہائم کی مانند ہیں۔ بلکہ اُنسے بھی گئے گذرے وہی گمراہ ہیں۔ اور وہی غافل ہیں۔ پھر مسٹر جان ڈیون پورٹ تحریر کرتے ہیں۔

جب ان معاملات (مذکورہ) پر خواہ اُس مذہب کے بانی کے لحاظ سے خواہ اُس مذہب کے عجیب و غریب عروج اور ترقی کے لحاظ سے نظر کی جاوے۔ تو بجز اسکے اور کچھہ چارہ نہیں ہی۔ کہ اسپر نہایت دل سے توجہ کی جاوے۔ اس امر میں بھی کچھہ شبہ نہیں ہو سکتا کہ جن لوگوں نے مذہب اسلام اور مذہب عیسائی کی

خوبیوں کو بمقابلہ ایک دوسرے کے تحقیق کیا ہے۔ اور اُنپر غور کیا ہے۔ اُنمیں سے بہت کم ایسے ہیں جو اس تحقیقات میں اکثر اوقات تردد اور صرف اس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے ہوں کہ مذہب اسلام کے احکام بہت ہی عمدہ اور مفید مقاصد ہیں بلکہ اس بات کے اعتقاد کرنے پر بھی مجبور ہوئے ہیں کہ آخر کار مذہب اسلام سے انسان کو فائدہ کثیر ہوگا ؟

کیا مخالفین کی شہادت سے یہ واضح نہیں ہوتا۔ کہ کل مذاہب سے جو دنیا میں ہیں۔ اسلام ہی کو فضیلت ہے الفضل ما شھدت بہ الاعداد اور یہی اسلامی صداقت کا ایک اعلیٰ نشان ہے۔ ؟

میرے خیال میں عیسائی مذہب کی تردید کیواسطے تو عیسائی محققوں کی شہادتیں کافی ہیں اور جنکو انشاء اللہ اپنے موقع پر اس سے بھی واضح طور سمجھایا جائیگا دوسرا گروہ جس نے اسلام کا توحیدی ڈنکا بجتا دیکھکر اسلام پر نہر اُگلنا شروع کیا ہے۔ اور بت پرستی سے توحید پرستی نکالنے میں بہت زور مارا ہے۔ اور اپنے عیبوں کو چھپانے کیواسطے وید کو عجیب عجیب تاویلوں کے سانچے پر ڈھالا ہے اور میں یہ بات اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ دیکھو اخبار عام ۸ مارچ ۱۸۹۶ء میں ایک ہندو پنڈت کیا بیان کرتا ہے۔ و ہو ہذا ممالک غیر۔ برطانیہ۔ جرمنی فرنچ امریکن کے مشہور فاضلوں سے پوچھو کہ جنھوں نے اپنی تمام زندگی اور ثروت کی طاقت کو تحقیقات کے پیچھے گذار دیا۔ وہ بھی کہیں گے۔ کہ جس طرح دن میں آفتاب انجیل میں تثلیث اور قرآن میں توحید ہے۔ اسی طرح وید دکھیں مورتی پوجا اور ترین ہے۔ کسقدر غضب کی ڈاکہ زنی ہے کہ ویدوں کو اُنکی خاص خوبیوں سے جنکی وجہ سے اُنکی علیحدگی صاف اور نمایاں اور مشہور زبان ہے محروم کیا جاوے۔ ؟ اخبار عام

اس کے بعد واضح ہو۔ کہ وقت موجودہ میں مذہبی دنیا اس جوش وخروش
میں ہے۔ کہ ہر ایک شخص اپنے اپنے تراشیدہ خیالات کی اسطرح تائید کرتا ہے
کہ گویا میرے عقائد کے سوا سب مذاہب باطل۔ اور ایک میرا ہی مذہب درست
ہے۔ عیسائی تثلیث کے قائل ہو کر تین تیرہ ہو رہے ہیں۔ اور مسیح علیہ السلام کو
خدائی کی مسند پر بٹھا کر آپے میں نہیں سماتے۔ دیانندی مادہ اور روح کو
ازلیت کا لباس پہنا کر آپ کو مشرک نہیں ٹھیراتے۔ اور اسلام سے توحید کا
سبق سیکھہ کر شکر گذار نہیں ہوتے۔ گو انھوں نے ویدوں کے معنی بیان
کرنے میں عجیب وغریب تاویلات سے کام لیا ہے۔ مگر پھر بھی توہم پرستی کو
اس سے دور نہیں کر سکے بقول بلبل شیراز ؎

آہنے را کہ مورچہ بخورد		نتواں بُرد ازو بصیقل زنگ

خود پنڈت دیانند جی مہاراج اوپدیش منجری ص۱۱ میں بیان کرتے ہیں۔
کہ پارسی لوگ آتشکدہ میں آتش پرستی کرتے ہیں۔ کیا اس عمل کی بنیاد وید دل
میں نہیں ہے؟ مہاراج ضرور ہے۔ انہی باتوں سے تو وید سب سے اول نمبر ہے
اب کوئی انسان عاقبت اندیشی کے خیال سے مذہبی تحقیق کرے تو کس طرح
اگر صرف عقلی دلائل کو معیار صداقت قرار دیا جاوے تو دعویٰ اور ثبوت اتنے
لمبے چوڑے اور طول طویل ہو جاتے ہیں کہ اصل مطلب سے کوسوں دور جا پڑتے
ہیں۔ اور بعض دفعہ عقل انسانی بھی کیونکہ محفوظ من الخطا نہیں ہے۔ غلطی بھی کھا جاتی ہے

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن		کہ جاہا سپر باید انداختن

میرے خیال میں عقلی معیار کو استعمال کرنا بڑے بڑے محققوں کا کام ہے عوام
کو کچھہ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اور اگر کسی مذہب کے ایک ایک مسئلہ کو لیکر
اسپر غور وفکر کیا جاوے تو اس تھوڑی سی عمر میں انسان کچھہ بھی نہیں کر سکتا کہ

موت آن دباتی ہے۔ اور دل کی دل ہی میں رہ جاتی ہے۔ اور اگر لفظی بحث کو چھیڑا جائے تو ایک لفظ کے چند در چند معنی ہونے کے باعث مدعی تو اپنے حسب پسند اور معترض اپنی مرضی کے موافق معنے کرتا ہے۔ پھر اسپر اکتفا نہیں کیا جاتا۔ بلکہ غلط اور اغلط معنی کیے جاتے ہیں۔ جن سے اس مضمون کو کوئی بھی تعلق اور واسطہ نہ تھا۔ مثلاً ایکدن میرے ایک دیانندی سجن کے ہاتھ میں ادہرم پال مرتد کی تہذیب جلد ۲ تھی میں نے اُسکو کھولا تو اول ہی آیت وعلی ابصارہم غشاوۃ کا ترجمہ یہ کیا تھا۔ کہ اُنکی آنکھوں پر پٹی باندہ دی تھی۔ میں دیانندی سجن سے دریافت کرنے لگا۔ تو اُس دوست نے کہا کہ جانے دو میں نے کہا۔ کہ میں کوئی اور بات تو نہیں کرتا۔ مگر آپ کے پاس مترجم قرآن مجید ہے۔ اور اُس کے پہلے ورق پر یہ آیت ہے۔ اُسکے ساتھ ترجمہ ملاؤ۔ اور اپنے ادہرم پال کی ایمانداری کی داد دو۔ اور مجموعہ کا صفحہ ۵۲ کی یہ عبارت بھی دیکھ لینا۔ ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا۔ ۹

اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز یہ امر ہے۔ کہ دیانندی دوستوں کو جب اُردو ستیارتھ نکالکر دکھائی جاتی ہے تو اول یہ عذر ہوتا ہے۔ کہ ترجمہ غلط۔ جب ستیارتھ کے پہلے ہی صفحہ کے لفظ مستند ترجمہ پر توجہ دلائی جاتی ہے۔ تو پھر یہ کہا جاتا ہے۔ کہ پنڈت دیانند کا یہ پرمان ویدورد (وید کے برخلاف ہے) اگر واقعی وید کے برخلاف پنڈت دیانند کی کوئی بات تسلیم نہیں کی جاتی۔ تو وید کا چار رشیوں (اگنی۔ وایو۔ انگرا۔ ادیتہ) بقول دیانند کیوں مان لیا جاتا ہے حالانکہ سناتن دھرم والے ویدکا نزول برہما پر مانتے ہیں۔ ان باتوں سے بچنے کے لیے ہم نے یہ طریقہ سوچا ہے۔ کہ تعلیم الہی وہی ہو سکتی ہے۔ کہ جسکی تعلیم اپنی درمیان دعوی مع دلائل رکھتی ہو۔ اور اسقدر روشن ہو کہ مخالفوں کو بھی

سوائے تسلیم کے چارہ نہ ہو۔ جیسا کہ ہم اوپر دکھا آئے ہیں۔ اسجگہہ بھی کچھہ اور ذکر کیا جاتا ہی سیل صاحب ترجمہ قرآن کے مقدمہ کے باب دوم صفحہ ۲۹ میں فرماتے ہیں۔ خواہ کوئی کچھہ ہی کہے۔ مگر محمد صاحب میں ذاتی صفات ایسی تہیں جیسی ہی کے لیے چاہئیں۔ پنڈت دیانند نے بھی اسلامی توحید کو تسلیم کرکے ویدوں سے توحید بنانی چاہی اور اُسکو تعصب اور ہٹ دھرمی اور شرمساری خلایق نے آبائی دین سے نکلکر اسلام قبول نہ کرنے دیا جسکی تصدیق ستیارتھ صفحہ ۴۹۰ میں برہم سماج کی تردید کرتے ہوئے کرتے ہیں۔ بھلا جب آریہ ورت میں پیدا ہوئے اور اسی ملک کا آب ودانہ کھایا اور اب بھی کھاتے پیتے ہیں تو اپنے ماں باپ دادا کے راستہ کو چھوڑ کر دیگر غیر ممالک کے مذاہب کیطرف زیادہ مائل ہو جانا اور برہماسماجی اور پرارتھنا سماجوں کا علم سنسکرت سے بے بہرہ ہوکر اپنے کو عالم ظاہر کرنا۔ انگریزی زبان پڑھکر پنڈت کا گھمنڈ کرنا اور فوراً ایک مذہب چلانے کیلیے راغب ہو جانا یہ انسانوں کے لیے مستحکم اور اُنکی ترقی کا باعث کیونکر ہو سکتا ہی؟ آبائی دین کی ہٹ ہی کفر ہی۔ اسیواسطے خدا تعالےٰ نے فرمایا ہی

الہام کی ضرورت

قال اللہ تعالیٰ عزوجل شانہ وعم نوالہ۔ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ۔ (ترجمہ) ہلاک ہو انسان کہ کسقدر کفران نعمت کرتا ہی۔ باوجودیکہ اسکو اس عظیم القدرت کلام (قرآن شریف سے) ہر طرح سے ہدایت کا راستہ بتایا گیا ہی۔ ان احکام کو پہچانکر موافق فرمان ایزد تعالیٰ کے تابعداری نہیں کرتا۔ بلکہ انکار ہی کرتا ہی اور اپنی پیدائش کی طرف خیال نہیں کرتا کہ اُسکو کس حقیر چیز سے

پیدا کیا گیا ہی۔ یعنی پانی کے ایک قطرہ سے پیدا کیا ہی پانی بھی وہ کہ راستہ بول سے نکلا ہی۔ اور پھر اُسکو خون کی صورت میں قدرت کاملہ نے لاکر ایک مضغہ سا بناکر فقدرہ اُسکو اندازہ کر کے مناسب جوڑوں اور آنکھ کان ہاتھ پاؤں اور زبان لب اور مناسب قد و قامت کے ساتھ پیدا کیا۔ پھر نو ماہ یا کم و بیش کے بعد اُسکو اپنی ماں کے پیٹ سے نکلنے کیواسطے راستہ آسان کر دیا۔ کیونکہ طفل ماں کے شکم میں اسطرح ہوتا ہی کہ اُسکا سر ماں کے سر کی جانب اور پاؤں والدہ کے پاؤں کی طرف۔ مگر وقت پیدائش خدائے قادر کریم کی قدرت سے منقلب ہوکر ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہی۔ تاکہ اُسکے باہر آنیمیں کوئی تکلیف نہ ہو۔ اور ہر طرح سے آسانی ہو۔

ناظرین۔ اگر قرآن مجید کی صرف اسی آیت کو تعمق اور غور کی نظر سے خیال کیا جاوے تو معلوم ہو جاویگا کہ وہی خلاق عظیم اور رحمان و رحیم ہی جس نے اپنی قدرت کاملہ سے انسان کو پانی کی ایک بوند سے پیدا کیا اور اُس انسان کو اپنی صنعت کاملہ کا ایک زبردست نمونہ بنایا۔ سارے جہان پر اُسے اشرف المخلوقات ٹھیرایا اپنے فضل و کرم سے اُسپر تمام ظاہری و باطنی نعمتوں کو پورا کیا۔ اور روحانی اور جسمانی فیوضات سے اُسے کامل حصہ دیا اپنے صفات کاملہ کا اُسے مظہر ٹھیرایا۔ اور اسرار قدرت کا اُسے جلوہ گاہ بنایا۔ شان الٰہی تو دیکھ اُس نے انسان کا پتلہ کس چیز سے بنایا۔ اور کیا سے کیا کر دکھایا۔ انسان کی اصل کیا تھی۔ پانی کی ایک حقیر بوند جس میں عقل شنوائی بینائی۔ سر ہاتھ۔ پاؤں۔ زبان۔ لب۔ آنکھ۔ ہڈی۔ گوشت۔ چمڑہ کچھ نہ تھا بلکہ ایک ہی طرح کا سفید پانی معلوم ہوتا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسی حقیر بوند سے انسان بنایا تو بنایا کیسا۔ کہ دنیا کے تمام حکما اور فلاسفروں کی عقل دنگ

اور حیران ہوتی ہی۔ بے اختیار سبحان اللہ اور فتبارک اللہ احسن الخالقین پکار اُٹھتا ہی۔ اسیطرح دنیا و مافیہا کی طرف نظر کرو تو ذرہ ذرہ اور پتہ پتہ سے یہی صدا اور آواز آرہی ہی ؎

آں صانع لطیف کہ بر فرش کائنات	چندیں ہزار صورت الوان نگار کرد

اہاہا۔ وہی پانی کی ایک بوند تھی جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے تمام اعضاء اور نقش و نگار بنانے شروع کیے۔ ہڈیاں جدا بن رہی ہیں۔ بال علیحدہ۔ دانت۔ ناک۔ کان۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ سر۔ ناخن باہر کے اعضاء دل و دماغ جگر وغیرہ اندر کے اعضاء صدہا چیزیں بڑی خوبی اور خوش اسلوبی کے ساتھ اپنی اپنی جگہہ پر بن رہی ہیں کہ اگر ایک ایک چیز کی طرف غور کیا جاوے تو عقل اُسمیں حیران ہی۔ حالانکہ سب چیزیں ہمارے سامنے موجود اور اپنے وجود میں موجود ہیں۔ اس جگہہ مجھے سخت افسوس اور ہمدردی بنی نوع انسان کو مد نظر رکھکر کہنا پڑتا ہی۔ کہ کہاں ہیں اُس گروہ کے مدعی جو خدائی علم کو اپنے ہاتھوں سے ماپتے ہیں اور مُنہ زوریاں کرتے ہیں۔ اور خدا کی پاک ذات کو ایک کمہار کی ذات سے زیادہ وقعت نہیں دیتے۔ اور یہ کہتے ہیں کہ اگر خداوند کریم کو روح اور مادہ کا ذخیرہ پیدا شدہ نہ مل جاتا تو محض ناکارہ اور معطل تھا۔ ساتھ ہی اس کے روح کو انادی تسلیم کرکے اُسکی ماہیت کی واقفیت کا دعویٰ اور انسان کے وجود تک کے حالات سے بے علم محض۔ دیکھو۔ رسالہ آریہ مسافر کا اڈیٹر ماہ جنوری سنہ ۱۹۰۵ء کے رسالہ صفحہ ۳۵ میں تحریر کرتا ہی۔ وھوھذا

(۱) اگر تھوڑا سا غور کیا جاوے۔ تو معلوم ہوتا ہی کہ ہماری بناوٹ میں ایسی باریک پیچیدگیاں ترکیب دی گئی ہیں کہ جیسا اُنکا مثل بنانا ناممکن ہی ویسا ہی فہم انسان

کے لیے اُنکی ماہیت کو کا حقہ سمجھنا اگر ناممکن نہیں تو کمن سے بہت دور ہی - ۹
ناظرین جائے غور اور سوچ کا مقام ہو کہ مصنف وید نے روح کو تو پیدا نہ کیا اور
اُسکی ماہیت وید میں درج کر دی - اور دیانندیوں نے سمجھ بھی لیا - مگر انسان کو
اپنے ہاتھ سے بنایا - اور اُسکی ماہیت وید میں نہ بتائی - اور نہ آریوں کی سمجھ میں آئی

واہ این چہ بوالعجبی ست

او ہو - مجھے ایک بات یاد آئی - کہ مصنف وید آخر ہی تو دانا - اسنے عجیب حکمت سے
کام لیگیا - کہ روح کی ماہیت تو دیانندیوں کو بتا دیتے ہیں کہ وہ بدھوں کا علم
حاصل کرکے اگر پیدا کرتے جائیں گے تو ہم بھی دنیا کو بڑھا کر اپنی الشوری کی
زبردست سلطنت بنائیں گے - اگر انسان کی بناوٹ کا حال بتا دیا - اور
روح کا علم اول دیانندیوں کو معلوم ہی ہی - ایسا نہ ہو کہ آدمی بنانے لگ جائیں
اور مجھے معزول کرکے اپنا سکہ جما دیں - کیونکہ پنڈت دیانند صاحب گورنمنٹ
سے آزادی حاصل کرنے کی خواہش کرتے کرتے کسی دوسری جون میں
جا پہنچے - اور اب اُنکے چیلے چند قدم اور ترقی کرکے مجھے معزول کرنے کی فکر
میں نہ لگ جاویں بقول ؎

ناخن نہ دے خدا تجھے ای پنجہ جنوں — دیگا تمام عقل کی بخیہ اُدھیڑ تو

اب پھر میں اصل آیت کی طرف ناظرین کی توجہ مبذول کرتا ہوں - سبحان اللہ وہی
پاک ذات ہی کہ جس نے ایک قطرہ سے کیا کچھ بنا دیا - یا تو یہ حالت تھی کہ اُسکی
اصلیت کو کوئی دیکھ نہ سکتا تھا اُس حقیر بوند کا نام لینے سے کراہیت آتی تھی -
یا اب یہ کیفیت ہی کہ گود میں لیتے ہیں - چومتے ہیں - چاٹتے ہیں - آنکھوں سے
لگاتے اور پیار کرتے ہیں - پھر حواس نے بڑھنا اور نشو ونما پانا شروع کیا
تو تھوڑے ہی عرصہ میں بچہ سے بالغ - بالغ سے قوی اور سجیلا عمدہ سج دہج کا

جوان بن گیا۔ یہ ہیں اللہ تعالی کی قدرت کے نشان جس نے انسان کو اس شان کے ساتھ پیدا کیا۔ واقعی انسان اللہ تعالی کی قدرت اور حکمت کا ایک بڑا عالیشان نشان ہے جسمیں قدرت نے اپنی صنعت عالیہ کو کمال تک پہنچا دیا ہے وفی انفسکم افلا تبصرون۔ لوگو تمہاری جانوں میں بھی قدرت خداوندی کے بڑے نشان موجود ہیں کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔ اسپر نظر ڈالو کہ وہ کیا سے کیا ہو گیا۔ یہ سب اُس احسن الخالقین رب العالمین کی قدرت کا ایک ادنیٰ نمونہ ہے کہاں ہیں وہ لوگ جو کفران نعمت کرتے ہیں۔ کیا اگر خداوند کریم کی ذات پاک اُسکو۔ اندھا۔ یا بہرہ یا گونگا۔ لُولا۔ لنگڑا۔ یا اپاہج پیدا کر دیتی۔ تو کوئی چارہ تھا۔ ہرگز نہیں۔ یہ سب کچھ اُسکی رحمت کی عنایت بیغایت ہے۔

شاید اسوقت دیانندی گروہ کا سینہ دُگ دگاتا ہوگا۔ مگر خیال رہے کہ گو دیانند صاحب نے دہریہ مذہب کی رو میں بہت کچھ تحریر کیا ہے۔ مگر ایک وقت سچ بھی قلم اور زبان سے نکل جاتا ہے۔ دیانندی تو کہتے ہونگے کہ یہ سب کچھ ہمارے سابقہ اعمال کا نتیجہ ہے۔ مگر پنڈت دیانند کی تحریر تمہارے ناقص خیالوں کے جوش کو اسطرح ٹھنڈہ کرتی ہے جسطرح پانی آگ کو۔ لو سنو

وہو ہذا اوپدیش منجری صفحہ ۵۹

جس حالت میں کہ آجکل جہان ہے۔ اُسی حالت میں آغاز نہ تھا۔ اسلیے موجودہ جہان کو اُتر سرشٹی کا خطاب دیتا ہوں۔ اور گذشتہ جہان کو آدی سرشٹی کے نام سے منسوب کرتا ہوں۔ تاکہ میری تقریر آسانی سے سمجھ میں آجاوے

دیکھو (تیریہ اپنشد)

اصل منتر

پرماتما نے پہلے آکاش کیا۔ اُس آکاش سے وایو۔ وایو سے اگنی۔ اگنی سے جل۔ جل سے پرتھوی۔ پرتھوی سے اناج۔ اناج سے ویرج اور

ویرج سے انسان پیدا کیے۔
آدی سرشٹی میں ایشور نے بہت سے انسان۔ حیوان اور پکھیرو پیدا کیے
چنانچہ یجروید کے اکتیسویں ادھیائے میں اس کا مفصل بیان کیا گیا ہے۔ لیکن
اُن میں گیان اور کرم کی وجہ سے اب جیسا فرق ہو گیا ہے۔ موجود نہ تھا۔ اُن لوگوں کو
صرف کھانا پینا اور بھوگ کرنا ہی معلوم تھا۔ اور اُن وشیوں میں کبھی سب جاندار
ایک ہی سے اور ایک رس تھے۔ جملہ اجسام جملہ جیووں کے بھوگ کے لیے
ہیں۔ نہ کہ ایک ہی جیو کے لیے۔ یہ سب جیو جنتو پرمیشور سے اُتپن ہوئے۔

منتر چھاندوگیہ اُپنشد

جیسے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اب بھی پیدا ہو کر کچھ عرصہ جینے کے باوجود اسیطرح
مر جانے پر کسیطرح کی سزا انہیں ملتی اسیطرح آدی سرشٹی میں سب انسان
بچپن کی سی حالت میں تھے۔ اُنکے لیے کوئی امر و نہی نہ تھا۔ نہ ہی ابتک کوئی
قانون تھا۔ آنکھوں سے روپ دیکھنا۔ کانوں سے شبد سُننا۔ پاؤں سے
چلنا وغیرہ پس اس سے زیادہ کام آدی سرشٹی میں نہیں تھا۔ ایسی حالت
آدی سرشٹی میں کچھ عرصہ تک رہی۔ پھر پرمیشور نے منیوں کو وید گیان دیا

دیکھو یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۸

بس وید کے گیان سے ہی گناہ اور نیکی کا علم ہوا۔ اور اُسی اُسی قسم کے
چلن ہوتے گئے۔ پھر صاف ظاہر ہے کہ گناہ اور نیکی کی حالت موافق نتیجہ پیدا
ہونے لگے۔ انسان پاپ کی وجہ سے حیوانوں کے جسم میں گئے اور پاپ
چھوٹنے پر پھر انسانی جامہ میں آئے۔ آدی سرشٹی میں امیتھنی (سانکلپک)
سرشٹی ہونے کی وجہ سے بہت سے جیو آتما انسانی جامہ میں پیدا ہوئے۔
حیوان وغیرہ نہ ہوئے پھر چال چلن کے فرق اور پاپ پن کے مطابق وہی بھی

جنانتر کے چکر میں آ پھنسے۔

ناظرین۔ مندرجہ بالا عبارت میں وید کی تعلیم کیا ہے اور اُسپر ذرا دیانندی ملمع سازی کا نظارہ دیکھو عبارت بالا میں مندرجہ ذیل باتیں مذکور ہیں۔

(۱) شروع کو آدی سرشٹی۔

(۲) موجودہ جہان کو اَنتر سرشٹی۔

(۳) آدی سرشٹی میں ایشور نے بہت سے انسان حیوان اور پکھیرو پیدا کیے (دیکھو الہ یجر وید)

(۴) لیکن انہیں گیان اور کرم کی وجہ سے اب جیسا فرق ہو گیا ہے۔ موجود نہ تھا۔ اُن لوگوں کو کھانا پینا اور بھوگ کرنا ہی معلوم تھا۔

(۵) آدی سرشٹی میں سب انسان بچپن کی سی حالت میں تھے۔ اُنکے لیے کوئی امر و نہی نہ تھا۔ نہ ہی ابتک کوئی قانون تھا۔

(۶) آنکھوں سے روپ دیکھنا۔ کانوں سے شبد سُننا پاؤں سے چلنا وغیرہ بس۔ اس سے زیادہ کام آدی سرشٹی میں نہیں تھا۔ ایسی حالت آدی سرشٹی میں کچھ عرصہ تک رہی پھر پرمیشور نے منشیوں کو وید گیان دیا (دیکھو الہ یجر وید)

مذکورہ بالا وید کی تعلیم پر دیانندی اوٹ پٹانگ

(الف) بس وید کے گیان سے ہی گناہ اور نیکی کا علم ہوا۔

(ب ۸) انسان پاپ کی وجہ سے حیوانوں کے جسم میں گئے۔ اور پاپ چھوٹنے پر پھر انسانی جامہ میں آئے۔

(ج ۹) آدی سرشٹی میں ایتھنی (رسانکاپک) سرشٹی ہونے کی وجہ سے بہت سی جیو آتما انسانی جامہ میں پیدا ہوئے۔ حیوان وغیرہ نہ ہوئے۔ پھر چال چلن کی فرق اور پاپ پُن کے مطابق وہ بھی جنانتر کے چکر میں آ پھنسے۔

دُنیا کا حادث ہونا

ناظرین ۱ و ۲ میں دو قسم کی سرشتیاں بیان کی گئی ہیں۔ اول آدی سرشٹی مابعد کو اُنتر سرشٹی۔

آدی سرشٹی کی پیدائش کا ذکر اسطرح کرتے ہیں۔ اور جو بحوالہ یجروید ہے۔ آدی سرشٹی میں سب انسان بچپن کی حالت میں تھے۔ اُن کے لیے کوئی امر و نہی نہ تھا۔ نہ ہی ابتک کوئی قانون تھا۔ ناظرین۔ کیا اس سے صاف ثابت نہیں ہے کہ یہی دنیا کی ابتدا ہے۔ جو پنڈت دیانند کے اس قول کو جو صـ۲۹۴ ستیارتھ پرکاش دفعہ ۳۸ (سوال) کبھی دنیا کا آغاز ہے یا نہیں جواب۔ نہیں۔ جیسے دن کے پہلے رات اور رات کے پہلے دن۔ نیز دن کے پیچھے رات اور رات کے پیچھے دن اسیطرح پیدائش کے پہلے پرلے اور پرلے کے پہلے پیدائش نیز پیدائش کے پیچھے پرلے اور پرلے کے بعد پیدائش ازلی زمانہ سے یہی دور چلا آتا ہے۔ اس کا شروع یا انتہا نہیں الخ کو خاک میں ملاتا ہے کیونکہ یہ تاویل دیانندی ڈھکوسلا ہے۔ اور دُنیا کا آغاز ہونا وید کے حوالہ سے ہے۔ جیساکہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ دیکھو شتر اپنشد پرماتما نے پہلے آکاش کیا۔ اُس آکاش سے وایو۔ وایو سے اگنی۔ اگنی سے جل۔ جل سے پرتھوی۔ پرتھوی سے اناج۔ اناج سے ویرج۔ ویرج سے انسان پیدا کیے۔ (دیگر)

۳ میں بحوالہ یجروید آدی سرشٹی میں ایشور نے بہت سے انسان حیوان اور پکھیرو پیدا کیے لیکن اُنہیں گیان اور کرم کی وجہ سے اب جیسا فرق

ہو گیا ہے۔ موجود نہ تھا۔ اُن لوگوں کو کھانا پینا اور بھوگ کرنا ہی معلوم تھا۔
جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ آدی سرشٹی میں ابھی تک اُنھوں نے نیک و بد کوئی
عمل نہ کیا تھا سب ایک جیسے تھے جسکی اس سے بھی زیادہ تشریح بھر وید
ادھیائے ۱۹ منتر ۲۰ کے حوالہ سے اسطرح کی ہے۔ ایسی حالت آدی سرشٹی
میں کچھ عرصہ تک رہی۔ پھر پرمیشور نے منشوں کو وید گیان دیا۔ جو دنیا کی حدوث پر
صریح دلالت کرتا ہے۔ اور دیانندی تاویلات کو ایسا غت ربود کرتا ہے جسطرح
بندر یا سانپ کو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر اُس کے سر کو زمین پر رگڑتا اور جھنگولتا
ہے۔ فافہم

وید کا ازلی نہ ہونا

وید کے ازلی نہ ہونے کا ثبوت۔ گو میں ایک علیحدہ رسالہ کی صورت میں
تیار کر رہا ہوں۔ مگر ناظرین کی دلچسپی اور دیانندی ڈھکوسلا بازی کے
اظہار کے واسطے مشت نمونہ از خروارے بیان کرتا ہوں۔
آدی سرشٹی میں سب انسان بچپن کی سی حالت میں تھے اُنکے لیے کوئی امرو
نہی نہ تھا۔ آنکھوں سے روپ دیکھنا۔ کانوں سے شبد سننا۔ پاؤں سے
چلنا وغیرہ بس اس سے زیادہ کام آدی سرشٹی میں نہیں تھا۔ ایسی حالت
آدی سرشٹی میں کچھ عرصہ تک رہی۔ پھر پرمیشور نے منشوں کو وید گیان
دیا (بحوالہ یجر وید)
ای ناظرین۔ کچھ عرصہ تک یہی حالت رہی۔ پھر پرمیشور نے منشوں کو وید گیان
دیا۔ کو غور سے ملاحظہ کریں۔ کہ ویدی ازلیت کے خیال کو اسطرح دور نہیں
کرتا جسطرح گدھے کے سر سے سینگ۔ یہ بھی یاد رہے کہ میں کسی پران سے

حوالہ نہیں دے رہا ہوں۔ بلکہ وید کے منتر کا ترجمہ وہ بھی مہاتما دیانند صاحب کی تاویلات اوپدیش منجری ہے جس کی بابت لالہ منشی رام جی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ یہ ستیارتھ کا ضمیمہ اور اُس کے بعض مقامات کی تفسیر ہے۔ فتدبر۔

وید کا الہامی نہ ہونا

اس بیان کو میں ایک مختصر رسالہ میں طبع کرا چکا ہوں۔ مگر اسجگہہ بھی ناظرین کی خوشی اور دلچسپی کے واسطے ہدیہ کرتا ہوں۔

میں اول ثابت کر آیا ہوں۔ کہ وید ازلی نہیں ہے۔ بلکہ کچھہ عرصہ کے بعد ایشور نے فشہ ن کو وید گیان دیا۔ جو دیانند صاحب کی اختراع کردہ شرائط الہام کے ۱ کا بخوبی ستیاناس کرتا ہے۔ کیونکہ نمبر ۱ مدعا یہ ہے۔ کہ الہام ابتدائے عالم میں ہو۔ اب دیانندی شرائط سے نمبر ۵ کی طرف خیال کرنا چاہیے جسکا مدعا یہ ہے۔ الہام میں کسی کی رو رعایت نہ ہونی چاہیے۔ مگر اسجگہہ خاص رعایت کی گئی۔ پنڈت دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۶۷ دفعہ ۱ سوال سوال۔ اُن چار ہی میں ویدوں کو ظاہر کیا۔ اوروں میں نہیں اس سے ایشور رعایت کا ملزم ٹھیرتا ہے۔

جواب وہی چار سب جیوؤں سے زیادہ تر پاک آتما تھے۔ دوسرے لوگ اُنکی مانند نہیں تھے۔ اسلیے پاک علم کا اظہار انہیں کے باطن میں کیا۔

واقعی سچ ہے۔ دروغ گورا حافظہ نباشد۔ اسجگہہ تو ویدی مصنف کی برتیت ثابت کرنے کا یہ طریقہ اختیار کیا کہ جنپر وید الہام ہوئے۔ وہ سب سے پاک تھے مگر اسجگہہ وید منتر کا ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ جسکو ۵ و ۶ میں تحریر کر چکا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ آدی سرشٹی میں سب انسان بغیر کسی

حالت میں تھے۔ اُنکے لیے کوئی امرونہی نہ تھا۔ نہ ہی ابتک کوئی قانون تھا۔ آنکھوں سے روپ دیکھنا۔ کانوں سے شبد سُننا۔ پاؤں سے چلنا وغیرہ بس اس سے زیادہ کام آدی سرشٹی میں نہیں تھا۔ ایسی حالت آدی سرشٹی میں کچھ عرصہ تک رہی۔ پھر پرمیشور نے منشیوں کو وید گیان دیا۔ (بجوالہ یجر وید)

ناظرین غور کریں۔ کہ جب اُنکے لیے کوئی قانون ہی نہ تھا۔ اور نہ نیک و بد کا اُنکو علم تھا جسکی زیادہ واضح تشریح خود پنڈت دیانند صاحب صنہ۶ اوپدیش منجری میں تحریر کرتے ہیں۔ پس وید کے گیان سے ہی گناہ اور نیکی کا علم ہوا لہٰذا اب کوئی دیانندی بتا دے۔ کہ جب اُنکو نیک و بد کا علم وید کے ملنے سے ہوا تو وہ چار جیو زیادہ پاک باطن کسطرح ہو گئے۔ کیا وید کا بنانے والا یعنی دیانندیوں کا ایشور رعایت کا ملزم نہ ٹھیرا۔

واقعی بڑا بھاری پاپی ملزم ہے۔ اسکو سنشن سپرد کرکے جیوؤں میں سے کسی کو راجہ بنانا چاہیے۔ پنڈت کا خدا پاک کی شان میں گستاخیاں کرنا دیکھا چاہ کندہ را چاہ درپیش۔ آپ تو خدا وحدہ لاشریک کو ملزم اور نامنصف ٹھیراؤ (اعاذ باللہ) مگر در اصل یہ تمام اوصاف مصنف وید میں ہیں

بقول

یہ عذر امتحان جذب دل کیسا نکل آیا میں الزام اُنکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

جب اُنکو ابھی تک نیک و بد کا علم نہ تھا۔ زیادہ پاک کسطرح ہو گئے۔ ہاں شاید کوئی دیانندی یہ بیان کرے کہ وہ چار جیو سب سے پاک اول ہی تھے تو روحوں کا حادث ہونا صریح ثابت اور انادی ہو گئے کے دعوے کا صریح بطلان۔ کیونکہ انادی روحوں میں فرق کس نے ڈالدیا جبکہ

تمام روحیں ہم جنس اور انادی ہیں۔ تو وہ چار روحیں زیادہ پاک کسطرح ہو گئیں اگر وہ پاک مان لیجاویں۔ تو انادی چیز ہم جنس میں فرق نہ چاہیے۔ پس روحیں یا تو انادی نہیں یا ایشور رعایت کا ملزم ٹھیرا۔ مگر دیانند صاحب نے تاویلیں اس خیال سے کیں۔ کہ جسطرح بت پرست ذرا سا سہارا ملنے سے میرے پیچھے لگ گئے ہیں اسیطرح ساری خلق گمراہ ہو جاوے گی۔ مگر یہ یاد نہیں ع پڑا افلاک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں ؛ جلا کے خاک نہ کر دوں تو داغ نام نہیں

تناسخ کا ابطال

مصنف وید کا ایک اور ظلم دیکھیے۔ جسکو میں ۱۲ میں دکھا آیا ہوں۔ آدی سرشٹی میں ایشور نے بہت سے انسان حیوان اور پکھیرو پیدا کیے (بحوالہ یجر وید) بھلا جب مصنف وید اعمال کے باعث ہی انسانی اور حیوانی جسم عطا کرتا ہے اور ابھی تک اُنھوں نے کوئی اعمال نیک و بد کیا نہ تھا۔ بعض کو انسان اور بعض کو حیوان بنایا۔ اور بغیر اعمال جو تناسخ کے ابطال کی کافی دلیل ہے اور ناانصافی یہ صریح ظلم ہے واقعی مہاراج بڑا پاپی ہے۔ اگر سپڈت دیانند کی چالاکی دیکھیے۔ کہ ایک صفحہ کے بعد ہی کیا ارشاد کرتے ہیں۔

چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ گرگٹ کی طرح کیسے رنگ بدلے ہے۔ جسکو میں ۹ جز کے حوالہ سے تحریر کر آیا ہوں۔

آدی سرشٹی میں امیتھنی (سائنٹیفک) سرشٹی ہونے کی وجہ سے بہت سے جیو آتما انسانی جامہ میں پیدا ہوئے۔ حیوان وغیرہ نہ ہوئے۔ پھر چال چلن کے فرق اور پاپ پُن کے مطابق دوسرے بھی جنانتر کے چکر میں آ پھنسے۔ کیا ہم وید کو جھوٹا سمجھیں۔ یا دیانند مہاراج کو عقل سے بے بہرہ خیال کریں۔ اول تو

آنجناب خود بحوالہ یجر وید نقل کر آئے ہیں۔ کہ آدی سرشٹی میں انسان
حیوان اور پکھیرو پیدا ہوئے۔ اب اپنی رائے سے صرف انسان تحریر
کرتے ہیں۔ یہ دھوکہ بازی نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ دونوں باتیں
ایک دوسرے کی ضد ہیں یا نہیں۔ پس اجتماع ضدین کی ہتیارے
وید کو ہم انسانی ڈھکوسلا بازی کے مجموعہ سے زیادہ وقعت نہیں دیسکتے
اگر پنڈت دیانند کی تاویل بفرض محال مان بھی لی جاوے۔ تو آدی سرشٹی
میں جب انسان پیدا ہوئے۔ صرف مرد ہی تھے یا عورتیں بھی اگر مرد عورتیں
دونوں تھیں تو تناسخ باطل۔ اور جب مرد ہی تھے۔ تو دنیا کا رخانہ
کسطرح چلا۔ اور اُنکی پرورش کون کرتا تھا۔ کیونکہ وہ بچپن کی حالت میں
تھے۔ وہ مرد کہاں سے کہاتے تھے کیا پیتے تھے۔ گئو ماتا کا دودھ اُن کو
کہاں سے ملتا ہوگا۔ کھیتی باڑی کے واسطے بیل بھی نہ تھے۔ مصنف وید نے
انسانوں کے گھروں مونگ کی دال اور گندم کے دانوں کے ڈھیر لگا دیئے
ہونگے۔ پھر جب انسان جناتر کے چکر میں پڑے تو جو انسان مرجاتا ہوگا اُسکی
روح فوراً بندر ٹر کی شکل ہو کر نمودار ہوتی ہوگی۔ کیونکہ ابھی انسان کے
سوائے دوسری پیدائش کا تو نام بھی نہ تھا۔ اور خود بخود آدمی کی روح دوسری
جون میں نباتات کی طرح زمین کے درمیان سے نمودار ہوتی تھی۔ یا ایشور نے
اُنکے ڈھانچے تیار کر رکھے تھے۔ اُنمیں داخل ہوتے تھے۔ یا یونہی بےسبب کچھ
بنکر بندر گیدڑ کی شکل میں ظاہر ہوتے تھے۔ اسپر ایک اور خیال پیدا ہوتا ہے
پنڈت صاحب کہتے ہیں کہ بہت سے جیو انسان کی صورت میں پیدا ہوئے
کُل کیوں نہ پیدا کر دئے۔ یا باقی اُسوقت مصنف وید سے سرکش ہو بیٹھے تھے
کیا وجہ اُنکو کسی جاندار کی صورت میں پیدا نہ کیا۔ ان تمام باتوں سے یہی نتیجہ

نکلتا ہی۔ کہ پنڈت دیانند نے وید کو محض ناکردہ گناہ کا مجرم بنایا ہی اور خود دہریہ مذہب کے قریب قریب جا پہنچا ہی۔ امور توحید کا ذکر مسلمانوں سے سُن لیا ہی ورگرنہ وید خدا کا کام نہیں ہوسکتی۔ جسکو ہم پنڈت دیانند کی تحریر میں بیان کرتے ہیں۔ جو ستیارتھ میں ۵۹ میں مسلمانوں پر اعتراض کی صورت میں بیان لگگئی ہی صرف خدا کی بجائے ہم مصنف وید اور پیغمبر خدا کے نام کی جگہہ پنڈت دیانند تحریر کریں گے۔

اب دیکھیے مصنف وید اور دیانند جی کی تعصب کی باتیں۔ ویانند وغیرہ سمجھتے تھے کہ اگر ہم ایشور کے نام سے ایسی باتیں نہ لکھیں گے۔ تو اپنا مذہب ترقی نہ پاوے گا۔ اور مال نہ ملے گا۔ عیش و عشرت نصیب نہ ہوگا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ وہ اپنی مطلب برآری اور دوسروں کے کام بگاڑنے میں کامل اُستاد تھا۔ اسیوجہ سے کہا جاسکتا ہی کہ وہ جھوٹ کے ماننے اور جھوٹ پر چلنے والے ہونگے۔ نکو کار عالم اُنکی باتوں کو مستند نہیں مان سکتے۔ شاید بھنگ نوشی کی حالت میں بکواس کر دی ہوگا۔

پھر پنڈت دیانند صاحب کی تحریر میں دکھا آیا ہوں۔ کہ انسان پاپ کی وجہ سے حیوانوں کے جسم میں گئے اور پاپ چھوٹنے پر پھر انسانی جامہ میں آئے۔

پنڈت دیانند نے بالکل سفید جھوٹ وید کے خلاف تحریر کیا ہی۔ اسی طرح دیانند کی جو بات ہی وہ کبھی قابل اعتبار نہیں کیونکہ ایجاد بندہ ہی۔ دیکھو اسی عبارت کے اول صہ ۵۹ اوپدیشن میں بحوالہ وید تحریر کرتے ہیں۔

کہ آدی سرشٹی میں بہت سے انسان حیوان اور پکھیرو پیدا کیے اور اُسوقت اُنکے واسطے کوئی امر ونہی نہیں تھا۔ پھر کچھہ عرصہ کے بعد وید کا اُنکو گیان دیا

جس سے لوگوں کو نیک و بد کا علم ہوا۔
ناظرین اس بیان سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے۔
(۱) وید اور دنیا انادی نہیں ہے۔ کیونکہ وید کچھ عرصہ پیدائش دنیا کے بعد منشیوں کو دیے۔ اور دنیا آدی سرشٹی میں بچپن کی حالت میں پیدا ہوئی اور اُتر سرشٹی میں جوان جوان آدمی پیدا ہوتے ہیں۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۴ جوان کی عمر میں کیونکہ اگر بچے پیدا کرتا۔ تو اُنکی پرورش کے لیے دوسرے انسان درکار تھے اگر بوڑھے بناتا تو امتھنی سرشٹی نہ ہوتی۔ اسلیے جوانی کی عمر میں پیدائش کی؟
نیز آدی سرشٹی سے اگر دنیا کا حادث ہونا نہ مانوگے تو ایک سرشٹی میں تو بچپن کی حالت میں پیدا کرنا اور دوسری سرشٹی میں جوان جوان پیدا کرنا خلاف قانون قدرت اور اختلاف بیانی ہے۔ اور اختلاف بیانی بقول پنڈت دیانند پاگلوں کی بکواس ہے۔ پس وید بھی پاگلوں کی بکواس کا مجموعہ ہو گیا۔ اس بکواس نامہ کو ہون میں جلا دو۔ تاکہ اُس سے آگ تیز ہو کر تمھاری پرستش کیواسطے پورا سامان ہو جاوے۔ کیونکہ آتش پرستی کا بانی بھی یہی بکواس نامہ ہے۔ اگر میری بات کا یقین نہ ہو تو اپنے گرو کی اُپدیش منجری کا صا۱۴۱ پڑھکر تصدیق کر لو کیا فرماتے ہیں۔ لو میں ہی بیان کر دیتا ہوں۔ پارسی لوگ بھی آتشکدہ میں آتش پرستی کرتے ہیں۔ کیا اس عمل کی بنیاد ویدوں میں نہیں ہے۔ مارا ج ضرور ہے۔ انھی باتوں سے تو ہمنے اسکو بکواس نامہ کا خطاب دیا ہے۔
(۲) تناسخ باطل ہے۔ کیونکہ آدی سرشٹی میں بغیر اعمال کے بعض کو انسان اور بعض کو حیوان اور پکھیرو پیدا کیا اور اسی سے مصنف وید ملزم ٹھیرتا ہے۔
حاضرین یہ ہے وید کی تعلیم کا مختصر حال چونکہ کمی وقت کے باعث زیادہ طول

دینے سے معذور رہوں۔ اگر خدا کا فضل شامل حال رہا۔ تو پھر کچھ بیان کیا جاویگا۔ اب پھر اپنے اصل مطلب اور آیت موصوفہ کی طرف ناظرین کی توجہ کو مبذول کرتا ہوں۔ کہ وید کی تعلیم دیکھو اور قرآن شریف کی تعلیم پر غور کرو۔ اور آنیوالے دن سے خوف کرو۔ خدا کی توحید پر ایمان لاؤ۔ اگر ایمان والے ہو تو خدا کے احکام کی تابعداری کر کے خالص مسلمان بنجاؤ بقول ایزد تعالیٰ۔ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ اس بات کے کیا معنے کہ وہ ہمکو سب کچھ ہمارے اعمال کے باعث ہی عطا کرتا ہے وہ رحیم و کریم خدا اگر ہمارے لیے ہوا کو بند کر دے تو کوئی بات سُن نہ سکیں اور ایک منٹ نہ جی سکیں اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ۔ اندھا پیدا کر دے دیکھ نہ سکیں۔ بیمار پیدا کر دے ہل جل نہ سکیں کیا خاک اعمال کریں گے۔ یہ پرلے درجہ کی ناشکری اور کفران نعمت ہے۔ کہ سب احسانوں کو فراموش کر کے ہم یہ بکواس کریں۔ کہ خدا کے ذمہ ہمارا حق ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے جسمانی بناوٹ کے واسطے اس درجے ہمپر احسان کیا۔ وہاں اُس کی رحمت نے ہمکو روحانی ترقی کرنے کیواسطے بھی یوں ہی نہیں چھوڑا۔ بلکہ ہم میں سے ہی اپنے لطف عمیم اور فضل عظیم سے راہ اُخروی دکھانے اور صراط مستقیم پر چلانے کیواسطے انبیاء و مرسلین کا پاک گروہ پیدا کر دیا۔ اور اُنھیں خاص خاص ملکوں اور خاص خاص قوموں کی اصلاح اور تہذیب کے لیے مبعوث فرمایا۔ کسی کو خاص ایک وصف سے عزت بخشی۔ تو دوسرے کو کسی اور صفت سے ممیز فرمایا۔ تیسرے کو کسی اور ہی صفت سے فضیلت کا تاج پہنایا۔ آخر کا مفخر موجودات خلاصۂ کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری دنیا کی نبوت عامہ اور رسالت کاملہ

تاج عطا فرمایا۔ اور قیامت تک سارے جہان کو ہدایت اور راہ راست پر
لانے کا بھاری کام سپرد کیا۔ اور انھیں اُن سارے اخلاق ستودہ اور
خصائل محمودہ کا مجموعہ بنایا۔ جو اُن سے پہلے جملہ انبیاء میں متفرق طور پر
موجود تھی۔ اور یہی وجہ ہی کہ ہمارے پیشوا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
خاتم الانبیاء اور سید المرسلین کہلاتے ہیں کسی نے کیا خوب کہا ہی ؎

حُسن یوسف دمِ عیسیٰ ید بیضا داری ؛ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اسجگہہ بھی ایک بات بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہی۔ گو اُسکی تردید
کافی سے زیادہ واضح طور پر سابق میں کر آیا ہوں مگر ایک امر کا بیان کرنا
اسجگہہ ضروری اور لابدی معلوم ہوتا ہی اور وہ یہ ہی۔ کہ عقائد اسلام
کے مطابق اُسی دن سے الہام کا سلسلہ شروع ہوا ہی جب سے دُنیا
پیدا ہوئی ہی۔ الہام کا سلسلہ نہ کبھی بند ہوا۔ اور نہ کبھی بند ہو سکتا ہی کیونکہ
خداوند تعالیٰ متکلم ہی۔ اور اُسکی صفت متکلم کسی زمانہ میں معطل اور بیکار
نہیں ہو سکتی۔ اسی لیے ہمیشہ سے اپنا کلام انبیاء پر نازل کرتا رہا ہی سب سے
پہلے آدم علیہ السلام پر نازل کیا۔ پھر حضرت نوحؑ ابراہیمؑ۔ اسحٰقؑ۔ اور یعقوبؑ
موسیٰ علیہ السلام وعیسیٰ علیہ السلام وغیرہ پر نازل کیا۔ جیسا کہ خداوند کریم
کی ذات پاک قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتی ہی۔ قال اللہ تعالیٰ

اِنَّا اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ كَمَا اَوْحَيْنَا اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَا
اِلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى
وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝

(ترجمہ) یعنی تحقیق وحی بھیجی ہم نے طرف تمہاری جسطرح وحی بھیجی ہم نے
طرف نوح علیہ السلام اور اُس کے بعد اور انبیاء مرسلین کی طرف اور

وحی بھیجی ہمنے طرف ابراہیم اور اسمٰعیل علیہ السلام اور اسحٰق اور یعقوب علیہم الصلوٰت والسلام اور اُنکی اولاد اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرف اور دی ہم نے داؤد علیہ السلام کو زبور۔

غرضیکہ سب انبیاء کو ہدایت کے واسطے ہم نے الہام کیا۔ اور ہمارا کلام اُنکی ہدایت کیواسطے نازل ہوتا رہا۔ چونکہ اسی زمانہ میں کتاب کا سامان بالکل ناکافی تھا اور کتابوں کی حفاظت بالکل نہ ہوسکتی تھی۔ اس سے کتب سابقہ (توریت۔ انجیل۔ صحائف انبیاء و زبور وغیرہ کی حفاظت انسے اچھی طرح نہ ہوسکی۔ اور وہ کتابیں کچھہ تو کھوئی گئیں اور کسیقدر ٹوٹی پھوٹی اوراق کی صورت میں رہ گئیں جن میں تحریف و تبدیل و ترمیم ہوکر اب کچھہ کا کچھہ بنگیا چنانچہ اُن کتابوں کی طرز تحریر ہی اُنکے مبدل اور محرف ہونے پر شاہد ہی۔ اس جگہہ ایک سوال پیدا ہوتا ہی۔ کہ تمہارے پاس کیا ثبوت ہی۔ کہ وہ تحریف شدہ ہیں۔ میرے پاس دو ثبوت ہیں ایک تو یہ کہ خداوندکریم کی ذات پاک نے اپنے کلام پاک میں فرمادیا۔ یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُکِّرُ (ترجمہ) یعنی اُنھوں نے (اُس مذہب کے پیراؤں) نے کلام الٰہی کو جگہہ سے بدل دیا۔ مگر مخالف کی اس بات سے اطمینان اور تسلی نہیں ہوتی۔ اسواسطے اسجگہہ خود انگریزوں اور مخالفوں کی شہادت سے ثبوت تحریر کیا جاتا ہی۔ کہ ان کتابوں توریت انجیل بائبل وغیرہ اور وید (گو ہمارے نزدیک الہامی کتاب نہیں ہی) تحریف ہونے سے وہ بھی محفوظ نہیں رہا۔ اسواسطے بائبل کی تحریف کا ثبوت تحریر کرنے سے پیشتر ہم وید کا فوٹو کھینچکر دکھاتے ہیں۔

آریہ مسافر میگزین اپنے رسالہ ماہ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کے صفحہ ۲۷ و ۲۶ میں
لکھتا ہے کہ ہم آریہ لوگوں کا عقیدہ ہے اور ہم مانتے ہیں کہ اگنی وایو انگرہ
اور آدیتہ یوگی اور مہرشی آدی سرشٹی کے موقع پر عین عالم شباب میں
بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے اور ایک منٹ بھی گمراہ نہ رہے بلکہ پیدا
ہوتے ہی اُنھوں نے جہاں مادی آنکھوں کے لیے سورج کی روشنی
پائی وہاں روحانی آنکھوں کے لیے ایشوری علم کی تحریک دل میں حاصل
کی یعنی ملہم ہوئے۔

اور پنڈت دیانند صاحب بھی صفحہ ۲۹۴ ستیارتھ پرکاش میں تحریر کرتے ہیں
سوال ابتدائے دنیا میں انسان وغیرہ کی پیدائش جوانی یا بڑھاپے
کی عمر میں ہوئی تھی یا تینوں میں۔

جواب۔ جوانی کی عمر میں۔ کیونکہ اگر بچے پیدا کرتا۔ تو اُنکی پرورش
کے لیے دوسرے انسان درکار تھے۔ اور اگر بوڑھے بناتا۔ تو تیفنی سرشٹی
نہ ہوتی اسلیے جوانی کی عمر میں پیدائش کی؟

صفحہ ۲۶۶ دفعہ ۷۔ سوال۔ کن کے آتما میں اور کب ویدوں کا اظہار کیا گیا
جواب۔ پہلے پہل یعنی پیدائش کے شروع میں پرماتما نے اگنی۔ وایو
آدیتہ اور انگرا رشیوں کے آتما میں ایک ایک وید کو ظاہر کیا
حاضرین آریہ مسافر کے اڈیٹر اور پنڈت دیانند جی کر...
کہ شروع دنیا میں انسان جوانی کی حالت میں...
اگنی وغیرہ چار رشیوں کو وید الہام کیا گیا...
مگر اسکے بعد اوپدیش منجری کو ہم ملاحظہ کر...
کا حوالہ دیتے ہوئے بالکل اسکے برخلاف...

اوپدیش منجری۔
آدی سرشٹی میں سب انسان بچپن کی سی حالت میں تھے۔ اُنکے لیے کوئی امر ونہی نہیں تھا۔ نہ ہی ابتک کوئی قانون تھا۔ آنکھوں سے روپ دیکھنا کانوں سے شبد سُننا۔ پاؤں سے چلنا وغیرہ بس اِس سے زیادہ کام آدی سرشٹی میں نہیں تھا۔ ایسی حالت آدی سرشٹی میں کچھ عرصہ تک رہی پھر پرمیشور نے منشیوں کو وید گیان دیا دیکھو (یجر وید ادھیا ۴۰ منتر ۸)
اس عبارت کا ماحصل یہ ہے۔ جو کہ یجر وید کے حوالہ سے پنڈت دیانند نے تحریر کیا ہے۔ آدی سرشٹی میں انسان بچپن کی حالت میں پیدا ہوئے اور کچھ عرصہ کے بعد وید کا گیان دیا۔ کہاں پیدائش جوانی کی حالت میں اور اُسیوقت الہام بقول پنڈت دیانند و اڈیٹر آریہ مسافر۔ کہاں بچپن کی حالت میں پیدائش اور کچھ عرصہ کے بعد الہام بقول وید ترجمہ پنڈت دیانند

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اب ہم وید کو سچا سمجھیں یا وید کے وکیلوں کو۔ سچ ہی۔ بنائی بات آپ سے آپ کٹ جاتی ہی۔ اصول مشہور ہے۔ اذ تعارض تساقطا
جب اتنا فرق اور اسقدر تفاوت صرف پیدائش دنیا اور الہام کے وقت [illegible] تو ہم وید کو کسطرح الہامی قبول کریں۔ یہ تو پنڈت دیانند کی اپنی رائے [illegible] نے ثابت کیا۔ اب اور خیال کرو۔
[illegible] ارتھ صـ ۲۶۷ میں تحریر کرتے ہیں۔ (بحوالہ منوسمرتی)
[illegible] آدمیوں کو پیدا کر کے اگنی وغیرہ چاروں [illegible] رہما کو حاصل کرائے۔ اور اُس برہما نے [illegible] سام اتھر وید کو حاصل کیا۔

ستیارتھ صفحہ ۱۵۹ میں منوسمرتی کو محرف خیال کرتے ہیں دیکھو کچھ ملاوٹی شلوکوں کو چھوڑکر منوسمرتی ہی وید کے مطابق ہی اور کوئی سمرتی نہیں۔
توکس وجہ سے قبول کیا جاتا ہے۔ کہ وید چار رشیوں پر الہام ہوئے۔ ہم اس کو قبول نہیں کرتے۔ کیونکہ ایسا ہو سکتا ہی۔ کہ منوجی کا یہ شلوک بھی بناوٹی ہو اسکے صحیح جانچنے کا کیا معیار ہی۔ حالانکہ لالہ اندرمن مرادآبادی وید کا الہام برہماجی پر مانتا ہے آریتوپرکاسش کے صفحہ ۴ میں ہی۔
آریہ لوگ وید میں اس قسم کی قدامت وازلیت ثابت کرتے ہیں۔ کہ پرماتما انادی کال سے یعنی روز ازل سے ہر ایک سرشٹی کی ابتدا میں ایک ترتیب کے ساتھ برہماجی کو وید اوپدیش کرتا ہی۔ یعنی پرماتمانے جس ترتیب کے ساتھ اس سرشٹی کی آدی میں وید نازل کیا ہی۔ ۹
اور یہ بات بقول دیانند ثابت ہی کہ وید اُسپر الہام ہوتا ہے کہ جس کا زیادہ پاک آتما ہو دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۶۷ وہی چار سب جیوؤں سے زیادہ ترپاک آتما تھے۔ دوسرے لوگ اُنکی مانند نہیں تھے۔ اسلیے پاک علم کا اظہار اُنھیں کے باطن میں کیا۔
ہم یہ کہتے ہیں کہ برہما کا آتما پاک تھا۔ بمقابلہ اگنی وایو وغیرہ کے جسکو چاروں وید ازبر تھے۔ اور دیانندی چار رشیوں کو صرف ایک ایک وید۔ خیر گذشت آنچہ گذشت (گاؤ رفت و خر آمد)۔ جب وید کے الہام میں اتنا پتہ نہیں چلتا۔ کہ وید برہما پر الہام ہوئی یا چار رشیوں پر اور پنڈت دیانند منوسمرتی کی شہادت سے چار رشیوں پر ثابت کرتے ہیں۔ اور وہ بقول پنڈت جی محرفہ ہے تو اُس کی شہادت قابل قبولیت نہیں ہے۔ ؟
ستیارتھ صفحہ ۲۶۹ جس جس منتر کے معنی کا علم جس جس رشی کو ہوا۔ اور پہلے جسکے ہوا

جس سے پیشتر اُس منتر کے معنی کسی نے ظاہر نہیں کیے تھے۔ نیز اُس نے دوسروں کو پڑھایا بھی تھا۔ اسی توضیح کے لیے آجتک اُس اُس منتر کے ساتھ رشی کا نام بطور یادگار کے لکھا چلا آتا ہے۔

صہ ۲۶۹ اور دھرماتما یوگی مہرشی لوگ جب جب جس جس منتر کے معنے جاننے کی خواہش سے توجہ کو یکسو کرکے پرمیشور کی ہستی میں سمادھی (مراقبہ) کے اندر قایم ہوئے۔ تب تب پرماتما نے مطلوبہ منتروں کے معنے جتلائے جب بہت لوگوں کے آتماؤں میں وید کے معنے ظاہر ہوئے تب رشی منیوں نے وہ معنی معہ رشی منیوں کی روایات کی کتابوں میں لکھے۔ اُنکا نام برہمن ہوا۔

صہ ۹۹ جو شخص ویدوں کی محض سروں اور تلاوت کو پڑھ کے معنی نہیں جانتا وہ ایسا بوجھ اُٹھانیوالا ہی جیسے کہ درخت ڈالی۔ پتے۔ پھل کو یا کوئی جانور اناج وغیرہ کا بوجھ اُٹھاتا ہے۔ مگر جو شخص وید پڑھتا ہے۔ اور اُنکے معنی کما حقہ جانتا ہے۔ وہی شخص پوری آسودگی حاصل کرتا ہی۔ اور علم کے طفیل گناہوں کو چھوڑ کر پاکیزہ اور نیک اطوار ہونے کی برکت سے بعد وفات کے بھی فرحت پاتا ہے۔ صہ ۸۹

تو ہم پوچھتے ہیں۔ کہ جب چار رشیوں کو اُنکے معنے ہی معلوم نہ تھے۔ تو اُنپر اُنکا عمل بھی نہ تھا۔ تو وہ بھی ایک بوجھ اُٹھانے والے چوپائے تھے۔ دوسرے اُنھوں نے برہماجی کو محض طوطے کی طرح رٹائے ہونگے۔ تو ہم نہیں سمجھتے کہ احاطہ تحریر میں کیا آئے۔ کسنے لکھے۔ کہاں لکھے گئے۔ بلکہ معلوم نہیں۔ خود دیانندجی ان امور سے لاعلم معلوم ہوتے ہیں۔ اگر اُنکو معلوم ہوتا تو جسطرح اُنھوں نے عجیب عجیب تاویلوں کے سانچے میں ڈھالا ہی۔ اس امر کو بھی بیان کرتے۔ پھر ہم بقول دیانند بیان کر آئے ہیں کہ وید کے منتروں میں

جو رشیوں کے نام ہیں۔ اُنکے درمیان اُنھوں نے اپنی طرف سے کچھ ایزاد بھی کر دیا ہوگا۔ صرف نام پر اکتفا کرنے سے اُنکو کیا فائدہ۔ جبکہ اُنکے بیان کردہ معنوں کا پتہ نہیں چلتا۔ اُنکے نام کی شہرت تب ہی ہوتی۔ جبکہ وید کی تفسیر جو اُنکی علمی لیاقت کو ظاہر کرنے والی تھی۔ وہ بھی ساتھ ہوتی۔ اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ منتر جن پر رشیوں کا نام ہے۔ انہی کے تصنیف کردہ ہیں۔ نہ ایشور کی طرف سے الہام۔ ہاں اگر کسی دیانندی کو دعویٰ ہو۔ تو وہ دلیل پیش کرے۔

نگفتہ ندارد کسے با تو کار + ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

پنڈت جی کی تحریر مذکورہ بالا سے یہ بات ظاہر ہے۔ کہ کسی خاص رشی کو کل مطالب وید سے کبھی کسی وقت میں کامل آگہی نہیں ہوئی۔ اور بیچارے لمہان وید کو تو معانی و مطالب وید پر حسب سیاق عبارت بالا اطلاع ہی نہیں دی گئی وہ خود اُنکے سمجھنے سے بوجہ اس کے کہ وید منتر اُنکی زبان نہ تھی۔ مجبور رہے تو اب سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ایشور کو ایسے الہام کی کیا ضرورت تھی۔ کہ جسکے معنی لمہان وید کو نہ بتائے گئے۔ وہ اس سے لاعلم رکھے گئے۔ کہ وید منتروں کا مقصد ہی۔ بعد کو جیسے جیسے تیز طبع و ذہین آدمی پیدا ہوتے گئے۔ جنکا ز[illegible] لامحدود ہی اُنپر انکشاف مطالب وید ہوتا رہا۔ گویا وید تمام انسانوں کے لیے کوئی ہدایت نہ تھی۔ کیونکہ بہت سے آریہ ایسے بھی ہوں گے کہ جو قبل انکشاف مطالب وید دنیا سے چل بسے ہونگے۔ اور وہ بوجہ نہ منکشف ہونے معانی و مطالب وید کے اُن کے احکام کی تعمیل سے مجبور رہونگے۔

اسوقت تک تو ہمارا وار مدار صرف دیانندی کتب پر تھا۔ مگر اب حاضرین کی توجہ اسطرف مائل کرتے ہیں کہ وید کا چھاپہ جرمن بمبئی سے نہیں ملتا۔ جو صریح اس امر پر دلالت کرتا ہی۔ کہ وید میں کمی بیشی ضرور ہوگئی ہے اسکے بعد

اہل ہنود میں سے بڑے بڑے محققوں کی رائے ہم وید کی نسبت تحریر کرتے ہیں۔

بابو کرشن کمار بھٹاچارج پروفیسر سنسکرت پریزیڈنسی کالج لکھتے ہیں۔
ابتدائے مذہب ہنود کی پرکھا پوجا تھی۔ اور یہ پوجا خود بخود رگوید کے دیوتا مثلاً اندر۔ وایو۔ اگنی۔ اسونا۔ برہسپتی۔ کی شکل میں تبدیل ہوگئی۔ بلاشبہ دیوتا پہلے پہل قوم کے مشہور و معروف لوگ تھے۔ جو اپنے کسی نہ کسی کارنامے مثلاً اعلیٰ درجہ کی لیاقت یعنی بہادری۔ شاعری۔ یا شراب سازی کے باعث لوگوں کے دلوں میں محبوب و مرغوب ہوگئی تھی۔

انسائیکلوپیڈیا۔ برطانیکا جلد ۱۲ صفحہ ۷۸۱ و صفحہ ۷۸۲ علاوہ ازیں ہر ایک یجھیہ (قربانی) کرنے والے کی عزت بہت ہوتی تھی۔ جو آخر کار برہمن کہلائے رگوید میں ایک بڑا لمبا چوڑا قصہ ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ وشسٹھ اور وسوامیر دو بزرگوں میں قربانی اور یگ کرنے پر بڑا فساد ہوا۔ ۹

...ل میں کلیات تصانیف قدما ہندہی بنام وید مانے جاتے ہیں۔
...خیرہ بالگوبند مطبوعہ ماہ نومبر ۱۸۷۲ء صفحات ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ مقام آگرہ)
...و منتھا ناتھ دت ایم۔ اے۔ آر۔ اے۔ ایس۔ اپنے رسالہ موسومہ پرائسٹ فلسفہ آف انڈیا میں جسکا اردو ترجمہ بابو نرائن پرشاد ورما مترجم دفتر صاحب انسپکٹر جنرل بہادر محکمہ پولیس ریاست گوالیار نے کیا ہے۔

اور از نام رہنمایان ہند بمقام علیگڈھ سنہ ۱۹۰۴ء میں طبع ہوا ہے۔ لکھتے ہیں۔
اس مذہب کو دیگر مذاہب کی طرح ایک شخص نے ایک ہی وقت میں وضع نہیں کیا ہے۔ بلکہ ایسے مختلف رہنماؤں رشیوں سنتوں نے جو مختلف الزمانوں میں پیدا ہوئے: ہزار ہا سال کے عرصہ میں بنایا ہے۔

ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ داناکے واسطے تو اشارہ کافی ہے۔ مگر نہ ماننے والے کا کوئی علاج نہیں۔

مندرجہ بالا بیانات سے بخوبی ثابت ہوگیا۔ کہ اول تو وید الہامی نہیں۔ اگر بفرض محال مانا بھی جاوے تو اسکے الہام کی تعیین اور کس شخص پر اور کس وقت ہوا۔ کچھ پتہ نہیں چلتا۔ اور اگر اس کے مسائل کی طرف دیکھو تو یہی کہنا پڑے گا۔ ع

نہیں توحید ویدوں میں نہ شایستہ مسائل ہیں ؛ نیوگی بنکے بے پر کی اُڑائے جسکا جی چاہے

انجیل و بائبل وغیرہ کی تحریف کا ثبوت۔ نیوگ کی تشریح بشہادت محقق اہل فرنگ

ڈاکٹر لیٹنر صاحب کا لیکچر صہ۲۴ میں اس اسپیچ کو اس سے بہتر طور پر ختم نہیں کر سکتا۔ کہ میں اس بات پر زور دوں۔ کہ یہودیت و نصرانیت و دین محمدی سب ادیان ہم جنس ہیں۔ اور سب کی اصل ایک ہے۔ اور اس بات کی امید ظاہر کروں کہ وہ زمانہ اب آنیوالا ہے جب عیسائی آنحضرت کی تعظیم و بزرگی کر کے عیسی مسیح کی توقیر بڑھا دیں گے۔؟

خدا وہ دن بہت جلد کرے۔ ہے بھی واقعی درست کیونکہ دین اسلام اور یہود و نصاریٰ کے دین کا سرچشمہ ایک ہی وحدہ لاشریک خدا کی ذات ہے۔ مگر یہود و نصاریٰ نے کتب الٰہیہ میں اپنا دخل دیکر افراط تفریط کر لی ہے جسکی درستگی اور تکمیل کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ چنانچہ بعض جگہ یہودیوں نے قصداً اور نہ انستہ تحریف لفظی

کی ہے۔ جیساکہ سامریوں نے درس ۴ باب ۲۷ آیت ۴ کتاب استثنا میں بجائے غیبال پہاڑ کے گرم پہاڑ بنا دیا ہی۔ ایسا ہی نصرانیوں نے دیدہ دانستہ بائبل میں تحریف کر دی ہی۔ مثلاً انجیل مارک باب ۱۳ درس ۳۲ میں سے بعض لفظ نکال ڈالے ہیں۔ کیونکہ وہ آئرن کے مذہب کی تائید کرتے تھے اور لوک انجیل کے باب ۱ درس ۳۵ میں کچھ لفظ بڑھائے گئے ہیں۔

کتاب ہارن صاحب کا رنٹروڈکشن علم بائبل کے بیان میں مطبوعہ لندن ۱۸۰۵ء جلد ۳ صفحہ ۳۳ ایک معتبر فاضل پادری سپس اپنی کتاب میں الہامی وغیرہ ثابت کرنیکا عجیب وغریب طریقہ بیان کرتے ہیں وہ یہ کہ بہت سی انجیلیں جمع کر کے ایک میز کے نیچے رکھ دیتے تھے۔ اور اس میز کے گرداگرد عیسائیوں کی کمیٹی بیٹھتی اور دعا کرتی کہ ای خدا جو کتابیں الہامی ہوں وہ میز کے نیچے سے اوپر آجاویں۔ چنانچہ اسیکر موافق ہوتا تھا۔

انویلڈ جلد ۲ صفحہ ۲۵۱ مطبوعہ نیویارک ۱۸۷۷ء مؤلفہ اتیچ پی بلاوڈسکی ناظرین غور کریں۔ کہ یہ طریقہ مذکور الہامی کتاب کا ثبوت ہی یا تماشہ ناٹک ہی اس سے بہتر تو بذریعہ مرزا صاحب قادیانی کا الہام ہی جب چاہا گڑھ لیا۔

بلکہ علاوہ اقرار محرف ہونے کے عیسائی فاضلوں نے یہ اقرار صالح قبول کر لیا ہی۔ کہ اناجیل کی صحیح تاریخ تصنیف کا حال کسی کو معلوم نہیں ہی۔ کہ کس زمانہ میں تصنیف ہوئیں۔ عیسائیوں کا محقق مفسر ہارن صاحب اپنی تفسیر جلد ۴ حصہ دوم باب ۸ اور جلد ۲ باب ۲ و تفسیر ادم کلارک اپنی کتاب صفحہ ۱۷ میں انجیلوں کے محرف شدہ ہونے کا اقرار کر کے کہتا ہے کہ اناجیل کی تصنیف کا زمانہ پختہ کسی کو معلوم نہیں۔

چنانچہ اول انجیل ۳۷ء یا ۳۸ء یا ۴۱ء یا ۴۳ء یا ۴۸ء یا ۶۱ء

یا سنہ ۶۶۲ء یا سنہ ۶۶۴ء میں تیار ہوئی۔
انجیل دوم سنہ ۶۵۶ء یا سنہ ۶۶۵ء وغالبًا سنہ ۶۶۰ء یا سنہ ۶۶۳ء میں تیار ہوئی۔
انجیل سوم سنہ ۶۵۳ء یا سنہ ۶۶۳ء وسنہ ۶۶۴ء میں تیار ہوئی
انجیل چہارم سنہ ۶۶۸ء یا سنہ ۶۶۹ء یا سنہ ۶۷۰ء یا سنہ ۶۹۷ء یا سنہ ۶۹۸ء میں تصنیف ہوئی
ہمارے بیان مذکورہ بالا سے جسطرح سورج خط نصف النہار پر روشنی دکھاتا ہے۔ اسیطرح روشن ہو رہا ہے۔ کہ ان کتابوں کو جنکی تصنیف کا وقت معین نہیں اور محرف ہونے کے صریح دلائل موجود۔ اور اختلاف بیانیاں اجتماع ضدین کی صورت ہو کر انکے الہامی ہونے کی تردید و تکذیب کر رہی ہیں انکو کسطرح اصلی الہامی مانا جاوے اور اگر انکی تعلیم پر نظر غور سے دیکھا جاوے۔ تو انسان کو بجائے اس کے کچھہ فائدہ پہنچے۔ حیوان سے بدتر ہو جاتا ہے جسکو انشاء اللہ العزیز آخر پر بیان کیا جاویگا۔ اگر دنیا میں کوئی کتاب ان عیوب سے پاک اور منزہ ہے تو قرآن شریف ہے جو کہ برابر اُسی تعلیم کی مطابق جو خداوند کریم کی ذات پاک شروع دنیا سے اپنے نبیوں اور رسولوں پر الہام کی صورت میں نازل فرماتی رہی ہو کیونکہ اُس تعلیم میں انسان نے اپنا دخل دیکر خدائی احکام کو بدل ڈالا۔ اسواسطے اُس رحیم و کریم نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سید المرسلین خاتم النبین پر نازل فرمائی اور فرما دیا کہ اگر یہ بھی دیگر کتب کی طرح پر خدا کی طرف سے نہ ہوتی (وید) یا اُسمیں انسان نے اپنی طرف سے کچھہ دخل دیا ہوتا (بائبل کیطرح) تو اسمیں بھی اختلاف کثیر ہوتا قال اللہ تعالیٰ عزوجل شانہ۔ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا ط اگر یہ قرآن شریف غیر خدا کی طرف سے ہوتا تو اسمیں بھی اختلاف کثیر کی صورت ظاہر ہوتی

جسطرح وہ احکم الحاکمین ہی نقص اور عیب سے پاک ہی۔ ~~

زہر عیب و نقص است پاک آں خدا کہ ہست ارض و افلاک را بادشاہ

اسیطرح اُسکا کلام کُل عیوب سے پاک اور مبرّا اور سب کلاموں کی بادشاہ ہے۔ کلام الملوک ملوک الکلام۔ ہی۔

چونکہ خداوند کریم اپنی رحمت کاملہ اور حکمت بالغہ سے ہر وقت نبی اور مرسل بھیجکر خلق کو راہ ہدایت کی طرف توجہ دلاتے رہے جیساکہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی۔ وَاِنْ مِنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ۔ کہ کوئی اُمت بھی ایسی نہیں جسمیں ڈرانیوالا (نبی یا ملہم) نہ گذرا ہو۔ ولکل قوم ھاد۔ اور ہر قوم کے لیے ایک ہادی آیا۔ کیونکہ ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ دنیا کے شروع سے تمام ملکوں اور کُل قوموں میں برابر نبی آتے رہے۔ اور خدا کی طرف سے سچی تعلیم لاتے رہے جسمیں مطلق اختلاف نہیں تھا۔ ہاں بعد زمانہ کے باعث عقول انسانی کی اختلاف کی وجہ سے ان تعلیمات میں اختلاف پڑھکر کچھہ کا کچھہ ہو گیا اور جنپر یہ تعلیم آتی رہی جیساکہ اوپر قرآن شریف کی آیت سے دکھا آیا ہوں۔ مگر انمیں سے بڑے بڑے رسول۔ اللہ تعالیٰ کے یہ ہیں حضرت نوح علیہ السلام۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مگر نبیوں کے خاتم اور سردار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آسکتا۔ کیونکہ جو کتاب آپ پر الہام ہوئی وہ بالکل مبرا از خطا اور محفوظ جیسی کہ خداوند کریم کی طرف سے الہام ہوئی موجود ہے۔ چنانچہ ولیم میور صاحب سابق لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی وشمالی اپنی سیرت محمدی میں لکھتے ہیں۔ کہ دنیا میں ایسی کوئی کتاب نہیں جو قرآن کی مانند ۱۲۰۰ سال تک اسطرح محفوظ چلی آئی ہو۔ کہ ایک لفظ اور زیر و زبر تک

کسی میں اختلاف نہ ہو۔ کیوں نہ ہو۔ خود خدا تعالیٰ حافظ ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ ؀ جب یہ واضح ہو گیا تو اول تو وہ پیشگوئیاں جو سابقہ کتب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت مندرج ہیں۔ اُنکے مطابق آپ کا مبعوث ہونا۔ اور پھر کس زمانہ میں جبکہ کفر و ضلالت اور ہر قسم کے گناہ کی گھٹا ٹوپ سیاہی دنیا پر چھا رہی تھی۔ اور کوئی اُمید باقی نہ تھی۔ کہ دُنیا تہذیب اور اخلاق کو حاصل کرے گی۔ اور خداوند کریم وحدہ لاشریک کی خالص اور سچی تابعدار ہو جاویگی اور اس ثبوت میں زیادہ طرح مخالفین کی شہادت سے کام لیا جاوے گا۔ الفضل ماشھدت بہ الاعداء بزرگی وہی ہے جسکی دُشمن شہادت دے۔

اول ہم دیانند کی تحریر سے ہی ثابت کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو اُسوقت بُت پرستی اور توہم پرستی اور مورت پرستی کا خوب دور دورہ تھا۔ چنانچہ پنڈت دیانند بت پرستی کی ابتدا کا اسطرح ذکر کرتے ہیں

ستیارتھ صفحہ ۴۲۴۔ اگر یہ (بت پرستی) ہمیشہ سے ہوتی۔ تو وید اور برہمن وغیرہ رشی منی کی تصنیف کردہ کتابوں میں انکا نام کیوں نہیں۔ (مہاراج سناتن دھرم والے تو آجتک بڑے زور سے مورتی پوجا ویدوں میں ثابت کر رہے ہیں) یہ بت پرستی اڑھائی تین ہزار برس سے پیچھے پیچھے وام مارگی اور جینیوں سے چلی ہے۔ پہلے آریہ ورت میں نہیں تھے ؟

پنڈت دیانند کی تحریر سے اتنا تو ثابت ہو گیا کہ جسوقت بت پرستی خوب جوبن پر تھی۔ اور اُس کو ڈھائی تین ہزار برس کا عرصہ گذرا ہے۔ پس ایسے وقت میں ایک ایسے نبی کا آنا جو خلقت کو بت پرستی کے ظلمت کدہ سے

نکالکر توحید کی چاشنی کا مزہ چکھادے - ضروری اور نہایت ضروری تھا۔ پس وہ آں سرورِ کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ جنھوں نے اس دنیا میں آنکر بلند آواز سے خلقت کو پکار کر کہا۔

قال اللہ تعالیٰ - یَدْعُوْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَالَا یَضُرُّہٗ وَمَالَا یَنْفَعُہٗ ذٰلِکَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِیْدُ ۵ تم خدا وحدہ لاشریک کے علاوہ اُن معبودوں کو پکارتے ہو۔ جو نہ تو تمکو تکلیف پہنچا سکتے ہیں نہ نفع اور یہ بڑی بھاری گمراہی ہے۔ اُسوقت دنیا کی یہ حالت ہو رہی تھی کہ صائبین کا فرقہ ستاروں کو بھی پوجتا تھا اور آگ کی بھی تعظیم و تکریم کرتا تھا۔ نصاریٰ تثلیث کی قائل تھے۔ یہودی عزیز عبداللہ کو بیٹا خدا کا خیال کرتے تھے۔ کوئی دہریہ ہے تو دوسرا کاہن اور بت پرستوں کی تو گنتی ہی نہ تھی۔ کوئی ہابیل کو خدا بنائے بیٹھا۔ تو دوسرا عزا کو تیسرا نائلہ کو غرضیکہ اور بھی بیشمار بتوں کے نام جن کی پرستش ہوتی تھی مثلاً لات و منات اور آساف وغیرہ چنانچہ مولانا حالی صاحب نے نظم کیا ہے۔

کہیں آگ پجتی تھی واں بے محابا بہت سے تھے تثلیث پر دل سے شیدا	کہیں تھا کواکب پرستی کا چرچا بتوں کا عمل سو بسو جابجا تھا
	کرشموں کا راہب کے تھا صید کوئی طلسموں میں کاہن کے تھا قید کوئی
وہ دنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا ازل میں مشیت نے تھا جسکو تاکا	خلیل ایک معمار تھا جس بنا کا کہ اس گھر سے اُبلے گا چشمہ ہدا کا
	وہ تیرتھ تھا اک بت پرستوں کا گویا جہاں نام حق کا نہ تھا کوئی جویا

قبیلہ قبیلہ کا اک بت جدا تھا یہ عزا پہ وہ نائلہ پر فدا تھا	کسی کا ہبل تھا کسی کا صفا تھا اسیطرح گھر گھر نیا اک خدا تھا

نہاں ابر ظلمت میں تھا مہر انور
اندھیرا تھا فاران کی چوٹیوں پر

اس حالت میں وہ نبی اُمی مبعوث ہوا - اور اُس نے کیا کچھ کر دکھایا - کہ بت پرستی کا نام نشان تک مٹا دیا - جہاں جہاں اسلام پاک کی تعلیم پہنچی فوراً اُس تعلیم پر نیک نہاد آدمی اسطرح جھکے جسطرح مقناطیس کی طرف لوہا - کہ بس ایک یہی بڑی بھاری دلیل اسلامی تعلیم کے حق ہونے کی ہے مگر جو لوگ اپنے دلوں کو مسخ کر چکے تھے - اور اُنکے دل سنورنے کے لایق ہی نہ تھے - اُنھوں نے بھی اس تعلیم سے مستفیض ہو کر بت پرستی کو تو چھوڑ دیا - مگر حلقہ اسلام میں داخل نہ ہوئے - بلکہ وید جیسی لایعنی کتاب جو کہ بت پرستی اور آتش پرستی کا مخزن ہی - اُسکی تاویلیں کر کے دایو پرستی - نیوگ پرستی آتش پرستی - بت پرستی سے خدا پرستی ثابت کرنی چاہی - اُنھی میں سے ایک پنڈت دیانند اور اُسکے چیلے ہیں - مگر اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہوئے بلکہ خود دیانند کی چیلے وید کو الہامی کتاب ماننے سے انکاری اور ٹکا سا جواب دے رہے ہیں - دیکھو اخبار آریہ پتر کا میں مسٹر آر اُر صاحب فرماتے ہیں کہ آریہ سماج کا ممبر بننے کے لیے رگ - یجر - سام - اتروں چار وید سگتاؤں کو جیسا کہ آریہ سماج کے بانی مہرشی دیانند نے انھیں نربھرانت الیشوری گیان یا پوتر پرمان الہام ایزدی مانا ہی ویسا ماننا لازمی نہیں ہی -

پھر اخبار ہتکاری ۱۴ - اپریل ۱۹۰۵ء میں ہی - آپ کے آریہ مسافر کا اڈیٹر نے لالہ رلیا رام سے پبلک کو بدظن کرنے کی کوشش فضول کی ہی - جبکہ

کئی نوجوانوں سے بھی اس مبارک خدمت (یعنی ویدوں کو تیاگنے اور الہامی نہ ماننے) کے ذمہ دار بن چکے ہیں الخ سچ ہے کاغذی ناؤ کب تک۔
مگر قرآن شریف کی تعلیم کا اثر کہ مسٹر کارلائل جیسے فلاسفر کو دیکھو کہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کیا فرماتے ہیں۔ منجملہ تمام عرب کی بت پرستیوں اور یونانی اور یہودی وعادی اور افواہات افترایات اور روایات اور استدلال الٰہیات اور اُنکی کاہلانہ تارکشیوں کی اُس وحشی صحرائی آدمی نے اپنے نہ ترتیب یافتہ مخلص دل سے جو موت اور زندگی کیطرح یقینی اور اٹل تھا۔ اور اپنی بہت چمکنے والی قدرتی بصارت سے مغز سخن کو پالیا تھا۔ بُت پرستی ہیچ ہے۔ تمہارے چوبی بُت جنپر تم تیل اور موم ملتے ہو۔ اور جنپر مکھیاں چمٹتی ہیں۔ میں بتلا دیتا ہوں۔ کہ کاٹھ ہیں۔ وہ تمہارے حق میں کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ وہ ایسے ضعیف پکھنڈ ہیں۔ جنسے اللہ تعالیٰ کی توہین اور تضحیک ہوتی ہو۔ اور مجسم ( ) کرو۔ غلاظت میں بشرطیکہ تم جان لو اللہ واحد ہے اور اللہ ہی کو قدرت حاصل ہو۔ اُس نے ہمیں بنایا۔ اور وہی ہمیں مارتا۔ اور زندہ رکھتا ہو۔ اللہ اکبر۔ اللہ بڑا ہو۔ جان کہ رضائے مولیٰ سب سے اعلیٰ ہو۔ الخ صنہ۳۰
اور اصل میں یہ قرآن مجید کی اس آیت کا ترجمہ ہو۔ قال اللہ تعالےٰ
اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ وَاِنْ یَّسْلُبْھُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَّا یَسْتَنْقِذُوْہُ مِنْہُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۵ سورہ حج
جنکو تم خدا بنائے بیٹھے ہو۔ وہ تو ایسے ہیں اگر سب ملکر ایک مکھی پیدا کرنا چاہیں۔ تو کبھی نہ پیدا کر سکیں۔ اگرچہ ایک دوسرے کی مدد بھی کریں۔ بلکہ

اُنکی اگر اُنکی کوئی چیز چھینکر لے جائے تو انھیں طاقت بھی نہیں ہوگی کہ وہ اُس سے چیز واپس لے سکیں۔ اُنکے پرستار عقل کے کمزور۔ اور وہ طاقت کے کمزور ہیں کیا خدا ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔ خدا تو وہ ہے۔ جو سب سے زیادہ قوتوں والا اور سب پر غالب آنیوالا ہی۔ ایسی غلطیوں میں جو لوگ پڑتے ہیں۔ وہ خدا کی قدر نہیں پہچانتے۔ اور نہیں جانتے خدا کیسا ہونا چاہیے اور پھر فرمایا۔ خدا امن کا بخشنے والا۔ اور اپنے کمالات اور توحید پر دلالت قایم کرنیوالا ہے۔ یہ اس بات پر دلیل ہی۔ کہ سچے خدا کا ماننے والا کسی مجلس میں شرمندہ نہیں ہوتا۔ اور نہ خدا کے سامنے شرمندہ ہوگا۔ کیونکہ اُس کے پاس زبردست دلائل ہوتے ہیں لیکن بناوٹی خدا کا ماننے والا بڑی مصیبت میں ہوتا ہی۔ وہ بجائے دلائل بیان کرنے کے ہر ایک بیہودہ بات کو راز میں داخل کرتا ہی۔ تاکہ ہنسی نہ ہو۔ اور ثابت شدہ غلطیوں کو چھپانا چاہتا ہے اور پھر فرمایا۔ اَلْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۝ یعنی وہ سب کا محافظ ہے۔ اور سب پر غالب اور بگڑے ہوئے کاموں کا بنانے والا ہے۔ اور اُسکی ذات نہایت ہی مستغنی ہی۔ اور فرمایا هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى ۝ یعنی وہ ایسا خدا ہی کہ جسموں کا بھی پیدا کرنیوالا اور روحوں کا بھی پیدا کرنیوالا (نہ ایسا کہ اگر روحیں نہ ہوں تو ہاتھ پر ہاتھ رکھ بیٹھ رہے ویدی خدا کی طرح معذور و مجبور خاموش ہو رہے) رحم میں تصویر کھینچنے والا تمام نیکنام جہان تک خیال میں آسکیں اُسی کے ہیں اور پھر فرمایا يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ یعنی آسمان کے رہنے والے بھی اُس کے نام کو پاکی سے یاد کرتے ہیں اور زمین کے لوگ بھی۔ اس آیت میں ارشاد فرمایا۔ کہ آسمانی اجرام میں

آبادی ہے اور وہ لوگ بھی پابند خدا کی ہدایتو نکے ہیں اور پھر فرمایا
عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ ۔ یعنی خدا اوپر ہر شے کے قادر ہے۔ جب آں سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہدایات کو عرب جیسے اکھڑ ملک میں جہاں
ہر قسم کے بت پرست اور توہم پرست آدمی موجود تھے پڑھکر سُنایا۔ توجو اثر
اُنپر ہوا اُسکو ہم مسٹر کارلائل کے لفظوں میں بیان کرتے ہیں۔ لکچر مسٹر موصوف
اسلام کا عرب کی قوم کے حق میں گویا تاریکی میں روشنی کا آنا تھا عرب کا
ملک پہلے پہل اُسی کے ذریعہ سے زندہ ہوا۔ جاہل عرب گلہ بانوں کی ایک
غریب قوم تھی۔ اور جب سے دنیا بنی تھی۔ عرب کے چٹیل میدانوں میں پھرا
کرتی تھی۔ اور کسی شخص کو اُس کا کچھ خیال بھی نہ تھا۔ اُس قوم میں ایک اولوالعزم
پیغمبر جس پر وہ یقین کرتے بھیجا گیا۔ اب دیکھو۔ کہ جس چیز سے کوئی واقف
ہی نہ تھا۔ وہ تمام دنیا میں مشہور و معروف ہوگئی۔ اور چھوٹی چیز نہایت
ہی بڑی چیز بن گئی۔ اُس کے بعد ایک صدی کے اندر عرب کی ایک طرف
غرناطہ اور ایک طرف دہلی ہوگئی۔ عرب کی بہادری اور عظمت عرب کا ملک
کیا بلحاظ شجاعت اور کیا بلحاظ شوکت اور کیا بلحاظ دانائی اور عقلمندی کے ایک
طویل عرصہ تک دنیا کے ایک بڑے حصہ پر آب و تاب کے ساتھ چمکتا
رہا ہے (مسلمانوں خیال کرو تم اُنھیں بزرگوں کی اولاد ہو۔ تمکو کیا ہوگیا)
ایمان ایک شے ہی جو زندگی بخش ہے جو ہیں ایک قوم کا ایمان مضبوط
ہوتا ہے اُسوقت وہ عالی حوصلہ عظیم الشان اور مثمر برکات ہو جاتی ہے۔
(واقعی درست اور بجا ہے مسلمانوں اپنے ایمان کو درست کرو۔ تمہارے
ایمان کے کمزور ہونے سے یہ گت ربود ہو رہی ہے ادہر عرب کو دیکھو اور
پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو۔ اور پھر ایک صدی کی زمانہ کو دیکھو۔

کیا یہ ایسا معلوم نہیں ہوتا کہ گویا ایک چنگاری - ہاں صرف ایک چنگاری اس دنیا پر پڑی - جو پہلے سیاہ غیر معلوم ریت دکھائی دیتی تھی - مگر جب ہیں چنگاری پڑی وہ سیاہ ریت ملک سے اُڑ جانیوالا بارود ثابت ہوئی - اور اُس کے شعلے اسقدر اونچے اُٹھے کہ کہاں دہلی اور کہاں گھرنڈ دونوں مقامات پر جا ہی پہنچی میرے خیال میں یہ عظیم الشان انسان (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ایک آسمانی بجلی تھی اور باقی انسان ایندھن کے طور پر - گویا بجلی کے ہی منتظر تھے بجلی گری - اور وہ بھی روشن ہو گئے - لکچر صـ ۴۸
مولانا حالی اسی کے مطابق نظم کرتے ہیں جبکہ آپ نے اپنی قوم کو ایک دن کوہ صفا پر چڑھکر پکارا -

نظم

وہ فخر عرب زیب محراب و منبر گیا ایک دن حسب فرمان داور	تمام اہل مکہ کو ہمراہ لیکر سوئے دشت اور چڑھ کے کوہ صفا پر
یہ فرمایا سب سے کہ اے آل غالب سمجھتے ہو تم مجھکو صادق کہ کاذب	
کہا سب نے قول آجتک کوئی تیرا کہا گر سمجھتے ہو تم مجھکو ایسا	کبھی ہمنے جھوٹا سُنا اور نہ دیکھا تو باور کروگے اگر میں کہوں گا
کہ فوج گراں پشت کوہ صفا پر پڑی ہے کہ لوٹے تمہیں گھات پا کر	
کہا تیری ہر بات کا یاں یقیں ہے کہا گر میری بات یہ دلنشیں ہے	کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امیں ہے تو سُنلو خلاف اسمیں اصلا نہیں ہے
کہ سب قافلہ یاں سے ہے جانے والا ڈرو اُس سے جو وقت ہے آنے والا	

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی عرب کی زمیں جس نے ساری ہلادی
نئی اک لگن دل میں سب کے لگادی اس آواز نے سوتی بستی جگادی

پڑا ہر طرف غل پیغام حق سے
کہ گونج اُٹھے دشت وجبل نام حق سے

اے مسلمانوں ہماری بد اعمالیوں نے ہمکو برباد کر دیا۔ ہم نے خدا کی طرف سے منھ موڑا۔ خدا کی طرف سے ہم پر طرح طرح اور قسم قسم کی مصیبتیں نازل ہو رہی ہیں۔ اپنے ایمان کو مضبوط کرو۔ تو پھر بقول مسٹر کارلائل واقعی ہم کچھ سے کچھ ہو جاتے ہیں۔ اپنے بزرگوں کی طرف خیال کرو۔ دنیاوی محبت میں دل کم لگاؤ خدا کے فرمانبردار بن جاؤ۔ پھر دیکھو۔ کہ ہمارا بیڑا پار اور خدا کا فضل ہمارا یار و مددگار ہو۔ قال اللہ تعالیٰ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ + تحقیق خداوند کریم کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جبتک اپنی حالت آپ نہ بدلیں۔ اگر تم نے خطا کی ہو تو اسکی تلافی اسطرح ہوگی کہ اب تم سیدھے راستہ پر آجاؤ۔ اور کمر کو مضبوط باندھو۔ نیابین کے بکھیڑوں کو چھوڑ کر خالص مسلمان بن جاؤ۔ پھر وہی ہم اور ہماری عزت ہمارے اور قدمائے کے اسلام میں زمین و آسمان کا فرق ہو۔ ہمکو چاہیئے۔ قدماء کا شیوہ اور طریقہ اختیار کریں۔

۵

ابتدا سے کچھ بھی اب نسبت نہیں انجام کو دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا اسلام کو
پھر بھی اُسکے سر براہ آنیکی کچھ امید ہے صبح کا بھولا ہوا گر لوٹ آئے شام کو

اسکے بعد ہم اُن پیشینگوئیوں کو بیان کریں گے جو کہ خداوند کریم کی ذات پاک اپنے علم غیبی سے سابقہ انبیاؤں کی کتب میں ذکر فرما دی تھیں۔ پھر اُنکے عین مطابق آپکا نبی ہونا اور سر مو فرق نہ پڑنا اور مخالفین کا بعینہ قرا

کرنا کہ ضرور یہ پیشینگوئیاں آں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پر صادق اور مطابق ہو سکتی ہیں۔ نہ کہ کسی اور پر۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہ

اب جن پیشین گوئیوں کا ذکر ہوتا ہے۔ ایسی زبردست اور یقینی ہیں کہ مخالفین تک نے بھی اُنکو تسلیم و تصدیق کیا ہے۔ چنانچہ انجیل یوحنا ۱۴ باب ۱۶ میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت ہے جس میں حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وہ تمہیں دوسرا فارقلیط عطا کرے گا اس پیشین گوئی کی نسبت تو خود عیسائی دنیا میں ہل چل پڑ رہی ہے۔ کہ یہ ضرور کسی نبی کی پیشینگوئی ہے اور یہی وجہ ہے۔ کہ عیسائیوں میں سے کئی صاحبوں نے حضرت مسیح کے بعد فارقلیط ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر فارقلیط سے مراد روح القدس ہوتی اور یہ پیشین گوئی پوری ہو چکی ہوتی تو کبھی کوئی مسیحی دیندار بھولے سے بھی اس پیشینگوئی کا مصداق اپنے تئیں نہ ٹھیراتا۔ لیکن کئی اشخاص نے فارقلیط ہونے کا دعویٰ کیا (چنانچہ اُردو تواریخ کلیسیا میں لکھا ہے کہ مونٹانس نے ۱۷۰ء میں دعویٰ کیا تھا کہ میں فارقلیط ہوں) اور اُنکے دعوے کو بیشمار لوگوں نے تسلیم بھی کیا جس سے اظہر من الشمس ہے۔ کہ یہ ضرور کسی انسان اور نبی کی بشارت ہے نہ خدا کے تیسرے اقنوم روح القدس کی اور اسکی بابت صرف مسلمان نہیں کہتے۔ گاڈفری ہیگنس صاحب اپنی کتاب کی دفعہ ۷۰ میں اقرار کرتے ہیں۔ اور پادری کہرسٹ صاحب کا قول اپنی تائید میں لاتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں نہ عیسیٰ یا روح القدس۔ اور یہ مراد اس سبب سے ظاہر ہے۔ کہ پیشین گوئی میں محمدؐ کا نام موجود ہے۔ دیکھو حمائت اسلام ترجمہ اپالوجی مطبوعہ بریلی ۱۸۷۳ء اور سر ولیم میور صاحب اپنی کتاب لائف آف محامد جلد ۱ باب ۲ صد ۳۱۳ کے

حاشیہ پر لکھتے ہیں - کہ احمدؐ لفظ محمدؐ کا ایک دوسرا صیغہ ہی اور اُس کے
معنی بھی اُسیطرح ستائش کردہ شدہ کے ہیں (دیکھو یوحنا ۱۶ باب ۲۷)
اور احمدؐ ترجمہ پیری کلطاس کا ہی (جلد ا صفحہ ۱۷)
اور قرآن شریف کے ترجمہ میں راڈویل صاحب سورہ والصافات کے
حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ محمدؐ نے سُنا ہوگا (سنا نہیں بلکہ اصل یہی ہی)
کہ عیسیٰ نے پیری کلطاس (فارقلیط) کے بھیجنے کا وعدہ کیا تھا - اس خطاب
کو اُنھوں نے لہجے کی مشابہت سے پیری کلطاس (فارقلیط) سمجھکر اپنے
نام کو محمدؐ کی طرف منسوب کردیا اور اُس کا بھی وہی مصدر اور وہی معنی ہیں
جو احمدؐ کے ہیں اور یہ بھی اسمائے نبی سے ہیں -
پادری جے میبری میچل صاحب ایل ایل ڈی لکھتے ہیں - کہ ایک آیت ہی
جو اس سے (نبی اسلام) سے ذرا سی نسبت رکھتی ہے - یعنی یوحنا کی
انجیل باب ۱۶ آیت ۷ جس میں مسیح نے اپنے شاگردوں سے وعدہ کیا کہ
پاراقلتس یعنی تسلی دینے والا تمہارے پاس بھیجونگا - اگر یہ لفظ پیری کلتس
ہوتا تو اُسکے معنی یہ ہوتے کہ مشہور اور لفظ احمد یا محمدؐ کے ایک طور پر
یہ معنے ہیں (دیکھو خطوط بنام جوانان ہند صفحہ ۲۰۶)
لب التواریخ جلد ۲ مطبوعہ چرچ مشن سنہ ۱۸۲۹ء صفحہ ۲ میں لکھا ہے -
یہودیوں کی امید اس بات کی کہ ایک مسیح آنیوالا تھا - اور مسیحیوں کا اعتقاد
بسبب وعدہ ربانی کے کہ ایک تسلی دینے والا فارقلیط آئیگا - ان دونوں
ناموں سے محمدؐ صاحب نے فائدہ اُٹھایا - اور کہا کہ وہی شخص تھا - جو سارے
عالم کو شادمانی پہنچائے - ماسوائے اسکے عربوں کا بھی ایک قول ایسا
رائج تھا - جو کہ اس بات کی اعانت کرتا ہی - کیونکہ اُن میں مشہور تھا - کہ ایسا شخص

قبیلہ قریش سے ظاہر ہوگا۔ اور اُسی قوم خاص سے محمد نکلا تھا
پھر ولیم میور صاحب لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی اپنی کتاب شہادت القرانی
مطبوعہ لکھنؤ مطبع نولکشور سنہ ۱۸۶۱ء فصل ۱۲ صہ ۱۲ میں تحریر فرماتے ہیں۔
قولہ - اسمیں شک لا ناضرور نہیں کہ محمد صاحب کو اپنی نبوت کی پیشینگوئی کا
کتب سابقہ میں ہونا دل سے متیقن نہ تھا۔ اور اسمیں بھی شبہ نہیں کہ چند
عالم یہودیوں نے اس بھروسہ پر کہ محمد صاحب ہماری کتاب ربانی بدل
تصدیق کرتے اور بحال و برقرار رکھتے ہیں ان کے الہام اور انکی نبوت
کی شہادت دیدی۔ اس سے ثابت اور ظاہر اور بخوبی روشن ہوتا ہے
کہ اُن یہودی عالموں نے بھی جو مسلمان نہیں ہوئے تھے اس بات کی گواہی
دیدی کہ یہ نبی برحق ہے کیونکہ اس بات کا علم اُنکو اپنی کتابوں سے معلوم تھا
اور آں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو معلومہ نشانات سے اسطرح
پہچانتے تھے جسطرح اپنی اولاد کو اسیواسطے خداوند کریم نے فرمایا ہے
قال اللہ تعالیٰ - اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ
وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ سیل صاحب اپنے
ترجمہ قرآن کے باب ۱۶ کے صفحہ ۲۰۶ میں زیر آیت ولقد نعلم کے
سلمان فارسی کا حال جو کہ ایک عالی خاندان اور اصفہان کا باشندہ تھا
اور اپنی چھوٹی عمر میں اپنے ملکی دین یعنی آبا و اجداد کے دین کو چھوڑ کر عیسائی
ہوگیا تھا اور جبکہ وہ سیر کو جارہا تھا۔ تو امیوریہ کے کسی بزرگ آدمی کے
کہنے کے مطابق عرب کو گیا۔ جہاں اُسوقت کے لوگ ایک ایسے نبی
موعود کے منتظر تھے۔ کہ جو ابراہیم کے مذہب کو روشن کرے اور انکی
دونوں شانوں کے درمیان مُہر نبوت ہو جس سے کہ وہ اور لوگوں سے

تمیز کیا جاوے۔ پس سلمان ایسا سفر تمام کرکے مکہ میں آپہنچا۔ اور محمد صاحب سے کعبہ میں ملاقات کرکے مدینہ کے سفر کو ملتوی رکھا۔ اور جلدی دریافت کرلیا کہ یہ وہی شخص ہی کہ جسکی تلاش میں میں پھرتا تھا اور مشرف باسلام ہوا۔ ۹

قبولیت اسی کا نام ہی۔ کہ مخالف بھی سوائے قبولیت کے کوئی چارہ نہ دیکھیں۔ ؎

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں گفتہ آید در حدیث دیگراں

آپ باوجودیکہ یتیمی کی حالت میں رہ گئے۔ سوائے ذات خداوند کریم کے نہ تو کوئی یار ہی۔ نہ مددگار۔ اور ملک میں جہالت اور ضلالت اس درجہ ترقی کرگئی ہے کہ ہر ایک اپنی کوتاہ عقل سے ایک ایک خدا بنائے بیٹھا ہی۔ اور اور سابقہ امتوں کی یہ کیفیت ہی کوئی اپنے منیحر کو خدا کا بیٹا قرار دے رہا ہی کوئی تین خدا بنا بیٹھا ہی۔ کوئی ستاروں کی پوجا کرتا ہی تو کوئی کاہنوں کا پیرو ہو رہا ہی۔ اب خداوند کریم کی ذات پاک ایک ایسے شخص کو برگزیدہ کرکے مسند پیغمبری پر بٹھا کر اپنی غیبی تائید سے سہارا دے رہی ہی کہ ہم تمہارے حافظ و ناصر اور یار و مددگار ہیں۔ اور حق تمہاری طرف ہے اَلْحَقُّ یَعْلُوْ وَلَا یُعْلٰی۔ حق غالب آئیگا کبھی مغلوب نہ ہوگا۔ ای ہمارے حبیب لوگوں کو پکار کر سنا دو۔ قال اللہ تعالیٰ۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ؁ کہ ای لوگو خداوند کریم کا حکم ہی۔ کہ ہم نے تمہاری طرف رسول کو بھیجا۔ جو شاہد ہی اوپر تمہارے جیساکہ رسول بھیجا ہم نے طرف فرعون کی۔ یعنی میں تمہاری طرف ایسا رسول آیا ہوں۔ کہ جیسا موسیٰ علیہ السلام فرعون کی طرف

یعنی میں مثل موسیٰ علیہ السلام ہوں۔ جسکی تصدیق اس بات سے ہوتی ہے کہ حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب عبداللہ بن سلام سے اس آیت اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ کی تفسیر پوچھی تو آپ نے کیا صداقت سے بھرا ہوا جواب دیا۔ کہ ہمیں اُس نبی کی پہچان اپنے بیٹوں سے بھی بڑھکر ہے۔ بیٹے کے اصلی اور حقیقی ہونے میں احتمال کا امکان ہی۔ مگر اس نبی کے صادق اور مصدق ہونے میں مطلق شک وشبہ نہیں ہو کیا وجہ کہ حضرت عبداللہ بن سلام توریت سے بخوبی واقف تھے۔ اور اُنکو توریت استثنا ۱۸ باب ۱۸ کی وہ زبردست حق کو امتیاز کرنیوالی پیشینگوئی معلوم تھی۔ وہو ہذا

جہاں خدا تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معرفت ارشاد فرمایا ہے کہ میں اُنکے لیے اُنکے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کرونگا۔ اور اپنا کلام اُس کے مُنہ میں ڈالونگا۔ اور جو کچھہ میں اُسے فرماؤنگا وہ سب اُنسے کہیگا۔ اور ایسا ہوگا۔ کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لیکے کہیگا۔ نہ سُنے گا۔ تو میں اُس کا حساب اُس سے لونگا۔ لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے۔ کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اُسے حکم نہیں دیا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے۔ اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ میں کیونکر جانوں۔ کہ یہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں۔ تو جان رکھ۔ کہ جب نبی خداوند کے نام سے کچھہ کہے۔ اور وہ جو اُس نے کہا ہی۔ واقع نہ ہو۔ یا پورا نہ ہو۔ تو وہ بات خدا نے کہی نہیں۔ بلکہ اُس نبی نے گستاخی سے کہی ہی۔ تو اُس سے مت ڈر؟

ناظرین اس پیشینگوئی کے مطابق باوجود عرب کیا بلکہ کل دنیا کے مخالفت کے

قتل سے محفوظ رہے۔ اور خدا کی توحید کا ڈنکا ایسا بجایا۔ اور جو کچھ کہا اُسی کے پورا ہونے میں رائی کے دانے کے برابر بھی فرق نہ آیا۔ بلکہ یہانتک نوبت پہنچی کہ بُت پرست اور سنگ پرستوں نے توحید اور سچائی کی تعظیم سے قرآنِ مجید کو منور پایا۔ تو اُلٹ پلٹ اور ہیر پھیر کے ذریعہ ویدوں سے توحید ثابت کر گئے مگر ایں خیال است و محال است و جنون ؎

جہاں چوں روشن از قرآن گشتہ
پریشاں خاطر پوران گشتہ

قرآنے جلوہ چوں بر ہند افتاد
پورانے از پوراں گشتند ناشاد

چو دیدند ازمے توحید مستی
ہمی کردند ترک بت پرستی

ولے توحید را از وید گویند
دراز مرجان ثمر از بید جویند

کجا توحید را مخزن بود وید
سخن از بت پرستی راند جاوید

نہ طاقت پیش قرآں آریا را
کہ بنمایند تر و تیر دریا را

پھر دیکھو۔ کہ آں صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب فرمان داور یہ آیت پڑھکر لوگوں کو خبردار کیا۔ کہ باوجودیکہ عیسیٰ علیہ السلام میری نبوت کی خبر تمکو اول ہی ارشاد کر گئے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ (صف)

جسوقت کہا عیسیٰ علیہ السلام بیٹے مریمؑ نے اے بنی اسرائیل تحقیق میں تمہاری طرف رسول ہوں تصدیق کرنیوالا ہوں توریت کا جو تمہارے ہاتھوں میں ہی۔ اور تمہیں یہ بھی خوشخبری دینے والا ہوں۔ کہ میرے بعد آویگا ایک رسول جس کا نام احمدؐ ہی۔ پس جسوقت آیا ساتھ روشن اور ظاہر دلیلوں اور

نشانات (معجزوں) کے۔ تو کہا یہ تو صریح جادو ہی۔ اسوقت جن لوگوں کو خدا نے
عقل سلیم اور طبع فہیم عطا کی ہی وہ ذرا غور سے خیال کریں۔ کہ حضرت عیسیٰ کا
اول سے کئی سو برس پہلے اس بات کی خبر دینا اور ایک اُمی شخص (فداہ
اُمی وابی) کا اُس کے مطابق دعوی کر کے دُنیا میں نئی قسم کی روح پھونک
دینا اور پھر اُسکی تکمیل کو اس درجہ پر پہنچانا۔ کہ عقل حیران ہوتی ہی۔ اور خواہ مخواہ
ہماری کانشنس ہمیں اس بات پر مجبور کرتی ہی۔ اور بیساختہ ہماری زبان
سے یہ آواز نکل جاتی ہی کہ ضرور ہی اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی
تائید غیبی محافظ و ناصر اور ڈھارس دینے والی ہی۔ اس آیت کے مطابق
ذکر بہت جگہہ انجیل میں آیا ہی۔ مگر میں صرف ایک جگہہ کے حوالہ دینے پر
اکتفا کرونگا۔ کیونکہ عاقلاں را ایک اشارہ بس است۔
انجیل یوحنا ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ باب میں مفصل ذکر ہے۔ مگر مختصر ایک جگہہ حوالہ دیا جاتا ہے
میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ تمہارے لیے میرا جانا ہی فائدہ ہی۔ کیونکہ اگر میں
نہ جاؤں تو تسلی دینے والا فارقلیط (محمد صلعم) تم پاس نہ آویگا۔ پر اگر میں
جاؤں تو اُسے تم پاس بھیجدونگا۔ اور وہ آنکر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے
اور عدالت سے تقصیر دار ٹھیرائیگا۔ گناہ سے اسلیے کہ وہ مجھپر ایمان نہیں لائے
راستی سے اسلیے کہ میں اپنے باپ کے پاس جاتا ہوں۔ اور تم مجھے پھر
نہ دیکھوگے۔ عدالت سے اسلیے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے
میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تم سے کہوں۔ پر اب تم اُنکی برداشت
نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی روح حق آوے۔ تو تمھیں ساری سچائی
کی راہ بتادیگی۔ اسلیے کہ وہ اپنی نہ کہیگا۔ بلکہ جو کچھ سُنے گی۔ سو کہے گی۔ اور
تمہیں آئندہ کی خبریں دیگی۔ وہ میری بزرگی کریگی۔ اسلیے کہ وہ میری

چیزوں سے پا دیگی - اور تمہیں دکھادیگی - انتہی

اب ہم پیشگوئی کی مختصر تفسیر کرتے ہیں - حضرت مسیحؑ کا یہ فرمان ہے - اگر تم مجھے پیار کرتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو - اس سے ظاہر ہے - کہ حضرت مسیحؑ کی ایک عظیم الشان وصیت ہے - جس سے لوگ منحرف بھی ہو سکتے ہیں - اسیواسطے تو حضرت مسیح علیہ السلام کو اول سے ہی ایسے تاکیدی الفاظ استعمال کرنیکی ضرورت لاحق اور منصور ہوئی اور وہ انسان ہی ہو سکتا ہے جسکی نبوت سے انکار کی بھی گنجایش ہو سکتی ہے - اور روح القدس جسکی نسبت عیسائی یہ پیشینگوئی خیال کیے بیٹھے ہیں - کوئی ایسی چیز نہیں جس سے حواری لوگ منحرف ہو سکتے تھے - اسلیے کہ وہ تو پہلے بھی اُنپر اُتر چکی تھی - اور وہ اُسے جانتے تھے -

(جیساکہ انجیل سے ظاہر ہے)

اور میں اپنے باپ سے درخواست کرونگا - وہ تمہیں دوسرا فارقلیط بخشے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے - میں خدا سے دعا اور التجا کرونگا کہ دوسرا فارقلیط تم میں نازل ہو - جس کا دین ہمیشہ کے لیے دنیا میں قایم رہے - یعنی روح حق صادق مصدوق نبی - جو دنیا کی پہچان سے بالاتر اور فوق الفوق اور نہایت ہی عالی مرتبہ ہے - لیکن تم میرے بتانے سے کسیقدر جانتے ہو - اسلیے کہ اُسکی قدر و منزلت کئی بار تمہارے سامنے بیان کر چکا - اور کچھ آگے جانوگے -

لیکن وہ تسلی دینے والا جو روح قدس ہے جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا - وہی تمہیں سب چیزیں بتادیگا - اور یاد دلادیگا - روح نبی اور واعظ کو بھی کہتے ہیں (حزقیل ۲۷ باب ۱۴ نامہ ایوحنا وغیرہ) آنحضرت صلعم واقعی روح القدس بھی ہیں - سو آپ نے اہل کتاب کو حقائق و معارف سکھائے حضرت مسیحؑ کی اصلی تعلیم اُنکو یاد دلائی - جسے وہ بھول گئے تھے اور لغو عقائد

تراشں لیے تھے ۔ اور ایسا ہی فارقلیط کے آنے کی بشارت بھی یاد دلائی روح حق میری گواہی دیگا ۔ اور میری تصدیق کریگا واقعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح کی صداقت اور رسالت اور طہارت اور تقدس کی گواہی دی ۔ اور فرمایا کہ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۝ وہ دنیا اور آخرت میں معزز اور مقرب ہے (لعنتی نہیں ۔ نہ صلیبی موت سے مرا جھوٹا نبی ہے) وہ دنیا کو آکر گناہ اور راستی اور عدالت سے تقصیر وار ٹھیراویگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب نذیر ہے ۔ دلالت کرتا ہے کہ آپ مجرموں اور شریروں کی تنبیہ کرنے کے لیے تشریف لائے ۔ اور صداقت اور عدالت قایم کرنے آئے تھے ۔ اور فی الواقع آپ نے حضرت مسیح علیہ السلام کے مخالفوں اور منکروں (یہود) کی ایسی خبر لی ۔ کہ باید و شاید ۔ اور آنحضرت واقعی اسی دُنیا کے سردار بھی ہیں سید المرسلین آپکا لقب ہے ۔

وہ میری خبروں سے پائیگا اور تمھیں دکھائیگا ۔ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ لیکن یہ قرآن شریف اگلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے ۔ انی عبد اللہ اتانی الکتاب وجعلنی نبیًا وجعلنی مبارکًا اینما کنت واوصانی بالصلوٰۃ والزکاۃ ما دمت حیًا وبرًا بوالدتی ولم یجعلنی جبارًا شقیًا والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیًا ذالک عیسی ابن مریم قول الحق الذی فیہ یمترون ما کان اللہ ان یتخذ من ولد سبحانہ اذا قضی امرًا فانما یقول لہ کن فیکون ۝

دیکھو سورہ مریم و آل عمران

میری اور بہت سی باتیں ہیں ۔ پھر اب تم اُنکی برداشت نہیں کر سکتے واقعی ضعیف الایمان حواریوں کی سمجھ اور افہام جو تمثیل کے بغیر حضرت مسیح ؑ کی

کوئی بات نہ سمجھتے تھے - اسرار عالیہ کے سمجھنے کی برداشت نہیں کرسکتے -
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اسرار معارف وحقائق ودقائق دین بیان
کیے - جو تاحال کسی نبی نے بیان نہیں کیے تھے - وہ تمہیں ساری سچائی کی
راہ بتاویگا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وتمت کلمۃ ربك صدقا وعدلا اور میرے
رب کی باتیں سچائی اور عدالت کی سب پوری اور مکمل ہوچکیں - اور اسرار
دین سب بیان ہوچکے - الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی
آج میں نے تم پر تمہارا دین کامل کیا - اور تم پر اپنی نعمت پوری کی -
وہ (روح حق یا روح نبی) اپنی نہ کہے گی بلکہ جو سنے گی سو کہے گی -
یہ اُس شخص کی نسبت پشینگوئی ہے - جنکی نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام
سے فرمایا ہے - کہ میں اپنا کلام اُسکے مُنہ میں ڈالونگا - وَمَا یَنطِقُ عَنِ الھوٰی
اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُوحیٰ - وہ اپنے نفس کی خواہش سے نہیں کہتا - بلکہ
جو اُسپر وحی ہوتی ہے سو ہی کہتا ہے - اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگی - عیسائیوں
کی روح القدس نے کوئی آئندہ کی خبر نہیں دی - ہاں ہمارے رسول کریم
صلعم نے بیشمار آئندہ کی خبریں دیں وہ بعینہ اُسیطرح پوری ہوئیں - اور ہمارے
پیغمبر ہی اس بشارت کے مستحق ہیں -
اب میں صرف حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ کی دعا کو جو آپ نے ایک نبی
(محمد صلعم) کے مبعوث ہونے کیواسطے بارگاہ ایزدی میں کی تھی نقل کرکے اسی پر
اکتفا کرونگا -

پیدائش ۱۷ باب

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
دعا کی - اے میرے پروردگار میں نے اپنی اولاد (یعنی حضرت اسمعیل) اور

اُنکی نسل کو غیر مزروعہ زمین میں تیرے حرمت کے گھر (یعنی خانہ کعبہ) کے پاس بسایا ہی۔ ای میرے رب اسواسطے کہ نماز قایم کریں۔ پس تو لوگوں کے دل اُنکی طرف جھکا دے۔ اور پھلوں سے اُنکو رزق دے۔ تاکہ وہ تیرے شکر گذار رہیں۔ ای ہمارے رب تو جانتا ہی۔ جو ہم چھپاتے ہیں۔ اور جو ظاہر کرتے ہیں۔ اور اللہ سے کوئی چیز چھپی نہیں رہتی۔ نہ زمین میں نہ آسمان میں (سورہ ابراہیم ۳۷-۳۸) اور ای پروردگار تو اُنھیں میں سے ایک عظیم الشان رسول اُٹھا۔ جو اُنپر تیرا کلام پڑھے۔ اور اُنکو کتاب ربانی اور حکمت کی باتیں سکھائے۔ اور اُنکو پاک اور مقدس بنائے۔ یقیناً تو سب پر قدرت رکھتا ہی۔ اور بڑی حکمت والا ہی۔ (سورہ بقرا)

رَبَّنَا وَابعث فِیهِم رَسُولًا مِنهم یَتلُو عَلَیهِم آیاتِكَ وَیُعَلِّمُهُمُ الکتابَ وَالحِکمَةَ وَیُزَکِّیهِم اِنَّكَ انتَ الحَکِیمُ العَلِیمُ ۵

یہ دعا تھی۔ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی۔ اور جسکی قبولیت کا ظہور حضرت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود فیض نمود سے ہوا

دیکھو پیدایش ۱۷ باب ۹ و ۱۴

اور مختنوں لوگ (یعنی پہلے بنی اسرائیل اور پھر بنی اسمٰعیل) ہیں۔ اس عہد کے وارث ہونگے۔

یہ تمام آیات تصدیق کرتی ہیں اس دعائے ابراہیمی کی اور بشارت دیتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت بعثت کی۔ جسمیں غور کرنیوالوں کو ذرا بھی تامل نہیں ہو سکتا ان پیشینگوئیوں کی بابت مولانا حالی فرماتے ہیں۔

یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت ۔ بڑھا جانب بو قبیس ابر رحمت

ادا خاک بطحا نے کی وہ ودیعت ۔ چلے آتے تھے جسکی دیتے شہادت

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیل اور نوید مسیحا

ہوئے محو عالم سے آثار ظلمت
کہ طالع ہوا ماہ برج سعادت

نہ چھٹکی مگر چاندنی ایک مدت
کہ تھا ابر میں ماہتاب رسالت

یہ چالیسویں سال لطف خدا سے
کیا چاند نے کھیت غار حرا سے

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانیوالا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

مصیبت میں غیروں کے کام آنیوالا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

خطاکار سے درگذر کرنے والا
بد اندیش کے دل میں گھر کرنیوالا

مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا
قبائل کا شیر و شکر کرنے والا

اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

مس خام کو جس نے کندن بنایا
کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا

عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا
پلٹ دی بس اک آن میں اُسکی کایا

رہا ڈر نہ بیڑے کو موج بلا کا
اِدھر سے اُدھر پھر گیا رخ ہوا کا

آنحضرت صلی اللہ وسلم کا مبعوث ہونا اور نسخہ کیمیا (قرآن مجید فرقان حمید) کو ہمراہ لانا۔ اور لوگوں کو تثلیث پرستی۔ آدم پرستی۔ بت پرستی اور آتش پرستی توہم پرستی۔ مورت پرستی۔ لنگ پرستی سے ہٹا کر یک لخت توحید کا راستہ بتانا

اور لوگوں کو خالص خدا کا بندہ بنا دینا اور دنیا کو حیرت میں ڈالدینا کیا بڑی بھاری دلیل اس امر کی نہیں ہو کہ آپ واقعی نبی برحق ہیں۔ اور تائید غیبی مددگار رہے۔ دیکھو ایک انگریز جن کا نام مسٹر کارلائل ہو کن لفظوں سے اس حال کو بیان اور آپ کی صداقت اور رسالت کی داد دیتا ہو۔ صاحب موصوف بیان کرتا ہے۔ کہ اس دنیا میں ہی شخص کو کوشش کرنے دو۔ خواہ زبان سے۔ خواہ تلوار سے۔ یقین رکھو۔ کہ جو بات مغلوب ہونے کے لائق نہیں۔ وہ کبھی مغلوب نہ ہو گی" اگر اس بات پر یقین کیا جاوے۔ تو اسلام کے صادق اور حق ہونے میں اور باقی تمام مذاہب کے کاذب اور باطل ہونے میں کسی دانشمند کو شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہو۔

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ۔ الحق تیرے رب کی طرف سے ہو پس۔ (او مخاطب) تو ہرگز شک و شبہ لانیوالوں میں مت ہو۔

اگر یہ بات سچ ہو۔ کہ الحق میں اسقدر زور ہوتا ہو کہ توپ و تفنگ اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتی تو یقین سمجھہ لو کہ کلام ربانی کی یہ صداقت بھری حقانی آواز جو دنیا (حالانکہ کل مخالف ہیں) کے کانوں میں پہنچا دی گئی۔ مخالفین کی تیز تلوار اور اُڑا دینے والی بارود سے ہزار بلکہ لاکھ درجہ بڑھکر اپنے خدائی قوت اور شجاعت کا بل رکھتی ہو۔ قرآن شریف اپنی راستی اور حقیقی ہونے کو در پردہ چھپ چھپا کر اور ہچکچاتا ہوا نہیں بیان کرتا۔ بلکہ میدان میں کھڑے ہو کر اپنی فوق العوق قوت صداقت سے مخالفوں کو نیچا دکھاتا اور اُنکی سب مخالفانہ طاقت کو خاک میں ملاتا ہو۔ کونسا حملہ آور ہو۔ جو کلام ربانی کی طاقت کے سامنے آیا اور منہ کے بل نہ گرا ہو۔ کونسا حریف ہو جو حقانی طاقت کے مقابلہ ٹھیرا ہو۔ جس شخص نے اس خدائی طاقت (پیغمبر خدا یا قرآن شریف) کا مقابلہ کیا۔ اُس کا انجام دیکھ لو

جو نیچرل طاقتوں کے خلاف کوشش کرنیوالوں کا ہوتا ہی جس شخص نے اس ارادہ الٰہی کا سامنا کیا۔ نتیجہ وہی نکلا۔ جو خدائی ارادوں کی مخالفت میں اڑنیوالوں کا ہوتا ہی۔ جس شخص نے اس نور الٰہی کے بجھانیکی کوشش کی وہ آپ جل گیا اور خدا کا نور دن بدن بڑھتا گیا۔ قال اللہ تعالیٰ۔

یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ ...... نُوْرِہٖ وَلَوْکَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ

کفار اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں۔ مگر اللہ اپنے نور کو کامل کرتا ہی۔ خواہ کافروں کو برا کیوں ہی نہ لگے بقول شاعر

شپرک خواہد کہ نبود آفتاب	تا بہ بیند دیدۂ د مرز و بوم
دست قدرت ہر صباح شمع مہر	مے فنمہ و زد بر کوری خفاش شوم

جس آدمی نے اس نورانی آفتاب کے سامنے ہاتھ رکھکر چھپانا چاہا۔ وہ آپ شپر کی طرح تاریکی گڑھے میں جا پڑا اور الٰہی روشنی تمام آفاق پر منتشر ہو گئی۔ مشرکوں یہودیوں۔ عیسائیوں۔ بت پرستوں۔ نیوگ پرستوں آتش پرستوں۔ مادہ پرستوں اور ہر گروہ کے مخالفوں نے جان توڑ سر پھوڑ کوششوں سے اس الٰہی چٹان کا مقابلہ کیا لیکن سب کے سب چکنا چور ہو گئے۔ ہاں سچ ہی۔ یہ وہ پتھر ہے کہ جو اسپر گرا چکنا چور ہو گیا۔ اور جسپر یہ جا کر گرا اُسے پیس ڈالا (متی ۲۱ باب ۴۴) سابق میں جسنے اسوقت کا مقابلہ کیا تھا ہوا۔ اب ایک نیا گروہ اس کے ساتھ ٹکرا رہا ہی۔ بفضل خدا کہ اُنکا حال بھی بدستور سابق ہوگا۔

مرا از نور قرآں ہست امید	ز دنیا محو گردد ظلمت وید
مشرف از فتوحات قرآنی	شود ویدی ویدی دیانندی پرانی

ان باتوں کی تحقیق کے واسطے غور و فکر کو کام میں لایا جاتا ہی۔ تو یہی کتاب

ایک دنیا میں نظر آتی ہی۔ جو اپنے دعویٰ کو با دلائل پیش کرتی ہی۔ دیگر کوئی
کتاب نہیں۔ جس کا ثبوت ہم پیش کرتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ
یَا اَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ
تَتَّقُوْنَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ
مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ
وَادْعُوْا شُهَدَآءَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ (ترجمہ)
ای لوگو عبادت کرو اپنے پروردگار کی جس نے تمکو بھی پیدا کیا ہی اور اُنکو بھی
جو تم سے پہلے تھے۔ شاید کہ تم ڈرو (وہ اللہ) جس نے زمین کو تمہارے
واسطے بچھونا بنایا۔ اور آسمان کو چھت اور اُتارا آسمان سے پانی پھر نکالے
اُس پانی سے پھل تمہاری روزی کے لیے سو تم دیدہ و دانستہ اللہ کے
شریک مت بناؤ۔ اگر تم کو اُس کے درمیان جو اُتارا ہمنے (قرآن شریف)
اپنے بندہ پر۔ شک ہی۔ کہ یہ اللہ کی طرف سے نہیں۔ پس تم بھی ایک ہی
سورت اسکی مثل بناؤ۔ اور اپنے مددگاروں کو بھی بلالو۔ سوائے اللہ اگر تم
اس بات میں (کہ یہ قرآن شریف اللہ کی طرف سے نہیں ہی) سچے ہو۔
(۱) خداوند کریم نے اپنی عبادت کا حکم دیا (۲) اپنی قدرت کا اظہار کیا
کہ میری عبادت اسوجہ سے تمپر فرض ہی کہ تمکو اور جو تم سے اول پیدا ہوئے
اور زمین آسمان اور جو کچھ اُنکے درمیان ہی۔ میں ہی اُن سب کا پیدا کرنیوالا
ہوں اور پھر زمین سے طرح طرح کی نباتات کا پیدا کرنا میری ہی قدرت ہے
اور اُنکا علم بھی میرے پاس ہی۔ اسیواسطے زمین و آسمان کے عجائبات کا بیان
فرمایا۔ اسکے علاوہ اور بھی بہت جگہہ خداوند کریم کی ذات نے اپنے

علم کے دلائل بیان فرمائے۔

(۱) اِنَّ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْئٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ۔ یعنی اللہ کو زمین و آسمان کی سب چیزوں کا علم ہے اور کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔

(۲) ھُوَالَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَاءُ۔ یعنی وہی ہے جو رحموں کے درمیان تمہاری صورت جسطرح چاہتا ہے بناتا ہے۔

(۳) اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَھُوَاللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ۵ یعنی کیا جس نے پیدا کیا وہ جانتا نہیں ہے۔ حالانکہ وہ باریک بین خبردار ہے۔

(۴) وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَا اِلَّا ھُوَ۔ یعنی اُس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں۔ جنکو بجز اُسکے کوئی نہیں جانتا۔

خدا جل جلالہ نے اپنی توحید اور واحد ہونے اور اپنے علم کے یہ دلائل بیان فرمائے۔ اسکی وجہ یہ تو میں اوپر ذکر کر آیا ہوں۔ کہ آں صلی اللہ علیہ وسلم جسوقت مبعوث ہوئے۔ اُسوقت ہر طرح کے گمراہ اور مشرک لوگ موجود تھے اور طرح طرح کے دلائل سے کام لیتے تھے۔ جن میں بڑے بڑے مشہور فرقے یہ تھے۔

(۱) دہریہ (۲) قادر مختار کا انکار کرنیوالا (۳) خدا کے ساتھ شریک ماننے والے (۴) وہ فرقہ جو نبوت کا منکر تھا اسکے پھر دو گروہ تھے۔

(۱) اول وہ لوگ جو نبوت کے قائل ہی نہ تھے (۲) جو نبوت کے قائل تھے مگر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کرتے تھے۔ مثلاً یہود و نصاریٰ اب ہم بفضل خدا ہر ایک کی تردید جسطرح قرآن شریف نے کی ذکر کرتے ہیں کتاب الٰہی منکران خدا کی اسطرح تردید کرتی ہے۔ کہ جو کسی بشر کے احاطہ قدرت سے باہر ہے۔ اور انسان کی عقل قاصر ہے۔

(۱) اول دہریوں کا عقیدہ یہ تھا۔ مَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِيْنَ ۵ یعنی ہمکو نہیں ہلاک کرتا مگر زمانہ۔ اور پھر ہمکو اُٹھنا نہیں ہی۔ انکی تردید کیواسطے ایسی ہی دلیلوں سے فرمادیا۔ کہ زمین و آسمان سیارات اور ارض پیدائش یہ سب ہمارا ہی پیدا کیا ہوا سامان ہی۔ اسیطرح تمکو بھی پیدا کیا ہی۔

(۲) دوسرا فرقہ وہ تھا۔ جو قادر مختار کا انکار کرتے تھے۔ خدا تعالی انکے قول کو بھی اسطرح باطل فرماتا ہی۔ کہ ہم اقسام اقسام کے نباتات اور حیوانات پیدا کرتے ہیں۔ باوجودیکہ یہ سب طبائع اور تاثیرات فلکی کے اندر مشترک ہیں۔ انکا پیدا ہونا خود اس بات کی دلیل ہی۔ کہ کوئی قادر مطلق ہی۔ اُسکی شان یہ ہی کہ ان تمام چیزوں میں سے کوئی بھی پوشیدہ نہیں ہی۔ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۵

(۳) وہ فرقہ تھا۔ جو خدا تعالی کے ساتھ شریک مانتا تھا۔ بعض لوگ اُنمیں ایسے تھے۔ جو خدا تعالی کے ساتھ معبود علوی مانتے تھے۔ مثلاً وہ لوگ جو کواکب کو اس عالم کے اندر مؤثر کہتے تھے۔ خدا تعالی نے اُنکے اعتقاد باطل کی اوسی دلیل سے تردید فرمائی جس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کواکب و سورج وغیرہ کے معبود ہونے کو باطل کیا تھا۔ جیسا کہ اس آیت کے اندر ہے۔ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأىٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّي ۖ فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْآفِلِيْنَ ۵ جب ابراہیم کو رات کا اندھیرا ہوا تو اُس نے ایک ستارہ دیکھا۔ اور دیکھکر کہا۔ یہ میرا پروردگار ہی۔ پھر جب وہ ستارہ چھپ گیا تو کہا کہ چھپ جانیوالوں سے میں جی نہیں لگاتا۔ متکلمین کا طریق بھی یہی ہی کہ عالم کے متغیر ہونے کو حادث ثابت کرتے ہیں۔ پس جو چیز حادث ہی

وہ معبود بھی نہیں ہے۔

اور نصاریٰ شریک سفل کو مانتے تھے۔ یعنی حضرت مسیح علیٰ نبینا و علیہ السلام کو معبود بتلاتے تھے۔ اور بت پرست لوگ اپنے بتوں کو اللہ کا شریک کہتے تھے۔ جناب باریتعالیٰ عز اسمہ و غلب برہانہ نے کثرت کے ساتھ قرآن پاک کے اندر جابجا اُنکے خیالات باطلہ کی تردید کی ہے۔ جیساکہ ہم اوپر بتوں کی بابت مفصل تحریر کر آئے ہیں۔ کہ جب کوئی مکھی انسے کوئی چیز چھینکر لیجاوے۔ تو اُس کے واپس لینے کی انمیں طاقت نہیں تو کیا خدا ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔ قَالَ اللّٰہ تعالیٰ۔ قُلْ لَّوْ کَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِی الْعَرْشِ سَبِيْلًا ؕ یعنی کہدے۔ اگر بقول مشرکین کے خدا تعالیٰ کے ساتھ دوسرے خدا بھی ہوتے ہیں۔ تو مالک عرش کی طرف راستہ نکال لیتے۔ وَ لَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ۔ یعنی اگر کئی خدا ہوتے تو ایک دوسرے کے اوپر چڑھ جاتا۔ پھر فرمایا لَوْ كَانَ فِيْهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ؕ یعنی اگر زمین و آسمان میں دو خدا ہوتے۔ تو زمین آسمان خراب ہو جاتے پس ان دلائل قاطعہ اور براہان ساطعہ سے اچھی طرح واضح کر دیا کہ خدا ایک ہے۔

(۴) وہ فرقہ تھا۔ جو اصل نبوت کے اندر طعن کرتے تھے۔ اور وہ دو گروہ تھے

(۱) اول تو وہ لوگ جو در اصل نبوت کے اندر ہی کلام کرتے تھے۔ کہ کوئی شخص نبی ہو ہی نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ اُنکی حکایت اس آیت قَالُوْۤا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ؕ کہا منکروں نے کہ ہماری طرف بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اس کے جواب میں خداوند کریم نے فرمایا۔ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْۤ اِلَيْهِمْ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا

قُلْ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًامْ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ وَمَنْ عِنْدَہٗ عِلْمُ الْکِتَابِ ۵ یعنی اے پیغمبر ہمنے تجھسے پہلے بھی آدمیوں ہی کو وحی دی اور پیغمبر بناکر بھیجا۔ اور جو کفار تھے اُنھوں نے کہا کہ یہ پیغمبر نہیں اے ہمارے حبیب تو منکروں سے کہدے کہ اس معاملہ میں میرے (نبی ہونے) اور تمہارے (انکار کرنے) میں اللہ ہی شاہد کافی ہے۔ اور اُس کے پاس سے ہی علم کتاب ہے۔
دوسرا جواب دوسرے فرقہ کے ساتھ ہی فرمایا۔ کیونکہ وہ گروہ گو نبوت کا منکر نہ تھا۔ مگر آپ کی نبوت سے انکار کرتا تھا۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ وَمَا کُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِہٖ مِنْ کِتَابٍ وَّلَا تَخُطُّہٗ بِیَمِیْنِکَ۔ اور اے نبی تو اس نبوت سے پیشتر نہ کبھی کوئی کتاب پڑھ سکتا تھا۔ اور نہ اُسے اپنے داہنے ہاتھ سے لکھتا تھا۔ اور اب اسقدر فصاحت اور بلاغت سے مالامال کتاب پڑھکر تو لوگوں کو سُناتا ہے۔ پھر بھی تمہاری نبوت سے انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ باوجود فصیح و بلیغ ہونے کے ایک سورت بھی ویسی بناکر نہیں لاسکتے۔ خواہ سب ملکر بنانا چاہیں۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔
فَأْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ وَادْعُوْا شُہَدَآءَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۵ یعنی لے آؤ ایک ہی سورت مانند اسکی بناکر اور اپنے شاہدوں کو بھی سوائے اللہ کے بلالو۔ اگر تم سچے ہو۔ یاد رہے کہ یہود اور نصاریٰ جو جناب رسالتمآب علیہ الف الف صلوات و تحیات کی رسالت میں کلام کرتے تھے تو اُنکے طریقے یہ تھے۔ کبھی تو قرآن پاک کے اوپر طعن کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ اُنکے طعن کے جواب میں فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖۤ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَہَا۔ یعنی خدا تعالیٰ کو اس بات سے شرم نہیں آتی ہے کہ کوئی مثال بیان کرے۔ مچھر کی مثال ہو۔ یا زیادہ اور کبھی کہتے تھے

کہ ہمکو ایسے اور ویسے معجزے دکھلاؤ گے۔ جب ہم ایمان لاویں گے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ اُنکے حال کی حکایت فرماتا ہے۔ وَقَالُوا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْبُوْعًا اَوْ تَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ط یعنی اُنھوں نے پیغمبر سے یہ بات کہی۔ کہ ہم تم پر کبھی ایمان لاویںگے جبتک کہ تو ہمکو زمین سے ایک چشمہ نہ نکالدے۔ یا تیرے لیے ایک سونے کا گھر ہو۔ یا تو آسمان پر چڑھ جائے۔ کبھی کہتے تھے۔ کہ یہ قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے اُترا ہے۔ اسوجہ سے اُس میں شبہ ہو سکتا ہے۔ کہ یہ کتاب خدا تعالیٰ کی نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے اُنکے شبہ کا جواب اسطور پر دیا کَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ط یعنی ہم نے اسیطرح پر قرآن شریف کو اسلیے اُتارا ہے۔ کہ ہم تیرے دل کو پکا کر دیویں۔ اور صاف صاف اُسکو ہمنے پڑھ دیا ہے۔

(۵) وہ فرقہ تھا۔ جو حشر ونشر کے اندر کلام کرتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے حشر و نشر کے ثابت کرنے اور منکرین کے قول کو باطل کرنے کے لیے اقسام اقسام کے دلائل بیان فرمائے ہیں۔ جیسا کہ اس آیت میں وارد ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔ قَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ط یعنی کہا اُنھوں نے کہ جب ہماری ہو جاویں ہڈیاں اور گل جاویں تحقیق ہم البتہ اُٹھائے جاویں گے پیدائش جدید۔ تو اُس کے جواب میں خداوند کریم فرماتا ہے۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ط یعنی کیا تم نہیں دیکھتے کہ جسطرح خداوند تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے۔ وہ اسپر بھی قادر ہے۔ کہ اُنکو اُسیطرح پھر پیدا کرے یعنی حشر ونشر کے دن ؟

(۶) وہ فرقہ تھا۔ جو تکالیف شرعیہ کے اوپر اعتراض کرتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ اگر کسی بندے کو کسی حکم کے ساتھ مکلف کرے تو اُسمیں کچھ فائدہ نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ اُنکے اس خیال فاسد کے جواب میں ارشاد فرمایا۔ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ وَاِنْ اَسَأْتُمْ فَلَهَا ۔ یعنی اگر اچھا کروگے تو اپنی ذات کے لیے اچھا کروگے اور اگر بُرا کروگے تو اپنی ذات کے لیے کروگے۔ کبھی یہ لوگ کہتے تھے۔ کہ حق بات یہی ہے۔ کہ بندہ اپنے کاموں میں مجبور ہے۔ اور جب مجبور ٹھیرا۔ تو پھر تکلیف شرعی کیونکر صحیح ہوسکتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس خیال کے رد میں ارشاد فرمایا۔

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ۔ یعنی خدا تعالیٰ جو کوئی کام کرے تو اُس سے کوئی بازپرس کرنیوالا نہیں ہے۔ اور لوگ جو کام کرتے ہیں اُنسے بازپرس ہوگی۔ ہم نے اشارۃً ان سب گروہوں کا بیان کردیا۔ جو کہ خدا کے منکر۔ بت پرست۔ منکر رسالت وغیرہ موجود تھے۔ اس حالت میں اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ حکمت کی طرف غور کرو۔ کہ اُس نے نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ملک میں مبعوث کیا جس میں ہر قسم کے عقیدہ والے لوگ موجود تھے۔ یعنی ایسا کوئی عقیدہ باطل نہیں نکلتا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عرب کے قوموں میں موجود نہ ہو۔ مشرکین وہاں تھے۔ جنھوں نے سیکڑوں بتوں کو خدا کا شریک کر رکھا تھا۔ مجوس وہاں تھے۔ جو دو خدا یعنی خالق خیر و خالق شر کو مانتے تھے۔ آتش پرست۔ ستارہ پرست۔ سورج پرست۔ چاند پرست۔ بت پرست۔ خدا کے قطعی منکر۔ غرضیکہ ہر ایک قسم کے بطلان پرست وہاں جمع ہو رہے تھے۔ جب آں سرور کائنات نے خداوند کریم کا کلام سی

ان آیات کو پڑھ کر سنایا لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلّٰهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ۝ یعنی تم نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کے آگے سر جھکاؤ۔ اور سجدہ صرف اُسی ذات کو کرو جس نے ان سب اجرام سماوی کو بنایا ہے پھر فرمایا ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۝ یعنی تمہارا رب وہ اللہ ہے کہ جس کے سوا پوجا اور عبادت کے کوئی لایق نہیں ہے۔ وہ ہر شے کا خالق ہے۔ پس اسی کی پوجا کرو۔ وہی ہر شے کا کارساز ہے۔ آنکھیں اُسکی ذات کی دریافت سے عاجز ہیں اور خدا کو آنکھوں کا بھی پورا پورا علم ہے اور وہ تو باریک بین خبیر ہے۔ پھر فرمایا وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ ۝ اور تمہارا خدا ایک ہی خدا معبود ہے وہ بڑا احسان ورحیم ہے۔ جب اسطرح مفصل دلائل اُن تمام فرقوں کی تردید کی۔ جو کہ عرب میں موجود تھے۔ یعنی یہود وہاں آرہے تھے۔ جو قساوت قلبی میں مشہور اور سخت بداعتقادیوں میں گرفتار تھے۔ عیسائی وہاں تھے۔ جو تثلیث وکفارہ کے قائل اور اعمال حسنہ کو فضول قرار دیتے تھے۔ دہریے۔ سوفسطائی فلسفی۔ مادہ روح کی قدامت کے قائل آریہ کے بھائی تناسخ۔ غرضیکہ ہر قسم کے باطل عقیدے والے لوگ خدا نے گویا کھینچ کھینچکر عرب میں اکٹھے کردیے تھے۔ تاکہ قیامت تک کوئی ایسا فرقہ کا ذب اور عقیدہ باطل نہ رہجائے جس کا بطلان نبی آخر الزمان بذریعہ قرآن شریف کے نہ کردے۔

وَلِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ اور ساری دنیا پر ہمیشہ کے واسطے حجت ہوجاوے۔ اسی اتمام حجت کی وجہ سے آنحضرت سید المرسلین

اور خاتم النبین کہلاتے ہین - اور یہی حضور کے آنے کی اصلی غرض تھی -
یہ خداوند تعالےٰ کی عجیب و غریب حکمت تھی - کہ اپنے حبیب کو ایسا قطعہ زمین پر
جہان کہ ہر قسم کے باطل پرست جمع تھے - مبعوث فرمایا - اور دلائل قاطعہ اور
براہین ساطعہ سے ہر ایک کی تردید کر دی - اور اسطرح ہر ایک کا قافیہ
تنگ ہوا کہ خدا کی توحید کی آواز سنکر ہر ایک نے کہا - (ہذا شیی عجاب) یہ عجیب
بات ہے - کہ اتنی مخلوقات کا خالق و مالک صرف ایک اکیلا خدا - مگر سلیم
طبیعتون نے جو چند گنتی کے آدمی تھے - آپکی رسالت کو قبول کر کے اپنی شریف
ہونے کا پورا ثبوت دیا - مگر جن دلون مین کہ بت پرستی اسقدر رچ گئی تھی
کہ سدھرنے کے لایق ہی نہ تھے - وہ اولٹے مخالف اور سخت مخالف ہو گئے -
اور . . . . آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
معہ آپ کی اصحاب جو کہ چند گنتی کے آدمی تھے اذیتین اور تکلیفین پہچانی شروع
کین - اور طرح طرح کے بہتانے اور تجویزین سوچنے لگے - کہ کسی طرح آنحضرت
تبلیغ حق سے ہٹ کر بتون کی تعریف مین مشغول ہو جاوین - چنانچہ ایک دفعہ کا
ذکر ہے کہ ایک دفعہ سب کفار متفق ہو کر آن حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدمت مین آئے اور عرض کی کہ آپ بت پرستی کی مذمت چھوڑ دین
اوسکے بدلے مین چاہین تو ہم آپ کو اپنا بادشاہ بنا لین جس خوبصورت
اور شریف عورت سے نکاح کرنا چاہین اُس سے نکاح کرا دین تو بیماری ہے
تو علاج کرائین - مال و دولت کی ضرورت ہے تو ہم چندہ کر کے جتنا چاہین
اکٹھا کر دیتے ہین - اسکے جواب مین آپ نے فرمایا تو یہی فرمایا - کہ ان باتون
سے مجھے کسی امر کی خواہش نہین ہے مین خدا تعالےٰ کی طرف سے بشیر و نذیر ہو کر
آیا ہون - اگر تم لوگ میری نصیحت کو قبول کرو گے اسلام اختیار کرو گے

تو دنیا و آخرت مین تمہاری بھلائی ہے۔ اگر انکار کروگے تو مین صبر کرونگا حتی کہ
اللہ تعالےٰ خود میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے؟

کہاں ہین وہ لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بدگمانی کرتے ہین
کہ آپ کاذب اور فریبی دنیا کے مال کے خواہشمند یا شہوت پرست تھے۔ اس
وقت جو کچھ زبان سے ارشاد فرماتے رئیس قریش حاضر کرنیکو طیار تھے۔ مگر
آپ نے اس جوانی بھری عمر مین حسین عورت کی ترغیب اور دنیاوی مال کے لالچ
کی کچھ پروانہ کرکے صاف فرما دیا کہ مین تبلیغ حق سے کبھی باز نہ آؤنگا؟
پھر دیکھو مسٹر کارلائل ایک واقعہ کو اس طرح بیان کرتا ہے۔

محمد صلعم نے قدرتی طور سے قریش کو اس طرح پر رنجیدہ کیا کہ وہ کعبہ کی محافظ اور متولن
کے متہم تھے۔ ایک دو ذی رعب آدمی (عمر۔ ابو بکر) ساتھ ملگئے اب یہ دین
آہستگی سے پھیلا۔ لیکن ضرور پھیلتا جاتا تھا۔ فطرتاً ہر ایک شخص کو آپ سی
رنج پہونچا۔ (اور ایک پکار اُٹھا) کہ وہ کون ہے جو ہم سب سے دانا تر ہونے کا دعویٰ
کرتا ہے۔ وہ ہم سب کو محض بیوقوف اور لکڑی کے پرستار سمجھکر ملامت کرتا ہی
عموی مہربان ابو طالب نے کہا کہ کیا تم سے یہ نہین ہو سکتا کہ خاموش رہو
اور ان باتون پر خود یقین رکھو اور اس ذکر سے دوسرونکی دل آزاری
اور رؤسا کی غضب آوری نہ کرو۔ اور اپنے ساتھ ہم لوگون کو بھی خطرہ
مین نہ ڈالو۔ محمد (فداہ امی وابی) نے جواب دیا۔ کہ اگر آفتاب میرے
دہنے ہاتھ اور ماہتاب بائین ہاتھ پر کھڑے ہو کر یہ کہین کہ چپ رہو۔
تو مین انکی اطاعت نہین کر سکتا ہون۔ نہین جو حق اُسے دستیاب ہوگیا تھا
وہ خود فطرت اللہ تھا۔ جو آفتاب و مہتاب بلکہ ہر ایک مخلوق ایزدی کے
برابر تھا۔ باوجود چاند و سورج کی مزاحمت اور تمام قریش اور تمام جن و انس

اور انسان کی مقاومت کی۔ جب تک اس قادر مطلق کو منصور ہوگا۔
یہ حق خود اپنے تئین پکار کر ظاہر کرتا رہیگا - یہ ایسا ضرور ہی کریگا - اور اس
کے سوا کئے اُس سی کچھ اور ہو نہین سکیگا۔ محمد نے اسطرحپر جواب دیا
اور کہتے ہین کہ آنسو نکل پڑے۔ آنسو اس واسطے نکل پڑے۔ کہ اُس نے
معلوم کیا۔ کہ ابو طالب تو آپر مہربان ہے۔ لیکن جس کام کا بیڑا اُٹھایا ہی
وہ کوئی آسان کام نہین ہی۔ بلکہ دشوار اور عظیم المرتبت ہے۔ ولیکچر ہٰذا
مگر جس کو قدرت یعنی خدائی طاقت اپنی گود مین لئے ہوئے حفاظت کر رہی ہو
اوسکو کون ہلاک کرسکتا ہے۔ مسٹر کارلائل موصوف بیان کرتے ہین ۲۷ ۔
بارہا ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ آپکا کام تمام ہو چکا ہی۔ اور ایک دفعہ سے زیادہ
تنگی اُجبل پہاڑ کی مثل کا مصداق بننا پڑا۔ کسی سوار کا گھوڑا اڑ گیا یا اس قسم کا
اور مانع پیش آگیا۔ ورنہ محمد اور اُسکے دین کا خاتمہ بول جاتا اور اُنکا ذکر بالکل
نہ سُنا جاتا۔ لیکن اس قسم کا انجام مشیت ایزدی مین مقدر نہ تھا۔ آپ کی رسالت
کے تیرہوین سال مین یہ معلوم کرکے کہ آپ کی تمام دشمنون نے آپ کی برخلاف
جتھا کرلیا ہے۔ اور ہر ایک قبیلہ سے ایک ایک شخص منتخب کرکے چالیس آدمیون
نے قسم کھائی ہے۔ اور جانستانی کے انتظار مین ہین اور مکہ مین زیادہ تقام
ناممکن ہی آپ اس مقام مین بھاگ گئے۔ جسکو اوسوقت یثرب کہتے تھے اور جہان
آپ کی بعض معتقدین تھے۔ یہ وہ شہر ہے جسکو اب مدینہ یا مدینۃ النبی یا شہر نبی
اُسی واقعہ کی وجہ سے کہتے ہین۔ مدینہ وہان سے دوسو میل کے فاصلہ پر
پر آباد ہی۔ اور چٹانون اور صحراؤن مین سے گذر کر جانا پڑتا ہی۔ بڑی
دقت اور محنت کی ساتھ ایسی نازک حالت مین جسکو قیاس کیا جا سکتا ہی
آپ وہان پونہچے۔ اور لوگون نے خوشی سے استقبال کیا ۲۷ و ۲۸

اس طرح کفار نے ہر طرح کوشش کی کہ یا تو آپ کو شہید کر دیا جاوے یا دنیاوی
لالچ کی ترغیب دیکر تبلیغ حق سے آپ کو روکا جاوے چنانچہ خدا کریم ارشاد
فرماتے ہین قال اللہ تعالیٰ

وان کادو لیفتنونک عن الذی اوحینا یعنے وہ کفار تو اس خیال مین لگی تھے
الیک لتفتری علینا غیرہ واذا لا کہ نبی اُس وحی کے سوا جو ہمنے تم پر بھیجی ہے
تخذوک خلیلا ہ ولولا ان ثبتنٰک کچھ اور باندھ لیوے - تو پھر (کفار) تمکو
لقد کدت ترکن الیھم شیئًا قلیلا دوست بنا وین ؟ اور اگر ہم تمکو قدم ثابت رکھتے
اذا لاذقنٰک ضعف الحیٰوۃ وضعف تو قدرے تو اے ہمارے حبیب)
الممات ثم لا تجد لک علینا نصیرا اُن کی طرف جھک ہی جاتا - تو ہم
وان کادو لیستفزونک من الارض دو چند تکلیف زندگی مین اور دو چند
لیخرجوک منھا واذا لا یلبثون موت مین پھر تمکو ہمارے مقابلہ مین کوئی مددگار نہ
خلٰفک الا قلیلا ہ اور وہ کفار تو اس خیال مین بھی لگی تھے
کہ تجھکو اس زمین سے نکال دیوین مگر اسوقت نہ ٹھہرینگے (وہ خود ہی) مگر
تھوڑا سا - لہ

کہان ہے - مخالفین کا گروہ کہ ان واقعات اور مشاہدات اور آیات ربانی
پر غور کرے کہ کیا کوئی شخص اپنی واسطے خود ایسا کہ سکتا ہے - ہرگز نہیں
اور باوجود کفار کی اس قدر جستجو کے آپ کا صحیح سلامت رہ کر اپنے اصلی
مقصد کو پہونچکر توحید کی ڈنکا دنیا مین بجانا اور نئی روح پھونک دنیا اسلامی
صداقت کا اعلیٰ معیار نہیں ہے باوجودیکہ کفار نے اس نور کے بجھانے مین
از حد کوشش کی، قال اللہ تعالیٰ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم
واللہ متم نورہٖ ولو کرہ الکٰفرون ہ

مُنہ کی پھونکون سے بجھا دیوین مگر اللہ اس نور کو کمال پر پہونچاتا ہے خواہ
کفار کو بُرا ہی کیون نہ معلوم ہوے۔

شپرک خواہد کہ نبود آفتاب　　تا نبید دیع او مرز و بوم
دست قدرت ہر صباحے شمع مہر　　مے فروزد بر بسوزئے خفاش شوم

غرضکہ کفار نے آنجناب اور آپکے اصحابہ کو اسقدر اذیتین اور تکلیفین
پہونچانی شروع کین تو وہ رحیم اور مہربان رسول اصحابہ کی اس حالت کو
اپنی آنکھون سے دیکھنے کا متحمل نہ ہوسکا۔ اجازت دیدی کہ میرا جو حال ہو سو ہو
اب تم سے جس کا جی چاہی مکہ چھوڑکر نکلجائیے۔ اور اپنی جان بچالے چنانچہ
آپکی بعثت کی پانچوین سال کسی قدر لوگ کفار کی شرارت امن و امان مین رہنے
کے خیال سے ہجرت کرکے حبشہ کو چلے گئے۔ اور وہان کے بادشاہ نے
جس کا نجاشی لقب تھا۔ انہین اپنی سلطنت مین جگہ دی۔ اور امن و امان مین رکھا
قریش کے سفیر اس بات سے جل گئے۔ اور اُنھون تحفہ تحائف دیکر اپنے سفیر
وہان بھیجے۔ تاکہ ان مہاجرون کو جگہ ندی جادے۔ مگر نجاشی نے اُن کے
تحفے پھیردئے۔ اور سفیر ناکام واپس ہوے۔ اور مسلمان بخوشی خاطر وہان
مقیم رہے نجاشی نے حضرت جعفر سے قران شریف سننے کی درخواست کی۔
اُنھون سورہ مریم کی ابتدائی آئتین پڑھین جن سے اس پر اس قدر رقت
طاری ہوئی۔ کہ وہ رو پڑا۔ اور اُسکے آنسو داڑھی پر بہے۔ آنحضرت کی نبوت
تصدیق۔ اور کہا اگر کار سلطنت میرے متعلق نہ ہوتا۔ تو مین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا خادم بنتا اور اُن کو وضو کرایا کرتا۔ واقعی ایسی تعلیم کا اثر یہی ہوتا ہے
کہ منصف آدمی کو سوائے قبولیت کی کوئی چارہ نظر نہین آتا ہے ع۔ عدو شر
برانگیزد کہ خیر ما دران باشد۔ اس زمانہ مین جو خط حضور نے ہرقل شاہ روم کو لکھا تھا اسکی عبارت یہ ہے

بسم الله الرحمن الرحيم من محمد
بن عبد الله ورسوله الى هرقل عظيم
الروم سلام على من اتبع الهدى امابعد
فانى ادعوك بدعاية الاسلام اسلم
تسلم يؤتك الله اجرك مرتين
فان توليت فان عليك اثم الاريسيين
قال ويقال اليسيين ويا اهل الكتاب
تعالوا الى كلمة سواء بيننا وبينكم
ان لا نعبد الا الله ولا نشرك
به شيئا ولا يتخذ بعضنا بعضا
اربابا من دون الله فان تولوا فقولوا
اشهدوا بانا مسلمون صحیح بخاری کتاب الوحی

اللہ کے نام سے شروع ہے جو نہایت
رحم والا اور مہربان ہے۔ یہ خط
خدا کے رسول محمد بن عبد اللہ
(کی طرف سے) ہرقل شاہ روم کی طرف
ہے۔ سلام ہو۔ اُس پر جو ہدایت کی پیروی
کرے، اسکے بعد واضح ہو کہ میں تمکو
اسلام کیطرف دعوت کرتا ہوں۔ کہ تم
اسلام لے آؤ۔ تو بچ جاؤ گے۔ اور
تم کو خدا تعالے دوہرا اجر دیگا۔ اور اگر تم نے
روگردانی کی تو کل قوم یرسین کا گناہ
تم پر ہوگا اور اے اہل کتاب ایک ایسے
کلمہ کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں
برابر تسلیم کیا جاتا ہے۔ کہ نہ تو ہم سوائے خدا کے کسی اور کی عبادت کریں اور نہ
کسی اور چیز کو اُسکے ساتھ شریک کریں اور نہ ہم میں سے کوئی کسی کو خدا
کے سوا مالک بنائے۔ پس اگر یہ لوگ روگردانی کریں۔ تو تم (اے مسلمانو)
اُن سے کہو کہ تم شاہد رہو۔ کہ ہم تو صرف ایک خدا کے فرمانبردار رہیں
یہ خط آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک صحابی وحیہ کلبی کے ہاتھ ارسال
کیا ان دنوں میں عرب کا ایک طائفہ تجارت کیلئے اس علاقہ میں وارد تھا
ابو سفیان بھی جو ابھی تک مسلمان نہ ہوئے تھے۔ اسی طائفہ میں تھے بادشاہ
نے عرب کے اس طائفہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات دریافت
کرنے کیلئے اپنے حضور میں بلوایا اور اپنے ایک ترجمان کی وساطت سے

انکو پوچھا - کہ تم مین سے مدعی رسالت شخص کا از روے نسب کے کون زیادہ قریبی ہی
ابوسفیان نے کہا - مین ہون - بادشاہ نے اُسے تو سب کے آگے اور باقی قوم
کو اُسکے پیچھے کھڑا کرکے اپنی ترجمان سے فرمایا کہ ان سے کہو - کہ مین اس شخص
(ابوسفیان سے کچھ باتین دریافت کرتا ہون - اگر یہ ادن مین کچھ غلط بیانی کرے
تو تم اُسکی تکذیب کرنا) ابوسفیان کہتا ہے - کہ خدا کی قسم اگر مجھے اس بات سے
شرم نہوتی - کہ قوم مجھے جھوٹا تصور کریگی تو مین اُس وقت آنحضرت کی نسبت
ضرور کچھ نہ کچھ غلط بیانی کرتا -

ہرقل اور ابوسفیان مین اُسوقت جو باتین ہوئین اُنکا نقشہ اس طرح پر ہے -

ہرقل (بواسطت ابوسفیان سے مخاطب ہوکر) کَیفَ نَسَبُہٗ فِیکُم تم مین سے
اُس شخص یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کیسی ہے - ابوسفیان (بوساطت
ترجمان) ھُوَ فِینَا ذُو نَسَبٍ، یعنی وہ ہم مین عالی نسب ہے -

ہرقل - تو کیا اس سے پہلے تم مین سے کسی اور نے یہ دعوی کیا ہے - ابوسفیان نہین
ہرقل - کیا اس کے آباؤ اجداد مین سے کوئی بادشاہ بھی ہوا ہے - ابوسفیان نہین
ہرقل - تو کیا امرا لوگ اُس کے پیرو ہوے ہین یا مساکین وضعفا ؟ ابوسفیان نہین
بلکہ غربا - ہرقل تو کیا وہ بڑھتے ہین یا کم ہوتے ہین - ابوسفیان نہین بلکہ دن بدن
بڑھتے ہین - ہرقل - تو کیا کوئی شخص اُسکے دین مین داخل ہونے کے بعد اُس کے دین سے
ناراض ہوکر مرتد بھی ہوجاتا ہے - ابوسفیان نہین - ہرقل - تو کیا تم اُس کو
ایسا دعوی کرنے سے پیشتر کبھی جھوٹ سے متہم جانتے تھے - ابوسفیان نہین -

ہرقل - تو کیا کبھی کسی سے وہ بیوفائی بھی کرتا ہے - ابوسفیان - جب سے ہم اُس سے جدا ہوے
ہین اُس وقت تک تو اُس نے کبھی بیوفائی نہین کی - اور اب اُس کے بعد کی بابت ہم
نہین جانتے - کہ وہ کیا کرتا ہے - ابوسفیان کہتا ہے - کہ مجھے ہرقل کے سوالات کے متعلق

سوائے اس امر کے کسی اور جگہ اپنی طرف سے کچھ ملانے گنجائش نہ ملی۔

ہرقل۔ تو کیا تم نے کبھی اُس سے جنگ آزمائی بھی کی۔ ابوسفیان ہاں

ہرقل۔ تو اس کا نتیجہ کیسا رہا۔ ابوسفیان جنگ پانی کے ڈول کے مانند ہے کبھی اُسکے ہاتھ مین اور کبھی ہمارے ہاتھ مین۔

ہرقل۔ وہ تمکو کن باتونکا حکم کرتا ہی۔ ابوسفیان۔ وہ یہ کہتا ہے۔ کہ تم صرف خدائے واحد کی عبادت کرو۔ اور اُسکے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ۔ اور اسکے متعلق باپ دادون کی باتون کو چھوڑ دو۔ اور ہم کو نماز اور راست گوئی اور پاکدامنی و رشتہ دارون سی پیوند قائم رکھنے کا حکم کرتا ہے؟

ہرقل نے اس سلسلہ گفتگو کے بعد اپنی ترجمان سے کہا۔ کہ اس شخص ابوسفیان سے کہو۔ کہ ہم نے تم سے اُسکی نسب کی بابت پوچھا۔ تو تم نے بیان کیا۔ کہ وہ شریف النسب ہے اسی طرح پیغمبران خدا اپنی قوم کے سب سے اعلیٰ نسب مین مبعوث ہوتے ہین۔ اور پھر جو ہمنے تم سے پوچھا۔ کہ اس سے بیشتر کبھی تم مین سے کسی نے ایسا دعوی کیا ہی۔ اور تم نے کہا کہ نہین تو مین نے اسلئے پوچھا تھا کہ اگر اس سے پیشتر کبھی تم مین سے کسی نے ایسا دعوی کیا ہوتا۔ تو مین کہتا۔ کہ یہ شخص ایسی بات کی ریس کرتا ہے۔ جو اس سے پہلے کی جاچکی ہے۔ اور پھر جو ہمنے یہ پوچھا۔ کہ اس کی باپ دادا مین سے کوئی بادشاہ بھی ہوا ہے۔ اور تم نے کہا کہ نہین۔ تو اُسکی وجہ یہ تھی کہ اگر اسکے آبا مین سے کوئی بادشاہ ہوا ہوتا۔ تو مین کہہ سکتا تھا۔ کہ یہ شخص اپنے باپ جیسی سرداری حاصل کرنا چاہتا ہے اور پھر جو ہم نے یہ پوچھا کہ کیا تم اُسنے اس دعوی نبوت سی پیشتر جھوٹ کی تہمت سی آلودہ جانتے تھے۔ اور تمنے کہا نہین۔ تو اس سے مین نے پہچان لیا کہ وہ ایسا شخص نہین۔ کہ لوگون کے متعلق تو جھوٹ سی اجتناب کرے اور خدائے تعالے پہ جھوٹ باندھے

اور پھر جو ہمنے پوچھا۔ کہ اس کے پیرو امرا ہوئے ہین۔ یا غریب لوگ۔ اور تمنے کہا کہ غریب لوگ اوسکے پیرو ہوئے ہین (تو یہ اس لئے کہ) یہی لوگ رسولونکے پیرو ہوتے ہین (٦) اور پھر جو تم سے یہ پوچھا گیا کہ اسکے پیرو گھٹتے ہین یا بڑھتے ہین۔ اور تم نے کہا کہ وہ بڑھتے ہین (تو اسکی وجہ یہ ہی کہ ایمان کا معاملہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ حتی کہ پورا ہو جاوے۔ اور پھر جو یہ پوچھا گیا کہ کیا کوئی اُسکے دین مین داخل ہونیکے بعد ناراضگی کے سبب سے مرتد بھی ہو جاتا ہی اور تم نے کہا کہ نہین تو ایمانکا ایسا ہی حال ہوتا ہی۔ حتی کہ اُسکی بشاشت دلونمین رچ جائے۔ (٨) اور پھر جو یہ پوچھا گیا۔ کہ وہ بیوفائی بھی کرتا ہی۔ اور تم نے بیان کیا کہ نہین تو رسولان خدا کا ایسا ہی حال ہوتا ہی۔ کہ وہ کسی سے بیوفائی نہین کرتے ہین اور پھر جو یہ پوچھا گیا۔ کہ تم کو کن امرونکا حکم کرتا ہی۔ اور تم نے بیان کیا کہ وہ یہ کہتا ہی۔ کہ صرف اللہ تعالی کی عبادت کرو اور اُسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور بتونکی پرستش سی منع کرتا ہی۔ اور نماز اور راست گوئی اور پاک دامنی کا حکم کرتا ہی۔ تو جو کچھ وہ دعوی کرتا ہے حق ہی۔ تو ضرور ضرور میرے ان قدمونکی جگہ یعنے میری تخت اور ملک روم و شام کا مالک ہو جائیگا۔ اور مجھے معلوم تھا کہ اب ظاہر ہونے والا ہے۔ مگر مین یہ خیال نہین کرتا تھا۔ کہ وہ تم مین سے ہونگے پس اگر مین سلطنت سی غیر حاضر ہو کر آپ کی پاس جانیکی کوئی صورت اچھا تا تو آپکی زیارت مشقت اور محنت سی بھی کرتا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر ایسا برحق نبی کہ آپ کی اوضاع اطوار کو ہی دیکھکر انت نبی انت کی ندا ہر زبان پکار اُٹھتی ہی کہ ابو سفیان باوجود اس عداوت کی بھی جھوٹھ نہ بول سکا۔ اور ہرقل بادشاہ شاہ روم نے آپکی نبوت کی تصدیق علانیہ کر دی۔

اسی واسطے خداوند کریم نے ارشاد فرمایا ہی۔ الذین ا

الذین آتینهم الکتاب یعرفونه کما یعرفون ابناءهم وانّ فریق منهم لیکتمون الحق وہم یعلمون ط ٭ یعنی جن لوگون کو ہمنے کتاب دی ہی۔ وہ اس نبی کو اس طرح پہچانتے ہین جیسے اپنی بیٹیون کو پہچانتے ہین اور بیشک اونمین ایک گروہ ہے۔ جو دیدہ دانستہ حق کو چھپاتے ہین؟

ناظرین۔ یہ تو ہمنے اُس وقت کی شہادت دکھلائی ہی۔ جبکہ حسب الارشاد فخر الانبیا خط کو لیکر اصحابہ کرام روم مین گئے شاہ روم نے آپکی نبوت کی تصدیق کی۔ اور بھی بہت سی شہادتین ہین۔ مگر بخوف طوالت ہم اسی پہ اکتفا کرتے ہین۔ اور اب ہم اُن اشخاص کی رائے کا اظہار کرتے ہین۔ جنھون نے سلامی تعلیم کو ملاحظہ کرکے یہ شہادت دی ہی۔ کہ آپ واقعی ایک سچے نبی تھے۔ آپ کی آنے سی دنیا جہالت کدہ سی نکلکر ترقی کے مدارج پہ پونچی اور کل ممالک جن کو آج اعلیٰ عالم فلسفہ وغیرہ ہونے کا دعویٰ ہی۔ وہ صاف بیان کرتے ہین۔ کہ یہ سب اوسی فخر الانبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کی آنے سی ہوئی ٭ وما توفیقی الا باللہ۔

اب ہم نمونہ کی طور پہ چند اقوال اہل یورپ دربارہ علم وحکمت اہل عرب درج کرتے ہین جس سے صاف واضح ہوجاویگا۔ کہ اسلامی تعلیم اپنی مین کسقدر روشن دلیلین رکھتی ہے اور یہی مصرعہ صادق آتا ہی آفتاب آمد دلیل آفتاب

ایڈورڈ گین صاحب۔ لکھتے ہین۔ کہ محمد کا مذہب شکوک اور شبہات سی پاک صاف ہی۔ قرآن خدا کی وحدانیت پر ایک عمدہ شہادت ہی۔ مکہ کی پیغمبر نے بتونکی انسانون کی ستارونکی اور سیارونکی پرستش کو اس معقول دلیل سی رد کیا۔ کہ جو شے طلوع ہوتی ہی۔ غروب ہوجاتی ہے۔ اور جو حادث ہی وہ فانی ہوتی ہی اور جو قابل زوال ہے۔ وہ معدوم ہوجاتی ہی اُس نی

اپنی معقول سرگرمی سی کائینات کے بانی کو ایک ایسا وجود تسلیم کیا
جس کی ابتدا ہی نہ انتہا - اور نہ وہ کسی شکل مین محدود ہی نہ کسی مکان مین
اور نہ اُسکا کوئی ثانی موجود ہے - جس سی اسکو تشبیہہ دے سکین - وہ ہمارے
نہایت خفیہ ارادون پر بھی آگاہ رہتا ہے - بغیر کسی اسباب کی موجود ہی
اخلاق اور عقل کا کمال جو اُسکو حاصل ہی - وہ اُسکو اپنی ہی ذات سے
حاصل ہی ان بڑے بڑی حقائق کو پیغمبر نے مشہور کیا - اور اُسکے پیروون نے
اُنکو نہایت مستحکم طور سے قبول - اور قران کے مفسرون نے معقولات کے
ذریعہ سے بہت درستی کی ساتھ اونکی تشریح و تصریح کی - ایک حکیم
جو خدائے تعالی کی وجود اور اُسکی صفات پر اعتقاد رکھتا ہو - مسلمانونکی
مذکورۂ بالا عقیدہ کی نسبت یہ کہ سکتا ہی - کہ وہ ایسا عقیدہ ہے جو ہمارے
موجودہ ادراک اور قوائے عقلی سے بہت بڑھ کر ہے - اس لئے کہ جب ہمنے
اُس نامعلوم چیز یعنے خدا کو زمان اور مکان حرکت اور مادہ اور حس
اور تفکر کے اوصاف سی مبرا کر دیا - تو پھر ہمارے خیال کرنے اور سمجھنے
کیلیے کیا چیز باقی رہی - وہ اصل اول یعنی ذات باریتعالے جس کی بنا
عقل اور وحی پر ہے ، محمدؐ کی شہادت سی استحکام کو پونچی - چنانچہ اُس کے
معتقد ہندوستان سی لیکر مراکو تک موحد کی لقب سے ممتاز ہین اور تبوں کو ممنوع
سمجھنے سے بت پرستی کا خطرہ مٹا دیا گیا - انتہی -
گاڈفری ہیگنس صاحب اپنی کتاب کی دفعہ ۶۱ مین لکھتے ہین کہ محمدؐ کے
قانون کے رو سے کل قمار بازیون کی صاف ممانعت ہے - اس قانون
کی مراد مفید سے یقیناً کوئی منکر نہ ہوگا - کہتے ہین آپ نے مذہب اسلام انجیل
سے نقل کیا ہی مین نے اُس برائی کی ممانعت کو نہ احکامات عشر مین

دیکھانہ انجیلون مین حمایت اسلام صفحہ ۳۲۹ و ۲۴ دفعہ ا مطبوعہ بریلی ۱۸۷۳ء

ترجمہ اپالوجی مصنفہ گاڈفری ھیگنس صاحب؟

یہی صاحب پھر اپنی کتاب کی دفعہ ۸۴ مین لکھتے ہین کہ (اسپنٹہم) ایک بڑا نامی آدمی تھا۔ جس کی دینداری اور علم کی نسبت میری دانست مین کسی کو شک نہ ہوگا۔ اور جس کی تعریف سیل صاحب کے قول مندرجہ ذیل سے بجا معلوم ہوتی ہی کہ گو اُس نے محمد کو بڑا ریاکار مانا ہے۔ تاہم اُس نے تسلیم کیا ہی۔ کہ آپ مین اوصاف جلیلہ بہت کثرت سے تھے۔ یعنی حلیم مین شکیل تیز فہم۔ خوش اطوار۔ غربا نواز۔ بامروت۔ مقابلہ اعدا مین شجاع اور سب سے زیادہ یہ کہ اللہ تعالی کے نام کی بڑی تعظیم کرنے والے تھے اوحلف دروغون اور زناکارون اور قاتلون اور غیب گویون اور مشرکون اور حریصون اور جھوٹے گواہون کے سخت دشمن تھے۔ اور قناعت اور سخاوت اور رحم دفیاضی اور شکرگزاری اور بزرگون کی توقیر کے بڑے واعظ تھے۔ اور حمد آلہی سے اکثر رطب اللسان رہتے (منقول از دیباچہ سیل صاحب صفحہ

گاڈفری ھیگنس صاحب اپنی کتاب آپالوجی دفعہ ۶ ہ مین لکھتے ہین ۔

جب بہت سی طول طویل اور عسیر الفہم عیسائی مذہبون پر خیال کیا جاتا ہی تو شاید ایک حکیم دین اسلام کی خوبی اور سادگی اور سریع الفہم ہونے اور بے تکلفی پر آہ کرکے پچتاوے کہ میرا مذہب ایسا کیون نہ ہوا۔ انتہی؟

(نوٹ) جن لوگون کو خداوند کریم کی ذات نی عقل اور بصیرت سی حصہ بخشا ہے وہی اسپر غور کرسکتے ہین کہ دین اسلام خود ہی دین آلہی ہونے کا ایک صریح اور بین ثبوت ہے۔ مگر جن دلون کو تعصب نے سیاہ کردیا ہی۔ اور آنکھو کو چندھا کردیا ہی وہ کب ان واقعات پر غور کرتے ہین

اور کہان سوچتے ہین - کہ ایک اُمّی شخص (اُستاد سے تعلیم نہ پایا ہوا) اس قدر
اوصاف اپنی ہین رکھتا ہو - کہ دشمن اور دشمن بھی سخت دشمن سوا سے قبولیت کے
کوئی راہ نہ دیکھین - تو پھر کیسے غضب کی بات ہی - اُن لوگون پر جو واقعات سی
پہلو تہی کر کے آن سرور کائنات اور فخر الانبیاء کی ذات پر حملہ کرین - اور اُن
الزامون کہ وہ ذات اُن سے پاک ہو اُسے ملزم گردانین - افسوس صد افسوس ہے
آخر یہی کہنا پڑتا ہے - کہ ایسے آدمیون کی حق مین کسی نے کہا ہی - ع ابرین عقل و دانش
ببایدگریست - قران شریف کی تعلیم پاک نے محض ان ہی خوبیون کے باعث جو
اپنے اندر رکھتی ہی - خلق خدا کو اسلام کے قبول کرنے پر مجبور رکھ دیا - اور اسی وجہ سے
تھوڑے عرصہ مین اسلام پھیل گیا اور پھیلتا جائیگا - لیظہرہ علی الدین کلہ ولو
کرہ الکافرین ترجمہ خدا اُسے سب دینون پر غالب کریگا خواہ کافرونکو برا ہی لگی
دیکھئے میری اس رائے کی تائید ڈاکٹر لیٹنر صاحب کرتے ہین - دین محمدی
اور دین عیسائی کے درمیان ایک مشترک واسطہ ہی - اور وہ زیادہ سچا عیسائی
ہے - جو نبی محمد صاحب کی کہی ہوئی سچی باتون کو مانتا ہے -
پھر ڈاکٹر موصوف بیان کرتے ہین - مین اس اسپیچ کو اس سے اور کسی بہتر
طور پہ ختم نہین کر سکتا - کہ اس بات پر اصرار کرون کہ یہودیت و نصرانیت و
دین محمدی سب ادیان ہمجنس ہین - اور سب کی اصل ایک ہی - اور اس بات
کی امید ظاہر کرون - کہ وہ زمانہ اب آنیوالا ہے (خدا جلدی لائے) جب
عیسائی محمد صاحب کی تعظیم و تکریم کرکے عیسٰے مسیح کی توقیر کو بڑھائنگے -

ع واقعی ڈاکٹر صاحب کی یہ رائے بالکل بجا اور درست ہی کہ ان مذاہب کی تعلیم کا سرچشمہ
وہی ذات وحدہ لاشریک ہو جو کہ ابتدا عالم سے مخلوق کی ہدایت کیواسطے انبیا اور رسل
بھیجتا رہا ہی مگر جب انسانون نے وقت بوقت کچھ تو اپنی کم عقلی اور کچھ طمع نفسانی کے

باوجود ان امورات اور واقعات کی ہوتے ہوے اسلام کی تعلیم پاک کے حسن چھپانا سورج کی طرف گرد پھینکنا ہے۔ اور اس گرد سے اپنا ہی منھ گرد آلودہ کرنا ہی حیرانی اور سخت تعجب اُن لوگونکی عقل پر ہی۔ جو یہ کہتے ہین کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ اور وہ دو گروہ ہین۔ ایک تو عیسائی۔ مگر اُن کی تردید تو خود عیسائی کر رہے اور پکار رہے ہین کہ اسلام تلوار سے نہین پھیلا۔ بلکہ اپنی حقیقی روشنی سے کل بنی نوع انسان کو اپنی روشنی کیطرف کھینچ رہا ہی۔ دوسرے گروہ کے شیدا دیانندی جو بے وجہ کپڑون سے باہر ہو رہے ہین کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط۔ اگر دنیا مین تلوار چلانے کی ہدایت کوئی مذہب کرتا ہی تو ویدک مذہب۔ اور اگر دنیا مین کوئی امن قائم کرنے والا مذہب ہے تو وہ اسلام ہے اسواسطے اول ہم ویدی جہاد کا نظارہ دکھاتے ہین۔؟

ویدی جہاد

دیانندیون کا یہ بڑا بھاری دعوی ہے۔ کہ ویدمذہب کی خاطر کبھی بھی کسی کو تکلیف دینے کی ہدایت نہین کرتا۔ ہم اس کی بابت کچھ ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔

(ستیارتھ صفحہ ۲۲۴) خواہ گرد ہو۔ خواہ بیٹا وغیرہ بچے ہون۔ خواہ باپ وغیرہ بزرگ ہون۔ خواہ برہمن خواہ شاستر وغیرہ کا سُننے والا کیون نہ ہو۔ جو دہرم کو چھوڑ کر ادھرم مین پڑتے ہین۔ اور دوسرون کو بلا جرم مارنے والے ہین اُن کو بغیر تامل کے مار ڈالنا چاہیئے۔ یعنے پہلے مار کر بعد مین سوچ کرنی چاہیئے (منوجی ۸-۳۵) اگر اس وقت ایسے ادھرمی کو مارنے کیواسطے دریافت کرنیکا موقع بھی نہ دیا جاوے تو بقول دیانندجی دمنوجی کوئی پاپ نہین۔ تو کس منھ اور زبان سے مسلمانون پر زہر اُگلا جاتا ہی۔ کہ قرآن شریف مین جہاد کی ہدایت ہی حالانکہ اسلام نے کبھی

اول جنگ کرنے کی ہدایت نہین کی۔ بلکہ جب کفار مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بمعہ آپکے صحابہ کے اسقدر تکلیف اور ایذا پونچانی شروع کی کہ تنگ ہو کر آپ کی اصحاب ملک حبش مین اور آن سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ مین تشریف لے گئے۔ تو کفار نے اُس جگہ بھی آپ کو آرام سے نہ بیٹھنے دیا۔ آپ نے گھر بار۔ خویش اقربا۔ اہل عیال۔ اپنا آبائی ملک ترک کر دیا۔ مگر کفار شرارت اور اپنی جبلی عادت سے باز نہ آئے۔ بلکہ برابر تکلیف دینے پر کمر باندھی ہر تو ناچار آپنے بھی حسب فرمان رب العلیٰ اصحاب کو فرمایا قاتلو الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین کہ لڑائی کرو مگر اُن لوگون سے لڑائی کرنا جو تم سے لڑائی کرتے ہین اور لڑائی مین پہل نکرنا۔ اور نہ ہی لڑائی زیادتی کر کیونکہ اللہ تعالی زیادتی کرنے والون کو دوست نہین رکھتا۔ مگر منوجی۔ کی ہدایت جسکو پنڈت دیانندجی ستیارتھ صـ ۳۲۴ مین تحریر کرتے ہین۔ کہ بد اعمال آدمیون کی مارنے مین قاتل کو پاپ نہین ہوتا۔ خواہ علانیہ مارے۔ کیونکہ غضب والے کو غضب سے مارنا گویا غضب کی غضب سے لڑائی ہی منوجی (۸-۳۵۱) اس وقت نہین معلوم دیانندجی کو کیا ہو گیا۔

اب اس جگہ دیانند صاحب کی ہدایت ہی۔ کہ بد اعمال کو علانیہ غیر علانیہ جس طرح ہو سکے مار دینا چاہیئے اور اس سے مارنے مین کوئی گناہ نہین ہی۔ اس جگہ ہم یہ بتانے سے نہین رک سکتے۔ کہ دیانندی اصطلاح مین بد اعمال کون ہین اب

باعث کتب الٰہیہ مین تحریف کر دی تو انکی اصلاح کیواسطے دوسری نبی کی ضرورت پڑی اسیطرح جب عیسائیون نے بائبل کو تحریف کر دیا اور خدا کے بندہ (مسیح ؑ) کو خدا بنالیا تو انکی اصلاح اور کتب الٰہیہ کی تصدیق کیواسطے آں سرور کائنات مبعوث ہوے۔ بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۷۔

ہم اس کے معنے دیانندی لغت سے دکھاتے ہین - جو دیانند صاحب ستیارتھ صٹ ۲۹۵ مین بحوالہ رگوید بیانکرتے ہین یہ رگوید کا قول ہی کہ شریفون کا نام آریہ عالم دیو - اور بیدون کا نام دسیو - ڈاکو - جاہل ہوجانے سے آریہ اور دسیو دو نام ہوگئے -

پھر صفٹ ۲۹۷ مین تحریر کرتے ہین ' ہم بیان کرچکے ہین کہ آریہ نام دھرم پر چلنے والی عالم - راست باز آدمیون کا - اور ان کے خلاف لوگون کا نام دسیو یعنی ڈاکو - بداعمال - دھرم پر نہ چلنے والا اور جاہل ہے -

آریہ کون ہین - عالم - دیو - راست باز -

دسیو؟ بداعمال - ڈاکو - دھرم پر نہ چلنے والے اور جاہل -

پھر ستیارتھ صٹ ۳۲۲ ویدون کا منکر ناستک (دہریہ اور ملحد) ہے -

ایضاً صٹ ۲۹۶ عالم (دیو) اُسر (جاہل -

تو اب وید کے ملننے والون کے نام دیانندی لغت مین یہ ہوسے - عالم - دیو - راست باز - نیک چلن -

اور وید کے نہ ماننے والونکے یہ نام ہین -

ناستک - دہریہ - اُسر - بداعمال - دھرم پر نہ چلنے والے وغیرہ وغیرہ مگر بداعمال کو حسب الارشاد پنڈت دیانندجی ودھرم جی مارنے مین قاتل کو کوئی پاپ نہین - کیا یہ ویدی قہر نہین ہی تو اور کیا ہی - سلطنت انگریزی ہی ورنہ جو دیانندی حلقہ بگوش اسلام ہورہے ان کی خیر نہ تھی - یہ ویدی حکم خدا جانے کیا کچھ نکر ڈالتا - شاید اسی خیال سے دیانندجی کو سلطنت کا بڑا خیال تھا کہ کسی طرح اپنی سلطنت ہوجاوے تو دل کے جلے پھپھولے توڑکر دل ٹھنڈا کردن اور جو اسلام کے غلام بن چکے اُن کی خبرلون ستیارتھ صٹ ۲۹۵

اب ادبار بخت آریون کی سستی ـ غفلت اور باہمی نفاق کی وجہ سی دوسرے ملکون مین راج کرنے کا ذکر ہی کیا ہے بلکہ خود آریہ ورت (ہند) مین اس وقت اریون کا کامل آزاد خود مختار اور بے خوف راج نہین ـ جو کچھ ہے اُس کو بھی غیر ملک والے پامال کر رہے ہین ـ کچھ تھوڑی سے راجہ خود مختار ہین ـ جب بُرے دن آتی ہین تب ملک کی رہنے والون کو کیئی طرح کی تکلیف بھوگنی پڑتی ہے ـ کوئی کتنا ہی کرے ـ لیکن جو اپنے ملک کا راج ہوتا ہی وہ سب سے افضل ہوتا ہے یعنی غیر ملکون کا راج پورا پورا آرام دہ نہین ہوتا ستیارتھ ـ

ہمین بھی پنڈت صاحب کی اس آرزو کے پورا نہونیکا از حد افسوس ہی کہ آپ مرتے ہوے یہی کہتے ہونگے ؎

ابھی جام عمر بھرا نہ تھا کف دست ساقی چھلک پڑا ـ رہی دل کی دل ہی مین حسرتین کہ نشان قضا نے مٹا دیا

(۱) یجر وید ـ ای اقبال مندر راجہ تو سعادتمندی حاصل کر ـ اپنے ہم مذہبون کے لئے سکھ پھیلا ـ اپنے مذہب کے مخالفون کو بھسم کر ڈال ـ جو ہمارے دشمنون کی حمایت کرتا ہی اس کو نیچے کی طرف سوکھی لکڑی کی طرح ادھر جلا ـ کہ جدہر سے اسکی ہوا بھی نہ آوے یجر ۱۳ باب ۱۲ منتر

(۲) اے فرمانبردار لوگو تمہارے اسلحہ آتشین وغیرہ از قسم توپ تفنگ تیر و تلوار وغیرہ شستر مخالفون کو مغلوب کرنے اور اُنکو روکنے کیلئے قابل تعریف اور باستحکام ہون ـ تمہاری فوج مستوجب توصیف ہو تاکہ تم لوگ ہمیشہ فتح یاب رہو ـ لیکن جو آدمی کہ مذموم اور سراپا ظلم شیوہ رکھتا ہے اسکو مذکور الصدر چیزین نصیب نہ ہون رگوید منڈل اول سوکت ۳۹ منتر مندرجہ ستیارتھ صفحہ ۱

نوٹ ؛ فرمانبردار لوگ کون ہین - وہی تو ہین وید کے ماننے والے ۔ عالم - دیو - اریہ - جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہی ۔ نشتر مخالف سراپا ظلم شیوہ اور مذموم آدمی کون ہین - وہی وید کو نہ ماننے والی - بدکردار - بداعمالی - ڈاکو وغیرہ تو کیا الیشور کے فرمانبردار اریہ ، لوگون کو ہدایت ہی - کہ ظلم شیوہ - مذموم نشتر مخالفون وید کے نہ ماننے والو ، کو مغلوب کرنیمین تیز ہون ۔ اور تمہاری فتح ہوتی رہے کیسا ظلم ہے - ماراج یہی تو ویدک جہاد ہے ۔ معلوم اسوقت پنڈت دیانند کی شانتی کدھر کو چلی گئی - وید کی اندرونی حالت تو یہ ہے ۔ کہ وید کے منکرون کو دیکھنا پسند نہ کرے - اور اوروں پر جہاد کا الزام لگا وے وہ ؟ این چہ بوالعجبی است

(۳) ستیارتھ صفحہ ۱۸۱ دفعہ ۶ - ای ذی علم مدبران سلطنت و اہل رعایا تم لوگ تمام روئے زمین کی ایک سلطنت ہونیکی غرض سے - برتر رتبہ پانے کی منشار ایسی فرمانروائی کے مدعا سے جس مین کہ بڑے بڑے علما و فضلاء شامل ہون - نیز غایت درجہ کی جاہ و حشمت رکھنے والی سلطنت اور دولت کی ترقی کیلئے بالاتفاق اس قسم کے خداوند مجلس بادشاہ کو جو ہر موقع پر رورعایت بری - عالم کامل - مکمل شائستگی سے بہرہ ور سب کا دوست ہو حاکم اعلے تسلیم کر کے روے زمین کو بری از دشمن کرو ۔ یجر وید -

نوٹ ؛ اس منتر مین ذی علم مدبران اور علماء اور فضلاء کو یہ ہدایت ہوئی ہے کہ روے زمین کی ایک سلطنت ہو - اور وہ ذی علم مدبران کون ہین - وہی جو وید کے ماننے والے ہین - جیسا کہ اوپر ثابت ہوچکا ہے جب انکی ایک سلطنت ہوئی تو دشمن کون وہی جو وید کو نہ ماننے والی - تو مصنف وید ہدایت کرتا ہی - کہ اریون کی سلطنت کے سوا ے دنیا پر کوئی رہنے ہی نہ پائے ہے ماراج اتنا پاپ - این خیال است و محال است و جنون -

(۴) سیتیارتھ صفحہ ۱۸۱ و صفحہ ۱۸۲ دہ صاحب انجمن بادشاہ بجلی کی مانند فی الفور تسلط پانیوالا ہو۔ مثل ہوا کے سب کو جان کی طرح پیارا ہو۔ دل کی باتونکو جاننے والا ہو۔ رعایت سے بری عادلانہ سلوک کرنے والا ہو۔ دھرم اور علم کی روشنی پھیلانے کیلئے مثل آفتاب کی ہو۔ تاریکی یعنی جہالت کا دور کرنے والا ظلم و بیداد کا انسداد کرنے والا ہو۔ بداعمالون کو خاک کر دینے کیلئے مثل آتش ہو۔ ورن یعنی باندھنے والے کی طرح (ایسے مادی وغیرہ کی طرح جس مین باندھنے کی طاقت ہو) شریرون کو طرح طرح سے باندھنے والا ہو۔ مثل ماہتاب کے لوگون کو شادمانی بخش ہو۔ محافظ دولت کیطرح خزائن کو پر کرنے والا ہو (منو ۷ - ۴) منتر بالا مین مندرجہ ذیل امور درج ہین۔

(۱) دل کی باتون کا جاننے والا ہو۔ اے دیانندیون یہ خلاف قانون قدرت تو نہین دہ قانون قدرت جو تمنے سمجھ رکھا ہے۔

(۲) تاریکی یعنے جہالت کا دور کرنے والا ہو۔

(۳) دھرم اور علم کی روشنی پھیلانے کیلئے۔ مثل آفتاب کی ہو۔

(۴) بداعمالون کو خاک کر دینے کیلئے مثل آتش ہو۔

پنڈت دیانند صاحب ستیارتھ صفحہ ۹۳ مین تحریر کرتے ہین۔ "دروغ سے ملی ہوئی راستی بھی قابل الترک ہے۔ یعنے ایسی راستی جو دروغ امیز کتابون مین ہے اُس کو ایسا ترک کرنا چاہئے جیسے زہر آلودہ کھانے کی چیزین ترک کر دی جاتی ہین اس کے آگے صفحہ ۹۴ " سوال۔ تمھارا اعتقاد کیا ہے۔

جواب) وید۔ یعنے جس جس امر کی بابت ویدون مین ہدایت کرنے یا چھوڑنے کی کی گئی ہے ہم اُسی اُسی امر کو مناسب طور پر عمل مین لانا یا ترک کرنا مانتے

ہین اور چونکہ وید ہی ہمکو قابل تسلیم ہے اسواسطے ہمارا اعتقاد وید ہے۔ سب نوع انسان خصوصًا اریون کو ایسا مان کر ایک اعتقاد ہو کر رہنا چاہیئے۔

میرے اس بیان سے ظاہر ہوا۔ کہ پنڈت دیانند جی کے نزدیک سوائے وید کے کوئی بات ماننے کے لایق نہین۔ اگر کسی کتاب مین راستی ہو تو وہ بھی زہر آلودہ سمجھکر ترک کردینی چاہیئے۔ یعنی وید کا دھرم اختیار کرنا چاہیئے۔ تو باقی سب جہالت ہے۔ مگر اوپر کے منتر مین ہدایت ہے:-

(۱) راجہ تاریکی یعنی جہالت کا دور کرنے والا ہو۔ مگر جہالت کیا ہے؟ یہی جو وید کے خلاف ہے۔

(۲) دھرم اور علم کی روشنی پھیلانے مین مثل آفتاب کے ہو۔ مگر دھرم اور علم کی روشنی وید سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ بقول پنڈت دیانند یعنی راجہ وید کی روشنی پھیلانے مین آفتاب کی مانند ہو۔ اور جو اُسکے برخلاف یعنی دیگر مذاہب ہین وہ جہالت ہین اُنکو دور کرنے والا ہو۔

(۳) بداعمالون کو خاک کر دینے کیلیئے مثل آتش ہو۔ مگر بداعمال کون ہین۔

ستیارتھ صفحہ ۲۹۷ آریہ نام دھرم پر چلنے والے۔ عالم۔ راست باز اور اُسکے برخلاف دسیو یعنے ڈاکو۔ بداعمال دھرم پر نہ چلنے والے۔

تو منتر بالا کی رو سے بداعمال کو خاک کر دینے کے لیئے مثل آتش ہو۔ یعنی دھرم پر نہ چلنے والون اور وید کے نہ ماننے والون کو خاک سیاہ کر دینے کیلیئے مثل آتش ہو۔ اے دیانندی دوستون دیکھتے ہو تو وید کہا داور اُسکی ایکطرفہ کارروائی۔ باوجود وید مین ایسے قہری احکام کے ہوتے ہوئے کس منہ سے دوسرون پر اعتراض کیا کرتے ہو۔ کیا وید کی تعلیم یہی ہے کہ انصاف سے کام ہرگز نہ لیا کرو۔ اور خواہ کچھ ہی کیون نہ ہو جگلا بھگت کی ایک ہی ٹانگ کیئے جایا کرو

شرم ! شرم ! شرم

اے لوگو ! جو لوگ ہمارے دشمن ہین - وے دور ہون - اُن دشمنون کو ہم ہوا بجلی کے ہتھیارون اور اوزارون سے جیسے ہم رنج دین - ویسے ہی تم لوگ اُن کو رنج پونچاؤ - اور میری خدمت کرو یجر وید ۲۳ باب ۱۹ منتر

اس منتر مین ایشور آ گیا دیتا ہے - کہ میرے دشمنون کو تکلیف دو - ایشور کے دشمن کون ہین وہی جو وید پر عمل نہ کرتے ہونگے - اُنکو ہتھیارون سے تکلیف پونچانی کی ہدایت کی گئی اگر یہ جہاد نہین تو کوئی دیانندی منش بتا دے کہ اسکا کیا نام ہے - اور ایشور نے کیون ایسی ہدایت کی ؟

اے راجہ جیسے تو بُرون کو رلانے والا ہے - ویسے ہی مین بھی ہو جاؤن یجر وید ۱۰ باب ۲۸ منتر بُرے کون ہین - وہی جو وید کو نہ ماننے والے ہین - جیساکہ مین دیانندی شہادت سے اوپر ثابت کر آیا ہون کیونکہ اریہ تو سب نیک عالم راست باز ہین - کوئی اریہ راجہ ہوگا - جو وید کے نہ ماننے والون پر ظلم کی تلوار چلا رہا ہوگا - مصنف وید کو بھی دیکھکر ویسا ہی کرنا پڑا - یا کوئی خوشامدی رشی ہوگا راجہ کی خوشامد کیواسطے جھوٹ منتر گھڑ ڈالا -

جیسے مین بدخصلت آدمیون کے سر پھوڑتا ہون ویسے ہی تم بھی اُنکے سرونکو پھوڑو یجر وید باب ۵ منتر ۲۲

بدخصلت کون وہی جو وید کی دھجیان اُڑاتے ہین - اُنکے سر پھوڑنے کیواسطے ناخنون تک زور لگایا جا رہا ہے - مگر کچھ نہین بن پڑتا - مگر قران مجید کی ہدایت کی طرف خیال کرو لا اکراہ فی الدین - یعنی دین مین کوئی زبردستی نہین اور ابتدا مین مسلمانون نے ہرگز ہرگز جہاد شروع نہین کیا - بلکہ جب کفار نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مع اصحاب کی جو چند گنتی کے آدمی سے

ہر طرح تکلیف دینی شروع کی ۔ اور ظلم کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا ۔ تو رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کبار کو ہجرت کا فرمان جو خدا کی طرف سے
آیا سنا دیا ۔ مگر ساتھ ہی حوصلہ اور تسلی بھی خدا کی طرف سے مل گئی کہ
اگرچہ اسوقت تم نہایت درجہ کمزور ہو اور کہین سر رکھنے کے لئے جگہ نہین
لیکن آخرکار اللہ تعالے تمھین اس جہان مین بھی جزا ءِ حسنہ عطا فرمائیگا
جو کچھ تم نے ابتغاء لمرضات اللہ خدا تعالے کی راہ مین کھویا ہے
اس جہان مین تم کو مل کر رہیگا قال اللہ تعالی والذین ھاجروا فی اللہ
من بعد ما ظلموا لنبوئنھم فی الدنیا حسنۃ ولاجر الاخرۃ اکبر لو کانوا
یعلمون الذین صبروا وعلی ربھم یتوکلون ۔ جن لوگون نے اللہ کی راہ
مین وطن گھربار جائداد وغیرہ کو چھوڑا ۔ اُس کے بعد کہ وہ کفار کے ظلمون
سے تنگ آئے ہم ضرور بالضرور اُن کو اس دنیا مین بھی عمدہ جگہ دینگے
اور آخرت کا اجر تو بہت بھاری ہے کاش لوگ اسے جانین ان لوگو
جنہون نے کفار کی ایذاؤن پر صبر کیا ۔ اور خدا پر بھروسہ رکھتے ہین
جب اتنا ظلم ہو چکا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہید کرنے
کا کفار نے جتھا کر لیا ۔ مگر خداوند کریم نے فوراً اپنے حبیب کو اُنکے منصوبے سے
خبردار کر دیا آپ مکہ سے نکلکر پہاڑ کے غار مین جا چھپے ۔ اور ساتھ
ہی آپ کی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالے عنہ جو کہ سچے شیدا آپکے تھے
اور دنیاوی مال ومتاع تو یک طرف جان اپنی قربان کر چکے تھے ۔ غار مین
جب کہ آپ کی زانو پر سر رکھکر آن سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
استراحت فرماتے تھے ۔ ایک سانپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالے عنہ کو ڈسا

مگر وہ رفیق غار اُن تک نظر باہر نہ لایا۔ بعد ازان آپ غار سے نکلکر
ہمراہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ مدینہ منورہ کو روانہ
ہوئے۔ مدینہ مین حضور کی شرف افزائی پر کثرت سے لوگ آپکی زیارت کے
لیئے حاضر ہوے۔ عبداللہ بن سلام یہودی بھی جو ایک فاضل اجل
توراۃ و انجیل کا تھا حاضر ہوا۔ دیکھتے ہی پکار اُٹھا کہ۔ لیس بوجہ کذاب
یہ چہرہ جھوٹون کا معلوم نہین ہوتا۔ سلمان فارسی جو مجوس تھے اور دیگر
کئی لوگ ایمان لائے۔
مسلمانون نے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے تین سال تک کفار سے سخت سے
سخت اذیتین اُٹھائین تکلیفین سہین۔ مارین کھائین۔ شعب ابی طالب مین
تین سال تک محصور رہے۔ مکہ مین اپنی جائیدادین چھوڑکر بالکل مدینہ مین
جا آباد ہوے۔ اب مناسب تھا۔ کہ کفار مسلمانون کا پیچھا چھوڑ دیتے۔ مگر
نہین کفار مکہ پہلے سے بھی کئی گنا زیادہ اشتغال مین آگئے۔ مدینہ مین جب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت اور اسلام کی ترقی کا حال سنتے
اُن کی حسد اور بغض کی آگ بھڑک اُٹھتی تھی۔ وہ ہرگز مسلمانون کو چین سے
زندگی بسر کرتے ہوئے دنیا کے کسی کونہ مین دیکھ نہین سکتے تھے۔ جب تک
کہ اُنکین دمسلمانون کو سطح زمین سے نیست و نابود نہ کردین۔ وہ بے بس
مسلمان جو ہجرت نہین کر سکتے تھے اور مکہ مین پیچھے رہ گئے تھے اُنپر سخت جور
و ستم کرتے۔ اور چپکے چپکے مسلمانون پر حملہ کی تیاری کرنے لگے۔ جیسا کہ اللہ
تعالے فرماتا ہے وہم بدؤکم اول مرۃ کفار ہی نے تم سے پہلے ابتدا کی
مسلمانون کا ارادہ ہرگز جنگ کرنے کا نہ تھا جب مدینہ کی طرف کفار کی تیاری
اور غریب مسلمانون پر جو ہجرت نہ کر سکتے تھے۔ کفار مکہ کا ظلم حد سے بڑھ گیا

تو خداوند کریم نے مسلمانون کو بھی اپنے بچاؤ کیواسطے حکم نازل فرمایا

وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا (النسا)

کیا وجہ کہ تم خدا کی راہ مین نہ لڑو حالانکہ کمزور مرد اور عورتین اور بچے کہتے ہین کہ یارب ہم کو اس شہر سے جس کی لوگ ظالم ہین نکال لے؟

کوئی صاحب عقل سلیم اور صاحب بصیرت ہو۔ تو خیال کرے۔ کہ مسلمان جہاد کرنے پر آمادہ ہین۔ یا کفار ہی غریب مسلمانون کو آرام سے بیٹھنے نہین دیتے۔ اب مسلمانون کو اپنے بچاؤ کیواسطے جہاد پر آمادہ ہونا پڑا۔ مگر وہ بھی پابندی شرائط کے ساتھ دیکھیے حتی اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء حتی تضع الحرب اوزارھا ذالک ولو یشاء اللہ لانتصر منھم لکن لیبلوا بعضکم ببعض (محمد)

یعنی جب قتال کر چلو۔ تو قید کر لو۔ اور بعد اسکے یا احسان رکھکر چھوڑ دو یا ضرر لیکر چھوڑ دو۔ جب تک کہ لڑائی بند ہو جاوے۔ پھر خدا چاہے تو بدلا لیوے۔ اُن سے مگر وہ تم کو جانچتا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا۔

وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ ذالک بانھم قوم لا یعلمون (توبہ) اگر کوئی مشرک تجھ سے پناہ مانگے۔ تو اُسکو پناہ دے۔ جب تک وہ سُن لی کلام اللہ کا پھر پونچا دے اُسکو۔ جہان وہ نڈر ہو۔ یہ اسواسطے کہ وہ لوگ اکا مجھ جانتے نہین۔

ادھر مسلمانون کی کمی تعداد اور پابندی شرائط۔ اہل اسلام کے دلمین یہ خیال پیدا کر رہے تھے۔ کہ ہم کفار کی اتنی جماعت سی کس طرح عہدہ برا اور مقابلہ مین پورے اُترینگے۔ مگر خداوند کریم کی ذات نے فرمایا۔ اگر تم کم ہو نہ کمزور ہو

بے وطن ہو۔ سوائے اللہ کے بے یار و مددگار رہو۔ مگر یاد رکھو غالب تم ہی آؤ گے۔ اور کفار کو اُن کی کیفرِ کردار پر اچھا ؤ گے کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ان اللہ لقوی عزیز۔ خدا نے قطعی اصول مقرر کر دیا ہے۔ کہ میں اور میرے مامور اور مرسل ہی غالب رہینگے۔ پھر ارشاد فرمایا۔ ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انھم لھم المنصورون وان جندنا لھم الغالبون اور یقیناً ہمارے مرسل بندوں کے لئے یہ قطعی فیصلہ ہو چکا ہے یقیناً اور بلا ریب وہی مظفر منصور ہونگے۔ اور یقیناً ہمارے ہی لشکر دجو مرسلوں کے ہمراہ ہیں) غالب آوینگے۔

چوٹھا سرا پیشین گوئیاں پھر اُنکا بال بال پورا اُترنا۔ اور پھر یہ احکام کہ پناہ گیر ندکو قرآن شریف سنا کر اُس کو بے خوف جگہ میں پہنچا دو۔ یہ قوم ہلاکی تعلیم جس پر یہ الزام کہ اسلام کی اشاعت بزور شمشیر ہوئی ہے۔ مگر الزام لگانیوالو ملکی اندرونی حالت کو ملاحظہ کرو۔ اور ستیار تھ میں لکھا ہے۔ صفحہ ۲

کہ جب معلوم ہو جاوے۔ کہ فوراً لڑائی کرنے سے کسقدر تکلیف پونچیگی اور بعد میں کرنے سے اپنی بہتری۔ اور فتح ضرور ہوگی۔ تب دشمن سے میل کرکے وقت مناسب تک صبر کرے دکیوں نہ ہو مطلب بری بلا ہے) منوجی (۷ - ۱۶۹)

جب اپنی مکمل طاقت یعنی فوج کو خورسند اور آسودہ اور خوش حال دیکھے اور دشمن کی طاقت برخلاف اسکی کمزور ہو جائے۔ تب دشمن کی طرف جنگ کرنے کیواسطے کوچ کرے ستیارتھ صفحہ ۲ (منو ۷ - ۱۷۱)

دیکھو یہ کس قسم کی دغا بازی اور فریب اور دھوکہ دہی ہے۔ کہ جب دشمن کی طاقت زیادہ ہو تو صلح کرے اور اپنی طاقت کو زیادہ کرکے اس پر چڑھائی کرے

اور عہد و پیمان کو خاک مین ملا دے۔ یہ ہی دیانندی ہدایات کا نمونہ
کیو انہو آخر تو انہی کی اولاد سے ہین۔ جو نیوگ کی تعلیم دیتے رہے اور وقت
ضرورت شاید آپ بھی کر ہی لیتے ہونگے۔ پھر ان سے صلح اور صفائی کی امید
کسطرح ہوسکتی ہے۔ نیوگ جیسے حیا سوز تعلیم کی تائید کرتے ہین۔ اگر کوئی
شخص اونکو اس تعلیم سے روکنے کی واسطے ہدایت کرے۔ تو فوراً جواب
دیتے ہین۔ کہ اگر دنیا مین کوئی قانون زنا کی بند کرنے اور روکنے کی واسطے
ہے تو صرف نیوگ ہی ہے۔ یہ وہی مثال ہے۔ کہ ڈاکہ زنی اسی طرح بند ہوسکتی ہے
کہ لوگون کا مال جبراً چھین لیا جاوے۔ افسوس۔ صد افسوس۔ جو چیز خود
زنا ہے۔ اُس کو کہا جاتا ہے۔ کہ زنا کے روکنے والی ہے۔ اور محض اولاد کی
خاطر کیا جاتا ہے۔ مگر جب غور سے ستیارتھ کو مطالعہ کیا جائے تو نتیجہ اسکے
برعکس حاصل ہوتا ہے۔ ستیارتھ صفحہ ۱۵۷

اگر حاملہ عورت سے ایک سال صحبت نہ کرنے کے عرصہ مین مرد سے یا دائم
المریض مرد کی عورت سے رہا نہ جاوے۔ تو کسی سے نیوگ کر کے اُسکے
لئے اولاد پیدا کر دے۔ لیکن رنڈی بازی یا زنا کاری کبھی نہ کرین خوب
دیا راج یہ نیوگ رنڈی بازی نہین تو اور کیا ہے۔ ہان ٹھیک خانگی بازی ہے
ایک مرد کی عورت حاملہ ہے۔ اب اُس نے حسب فرمان پنڈت جی اپنی
ایک عورت سے نیوگ کیا دس دن کے بعد وہ بھی حاملہ ہو گئی۔ اب پھر تیسری سے
نیوگ کیا۔ دس دن کے بعد وہ بھی حاملہ ہو گئی۔ غرضیکہ دس دس دن کے
بعد ہر ایک عورت حاملہ ہوتی چلی گئی۔ ۱۰۰ ایک صد دن تک دس عورتین
حاملہ ہو گئین۔ مگر مرد بھا در سے پھر بھی رُکا نہین جاتا۔ حسب فرمان پنڈت
دیانند جی۔ کیونکہ الشہور کے سلسلہ کائنات کے مطابق عورت و مرد کا فطرتی

عمل رک نہین سکتا۔ بجز تارک الدنیا عالم باکمال اور یوگیونکے ستیارتھ ص۹۵ لم

اب وہ مرد بہادر تارک الدنیا تو ہے نہین۔ بلکہ دنیاوی کاروبار مین بڑی کوشش سے لگا ہوا ہے۔ بلکہ اپنی عورت حاملہ ہونیکے بعد اُس سے رُکا نہین جاتا۔ بلکہ ایک سو ورشکے اندر ہی اندر ہی اُس نے دس عورتین حاملہ کردی ہین۔ اور ابھی اسکی طاقت زورون پر ہے اور دس سے زیادہ کے ساتھ نیوگ کرنے کی اجازت نہین۔ مگر وہ مرد اپنے آپ مین رک بھی نہین سکتا۔ اب وہ کرے تو کیا کرے اور دید کے کس فرمان پر عمل کرے۔ ہان اس جگہ کوئی دیانندی کہ سکتا ہے۔ کہ دس اولاد کی شرط ہے اور ابھی اولاد ہوئی نہین۔ وہ کسی دیگر عورت کی واسطے اولاد پیدا کرے غرضیکہ وہ مرد بہادر اپنے کام مین مصروف ہوگیا۔ دس دس دنکے عرصہ مین ہر ایک عورت حاملہ ہوتی چلی گئی۔ غرضیکہ سال مین ۳۶ عورتین حاملہ ہوگئین۔ ان مین اول تو فرض کرو کل لڑکے ہی پیدا ہوئے اگر کل لڑکے نہین تو نصف لڑکیان تولد ہوئین۔ تو بھی ٹوٹل مین زیادہ ہوگئے کیونکہ دس ہی لڑکون تک پیدا کرنے کی اجازت تھی۔ مگر اٹھارہ پیدا ہوگئے۔ اب دوسرے سال مین اسکی عورت پھر حاملہ ہوگئی اور اُس سے رہا نہین جاتا۔ اب وہ بیچارا کرے تو کیا کرے اور وید کے کس حکم پر عمل کرے کہ زناکاری بھی نہ ہو اور قانون قدرت کی بھی خلاف نہ ہو۔ ہان اسجگہ ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے۔ کہ ایک رنڈوا مرد بھی دو اولاد اپنے لئے اور دو دو دیگر چار بیوگان کے لئے پیدا کر سکتا ہی۔ اسی طرح ملکر دس دس اولاد پیدا کرنے کی اجازت وید مین ہی ستیارتھ ص۱۴۰ ایک رنڈوے مرد نے اپنی لئے اولاد حاصل کرنیکیواسطے دو عورتون سے

نیوگ کیا - وہ تو بیس دنکے بعد حاملہ ہوگئین - اب چار عورتون کیلئے نیوگ کرنے کیواسطے ارادہ ہوتا کہ اُن کے واسطے اولاد پیدا کردے اب بھر قاعدہ مذکورہ کے موافق دس دس دنکے عرصہ بعد عورتین حاملہ ہوگئین - اب اُس سے رکا نہین جاتا - اب کرے تو کیا کرے - اگر اور دیگر عورتون سے نیوگ کی اجازت دی گئی - تو بھی حاملہ ہوگئین - جیساکہ اوپر بیان ہوچکا کہ اول تو ایک ہی سال مین ۳۶ لڑکے و گرنہ ۱۸ لڑکیان اور ۱۸ لڑکے تولد ہوے جو دس کے ٹوٹل سے زیادہ ہین - تو وید کے کس پرمان پر عمل کرے - کہ وہ زناکاری مین بھی داخل نہ ہو اور قانون قدرت کی بھی خلاف نہ ہو اور اُس کی فلاسفی بھی بیان کردیجے - مگر دو پرمانون کی طرف ضرور خیال رہے کہ جس کو مین پھر دوبارہ مختصر عبارت مین پیش کرتا ہون -

(۱) گناہ تو نیوگ کے روکنے مین ہے کیونکہ ایشور کے سلسلہ کائنات کی مطابق عورت اور مرد کا فطرتی عمل رُک ہی نہین سکتا - ستیارتھ صفحہ ۱۴۹

(۲) اگر حاملہ عورت سے ایک سال صحبت نہ کرنے کے عرصہ مین مرد سے یا دائم المریض کی عورت سے نرہا جاوے تو کسی سے نیوگ کرکے اُسکے لئے اولاد پیدا کردے - لیکن رنڈی بازی یا زناکاری کبھی نہ کرین ستیارتھ صفحہ ۱۵۱ -

ایک مرد یا ایک عورت کو جس قدر اولاد کی اپنے لئے یا دوسرے کیلئے حاصل کرنے کی بذریعہ نیوگ اجازت ہے - وہ ٹوٹل پورا ہوچکا - اب مرد ہو یا عورت اس سے پھر رکا نہین جاتا - مگر نیوگ سے اولاد حاصل کرنے کا ٹوٹل پورا ہوچکا - اب کرے تو کیا - کیونکہ نیوگ کی اب اجازت نہین - کیونکہ نیوگ محض اولاد کی خاطر ہوا - جو مقرر تعداد کو پورا کرچکا - بتاؤ اب وہ شادی کرے

یا زناکاری کرے؟ مگر اگر بیاہا خاوند دھرم کی غرض سے غیر ملک مین گیا ہو۔ تو بیاہی عورت آٹھ برس۔ اور اگر علم اور نیکنامی کیلئے گیا ہو تو چھ برس اور دولت وغیرہ بھوگ کے لئے گیا ہو تو تین برس تک انتظار کر کے پھر نیوگ کر کے اولاد پیدا کر لے ستیارتھ صفحہ ۱۴۵۔

دیانندجی یہ بھی بیان کرتے ہین۔ کہ الہام مین کسی کی رورعایت نہ ہونی چاہئیے ایک عورت کو تو آٹھ سال انتظار کرنیکا حکم دوسری کو چھ سال اور تیسری کو تین سال۔ یہ کون سے قانون قدرت کے موافق ہے۔ حالانکہ فطرتی طاقت سب مین موجود ہے۔ ہان البتہ طاقت کم ہوگئی تو اُس عورت مین جو بیچاری بھوگ کی باعث لاچار ہے اور جسکا خاوند محض مزدوری کی خاطر باہر گیا ہے۔ وہ زیادہ دیر تک صبر کر سکتی ہے۔ کیونکہ بھوگ سے طاقت کمزور ہو جاتی ہے۔ اُسکو تو تین سال کی انتظار کی اجازت ہی۔ مگر دوسری عورتون کو آٹھ اور چھ سال کے بعد۔ یہ کون سا قانون قدرت ہی۔ اور کس فطرت کے مطابق ہے۔ پھر طرفہ تو یہ ہے۔ جب دیانندجی یہ بیان کرتے ہین کہ نیوگ مصیبت کا دھرم ہے۔ اور دھرم سے گرنا ہے۔ مگر تعجب کہ مرد بیچارہ تو دھرم کی خاطر پردیس گیا۔ اور عورت نے دھرم کو دریا مین پھینک کر اولاد حاصل کر لی۔ اُس مہاشہ کو پردیس مین مصیبت اوٹھانے سے کیا فائدہ حاصل ہوا۔ اس سے تو بہتر تھا۔ کہ اپنے گھر مین بے دھرم بیٹھے تو اُسکی چاہتی بیوی دوسرے کی بغلگیر تو نہ ہوتی۔ اب عورت سے اگر اولاد بھی ہوگئی ہے تو اُس پردیس مین گئے ہوئے مہاشہ کو اپنی جائداد کا مالک غیر کے نطفہ کا ضروری بنانا پڑا۔ یہ کس قانون قدرت کی موافق ہی۔ ایسا باقی دو مہاشون کا حال ہے۔ ایک تو علم کواسطے گیا تھا۔ دوسرا دولت کیواسطے گیا

تھا اُنکو مسافرت کے مصائب اُٹھا کر علم و دولت تو نصیب ہونہ ہو۔ مگر جائز وارث مقرر ہو گئے ہین۔ واہ سماجی دوستو آپ کا قانون قدرت اور آپکی علمی لیاقت اور آپکی نیوگی طاقت سے ؎

تجارت کو نکلو تو تین سال پیچھے جو لوٹو تو پوبارہ ہونگے تمھارے
مع سود تم اصل حاصل کرو گے ملے بیوی بدلے مشقت کی لڑکے
عمل اس نصیحت پہ جو جو کریگا
وہ چیلا سوامی کا پکا بنے گا

غرضیکہ یہ دیانندی دوست اسی کرشمہ نیوگ کے چمکتے ہوے نشان ہین۔ دیکھو پنڈت دیانندجی ستیارتھ صفحہ ۱۵۵ (۱۳۹)
جیسا کہ پانڈو راجہ کی عورت کنتی۔ اور مادری وغیرہ نے کیا اور جیسا ویاس جی نے۔ چترانگد۔ اور چتروبیرج۔ کے مرجانے پر اُن اپنے بھائیون کی عورتون سے نیوگ کر کے۔ امبکا امبا سے دھرت راشٹر اور انبالیکا سے پانڈو اور داسی سے رودر کو پیدا کیا ستیارتھ صفحہ ۱۵۵
حاصل مطلب یہ۔ کہ یہ دیانندی گروہ انہین بزرگون کی اولاد سے تو ہین۔ جو نیوگ کی تعلیم کے شیدا اور عامل تھے۔ ان سے کوئی دوستی کی امید رکھے تو کس بھروسہ پر۔ جنکی مذہبی تعلیم یہ۔ کہ دشمن طاقتور ہو تو فوراً صلح کر لو۔ اور اپنی طاقت کو مضبوط کر کے فوراً اس پر غلبہ کر لو۔ کیا کوئی شریف آدمی عہد شکنی کو پسند اور روا و جائز رکھتا ہے۔ ہرگز نہین۔ بلکہ خواہ کتنا ہی بُرا آدمی کیون نہ ہو۔ عہد شکنی کو ہرگز ہرگز پسند نہین کرتا۔ اگر فرض محال کسی سے عہد شکنی بھی ہو جاوے۔ تو اُسکے ظاہر ہونے پر غایت درجہ شرمندہ ہوتا۔ مگر افسوس اُس مذہبی تعلیم پر جو ہر وقت دھوکہ دہی اور فریب کو روا رکھے

اور ذرا شرم نہ کرے۔ اس کی کیا وجہ۔ صرف یہی۔ کہ جب ان کی نسب ہی ایسے۔ کہ نیوگ کی اولاد ہون تو پھر ان سے سوائے اسکے کیا امید ہو سکتی ہے مشہور ہے مثل انا‌ء یترشح بما فیہ) ہر برتن سے وہی چیز نکلتی ہی جو اُس مین ہو۔ مین اپنے اصلی مطلب سے دور جا پڑا۔ اور مین نے صرف اسی واسطے یہ تحریر کیا ہے کہ مسلمانون پر دیانندی گروہ کے مہاشہ جو بیہودہ الزام لگاتے ہین اور منہ زوریان کرتے ہین۔ اس کا باعث کیا ہے۔ وہ یہی کہ آئینے مین اپنا ہی چہرہ نظر آتا ہے۔ اب بخوبی معلوم ہو چکا۔ کہ مذہب اسلام نے ہرگز جہاد کا حکم بے وجہ نہین دیا۔ اور نہ مذہب اسلام کی یہ تعلیم ہے۔ ہان۔ یہ تعلیم ہے۔ تو وید کی۔ جو آریوں کو سوائے دنیا مین دوسرے مذہب کو دیکھنا بھی پسند نہین کرتا۔ بلکہ یہ ہدایت کرتا ہے۔ کہ دشمن کی طاقت زیادہ ہو تو فوراً صلح کر لو اور اپنی طاقت کو مضبوط کر کے اُس پر چڑھائی کرو اور عہد و پیمان کو خاک مین ملا دو۔ مگر ایک اسلام ہے جو دنیا مین یک جہتی پیدا کرتا اور پر سلوک پیدا کرتا ہے۔ اور کسی پر ظلم کرنے کی اجازت نہین دیتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ تھوڑے ہی عرصہ مین اسلام دنیا مین پھیل گیا اور پھیلتا جاتا ہے اشاعت اسلام تلوار کے زور سے ہرگز نہین ہوئی بلکہ اشاعت اسلام محض اپنی روحانی طاقت سے ہوئی ہے۔ تعلیم اسلامی کو دیکھو (۱) ولا تستوی الحسنة ولا السیئة ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک و بینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم وما یلقھا الا الذین صبروا وما یلقھا الا ذو حظ عظیم (حٰم سجدہ)

ترجمہ — برابر نہین نیکی اور نہ بدی‘ جواب مین تو کہ اس سے بہت بہتر۔ پھر تو دیکھے۔ کہ جس مین اور تجھ مین دشمنی تھی ہو جاوے۔ جیسے دوست غمخوار۔ اور یہ بات ملتی ہے۔ انہین کو۔ جو صبر

کرتے ہین۔ اور یہ بات ملتی ہے اسکو جو بڑا خوش نصیب ہے۔ ۹

ویدرؤن بالحسنۃ السیئۃ اولئک لھم عقبی الدار (رعد) جو لوگ برائی کے عوض مین بھلائی کرتے ہین اُنہی لوگون کے لئے دار آخرت ہے۔

(۳) اولئک یؤتون اجرھم مرتین بما صبروا ویدرؤن بالحسنۃ السیئۃ (قصص)
ان لوگون کو دوچندا جر ملیگا اسلئے کہ انھون نے صبر کیا اور بھلائی کرتے برائی کے بدلے۔

(۴) پھر قران مجید نے یہ بھی حکم دیا کہ بدلا لینا گو معروف یا مقتضاء عدالت ہو اور ایسا سہل بھی ہے مگر کریمانہ اخلاق کا یہی حکم ہے کہ مخالفون کی خطاؤن اور برائیون کو معاف کرو۔ اور عموماً درگذر کرو

وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ (شوریٰ)
برائی کا بدلہ برائی ویسی ہے پھر جو کوئی معاف کرے۔ اور سنوارے تو اُس کا ثواب ہے اللہ کے ذمے۔ وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ ولئن صبرتم لھو خیر للصابرین (نحل)
اگر بدلا لو تو اسی قدر بدلا لو۔ جتنی کہ تم کو تکلیف پہونچے۔ اور اگر صبر کرو تو یہ بہتر ہے صبر کرنے والون کیلئے۔ ولمن صبر وغفر ان ذالک من عزم الامور (شوریٰ) اور البتہ جس نے صبر کیا اور معاف کیا۔ بیشک یہ ہمت کا کام ہے فاعف عنھم واصفح ان اللہ یحب المحسنین (مائدہ) سو معاف کرو اور درگذر کرو اللہ بہت دوست رکھتا ہے نیکی (معاف) کرنے والی کو۔

اس جگہ زیادہ طول کا موقع نہین ورگرنہ قران مجید کی اخلاقی تعلیم کے واسطے ایک علیحدہ دفتر چاہیئے۔ قران شریف نے ہمکو اچھی طرح واضح کر دیا کہ ہماری یہ خصلت کہ ہم اپنی دشمنون سے مہربانی کرین۔ انکی برائیون سے

درگزر کرین کیون پسندیدہ ہے۔ اور ہم کیون ایسی رعائتین اور عنائتین
اپنے مخالفون سے کرین چنانچہ حکم ہے ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون
ان یغفر اللہ لکم (نور ۔ ۳۳) اور چاہیئے کہ معاف کرین اور درگزر
کرین کیا تم نہین چاہتے کہ اللہ معاف کرے تمکو۔
اس مین صاف سمجھا دیا کہ چونکہ تم اپنے گنہگارون ۔ خطا کارون۔
دشمنون اور مخالفون سے ایسا شیوہ عفو و غفران کا اختیار کروگے
تو خدا بھی تمھاری خطاؤن سے درگذر کریگا الا تحبون ان یغفر اللہ
لکم۔ کیا نہین ہین وہ لوگ جو اسلام کی پاک تعلیم پر جھوٹے تہمات اور الزامات
لگانے سے باز نہین آتے۔ اور کہتے ہین کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔
کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا بہت بڑی اور
بری بات ہے جو اپنے منھ سے نکالتے ہیں اور نہیں کہتے بلکہ بالکل جھوٹ
اسلام نے ابتدا مین کبھی جہاد کا حکم نہین دیا۔ ہان جب کفار نے
اہل اسلام کو مکہ شریف سے نکالکر مدینہ مین بھی آرام سے نہ بیٹھنے دیا
تو اسلام کی طرف سے جہاد شروع ہوا۔ جن لوگون نے مسلمانون کو تکلیف
نہین دی اُن سے جہاد کرنے کا ہرگز حکم نہیں۔ قال اللہ تعالی لا ینھکم
اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین و لم یخرجوکم من دیارکم
ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین انما ینھا
کم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم و
ظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم منکم فاولئک
ھم الظالمون (۔) اللہ تعالے تمکو منع نہین کرتا۔ ان سے جو لڑے
نہین تم سے دین پر اور نکالا نہین تمکو تمھارے گھرون سے کہ ان سے

نکرو بھلائی اور انصاف کا سلوک۔ اللہ چاہتا ہے انصاف والون کو
اللہ صرف منع کرتا ہے تمکو اُن سے جو لڑے تم سے دین پر۔ اور نکالا
تمکو تمھارے گھرون سے۔ اور مدد کی تمھارے نکالنے پر کہ اُن سے
کرو دوستی اور جو کوئی اُن سے دوستی کرے تو وہ لوگ ہین گنہگار۔
صاف ظاہر ہے کہ منافقون اور کافرون کی شرارت اور فساد کی وجہ سے
اُنکی سرزنش اور تنبیہ اور عظمت فی القول کرنے مین وہ رعایت عام دوستی
اور صلح و آشتی کی ہونی چاہیئے اور یہ سرزنش نرمی اور ملائمی کے ساتھ
کرنی چاہیئے۔ قرآن شریف مین ارشاد ہے ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ
والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن (نحل) بلا اپنے رب کی راہ
پر پکی بات سمجھا کر اور نصیحت کر کر بھلی طرح اور بحث کر اسطرح جو احسن ہو؟
اس سے ظاہر ہے کہ اسلامی جہاد محض امن اور آزادی حاصل کرنیکے لیے
تھا۔ کافرون کو اُنکے کفر کیوجہ سے قتل کرنے یا جبری اسلام قائم کرنے کیلئے
ہرگز نہین دیکھو اللہ تعالے فرماتا ہے۔ لئن لم ینتہ المنافقون والذین فی
قلوبھم مرض والمرجفون فی المدینۃ لنغرینک بھم ثم لا یجاورونک
فیھا الا قلیلا ملعونین اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا سنۃ اللہ
فی الذین خلوا من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ اگر منافق اپنی کرتوت
سے باز نہ آئے۔ اور وہ لوگ جن کے دلون مین (راہ چلتی شریف عورتون
کی چھیڑ چھاڑ کا) مرض ہے۔ اور وہ مدینہ مین جھوٹی خبرین اڑانے والے ہین
تو ہم تجھ کو ان پر اُٹھا دینگے۔ یعنے اونکا حکم دینگے۔ پھر وہ اس مین تیری
قریب زیادہ ٹھہرنے نہین پاینگے۔ ہان کہین پائے جاینگے اُنپر
پھٹکار پڑ رہی ہوگی۔ اور قتل کئے جاینگے۔ یہی اللہ کا دستور ان لوگون

ہیں بھی چلا آیا ہے جو تجھ سے پہلے تھے۔ کہ وہ شریرون اور باغیون کو
ہمیشہ قتل کا حکم ہی دیتا آیا ہے۔ اور تم قانون الٰہی مین ہرگز تبدیلی
نہ پاؤگے۔ اُن کے ساتھ بھی ویسا ہی سلوک ہوگا۔ یہی آیت ہی کہ جس
پر معترض اعتراض کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ آیت دنیا مین امن اور
امن قائم کرنے والی ہے۔ واقعی مفسد ونکو سزا دینا ضروری اور لازمی ہی
ورنہ اسلام خواہ مخواہ جہاد کی اجازت ہرگز نہین دیتا قال اللہ تعالے
قاتلوا الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین یعنے
جو لوگ تم سے لڑین اُنکے ساتھ تم بھی لڑو اور لڑنے مین زیادتی اور پہل
نکرو۔ بے شک اللہ تعالےٰ کو زیادتی کرنے والے پسند نہین ہین جب
یہ ذکر ہوچکا۔ سے تو واضح ہو۔ کہ مخالفین کی جو خام خیالی ہی کہ اسلام کی
اشاعت تلوار سے ہوئی اگر یہ بات سچ ہے۔ تو اسلام کی طرف سے تلوار
پکڑی گئی۔ صرف رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی واحد ذات یعنے
تو یہ ایک اسلامی صداقت کا جلوہ ہے۔ کہ ایک شخص نے تلوار سے تمام
ممالک کو تہ و بالا کرکے اسلام کا شیدا بنا دیا۔ کہان ایک شخص۔ کہان کل
ملک کی بت پرست اگر یہ مان لیا جاوے۔ کہ اسلام مین کچھ آدمی داخل
ہوچکے تھے۔ جبکہ جہاد کا حکم دیا۔ تو وہ قلیل آدمی کثیر گروہ سے مقابلہ مین کب
برابر آسکتے تھے۔ تو بھی الٰہی طاقت کی صداقت۔ دیگر جو چند آدمی حلقہ بگوش
اسلام ہوگئے تھے۔ وہ کسطرح ہوگئے تھے۔ میرے خیال مین اسکا پاس کا لائل
کے چند الفاظ خوب صادق آتے ہین (وھو ھذا) محمدؐ کے بزور شمشیر
مذہب پھیلانے کی نسبت بہت کچھ لکھا جاچکا ہے۔ بیشک مذہب عیسوی
کی نسبت اس امر کا فخر بدرجہا بھلا معلوم دیتا ہے۔ کہ اُس کی اشاعت

بلا جدال و قتال بذریعہ پند و واعظ بطریق ثبوت رہی ہوئی تاہم معنرا
اگر اسبات کو کسی مذہب کے صدق و کذب کی دلیل گردانا بڑی بھاری
غلطی ہے۔ بیشک شمشیر نکالو مگر یہ بتاؤ۔ کہ شمشیر لوگے کہان سے ہر ایک
مین ہر ایک نئی رائے ایک آدمی کی ہوتی ہے۔ جو قلیل ہے تاہنوز رائے
صرف ایک آدمی کے دماغ مین ہوتی ہے۔ تمام دنیا مین سے صرف ایک
آدمی اوسکا قائل ہوتا ہے۔ جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ ایک آدمی سب آدمیو نکے
بالمقابل ہے۔ تلوار اُٹھا کر اُسی کے ذریعہ اُس رائے کی اشاعت
کرنا اسے بہت فائدہ دیگا۔ سب سے پہلے تلوار (جمعیت قابل برائے چلانے) تو
حاصل کرنی چاہیئے۔ القصہ ہر ایک بات جیسا اُس سے ممکن ہوتا ہے
خود پھیل جاتی ہے۔ مذہب عیسوی کی نسبت بھی یہ ہمین کہ معلوم نہین ہوا
کہ جب اُس کو تلوار اُٹھانے کی جمعیت ایک دفعہ حاصل ہو گئی تو اُس نے
اسکو حقارت کی نگاہ سے دیکھا ہو۔

اس کے بعد تحریر کرتے ہین۔ میری رائے مین ہر ایک چیز کو اجازت ہے
کہ وعظ کیا جاوے۔ رسالہ جاری کیئے جاوین۔ جدال و قتال کیا جاوے
اور حد سے زیادہ جد وجہد کیجاوے۔ اور جو کچھ اس مین طاقت ہو اُس
کو نوک پنجون۔ دناخنون تک لگایا جاوے۔ لیکن حق یہ ہے کہ تد الیعم
اُس سے وہ چیز فتح نہ ہو سکیگی جو مغلوب ہونے کے لائق نہین ہے۔ اور اُس
کو اپنے سے افضل ہو زائل نہ کریگی الا ناقص تر کو باطل کریگی۔ لکچر صاحب موصوف
صفحہ ۲۸۔ واقعی آپ مین سچی طاقت یعنی توحید کی اشاعت اور اسلامی
صداقت موجود تھی۔ جس نے اسلام کو اسقدر جلد کل اطراف مین پھیلا دیا
کہ بڑے بڑے عقلا و فضلا حیران ہین۔ وہ کون سی چیز تھی۔ وہ روحانی

طبی کتابین

نسخہ اکسیر علم طب مین اپنی طرز کا سب سے پہلا رسالہ ہے جسمین امراض متعلقہ جسم انسان کی علامتین نہایت شرح کے ساتھہ درج کی گئی ہین۔

نسخہ اکسیر تشخیص امراض کا ایسا آلہ ہے کہ جسکے پڑہنے کے بعد ہر اردو خوان شخص بڑے بڑے امراض کی تشخیص مین کمال حاصل کر سکتا ہے۔

نسخہ اکسیر کا خاص کر ان اصحاب کو اپنے پاس رکھنا فرض ہے جو شہرون سے علیحدہ جنگلوں مین ہیں یا الخصوص خود نہ ہین یا ایسے دیہاتون مین دورہ کرتے ہیں خواہ سکونت پذیر ہون جہان نہ یونانی دوا خانہ ہو نہ انگریزی ڈسپنسری بلکہ ہال کے دیہاتی اسمین تمام امراض کے لیے نسخے ہین جو صرف نباتاتی اجزاء گہاس جیسے ایسے پہل جہاڑ جڑی بوٹی سے مرکب ہین جو جنگل میدان گہاٹ قصبہ وغیرہ ہر مقام پر بسہولیت تمام دستیاب ہوسکیں درج ہین۔

نسخہ اکسیر جن اصحاب کے پاس ہو انکو کبھی ضرورت نہین کہ وہ گل بنفشہ و برگ گاؤزبان تخم خطمی سے تملا مشی ہون نہین بلکہ صرف سبزی پہال املی کیکر آک کی جڑ ہو لکر چینی اجزاء انکو بہی کافی ہین جیسے کہ مذکورہ بالا ادویہ کا ایک نسخہ ہے۔

نسخہ اکسیر کی نسبت شاید آپ ایسا خیال فرماتے ہونگے کہ کسی معمولی حکیم کی تصنیف ہوگی ہو۔ حضرت ایسا نہین ہے بلکہ دہلی کے مشہور حکما حکیم شریف خان اور حکیم محمود خان حکیم ناصر خان حکیم وارث علیخان و حکیم کلو مرحوم چاندپوری جیسے نامور حکما کے وہ نسخجات جنکو علم سینہ کہا جائے تو بیجا نہو گا۔ نہایت شرح کیساتہہ درج کیئے گئے ہین۔ آپ یاد رہا جسکے کہ نسخہ اکسیر علم طب مین اپنی طرز کی بالکل نئی اور نادر الوجود کتاب ہے نسخہ اکسیر مین علاوہ تمامی معمولی امراض کے تحقیق النفس و ضعف آتشک جذام و برص سوزاک جریان ضعف باہ عرق النسا نامردی وغیرہ و غیرہ امراض کے نسخجات تو ایسے سریع الاثر اور مجرب الخاصیت لکھے گئے ہین کہ جو حقیقتاً اکسیر کا ہی کام دیکر

ہین آپ بہت جلد منگائیے کیونکہ اسکا پہلا ایڈیشن قریب الاختتام ہے ضخامت چہوٹی تقطیع کے ۰۰ صفحہ قیمت عہ

کنز الاسرار حکیم شریف خان مرحوم دہلوی حکیم علوی خان جو اپنے وقت کے مسیحا شمار ہوتے تھے جالینوس زمان اور مسیحا دوران کے وہ معدوم الوجود تجربات جنکو علم سینہ یا گنجینہ مخفی کے انمول گوہر کہا جائے تو بیجا نہو گا اگر آپ ملاحظہ فرمانا چاہتے ہین اور اپنے مریض العلاج احباب کو نفع کامل پہونچانا چاہتے ہین تو ایک جلد منگا لیجیے ضخامت ۲۰×۲۶ - ۱۸۰ صفحہ قیمت عہ

زنبیل جادو یا علم سمریزم کی نہایت مستند اور زبردست کتاب ہے جسکا عامل صعب امراض مین ید طولیٰ حاصل کر سکتا ہے اور بڑے بڑے امراض کو صرف توجہ سے زائل کر سکتا ہے

رسالہ قیافہ علم قیافہ کے متعلق ایک اعلیٰ کتاب ہے ۲۳ صفحہ ضخامت قیمت ۳ر

آتشک سیمکشاف یعنی عبد الغفور لوارید دہرمپال کی کتاب ترک اسلام کے جواب مین منشی نند کشور صاحب ممبر ستیارتھ دہرم سبہا نے یہ رسالہ بنا بید اسلام لکہا ہے صرف پہلے اعتراض کا جواب حجم ۲۴ صفحہ قیمتا ۲ر

صبح شہادت دہرمپال سابق عبد الغفور پنڈت لیکہرام آریہ مسافر کے ادنی اعتراضات کے جواب جو انہوں نے تشبیہات قرآن مجید پر کئیے ہین اور ان قسموں کا واقعہ کربلا سے مطابق حجم ۲۰۸ صفحہ قیمت عہ

مشایخ العلوم شرح مثنوی مولانا روم آیات قرآنی و احادیث سے نکات تصوف کو اردو مین حل کیا ہے تقطیع کلان ۲۰۰ صفحہ عہر

تمام درخواستین بنام منیجر افضل المطابع بریس مراد آباد آنا چاہئین۔

ایسٹ اینڈ ویسٹ خالق باری

آج جبکہ اردو مین انگریزی کے بیشمار الفاظ مثل عربی فارسی ۔ بہاشا کی جگہ لے چکے ہین اور آپ کو
ہر تقریر مین انگریزی الفاظ بولنا ۔ سننا ۔ اور ہر اخبار مین اردو کتب کے ضمن مین انگریزی الفاظ
پڑہنا پڑتے ہین اس ضرورت کو محسوس کر کے ہم نے ایک انگریزی خالق باری
چہاپی ہے جسمین ۱۵۰۷ اشعار ہین دو ہزار انگریزی کے الفاظ قسم وار نظم کئے ہین جنکو اٹہتے بیٹہتے
یاد کر کے خاصے انگریزی دان بن سکتے ہین تمام انگریزی الفاظ پر زیر زبر پیش دینے کے علاوہ
انگریزی مین بہی اونکا تلفظ درج کر دیا ہی تاکہ انگریزی کا صحیح تلفظ ہو سکے علاوہ انگریزی کے
جو الفاظ اشعار مین فارسی عربی ہندی ۔ ترکی وغیرہ کے آئے ہین اونکو بہی بذریعہ علامات
کے تبلا دیا ہے غرضکہ یہ کتاب انگریزی خوان بت بولنے لیکر جوان اور بڈہے اور اردو دان
اصحاب تک کو عجیب نعمت غیر مترقبہ ہے قیمت فی جلد ۶ ر نمونہ کتاب یہ ہے ۔

ویسٹ مغرب ایسٹ مشرق جانئے
ع EAST ع WEST

نارتھ وساؤتھ ہین اوتر اور دکھن
ہ ہ SOUTH NORTH

اوس کا ڈیوا اور شبنم نام ہے
ف DEV

ایوننگ ہے سانجھ یا کہ شام ہے
ف ہ EVENING

نظم نیرنگ یہ ایک بالکل نئے طرز کی کتاب ہی جسمین ۵۰۳ مصادر سمیت معہ معنی
ہین جو مثنویون قصیدون نظمون رباعیون فردون وغیرہ مین اس خوبی سے نظم کیگئی ہین
کہ طالبعلم اور نیز چہوٹے بچے انکو نہایت سہولیت کیساتھہ یاد کر سکتے ہین ہر ایک قصیدہ اور رباعی
کیساتھہ انکی بحر و تقطیع بہی درج ہے فارسی مصادر کے یاد کرنیکے واسطے عجیب کتاب ہی قیمت ۱ ر

دُرِ منتخب عموماً طلبا خصوصاً شعرا کو فروہ ہو کہ ہمنے ایک کتاب الموسوم بدر منتخب نہایت عرق ریزی و جانفشانی
سے طیار کرائی ہی جسمین ہر ایک قسم کے تمام وزن عروضی مع تمام بحور کے عام اس سے کہ وہ اصل ہون یا فروع
وبع ہین اشعار کی تقطیع کرنیکے قواعد تمثیل و تشلیہات نہایت صراحت کیساتھہ لکہی گئی ہین زیادہ تعریف فضول قیمت ۱ ر

المشتہر مفضل المطابع پریس مراد آباد